ڈائجسٹ
استقامت
مفتی اعظم ہند نمبر

ماہ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق
مئی سنہ ۱۹۸۳ء
نویں سال کا چوتھا شمارہ

مدیر اعلیٰ : ظہیر الدین قادری
مدیر معاون : محمد میکائیل ضیائی
مدیر اعزازی : قمر شاہجہانپوری
ناظم اعلیٰ : محمد سلیم قادری
تزئین و کتابت : نور آفاق الماسی قادری

قیمت مکمل نمبر
۲۰ روپے

استقامت میں
شائع شدہ تمام
مضامین حوالے
سے نقل کیے جا
سکتے ہیں۔

زر سالانہ

سادہ ڈاک	۵۰ روپے
بذریعہ رجسٹری	۸۳ روپے
ایک کاپی کی قیمت	۵ روپے

پرنٹر پبلشر : ظہیر الدین قادری
مطبوعہ : امپیریل پریس لال کنواں دہلی
ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
مینیجر استقامت ۲۲/۴۸م
مولیا بازار کانپور

اس شمارے کے شعرائے کرام

- حضور مفتی اعظم ہند
- حضرت بیکل اتساہی
- حضرت آسی پیا حسنی
- مولانا اختر شاہجہانپوری
- حضرت عقیل داناپوری
- حضرت حق کانپوری
- حضرت ترنم نعیمی
- حضرت سید حسن میاں
- مولانا اختر رضا خاں
- علامہ وجد القادری
- حضرت نسیم شاہجہانپوری
- مولانا انتخاب قدیری
- حضرت قیصر وارثی
- حضرت فیاض حسن کاوش
- حضرت سید حسنین مارہروی
- حضرت راز الہ آبادی
- مولانا میکائیل ضیائی
- حضرت انجم عرفانی
- حضرت شمس الہ آبادی
- حضرت جلیل حشمتی
- حضرت نسیم بریلوی وغیرہ

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

روضۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا پرکیف منظر

الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم

ولنبلونكم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرت وبشر الصبرين

الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه رجعون اولئك عليهم

روضۂ رضویہ

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ

بریلی شریف کا روح پرور منظر
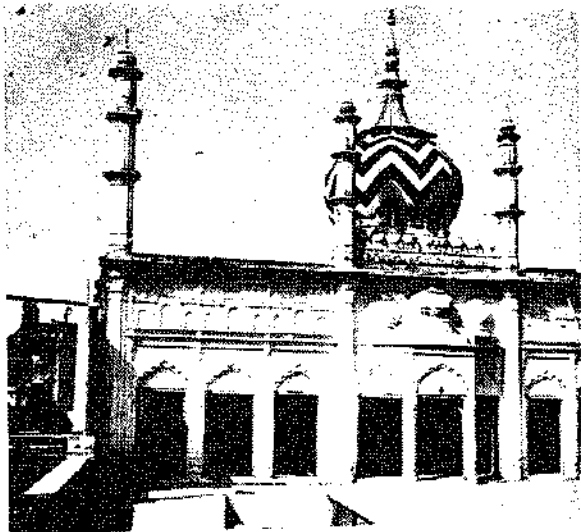
صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون صدق الله العظيم

تحدیثِ نعمت

خود ستائی کی عادت اچھی نہیں ہوتی، اپنے منہ میاں مٹھو بننے کو پسندیدہ نہیں قرار دیا جا سکتا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و احسان پر مسرت کے لیے اور پر خلوص جذبات کے ساتھ تحدیث نعمت اور شکرانِ عزت کے طور پر سچائی کے اظہار کے لئے زبان کھولنے کی سعادت سے محرومی بھی کسی قیمت پر گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے اللہ کے ایک ولی، رسول کے ایک عاشق اور محبوب محبان خدا و مصطفیٰ تاجدار ملت، فخر اہلسنت، رہبر شریعت، رہنمائے طریقت، سراپا خیر و برکت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ کرم و کرامت میں نذرانۂ عقیدت اور خراج محبت پیش کرنے کے پیش بہا شرف کی شکل میں کونین کی جو نعمت اور دارین کی جو سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے اس پر بصمیم قلب ہم احسان و شکر کا اظہار کرتے ہوئے فخر و ناز کا احساس کرتے ہیں ۔

نازاں ہیں ہم کہ آپ کے پیروں کی دھول ہیں
دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ جنت کے پھول ہیں

استقامت کی اس عظیم و ضخیم، تاریخی اور تاریخ ساز خصوصی اشاعت (مفتی اعظم ہند نمبر) کی ترتیب و تدوین، کتابت و طباعت اور ظاہری و معنوی ہر لحاظ سے اسے پیش از بیش رنگین، دیدہ زیب، جنت نگاہ اور جاذب توجہ بنانے پر ہم نے جس قدر محنت اور دولت صرف کی ہے اس کا اندازہ کرنا اہل نظر کے لئے دشوار نہیں ہے اپنے بس بھر اس کوشش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی کہ یہ نمبر ہندوستان کی صحافت کی تاریخ کا ایک مثالی

اور منفرد شخصیت کا حامل ہو بلکہ جس عظیم و جلیل ہستی کی
حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کے نورانی ذکر و تذکرہ سے اسے شرف انتساب حاصل ہے اسکے فیوض و
برکات کے حصول میں کوئی کمی نہ رہنے پائے اور اس طرح یہ نورانی مرقع عقیدتمندوں کے دیدہ و دل کو
نور و سرور سے مالا مال کر سکے اور اسے دیکھنے والا دعوے کے ساتھ کہہ سکے ؎

اس کے ہر گوشے پہ جنت کا گماں ہوتا ہے ✽ اک ذرا غور سے دیکھو کہیں جنت ہی نہ ہو

ورق الٹیے اور ملاحظہ فرمایئے کہ خونِ جگر سے معرفتِ حق کی نمود کے اسرار سے واقف وقت کی کیسی
کیسی اہم، نادر، بزرگ، باعظمت اور پُر وقار شخصیتیں اپنے علم و قلم کی زبان سے حضور مفتی اعظم ہند کی
شانِ رفیع میں کس کس طرح عقیدت کے گلہائے شاداب اور محبت کے گوہر ہائے نایاب نثار کر رہی
ہیں ان میں اولیائے کرام بھی ہیں مشائخ عظام بھی علمائے ملت بھی ہیں اور شعرائے اہلسنت بھی فضل و کمال
دین و دانش اور شعر و ادب کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے والی یہ ہستیاں کم ہی یکجا ہوتی
ہیں مگر شہزادۂ اعلیٰحضرت کی بارگاہِ نور و نکہت میں حاضری کی سعادت کے جذبہ کا فیضان ہے کہ اس
مقدس بزم میں سب کے سب ہم زبان اور رطب اللسان ہیں اور اپنے دم قدم سے استقامت کو ایک ایسی
منور اور تابناک کہکشاں بنا رہے ہیں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے عدیم المثال اور فقید النظیر ہے ؎

یہ عزت افزائی یہ راحت رسانی ـ عنایت، نوازش، کرم، مہربانی

استقامت کو ڈائجسٹ کی شکل اختیار کئے ہوئے آٹھ نو سال ہونے کو ہیں مگر ادارہ
استقامت کے قیام اور ہفت روزہ کی شکل میں استقامت کے اجراء پر پچیس سال کی مدت گزر
چکی ہے یہ انتہائی خوش نصیبی کی بات ہے کہ استقامت اپنے جشن سیمیں (سلور جبلی) کے موقع
پر ایک عارف باللہ اور مرد حق آگاہ کے دربار دُربار میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا اعزاز
حاصل کر رہا ہے اور اس وسیلہ سے بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اسے دین و
ملت کی پرخلوص خدمت کرتے ہوئے سینکڑوں ایسی جبلیاں نصیب ہوں۔ آمین بجاہ رحمۃ
اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (ادارہ)

مفتی اعظم نمبر

مثالِ ماہ روشن ہے جبیں اللہ والوں کی
خود افروزی نہیں چھپتی کہیں اللہ والوں کی

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے. لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں، ارشاد ہوا کہ وہ جنہوں نے کسی رشتہ یا آپس میں مال کی تقسیم کی لالچ کے بغیر محض اللہ کی محبت میں اپنے بھائیوں سے محبت کی ہوگی. ان کے چہرے درخشاں ہوں گے، جب سب ڈر رہے ہوں گے تو ان کیلئے کوئی ڈر نہ ہوگا اور جب سب غمزدہ ہونگے تو انکو کوئی غم نہ ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیۂ کریمہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی تلاوت فرمائی۔

(ابوداؤد شریف)

تبرکاتِ مارہرہ مقدسہ

کلام النور

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مرشد گرامی جلیل البرکت زبدۃ العارفین سلالۃ الواصلین حضور پر نور مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کو جہاں دیگر علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی وہیں وہ عربی فارسی اور اردو کے قادر الکلام شاعر بھی تھے آپ کبھی کبھی نوری تخلص فرماتے تھے۔ ذیل میں آپ کے کلام کا نادر نمونہ تبرکاً پیش کیا جا رہا ہے۔

ادارہ

وصل الفنا بجلاله حصل البقا بجماله — کرهت جميع نعاله صلوا عليه وآله

دفع البلا بجلاله رفع العلا بجماله — كملت شئون كماله صلوا عليه وآله

منع الشقا بجلاله منح الشفا بجماله — عظمت خيور نواله صلوا عليه وآله

یا رسول الله جمل حالنا — یا حبیب الله حسن قالنا

یا نبی الله هذب نفسنا — یا نبی الله اصلح بالنا

نجنا من غم هجر مهلک — غوثنا حصل لنا آمالنا

تضمین

کلام النور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(از: شیخ طریقت حضور سید نا شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمۃ)

یا منبع الکمال ویا صاحب الظفر — من فضلک الشریف لقد کرم البشر
لا تمکن النعوت کما انت اہلہا — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا راکب البراق ویا افضل البشر — من امرک المنیف لقد شقق القمر
لا یقدر المدیح کما کان شانہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا دافع البلاء ویا مانع الضرر — من حکمک القوی لقد کلم المدر
لا تدرک العقول سوی اسم وصورۃ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا سامع الدعاء ویا شافع البشر — قد جاء من دعائک یسعی لک الشجر
لا تفہم الفہوم کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا واسع العطاء ویا دافع الخطر — منشورک المنیع لقد انطق الحجر
لا تدرک العیون سنا برقک السنی — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا مرسل الالہ ویا ہادی البشر — من جودک الجمیل لقد امطر المطر
لم یدرک الاناس ولم تدرک الملک — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا صاحب الصلاۃ ویا منذر البشر — من حکمک الجلیل لقد اخمدت سقر
نورتک استنار بانوار مدحک — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی

قدس سرہٗ

وحدت عیاں ز جلوۂ شانِ محمد است

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان سے خدا کی وحدت جلوہ گر ہے

توحید کشفِ رازِ نہانِ محمد است

توحید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رازِ نہاں کی آئینہ دار ہے

دانی کہ چیست؟ رونقِ تصویرِ کائنات

کیا تم جانتے ہو کہ کائنات کے حسن و جمال کی رعنائیاں کیا چیز ہیں

حق جلوہ گر ز نام و نشانِ محمد است

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام و نشان سے ہی حق آشکارا ہے

آں جانِ جاں کہ پردہ ز روحانیاں گرفت

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی جان و جہان وہی ذات ہے

جانِ محمد است و جہانِ محمد است

جو تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ پردۂ خفا میں ہے

تنویرِ علمِ غیب بہ بہر جوہرے کجا

علم غیب کی تنویر تمام و کمال کہاں ہے

ایں شب چراغ گوہر کانِ محمد است

یہ تاریکی میں نور بکھیرنے والا ہیرا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کان کا ہے

حرفے کہ جز خدائے نگوید حدیث اوست

کوئی بات خدا کے سوا نہیں فرماتے ایسی آپ کی حدیث ہے

قرآں اگر تمام زبانِ محمد است

اگرچہ پورا قرآن ہی آپ کی زبان سے ہے

صید مشیت اندر رضا بندگانِ عشق

اے رضا عشق کے غلام مشیت ایزدی کے پابند ہیں

تقدیر ناوکے ز کمانِ محمد است

اور تقدیر (یعنی مشیت) کا تیر حضور ہی کے کمان سے چھوٹتا ہے

تبرکات

کلام نوری

(از: عارف باللہ شہزادۂ اعلیحضرت الحاج الشاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز)

پڑھوں وہ مطلع نوری ثنائے مہر انور کا ہو جس سے قلب روشن جیسے مطلع مہر محشر کا

سر عرش علا پہنچا قدم جب میرے سرور کا زبان قدسیاں پر شور تھا اللہ اکبر کا

بنا عرش بریں مسند کف پائے منور کا خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے میں صدقے جاؤں کیا کہنا مرے اچھے مقدر کا

مٹے ظلمت جہاں سے نور کا تڑکا ہو عالم میں نقاب روئے انور لے مرے خورشید اب سر کا

ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پہ روشن ہے مہ و خورشید صدقہ پاتے ہیں پیارے ترے در کا

نہ سایا روح کا ہرگز نہ سایا نور کا ہرگز تو سایا کیسا اُس جانِ جہاں کے جسم انور کا

خدا شاہد رضا کا آپ کی طالب خدا ہوگا تعالی اللہ رتبہ میرے حامی میرے یاور کا

بجھے گی شربت دیدار ہی سے تشنگی اپنی تمہاری دید کا پیاسا ہوں یوں پیاسا ہوں لب کوثر کا

کمی کچھ بھی خزانے میں تمہارے ہو نہیں سکتی تمہیں حق نے عطا فرما دیا جب چشمہ کوثر کا

جو آب و تاب دندانِ مبارک دیکھ لوں نوری
مرا بحر سخن سرچشمہ ہو خوش آب گوہر کا

مفتی اعظم کی بارگاہ پُروقار میں عقیدت کے چند پھول

ظہیر الدین قادری
مدیر اعلیٰ
استقامت

رب عظیم و جلیل کا بے حد بے شمار شکر و احسان اور نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا بے پایاں کرم و رحمت ہے کہ میری زندگی کے چند اہم، یادگار، قابل فخر اور ناقابلِ فراموش روح پرور اور ایمان افروز واقعات میں یہ اہتم بالشان اور انتہائی باعثِ ناز و افتخار واقعہ بھی شامل ہے کہ اب سے تقریباً دو سال قبل وقت کے عارف باللہ، مردِ حق آگاہ، آفتابِ شریعت، ماہتابِ طریقت تاجدارِ ملت، فخرِ اہلسنت، شہزادۂ اعلیٰحضرت، علم ظاہر کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر، علم باطن کے کوہ گراں، کشورِ علم و عرفاں کے شہنشاہ اور اقلیم دانش و حکمت کے کج کلاہ، محبوبِ محبوبِ خدا، لطف و عطا کے مصطفےٰ، سراپا جود و سخا، شہزادۂ احمد رضا حضرت الحاج الشاہ مولانا ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے درِ دولت اور بارگاہِ خیر و برکت میں حاضری کے شرف و سعادت سے سرفراز و سرخرو ہو کر حضرت موصوف کی قدم بوسی کے شرفِ عزت و عظمت سے مشرف ہوا۔

حضور پر نور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ عنا کی حیات ظاہری میں اس بارگاہ اقدس میں یہ میری آخری حاضری تھی، باوجود شدید نقاہت و علالت کے سراپا کرم و کرامت شہزادۂ اعلیٰ حضرت نے اپنی ذرہ نوازی کا مظاہرہ فرمایا، نہایت خوش روئی اور خندہ پیشانی سے سلام کا جواب کرم فرمایا، میں نے دست بوسی کی جرأت کی تو بڑی محبت سے میرے ہاتھوں کو اپنے مبارک مقدس اور نورانی ہاتھوں میں لے لیا، اظہار مدعا کے لئے میں نے زبان کھولی اور استقامت کی ترقی و فروغ اور مقبولیت و ہر دلعزیزی کے لیے دعا کی التجا کی تو اپنے مبارک ہاتھوں سے سرہانے رکھا ہوا استقامت کا تازہ شمارہ اٹھا کر فرمایا کہ استقامت کو ترقی ہمیشہ

اپنے پاس ہی رکھتا ہوں اور اس کے بعد اس خادم المخدوم کی دنیوی و اخروی فوز و فلاح اور استقامت کی کامیابی و کامرانی کے لئے جن پُرخلوص اور مؤثر نورانی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ اس پر انتہائے مسرت و شادمانی سے میرا دل بہت متاثر ہوا اور آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ میں نے محسوس کیا اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے غلط محسوس کیا کہ یہ انہیں اللہ والوں کا فیضانِ محبت اور احسانِ کرامت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب و محبوب حضرت آقائے دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دین و مسلک کی خدمت کی گراں بہا نعمت سے اس حقیر سراپا تقصیر فقیر ظہیر کو نوازا۔ بے ساختہ زبانِ حال سے نکلا

یقیں ہے علم ہے دانش ہے چشم بینا ہے
سنا ہے ذکر بزرگوں کا تم کو دیکھا ہے

آج حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود سراپا جود ہمارے درمیان نہیں ہے وہ ہماری ظاہری آنکھوں سے پردہ فرما چکے ہیں مگر میرے وجدان کا ایک ایک گوشہ اور گوشہ اس حقیقت کا شاہد عدل ہے کہ حضرت کے نورانی دعائیہ کلمات کے فیوض و برکات اور روحانی توجہات پوری طرح میرے اور ادارۂ استقامت کے ساتھ ہیں۔ غالباً نہیں بلکہ یقیناً یہی اور بالکل یہی وجہ ہے کہ جب ادارۂ استقامت نے آقائے ولیٔ نعمت "تاجدار رضا" فخر اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے دربار دُربار دیدہ و قار میں عقیدت کا نذرانہ اور محبت کا خراج پیش کرنے کا ارادہ کیا تو قدم قدم پر ان کی مرحمت فرمائیوں اور ذرہ نوازیوں نے ساتھ دیا اور آخر آج میں اس قابل ہوا کہ اپنے امکان کی حد تک جیسا بھی ہو سکا یہ عقیدت نامہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اور انتہائی عاجزی کے ساتھ عرض گزار ہوں کہ

نوری میاں کا واسطہ کر لیجئے قبول
لایا ہوں پُرخلوص عقیدت کے چند پھول

تاجدار رضا! میرا یقین ہے اور یقین ہی کا نام ایمان ہے کہ اللہ نور السمٰوات والارض کے پاک اور نیک بندوں کا چشمۂ جود و سخا اور فیوض و عطا ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ برکات کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا وہ حیات ظاہری سے زیادہ حیات معنوی میں اپنے فدائیوں، نذر کاروں، عقیدت مندوں، جاں نثاروں اور وفاداروں کو اپنی توجہات اور نوازشات سے مالا مال فرماتے رہتے ہیں۔ اسی یقین کی بنیاد پر میں یہ عرض نیاز کرنے میں حق بجانب ہوں کہ میری اس حقیر کوشش کو جو استقامت کی خصوصی اشاعت کے قالب میں ڈھل کر پیش ہے اور جسے بلاشک و شبہ آپ کے نورانی ذکر و تذکرہ نے نکہت و تابانی عطا فرما دی ہے شرف قبولیت سے نوازئے اور خدائے بزرگ و برتر کی درگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ اسے میرے اور جمیع اراکین، معاونین اور ہمدردان استقامت کے لئے سرمایۂ دارین بنائے۔ آمین بجاہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مفتی اعظم ہند

مرتب کردہ: مولانا مبین الہدیٰ نورانی خطیب یاری مسجد آزاد نگر جمشید پور

سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء — ولادت باسعادت

سنہ ۱۳۱۱ھ — بیعت و خلافت

سنہ ۱۳۱۴ھ — تسمیہ خوانی

سنہ ۱۳۱۹ھ — اعلان ولایت بزبان اعلیٰحضرت فاضل بریلوی

سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق سنہ ۱۹۰۵ء — پہلا سفر حج ہمراہ والد ماجد

سنہ ۱۳۲۸ھ — آغاز فتویٰ نویسی

سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق سنہ ۱۹۴۵ء — دوسرا سفر حج

سنہ ۱۳۹۰ھ 〃 سنہ ۱۹۷۱ء — تیسرا سفر حج

سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق سنہ ۱۹۸۱ء — وصال شریف
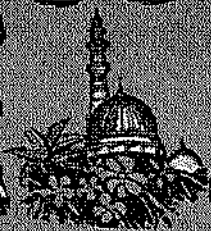
شجرۂ نسب
سعید اللہ خاں (شجاعت جنگ بہادر)
محمد اعظم خاں
حافظ کاظم علی خاں
امام العلماء رضا علی خاں
رئیس الاتقیاء نقی علی خاں
اعلیحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا
تاجدارِ اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت
حضور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ والرضوان

مفتی اعظم ہند

ایک تاریخ ساز شخصیت

برہان الملتہ حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب رضوی جبلپوری

حضور مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیحضرت مولینا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کے وصال پرملال اور دائمی داغ مفارقت نے دل بے قرار اور دماغ و طبیعت کے انتشار کو فقیر کے سارے حالات پر ایسا مسلط کر دیا ہے کہ جس وقت حضرت اقدس کا خیال آتا ہے آہ کے ساتھ آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منہ انا الی ربنا راغبون۔

مشیت پروردگار اور رضائے الٰہی پر صبر و رضا کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کے خادم آستان پر ان پر جو اکرامات اور احسانات کا فیض جاری رہا ہے اور اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس غلام آستان کو حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے برابر ہمیشہ فیوض و برکات سے نوازا اس کے چند مختصر حالات تسکین قلب کے لیے قلم بند کر رہا ہوں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے مجھ فقیر کو ہمیشہ اپنا بھائی فرمایا۔ اس بنا پر کہ اعلیحضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خادم کو اپنا روحانی بیٹا فرمایا میں نے جو زمانہ بریلی شریف میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور تعلیم علوم دین اور اکتساب فیوض و برکات ظاہری و باطنی اور روحانی حاصل کرنے کے لیے گزارا اس زمانے میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے میرا تعلق سگے بھائیوں جیسا رہا اور وہی نعمت وصال کے وقت تک رہی جس طرح اعلیحضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبلپور کے متعلق اور حضرت والد ماجد علیہ السلام شاہ محمد عبد السلام علیہ الرحمہ کے بارے میں اور اس خادم کے لیے ایک والا نامہ میں تحریر فرمایا ؂

سلیس بہر عبد السلام این سپاس
کہ از شکر خالق بود شکر ناس

وطن گرچہ آرام را در خور ست
جبل پور مارا از و خوشتر ست
نہ از خود شد او فرحت افزا مقام
کہ از عبد الاسلام عبد السلام
تو لائے اصحاب آں محترم
بر انگیختہ از وطن خاطرم
سلامت بود شاہ عبد السلام
بحق محمد علیہ السلام
الٰہی نگہدار برہانِ حق
بود دائما از وے اعلانِ حق
برائے تو دنسلِ تو دائما
بود از احد لطف زاحمد رضا

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اکثر فرماتے
میرا ایک گھر بریلی شریف میں اور دوسرا گھر جبلپور میں ہے۔ فقیر حالانکہ اس آستانہ عالیہ رضویہ کا ادنیٰ ترین خادم ہے لیکن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ہمیشہ مجھے اپنے برابر رکھا اور اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی اپنے ایک طویل قصیدہ میں جہاں اپنے شاگردوں اور خلفا کا ذکر فرمایا ہے اس خادم کا حضرت مفتی اعظم ہند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے حضور مفتی اعظم ہند کا اسم گرامی مشہور مصطفےٰ رضا خاں اور کنیت آل الرحمٰن ہے۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قصیدے کے ایک شعر میں ہم دونوں کا ذکر فرمایا۔ اور پھر شعر میں ہی نہیں بلکہ ایک ہی مصرعے میں ہمارے دونوں کے ناموں کو جمع فرما دیا جبکہ ہر شاگرد اور خلیفہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ شعر میں فرمایا ہے۔ ہمارے متعلق جو شعر ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ؎

آل الرحمٰن، برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

جن دنوں ہندوستان میں تحریک خلافت اور ہندو مسلم اتحاد اور انگریزوں کی حکومت کے خاتمہ کی تحریک زوروں پر تھی، رجب ۱۳۳۹ھ کا واقعہ ہے کہ خادم آستانہ بریلی شریف حاضر ہوا۔ اس وقت یہ عام تحریک چل رہی تھی کہ ہندوستان میں قومی حکومت قائم ہو گی اور اس سلسلے میں ایک بہت بڑا اجلاس بریلی میں زیر صدارت ابوالکلام آزاد منعقد ہوا اسی اجلاس میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی مگر اعلیٰ حضرت نے اس جلسے میں شرکت نہیں فرمائی اور اس زمانے کی چلنے والی تحریکات میں جو خلاف شرع باتیں تھیں انکے پیش نظر اس اجلاس میں ایک وفد کو ستر سوالات کے ساتھ اتمام تفہیم کے لیے روانہ فرمایا۔ جو بصورت اشتہار "اتمام حجت تامہ" شائع ہو کر اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچایا جا چکا تھا جو وفد اعلیحضرت کی جانب سے مناظرہ کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔ اسی وفد کے ساتھ فقیر بھی جلسہ گاہ میں پہنچا۔ ابوالکلام سے فقیر نے مناظرہ کے آخر میں جو سوالات کیے اس کے پاس سوائے لعنۃ اللہ علی قائلہ، لعنۃ اللہ علی قائلہ کہنے کے اور کچھ کہنے کو نہ تھا اس واقعہ کی پوری تفصیل "رودادِ مناظرہ" اور "اکرام امام احمد رضا" میں تحریر ہے۔

(داکرام امام احمد رضا مصنفہ حضرت مولینا مفتی برہان الحق صاحب دامت برکاتہم القدسیہ ترتیب و تحشیہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مرکزی مجلس رضا لاہور سے شائع ہوگئی ہے۔ محمد محمود احمد غفرلہ)

دار القضاء شرعی کا قیام

اسی موقع پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض عقیدتمند اور ذی اثر صاحب رائے حضرات کے عرض کرنے پر بریلی شریف میں دار القضا شرعی کے لیے قاضی شرع اور قاضی شرع کو شرعی احکام و اعانت کے لیے مفتی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک دن صبح قریب نو بجے اعلیحضرت مکان سے باہر تشریف لائے تخت پر ایک قالین بچھانے کا حکم فرمایا۔ ہم سب حیرت زدہ تھے کہ حضور یہ اہتمام کس لیے فرما رہے ہیں۔ پھر حضور امام اہل سنت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں آج بریلی میں دار القضاء شرعی کے قیام کی بنیاد رکھتا ہوں اور انھیں اپنی طرف بلا کر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر قالین پر انہیں بٹھا کر فرمایا میں آپ کو ہندوستان کے لیے قاضی شرع مقرر کرتا ہوں، مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے کوئی مسائل پیدا ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضی شرع ہی کر سکتا ہے وہ قاضی شرع کا اختیار آپ کے ذمہ ہے۔ پھر دعا پڑھ کر کچھ کلمات فرمائے جن کا اقرار حضرت صدر الشریعہ نے کیا۔ اس کے بعد حضور نے اس خادم برہان کو بلایا اور اپنے دست مبارک میں میرا داہنا ہاتھ لے کر اسی مسند پر حضرت صدر الشریعہ کے متصل بٹھا کر مجھ سے فرمایا میں نے تمہارے فتوے دیکھے افتاء کے لیے تمہارے دماغ کو بہت مستعد پایا ہے۔ میں تمہیں مسند افتاء پر بٹھا کر دار القضاء شرعی کے لیے مفتی مقرر کرتا ہوں اس کے بعد حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ہاتھ کو اپنے دست مبارک میں لے کر میرے پہلو میں بٹھایا اور یہی کلمات جو مجھ سے فرمائے تھے ان سے فرما کر پھر ہم دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دار القضاء شرعی کے لیے قاضی شرع مولانا امجد علی کو اور آپ دونوں کو ان کی اعانت اور فتویٰ دینے کی اجازت دیتا ہوں آج سے تم دونوں ہندوستان کے دار القضاء شرعی مرکز بریلی میں مفتی شرع کی حیثیت سے مقرر کیے جاتے ہو ہم دونوں سے کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور ہم دونوں نے اس سعادت عظیم پر سر نیاز خم کر دیا اور اٹھ کر ہم نے اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کی اعلیٰ حضرت نے دست مبارک اٹھا کر بہت دیر تک دعا فرمائی۔

حضرت صدر الشریعہ نے دوسرے ہی دن قاضی شرع کی حیثیت سے پہلی نشست کی اور وراثت کے ایک معاملہ کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے بعد میں اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر رمضان شریف کے لیے جبلپور آ گیا۔ یہاں جبلپور پہنچنے پر کچھ ایسے حالات و موانع پیدا ہوئے کہ میں رمضان المبارک کے بعد پھر بریلی شریف حاضر نہ ہو سکا ذیقعدہ کے درمیانی ایام میں میری دو بچیوں کی وفات ہو گئی اور میری اہلیہ سخت بیمار ہو گئیں جس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو تار کے ذریعہ کی گئی۔ اس وقت موسم گرما کی شدت کے باعث اعلیٰ حضرت بھوالی نینی تال میں تشریف فرما
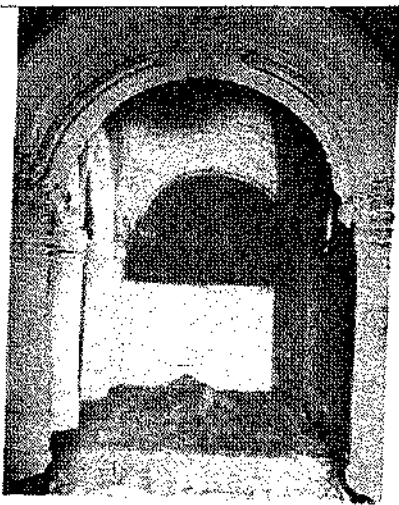
تھے وہاں سے حضرت والد ماجد کے نام والا نامہ جو تعزیت اور دعاؤں کا حامل تھا تشریف لایا۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت نے اپنی سخت علالت کے سبب اس والا نامہ کو کئی نشستوں میں تحریر کرانے کا ذکر فرمایا ہے جس کی نقل "اکرام امام احمد رضا" میں شامل ہے۔

محرم شریف ۱۳۴۰ھ میں کچھ اطمینان ہوا ہی تھا کہ والد ماجد عمید الاسلام شاہ محمد عبد السلام علیہ الرحمۃ کی طبیعت سخت علیل ہو گئی جس کے باعث پھر بریلی شریف حاضری کا موقع نہ مل سکا اور یکایک بریلی شریف سے ۲۵ صفر المظفر کو حضور اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال ذوالجلال کا تار ملا۔ تار اس وقت پہنچا جبکہ میں بھی سخت بیمار اور غفلت کی حالت میں تھا۔ اس طرح دار القضاء شرعی کی بس ایک ہی نشست کرنے کے بعد ہم کوئی اجلاس نہ کر سکے نہ ہم تینوں ایک ساتھ کسی جلسے میں شریک ہو سکے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ میں نے پورے چار سال بریلی شریف میں گزارے۔ جب میری پہلی بار بریلی شریف حاضری ہوئی اس وقت میری عمر بیس سال تھی ویسے پہلی بار بمبئی میں مجھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ اس وقت میری عمر تیرہ چودہ سال تھی۔ دوسری بار جب بریلی شریف میں نے حاضری دی اس وقت والد ماجد علیہ الرحمہ کے

مزار پر انوار سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ واقع مارہرہ مطہرہ

حضرت حمزہ شیر خدا و رسول (اعلیٰحضرت)
زینت قادریت پہ لاکھوں سلام

ہمراہ تھا اور میں اپنی تعلیم جبلپور ہی میں والد ماجد سے مکمل کر کے اعلیٰحضرت سے اکتساب فیوض و برکات روحانی اور فیضانی علم سے مستفیض ہونے کے لیے حاضر ہوا تھا اس وقت میں نے فارسی میں ایک سلام لکھا تھا جسے میں نے اپنے ہمراہ اس سفر میں جو مداح رسول منشی عبد الغفار صاحب تھے انہیں اعلیٰ حضرت کے حضور سنانے کے لیے دے دیا تھا کہ کسی موقع پر حضور میں اسے سنا دیں۔ بریلی شریف میں حاضری کے بعد جو پہلا جمعہ ملا اس میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر اعلیٰحضرت دولت خانہ پر تشریف فرما ہوئے منشی عبد الغفار صاحب نے اعلیٰحضرت سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی اور اجازت

ملنے پر انھوں نے میرا فارسی کا سلام خوش الحانی اور والہانہ انداز میں جس وقت پڑھا اس وقت حاضرین مجلس میں پچاس ساٹھ حضرات اور بھی موجود تھے اس سلام کے چند اشعار یہ ہیں ؎

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک
بیارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک

روم بسوئے تو بر ہر قدم کنم سجدہ
نوائے قلب شود سیدا سلام علیک

بجز درت نکشایم بہ ہیچ در دستم
توئیت قبلۂ حاجات ما سلام علیک

عطائک عم علی کل ذرۃ خامسط
علیٰ غنیت عطا من عطا سلام علیک

ان اشعار کو سنتے وقت اعلیٰ حضرت پر اک کیف طاری تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ادھر سامعین ہر شعر کو بار بار پڑھوا رہے تھے منشی صاحب نے جب یہ شعر پڑھا ؎

بہ احمدے کہ رضائش ہمہ رضائے خدا ست
بگو زمن بصلاۃ اے صبا سلام علیک

اس شعر پر اعلیٰ حضرت نے چشم مبارک کھول کر والد ماجد کی طرف دیکھا اور خاموش رہے اس شعر کو محفل میں بار بار پڑھنے کی خواہش کا اظہار ہوتا رہا۔ جب منشی صاحب نے مقطع کا یہ شعر پڑھا ؎

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہان
بعد ادب بشہا مرشدا سلام علیک

مقطع کے اس شعر کو سن کر اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا کیا یہ برہان میاں نے لکھا ہے۔

ماشاءاللہ آپ کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔ میں غور کر رہا تھا کہ مولینا جامی کی زمین میں یہ کس نے طبع آزمائی کی ہے۔ برہان میاں کہاں ہیں میں دار الافتاء سے باہر آ کر اعلیٰ حضرت کے حضور مؤدب دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت پڑھنے کی اجازت چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ممبر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر پڑھو حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے والہانہ انداز میں نعت شریف پیش کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آئی حضور کے جسم مبارک پر اس وقت بردیمانی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریب بلا کر وہ چادر انھیں اڑھا دی۔ فقیر آپ کو کیا پیش کرے اتنا فرما کر جس عمامہ کو زیب سر مبارک فرما کر اعلیحضرت نے جمعہ پڑھائی تھی اسے سر مبارک سے اتار کر خادم کے سر پر رکھ دیا گیا یہ بارگاہ رضویت سے میرے لیے پہلا انعام تھا جس سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضری پر فقیر کو سرفراز فرمایا گیا۔ آج تک وہ عمامہ میرے پاس تبرکات میں محفوظ ہے۔ جسے میں عید میلاد مبارک اور عید غوثیہ کے موقع پر زیب سر کرتا ہوں۔

میں بریلی شریف میں پانچ ساڑھے پانچ ماہ رہتا پھر جبلپور آ جاتا۔ اس طرح میں نے چار سال حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں گزارے اور علوم دینی ظاہری و باطنی

اور فیوض روحانی کے ساتھ ساتھ برکات و سعادات مبارکہ سے مزین ہوا اور آج وہی فیوض و برکات و سعادات فقیر کے لیے عزت افزا اور خدمت دین متین سے شرف یابی کا سبب ہیں۔

میرا بریلی شریف میں یہ چار سال کا زمانہ حضور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ اس طرح گزرا کہ اجنبی لوگ جو باہر سے آتے ہم دونوں کو حقیقی بھائی سمجھتے۔ ہم دونوں ہر وقت ساتھ کھانا کھاتے ساتھ رہتے اور اٹھتے بیٹھتے لکھتے پڑھتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ہم کسی نماز میں ساتھ شامل ہوتے تو ہمیشہ حضور مفتی اعظم اس خادم کو امامت کے لیے بڑھاتے حالانکہ فقیر ہمیشہ عذر کرتا۔

سنہ ۱۳۳۲ھ میں اعلیحضرت کو جبلپور تشریف لانے کی تکلیف دی گئی، حضرت مفتی اعظم ہند بھی پہلی بار اعلیحضرت کے ساتھ تشریف لائے اور اس کے بعد پھر متعدد بار اعلیٰ حضرت کی حیات طیبہ میں حضور مفتی اعظم جبلپور تشریف لائے ایک بار شعبان میں حضور مفتی اعظم کی تشریف آوری ہوئی اور ۲۲ر رمضان المبارک کے بعد جبلپور سے بریلی شریف مراجعت فرمائی۔ یہ آستانہ عالیہ رضویہ کے غلام خادم آستانہ پر حضور مفتی اعظم کا کرم تھا جو روز افزوں بڑھتا ہی رہا اور اس طرح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تشریف آوری اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد مبارک کی تصدیق تھی کہ جبلپور میرے وطن سے مجھے زیادہ محبوب ہے وطن میں گرچہ آرام ملتا ہے مگر جبلپور مجھے اس سے زیادہ خوشتر ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جبلپور کو اپنا دوسرا وطن فرماتے اور دوسرے لوگوں سے فرماتے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد شوال سنہ ۱۳۴۱ھ میں جب والد ماجد علیہ الرحمہ نے حج و زیارت کا ارادہ فرمایا اس وقت یہ فقیر دو دن کے لیے بریلی شریف حاضر ہوا حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم ہند مولینا مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سے اس سفر خیر کے لیے دعاؤں کا طالب ہوا اور بحمدہٖ تبارک و تعالےٰ فریضۂ حج اور دربار اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل کرکے جب ہم ربیع الاول شریف سنہ ۱۳۴۲ھ میں واپس آئے تو یہ فقیر ربیع الآخر میں بریلی شریف حاضر ہوا اور تبرکات کا تحفہ پیش کیا۔

اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کافی عرصہ کے بعد حضرت والد ماجد عبد الاسلام شاہ محمد عبد السلام علیہ الرحمۃ کے چہلم میں جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۶۲ھ میں جبلپور تشریف لائے۔ پھر تو ہر سال والد ماجد علیہ الرحمۃ کے عرس میں ۱۴ر جمادی الاولیٰ سے ایک دو یوم قبل جبلپور تشریف فرما ہوتے اور کبھی کبھی مسلسل دو دو ماہ سے زائد قیام فرماتے ایک بار جبلپور سے اجمیر شریف حضرت کے ہمرکاب میری بھی حاضری ہوئی۔ اجمیر شریف سے واپسی پر جے پور حاجی شیخ احمد حسین صاحب جوہری کی دعوت پر جانا ہوا۔

مسئلہ اذان ثانی

جے پور میں ہماری قیام گاہ کے بالکل سامنے
مسجد تھی۔ جمعہ کے دن حضور مفتی اعظم ہند سے نماز جمعہ
پڑھانے کے درخواست کی گئی حضور نے یہ خدمت
خادم کو تفویض فرمائی۔ جب جمعہ کا وقت آیا۔ اذان
ہوئی ہم نے مسجد جانے کی تیاری کی مگر حضرت میرے
ساتھ جانے کے لیے تیار نہ ہوئے میں نے حضور سے
مسجد چلنے کے لیے عرض کی تو فرمایا "یہاں کی مسجد کے
لوگ بہت ضدی ہیں اذان ثانی مسجد کے اندر ہی دیتے
ہیں مسئلہ بتانے اور سمجھانے کے بعد بھی باز نہیں آتے
اور میں خلاف سنت فعل اپنے سامنے ہوتے نہیں دیکھ
سکتا جب خطبہ شروع ہو جائے گا میں آجاؤں گا"
میں نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں آج اذان
مسجد کے اندر نہ ہوگی پھر فرمایا کہ میں بہت سمجھا چکا
اور دیکھ چکا یہ لوگ ماننے والے نہیں میری دعا ہے
کہ خدا کرے کہ یہ آج آپ کے سمجھانے اور مسئلہ کی
وضاحت سے مان جائیں۔ خدا انہیں اس کی توفیق و
ہدایت عطا فرمائے۔ میں تنہا مسجد میں حاضر ہوا۔ ادائے
سنت کے بعد مجھ سے خطبے کے لیے کہا گیا۔ میں ممبر پر
بیٹھ گیا مؤذن نے بالکل ممبر کے قریب کھڑے ہو کر
اذان دینے کا ارادہ کیا میں نے مؤذن کو روک کر
حاضرین مسجد کو مطلع کر کے اذان سے متعلق شرعی
حکم سنایا کہ اذان مسجد کے اندر دینا مکروہ تحریمی ہے
اذان کا مقصد اعلان عام ہے خطیب کے سامنے ممبر
کے قریب مسجد کے اندر اذان دینے سے وہ مقصد حاصل
نہیں ہوتا جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے۔ اسی مقصد
کے لیے اذان خطبہ بھی خارج مسجد دینے کا حکم دیا گیا
ہے۔ یہ خلاف سنت کوئی کام نہ کروں گا کہ میں منبر پر
رہوں اور اذان خطبہ میرے سامنے منبر کے قریب مسجد
کے اندر دی جائے۔ میں خطبہ اور نماز جمعہ اسی وقت
پڑھاؤں گا جب اذان خارج مسجد خطیب کے سامنے
ہو۔ اور نماز جمعہ کے بعد آپ تمام حضرات مسجد ہی میں
موجود رہیں میں اس مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ
آپ کو سمجھا دوں گا۔ چنانچہ مؤذن نے مسجد کے باہر منبر
کے سامنے اذان خطبہ دی۔ جب مسجد کے باہر اذان خطبہ
ہو چکی تو قیام گاہ میں حضرت کو معلوم ہوا کہ آج تو
اذان مسجد کے باہر ہوئی ہے اس پر حضرت نے بڑے
جذبہ مسرت کے اظہار کے ساتھ ارشاد فرمایا الحمد للہ
آج تو اذان خارج مسجد ہو رہی ہے۔ عرفان میاں نے
صحیح کہا تھا کہ آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی اور حضور
فوراً مسجد تشریف لے آئے۔ نماز جمعہ کے بعد میں نے
مسئلہ اذان ثانی کو بہت واضح طور پر سمجھایا آخر متولی
مولوی صاحب نے اقرار کر لیا اور اعلان کیا کہ اذان
اذان خطبہ بھی ہمیشہ اسی مسجد میں خارج مسجد دی جا
یا کرے گی اور اس امر کا صداقت کے ساتھ اعتراف کیا
کہ حضور مفتی اعظم کی بات ہم لوگوں نے نہیں مانی تھی
کا ہمیں افسوس ہے اور اس کے لیے توبہ کا اعلان کرتے ہیں
جاری مسجد و تبارک و تعالے حضور کی دعاؤں کی برکت
سے آج بھی وہاں اذان خارج مسجد ہی ہوتی ہے۔
نماز جمعہ سے واپسی پر قیام گاہ میں خادم کو اس کا صلہ
یہ حضور نے بہت بہت دعاؤں سے سرفراز فرمایا ہے

عرض کیا کہ یہ سب حضور کی دعاؤں کی برکت کا ہی فیض ہے۔

مسلم پرسنل لا

شریمتی اندرا گاندھی کے سابقہ دورِ حکومت میں مسلم پرسنل لا میں ترمیم و تحریف اور تبدیلی کا بل پیش ہوا۔ فقیر نے اس کے خلاف فوری طور پر احتجاجاً ایک مراسلہ حکومت ہند کو بھیجا جس میں مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی ترمیم یا تحریف کو مسلمانوں کی جانب سے ناقابلِ قبول قرار دیا اور اس کے لیے قانونی شرعی پہلوؤں کو اس مراسلے میں تحریر کیا گیا۔

اس کے بعد ہندوستان کے اربابِ فکر و دانش نے علمائے کرام کی زیرِ قیادت بمبئی میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا جس میں ملک کے ہر عقیدہ اور مکتبۂ فکر کے علماء کو دعوتِ شرکت دی گئی۔ فقیر کے نام بھی دعوت نامہ آیا مگر فقیر نے اس مخلوط جلسے میں شرکت سے معذرت نامہ بھیج دیا۔

حضور مفتی اعظم ہند انہی دنوں بالاگھاٹ تشریف لائے ہوئے تھے اور فقیر زادہ محمد محمود احمد حضور کی خدمت اقدس میں شرف زیارت و فیوض برکات کے
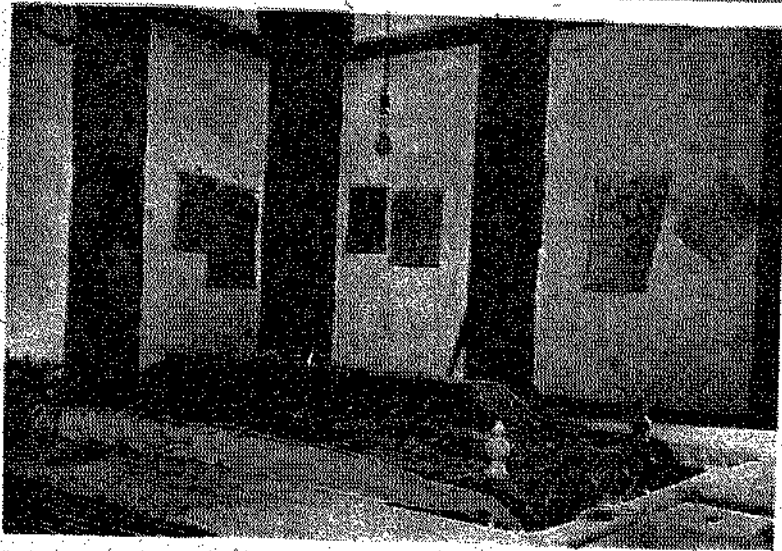
شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کا اندرونی منظر (پیلی بھیت شریف)

حصول کے لیے حاضر ہوا حضرت والا نے محمود میاں سے پرسنل لا اور اس کے اجتماع میں میری شرکت کے بارے میں دریافت کیا اور نعیرزادہ نے میری شرکت سے معذرت اور اس کے اسباب حضور کے سامنے عرض کیے اور اپنے طور پر جو کچھ بھی کارروائی کی جا رہی تھی اس کا بھی تذکرہ کر دیا حضور نے سارے معروضات سننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "برہان میاں سے جا کر کہو کہ ہرگز ہرگز اس جلسے میں شرکت سے انکار نہ کریں اور چونکہ اس سلسلے میں سب سے پہلے انہیں کا احتجاج اور اقدام ہے اور احتجاج بھی ایک یاقوت احتجاج ہے اس لیے انہیں اپنا کام جاری رکھنا اور اسے آگے بڑھانا ہے مخلوط اجتماع اور غیروں کے زیر اہتمام وصدارت یہ جلسہ ہونے کے باعث انہوں نے جو معذرت کی اور شرکت سے احتراز فرمایا ہے اسے ترک فرما دیں اور ضرور ضرور شرکت فرمائیں" ادھر بمبئی سے مدعوئین جلسہ برابر مراسلات و فون سے مجھ سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھے کہ میں ضرور ضرور ہر حالت میں جلسے میں شرکت کروں۔ جب نعیرزادہ محمود میاں صاحب نے بالاگھاٹ سے آکر مجھے حضرت کا پیغام و حکم سنایا تو میں نے حضرت اقدس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کے اشارات و ہدایات پر شرکت کا ارادہ کر لیا۔

جلسے میں شرکت کے لیے میں بمبئی پہنچا مگر منتظمین جلسہ کا مہمان نہ ہوا اور اپنے ایک برادر طریقت خلیل احمد صاحب کے یہاں میں نے قیام کیا جلسے میں بہت زبردست اجتماع تھا تقریباً دو لاکھ افراد کا مجمع تھا میرے پہنچنے سے پہلے جن مولویوں کی تقریریں ہوئیں ان کے فوٹو بھی لیے گئے اور دوران تقریر تالیوں کی گڑگڑاہٹ اور گونج بھی اٹھتی رہی جب تقریر کے لیے فقیر کے نام کا اعلان ہوا اور فقیر مائک کے سامنے پہنچا تو فوٹوگرافر سامنے آئے۔ میں نے نہایت بلند آواز سے زور اور سختی کے ساتھ منع کیا کہ یہ جلسۂ اسلامی ہے مسلمانوں کا ہے فوٹو کھینچنا حرام ہے ہرگز ہرگز کوئی فوٹو نہ لیا جائے۔ جب میں نے تقریر شروع کی اور اسلام کے قانون کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا تو حسب معمول مجمع نے تالیاں بجائیں میں نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کو کہا کہ یہ ایک اسلامی اجتماع ہے یہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں کہ آپ لوگ تالیاں بجا رہے ہیں آپ لوگوں کو شرم آنی چاہیے اگر آپ کو کوئی بات پسند آتی ہے اور آپ کے جذبات کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے تو آپ اس کی تائید میں نعرۂ تکبیر بلند کیجیے اور اس کا استقبال نعرہ ہائے اسلامی سے کیجیے اس کے ساتھ ہی جلسے میں نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی آوازیں بلند ہونے لگیں اسی تقریر میں میں نے واضح کیا کہ مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا قرآنی شرعی اسلامی قانون ہے جس میں ایک حرف کی نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کی تحریف و تبدیلی ہی کی جا سکتی ہے۔ قرآن عظیم کے حکم کے مطابق اس میں کسی قسم کی ترمیم تحریف یا تبدیلی کرنا تو درکنار اس قسم کا کوئی ارادہ کرنا اور اس کا اظہار کرنا ہی کفر ہے قرآن عظیم کا ارشاد ہے ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الکٰفرون۔ جو بھی اللہ کے حکم کو نہ مانے وہ کھلے کافروں میں سے ہے اور بھی

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ ان الحکم الا للّٰہ اسلام کے لیے حکم دینا صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے اللہ ہی اسلام میں احکام کا مالک ہے میں نے اس سلسلے میں جن نکات کو جلسے میں پیش کیا ان سے سبھی حاضرین جلسہ بہت متاثر ہوگئے۔ اور پھر میں نے ساتھ ہی ساتھ حکومت کو بھی متنبہ کیا کہ مسلمان سر پر کفن باندھ کر حکومت کے ہر اس اقدام کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں اور ہر اس حکم کی دھجیاں اڑانے کو مستعد ہیں اور یہ طے کر چکے ہیں کہ وہ حکومت کے اس ارادہ کو کبھی بھی کامیاب نہ ہونے دیں گے کہ وہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ترمیم تحریف تبدیلی کی کوشش کرے اور حکومت چونکہ سیکولر ہے اسے اپنی سیکولرٹی کے پیش نظر مسلمانوں کے مذہبی معاشرتی اور اخلاقی احکام میں دخل دینے سے احتراز کرنا چاہیے اور ملکی قانون کے تحت شخصی و مذہبی آزادی میں حکومت کو کسی قسم کی دخل اندازی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حکومت کے پاس جو کچھ نفسا خوار نام کے مسلمان ہیں اور جو اپنی مطلب براری کے لیے پال رکھے گئے ہیں وہ صرف نام کے مسلمان ہیں وہ احکام الہٰی میں کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ یا تحریف کا ارادہ کریں اور حکومت سے درخواست کریں تو وہ جب سرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ خارج از اسلام ہیں تو ان کی بات مسلمانوں کی بات نہ ہوگی۔ اور انہیں مسلم پرسنل لا کے متعلق کچھ کہنے کا قانونی حق بھی نہیں ہے اور پھر مسلمانوں سے کہا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے مقاطعہ کریں ان سے سلام وکلام ترک کریں، بیمار پڑیں عیادت نہ کریں مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔

میں حکومت کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اعلان کیا ہے کہ اگر مسلمان چاہیں گے تو مسلم پرسنل لا میں ان کی منشا کے مطابق تبدیلی کرنے کا قانون بنایا جا سکتا ہے حکومت اور وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان کبھی بھی مسلم پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو برداشت نہ کریں گے اور جو مسلمان نہیں انہیں مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کا کوئی قانونی حق نہیں، حکومت ان کی باتوں میں ہرگز ہرگز توجہ نہ دے۔ تقریر کے فقرہ پر نعرۂ تکبیر اور نعرہ رسالت جلسے میں بلند ہوتے رہے۔

جب میں اپنی تقریر ختم کرکے جلسہ گاہ سے قیامگاہ کی طرف جانے لگا تو مولوی قاری طیب صاحب اور مولوی عتیق صاحب نے مجھے جلسے میں بیٹھنے کو کہا میں نے کہا کہ مجھے آپ نے جس لیے بلایا تھا میں اپنا اظہار خیال کر دیا اور اپنا کام کر دیا۔ اب آپ اپنا جلسہ کرتے رہیں، قاری مولوی طیب صاحب نے بڑے پرخلوص جذبات میں کہا کہ جلسے میں آپ نے جن نکات کا ذکر کیا۔ ان نکات کی طرف ہمیں شان و گمان بھی نہ تھا۔ ہمارے فہم اس کے حصول سے قاصر رہے۔ ہم اس طرف توجہ بھی نہ کر سکے آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے ہمارا جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ پھر مولوی فاخر صاحب الہ آبادی مولوی عتیق صاحب اور قاری طیب صاحب نے مجھے جلسے میں بیٹھنے کے لیے کہا۔ میں نے پھر کہا کہ میں جو کہنے آیا تھا وہ کہہ چکا کچھ سننے نہیں آیا تھا۔ اس لیے اب قیام گاہ پر جا رہا ہوں سواد دی فرقے کے پیشوا الاکم الدین
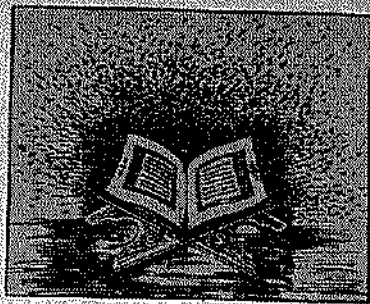
صاحب و مولوی عتیق صاحب کچھ دور تک میرے ساتھ گئے اور کہا کہ اگر آپ جلسے میں تشریف نہ لاتے اور شرکت نہ فرماتے تو جس طرح آپ کی شرکت سے اور تقریر سے ہمارا جلسہ کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے ہرگز ہرگز نہ ہوتا۔

اس جلسے میں علماء اہل سنت میں سے کسی نے بھی میرا ساتھ نہ دیا۔ جب کہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ارشاد اور حکم کے مطابق ہی شریک جلسہ ہوا تھا۔ صبح جب جلسے کی کارروائی میری تقریر کے ساتھ اخبارات میں جلی حرفوں میں شائع ہوئی تو علماء اہل سنت نے میرے لیے دعائیں کیں اور کامیابی پر مبارک باد دی۔ دوسرے دن کے جلسے میں چونکہ حضرت ارشد القادری صاحب حج زیارت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے اور بمبئی میں ہی تھے میں نے ان سے جلسے میں شرکت کرنے اور تقریر کرنے کے لیے کہا وہ فقیر کے ساتھ دوسرے دن جلسے میں تشریف لے گئے اور اپنی تقریر میں میرے بیان کی تائید و حمایت فرمائی۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو جب جلسے کی مکمل رپورٹ ملی تو انھوں نے میری کامیابی پر دعائیہ کلمات کے ساتھ مبارکباد تحریر فرما کر والا نامے سے نوازا جب میں بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور نے مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تم شریک جلسہ نہ ہوتے اور اظہار حق و اعلان حق نہ کیا ہوتا تو بڑی کمی رہ جاتی۔ تم نے اس سلسلے میں جو احتجاجی کارروائی میں پہل کی تھی اس کی تائید میں یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا اور یہ جلسہ تمہاری شرکت سے تمہارا جلسہ ہو گیا۔

الحمد للہ علی احسانہ ونوالہ وافضالہ۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والد ماجد علیہ الرحمۃ کے چہلم میں جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۷۳ھ میں کافی عرصے کے بعد جبلپور تشریف لائے پھر تو برابر ہر سال عرس رضوی عید الاسلامی کے موقعے پر عرس مبارک سے ایک دو یوم قبل تشریف لاتے اور کبھی کبھی عرس مبارک کے بعد دو دو ماہ قیام فرماتے حضور مفتی اعظم ہند کی آخری تشریف آوری دسمبر ۱۹۷۸ء میں ہوئی حاجی محمد رمضان جبلپوری حضور کو لینے کے لیے گئے سخت علالت اور کمزوری کی حالت میں حاجی صاحب اوائل دسمبر میں حضور کو بہت آرام کے ساتھ جبلپور لے آئے ساتھ میں حاجی حافظ محمد فاروق صاحب بنارسی خلیفہ حضور مفتی اعظم بھی تشریف لائے۔ جبلپور میں فقیر نے حضور کے مزاج مبارک دیکھ کر علاج شروع کیا۔ یہاں بفضلہ تبارک و تعالیٰ حضور بالکل تندرست ہو گئے۔ ۲۳ جنوری ۱۹۷۹ء کو قریب دو ماہ قیام کے بعد حضور نے ذریعہ کار براہ بنارس بریلی شریف مراجعت فرمائی۔

اسی دوران قیام کے اختتام پر مسلمانان جبلپور نے

محبی مخلصی مدیر استقامت ، سلام مسنون!

یہ جان کر حد درجہ مسرت ہوئی کہ آپ "استقامت" کا مفتی اعظم نمبر جسے آپ ایک شایانِ شان انداز سے نکالنے کا منصوبہ بنا چکے تھے اب آپ کی مساعی جمیلہ نے اسے آخری مرحلے تک پہونچا دیا ہے۔ میں نے تو آپ کے آغازِ سفر ہی کے وقت کہہ دیا تھا کہ ملی بیداری کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ اکابرین کی یادوں کو تازہ رکھا جائے۔ ان کی فکر و نظر اور کردار و عمل کو محفوظ کر کے نور و حرارت کا وافر سامان فراہم کیا جائے جو زندگی کی تاریکیوں کو دور کرے اور ہر دور میں فلاح و صلاح اور امن و سکون کی راہ دکھائے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بلاشبہ ان ہی اکابرین میں سے تھے جو دین و سنیت کو فروغ دینے کے لئے پیدا ہوتے ہیں حضرت کی پوری زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ہی ڈالیے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ خلوص و للہیت ان کی شخصیت کا طرۂ امتیاز تھا ان کا کوئی قول یا عمل میری نگاہ میں ایسا نہیں ہے جو خلوص و للہیت سے عاری ہو۔ وہ اگر ایک طرف متبحر عالم مستند اور معتبر فقیہ مختلف علوم و فنون کے ماہر اور شعر و ادب کے مزاج آشنا تھے تو دوسری جانب ریاضت و عبادت مکاشفہ و مجاہدہ اور اسرارِ باطنی کے بھی محرم تھے اور ہر میدان میں ان کے خلوص و للہیت کی جلوہ گری نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی۔ وہ ایک ایسی شمع تھے جس کے گرد لاکھوں پروانے اکتسابِ نور کی خاطر زندگیوں کو داؤں پر چڑھائے رہتے تھے۔ میرے گھرانے کے بزرگوں سے انکے دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ اس لیے متعدد بار مجھے ان کا قرب خاص حاصل تھا۔ ایسے کئی مواقع آئے جب حضرت نے تنہائی میں پا کر انشراحِ صدر کے ساتھ مجھ سے باتیں فرمائیں اور ایک موقع پر بعضوں کی نشان دہی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر دین و سنیت کے ماحول میں انتشار کا خوف و اندیشہ نہ ہوتا تو بعض لوگوں کے چہروں پر پڑی ہوئی نقابوں کو الٹ کر ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیتا۔ حضرت اپنی دھن میں کسی قدر جوش کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی ارشاد فرمائیں جنہیں میں سمجھ نہ سکا اس لئے کہ میں پہلے ہی سے اس فکر میں ڈوب گیا تھا کہ دین و سنیت سے خلوص و للہیت رکھنے والے اس معیار کے کہاں ملیں گے جن میں صبر و تحمل بھی ہو فکر و تدبر بھی اور حلم و مروت بھی۔ ادارہ استقامت لائق مبارکباد ہے کہ مفتی اعظم ہند نمبر کی اشاعت کے ذریعے ایک اہم ملی اور دینی خدمت کو انجام دے رہا ہے۔ فقیر کی دعائیں اور نیک خواہشات نمبر کی کامیابی کے لئے ہیں۔ فقط والسلام۔ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین۔

(حسان الہند بیکل اتساہی بلرام پوری)

میرے اللہ مرے گھر کو اندھیروں سے بچا
اک چراغ اور بجھا
ہاں وہی حسنِ شریعت کا چراغ
شہرِ مدینہ کی رحمت کا چراغ
چراغ غوث کا
خواجہ کا
ولایت کا چراغ
مہر و مہ جس کی ضیا دیکھ کے شرماتے تھے
بھیک اجالوں کی ستاروں کو عطا کرتی تھی
انجمِ علم و عمل در پہ کھڑے پائے گئے
ٹھوکروں میں ہیرے موتی بھی پڑے پائے گئے
وہ تنِ تنہا مگر اک پیکرِ اخلاص و محبت تھے
وہ جسے شوکتِ انوارِ رضا کہتے ہیں
محفلِ شعر و فصاحت
انجمنِ عشقِ رسولِ عربی
علم و تقویٰ کا وہ بے داغ چمکتا ہوا چاند
افقِ نور میں اب ڈوب گیا
سنّیت بے کس و لاچار و یتیم آج ہوئی

- امام احمد رضا پاک و ہند کے جلیل القدر عالم
تھے وہ بریلی میں ۱۸۵۷ء کے انقلابی دور میں پیدا
ہوئے اور ۱۹۲۱ء کے ہنگامی دور میں وہیں انتقال
کیا۔ اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی،
سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں عالمی پیمانے پر
ان کو سراہا جا رہا ہے امام احمد رضا کے معاصرین
میں رئیس الجامعہ اور اساتذہ جامعات دونوں ہی
ان سے مستفیض ہوئے اس سلسلہ میں مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ کے وائس چانسلر اور مشہور ریاضی دان ڈاکٹر
مفتی اعظم کے والد محترم
اعلیحضرت امام
احمد رضا
فاضل بریلوی
قدس سرہٗ
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پی ایچ ڈی کراچی پاکستان
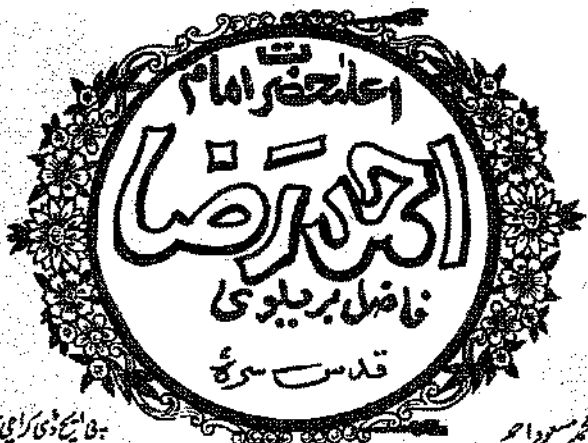
روضۂ صاحب البرکات
میں مزار پُر انوار حضور سیدی
شاہ برکت اللہ و حضور سیدی
شاہ آل احمد اچھے میاں علیہا الرحمہ

تا مرے رضا کے لیے مٹ جاؤ برے کا ہو
دیکھو میرے پتے پہ وہ اچھے میاں آیا

(اعلیحضرت)

سر ضیاء الدین احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ صدر شعبہ دینیات پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری اور اسلامیہ کالج دینجاب یونیورسٹی لاہور کے پروفیسر ریاضی اور پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی بھی قابل ذکر ہستیاں ہیں ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے ریاضی کے ایک لاینحل مسئلے کے متعلق جو امام احمد رضا سے استفسار کیا تھا اس کے چشم دید احوال سید اصغر علی شاہ دریٹائرڈ جج پاکستان) نے اپنے استاد پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے حوالے سے اس طرح بیان کئے ہیں

"مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر شعبہ دینیات بڑے جید عالم تھے۔ اور ہم سب طلبہ جناب مولانا صاحب کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ان کے بارے میں ایک واقعہ قابل تحریر یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب سے ریاضی کا ایک مسئلہ حل نہ ہو سکا اور ڈاکٹر صاحب ممدوح نے جرمنی کے سفر کا قصد کیا تاکہ وہاں جا کر اس مسئلے کا حل تلاش کریں حب مولانا سلیمان اشرف صاحب کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ بجائے جرمنی کے بریلی کا سفر اختیار کریں اور مولانا احمد رضا خان سے اس مسئلے کا حل دریافت کریں اس پر ڈاکٹر صاحب کو حیرت ہوئی لیکن مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ان کو مجبور کیا اور اپنے ساتھ بریلی لے گئے ڈاکٹر صاحب نے اپنا غیر حل شدہ مسئلہ ریاضی بیان کیا اور اسی وقت پہلی ملاقات میں وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اب تو ڈاکٹر صاحب کی حیرت مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس وقت تک مغربی تعلیم کا اثر ڈاکٹر صاحب پر بہت زیادہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ مولوی صاحبان کو تو محض عربی کی لیاقت ہوتی ہے اور دیگر مضامین کے بارے ان کی معلومات بہت گھٹیا قسم کی ہوتی ہیں کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے داڑھی رکھ لی اور پابندی سے نماز پڑھنے لگے۔

ڈاکٹر اقبال کا نذرانۂ عقیدت

ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی امام احمد رضا کے افکار و خیالات کا مطالعہ کیا تھا اور ان سے متاثر تھے چنانچہ پروفیسر سید سلیمان اشرف کے یہاں تقریباً ۱۹۳۲ء میں علی گڑھ میں ایک دعوت کے موقع پر امام احمد رضا کا ذکر نکل آیا تو ڈاکٹر اقبال نے جو کچھ کہا وہ شریک محفل ڈاکٹر عابد احمد علی کی زبانی اس طرح ہے۔

"علامہ مرحوم نے مولانا بریلوی کو خراج عقیدت و تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا میں نے ان کے فتاوی کے مطالعے سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاوی ان کی ذہانت فطانت اور جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔"

انجمن نعمانیہ کے ایک اجلاس میں ڈاکٹر محمد اقبال نے لاہور میں امام احمد رضا سے شرف نیاز بھی حاصل کیا تھا اور ان کو اپنی ایک نعت بھی سنائی تھی۔ علامہ اقبال نے امام احمد رضا کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ خود وقیع ہیں کیونکہ اقبال قانون کے طالب علم رہے۔ بیرسٹر ایٹ لاء تھے اور ماہر قانون، مگر ہندوستان کے ایک اور ماہر قانون بمبئی ہائی کورٹ کے جج پروفیسر ڈی ایف۔ ملا کے بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ پروفیسر موصوف نے جے پور کے سیکرٹری آف اسٹنٹ منسٹر کیمانات سے جسٹس عبدالسلام خان کے استفسار پر جو کچھ کہا وہ شریک محفل علامہ نور احمد قادری کی زبانی یہ ہے۔

سائنس والوں کی بے بسی

اسلامیہ کالج (پنجاب یونیورسٹی) لاہور کے پروفیسر ریاضی مولوی حاکم علی بھی امام رضا سے بے حد متاثر تھے اور امام احمد رضا سے والہانہ محبت رکھتے تھے جس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ۱۹۲۰ء میں انہوں نے جو لاہور سے رسالہ نکالا تھا اس کی پیشانی پر چند اشعار ہوتے تھے ایک یہ بھی تھا۔ "مجدد الف ثانی مجدد مائۃ حاضرہ داری" یہاں مجدد الف ثانی سے مراد شیخ احمد سرہندی ہیں اور مجدد مائۃ حاضرہ سے مراد امام احمد رضا خاں بریلوی۔ پروفیسر حاکم علی لاہور سے بریلی بھی آتے تھے اور علمی مسائل پر امام رضا سے تبادلہ خیال کرتے تھے ۱۹۲۱ء میں انہوں نے ترک موالات سے متعلق امام احمد رضا کو ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک رسالہ تحریر فرمایا چنانچہ اسلامیہ کالج کی منتظمہ کمیٹی کی پرواہ کیے بغیر پروفیسر حاکم علی نے ترک موالات کی مخالفت کی جس کی پاداش میں ان کو کالج سے معطل کیا گیا مگر جب ہنگامہ فرو ہوگیا تو ان کو دوبارہ رکھ لیا گیا۔ پروفیسر حاکم علی ریاضی اور سائنسی موضوعات پر بھی امام احمد رضا سے تبادلہ خیالات کرتے تھے امام احمد رضا کے رسائل کے مطالعے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر حاکم علی کاپرنکس کے حامی

تھے مگر امام احمد رضا اس کے مخالف پروفیسر صاحب کے ایک استفسار پر امام احمد رضا نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" اس میں امام احمد رضا نے پروفیسر صاحب کو ہدایت کی ہے کہ سائنس کو جتنے اسلامی مسائل سے اختلاف ہے ان سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے حرکت زمین کے خلاف امام احمد رضا نے ایک مستقل کتاب لکھی تھی جو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل تھی جس کا عنوان "فوز مبین در رد حرکت زمین" تھا امام احمد رضا نے اپنے موصوف کی حمایت میں جو تفصیلی اور علمی و فنی بحث کی ہے وہ سائنس دانوں کے لئے قابل توجہ ہے امام احمد رضا نے اپنے عہد کے عالمی جامعات کے ماہرین فن کی تحقیقات کو چیلنج کیا چنانچہ ہنگٹن یونیورسٹی (امریکہ) یا نیوان یونیورسٹی (اٹلی) کے ہیئت دان پروفیسر البرٹ ایف. پورٹا نے اکتوبر ۱۹۱۹ء میں ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کے لئے ایک ہولناک پیش گوئی کی جو نیویارک ٹائمز امریکہ ایکسپریس ربانکی پور انڈیا وغیرہ کے انگریزی اخباروں میں شائع ہوئی اور اس سے ایک تہلکہ مچ گیا۔ اس سلسلے میں جب امام احمد رضا سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے اپنی فنی تحقیقات کی روشنی میں اس پیش گوئی کو باطل قرار دیا چنانچہ جب ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کا دن آیا تو جو کچھ امام احمد رضا نے کہا تھا وہی سچ ثابت ہوا اور امریکی ہیئت داں کی پیش گوئی باطل ثابت ہوئی امام احمد رضا نے پروفیسر پورٹا کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے "معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین" بہر تسلیمن

یونیورسٹی (امریکہ) کے مشہور سائنس دان پروفیسر البرٹ آئن اسٹائن بھی امام احمد رضا کے معاصرین میں تھا۔ امام احمد رضا کو اس کی تحقیقات میں بھی کلام تھا جس کا اظہار انہوں نے اپنی تصنیف الکلمۃ الملھمہ (۱۹۱۹ء) میں کیا ہے۔

جامعات امام احمد رضا کی تلاش میں

یہ تو تھیں عہد امام احمد رضا کی باتیں۔ امام احمد رضا کے انتقال کے نصف صدی بعد اب پھر عالمی جامعات میں ان کا چرچا سننے میں آرہا ہے۔ مختلف جامعات کے اساتذہ نے ان کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے بعض اساتذہ نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور کئی جامعات میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہوا اور ہو رہا ہے ان میں براعظم ایشیا امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ وغیرہ کی جامعات شامل ہیں اگر عالمی جامعات کے اساتذہ کے تاثرات اور حوالوں کو جمع کیا جائے اور جو کچھ تحقیقی کام ہوا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

تمغہ فی الدنیا

خطیب مشرق حضرت
مولانا مشتاق احمد
نظامی
الہ آباد

محب محترم مولانا حافظ ظہیر الدین صاحب

سلام و رحمت

مزاج گرامی

مفتی اعظم نمبر سے متعلق نہ جانے آپ نے کتنے خطوط بھیجے، زبانی پیغامات آئے اور نجی ملاقات میں محبت کا دباؤ ڈالا میں نے ہمیشہ ہاں کہا کبھی انکار نہ کیا اور انکار کر بھی کیسے سکتا تھا، کہنے والا بھی سامنے اور جس کے لئے کہا جا رہا تھا وہ خود میرے نہاں خانۂ دل کا ایسا اجالا جس سے میری زندگی کا گوشہ گوشہ تابناک ہے۔ جو میرے دن کا سورج اور میری شب کا چراغ ہے۔ البتہ آپ کو انتظار کی ایک طویل صبر آزما زحمت اٹھانی پڑی جس کے لئے میں شرمسار اور معذرت خواہ ہوں۔

میں نے ہمیشہ آپ کی دینی خدمات کی قدر کی ہے اور آپ کے اخلاص کا دل کی گہرائیوں سے اعتراف کیا ہے۔ بالخصوص استقامت ڈائجسٹ کو سرفرازی و سربلندی دیکر آپ نے دنیائے سنیت کا سر اونچا کر دیا ہے اب آپ ہماری جماعت میں کہنہ مشق و

مجھے سمجھانے صحافی کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اگر آپ خدانخواستہ مفتی اعظم نمبر شائع کرتے تو پوری سنی برادری آپ کو اپنا مقروض سمجھتی۔ مگر آپ کے جذبۂ عقیدت نے اسے گوارا نہ کیا۔ میں پُرامید ہوں کہ زیر اشاعت نمبر ادارہ استقامت کا شاہکار تصور کیا جائے گا۔

سیدی اکرم حضرت حسن میاں صاحب قبلہ سے سلام و قدم بوسی عرض کر دیں۔ رب کریم حضرت ممدوح کو شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے۔ اب وہ ہماری جماعت میں اسلاف کی بہترین یادگار رہ گیا۔

ایک غمزدہ و شکستہ دل کا سلام قبول کیجئے۔ آپ کا جذبۂ محبت مجروح نہ ہو بس اسی تصور نے قلم اٹھانے پر مجبور کیا۔ چند سطریں حاضر ہیں اگر سپرد خاطر ہوں تو شریک اشاعت کر لیجئے تاکہ سعادت کا کوئی حصہ میرے بھی نصیبے میں آ جائے۔

خلوص کار
مشتاق نظامی

کیسی پیاری ذات ہے، کیسا پیارا نام ہے جس کے تصور سے دل کی سوئی ہوئی دھڑکنیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے روحانی ڈسپنسری دواخانے کا معالج وسیع اپنے شفیق مسکراتے چہرے کے ساتھ ہمارے سامنے بیٹھا ہے جو نیاز مندوں کی بھیڑ بھاڑ میں نسخۂ شفاء بھی مرتب کر رہا ہے اور دعائیں بھی دے رہا ہے۔ انحطاط کے پُر آشوب دور میں اب کہاں ایسے لوگ ملتے ہیں جو دن کے پیر صاحب رشد و ہدایت اور تاریکیوں کے عابد شب زندہ دار ہوں۔ آج تو ایسی مشین پیروں سے بازار گرم ہے۔ اصل پردے میں ہے اور نقل نے دوکان سجا رکھی ہے۔ بہت سے لوگوں نے سلسلۂ رشد و ہدایت کو ایک پیشہ بنا رکھا ہے اسی لئے خانقاہوں کے خلاف بہت سے دلوں میں لاوا سلگ بھی رہا ہے اور جا بجا وہی پھٹ کر آتش فشاں جیسا دھماکہ پیدا کر رہا ہے۔ آپ ہرگز ہرگز یہ تصور نہ کریں کہ میں خانقاہوں کا دشمن ہوں۔ العیاذ باللہ من ذالک۔ میں تو خود ان نیاز مندوں میں ہوں کہ خانقاہی معمولات و مراسم پر حملہ آوری اور شبخون مارنے والوں کے گلے جبڑے پھاڑ ڈالتا ہوں لیکن خطا معاف! اعراس جیسے مراسم میں بدعات و منکرات کی شمولیت کو جذبۂ محبت و افراد عقیدت کے تحت سند جواز نہیں دے سکتا۔ وقت آگیا ہے کہ جماعت کے ہوشمند اور عاقبت بیں حضرات ایسے جملہ مراسم کے خلاف جس سے مسلک داغدار ہو رہا ہے جہاد بالقلم و جہاد باللسان کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ شخصی و ذاتی خوشنودی کی خاطر ہم اسے ہرگز ہرگز برداشت نہ کریں گے کہ شرعی مسائل کے چہرے مسخ ہو جائیں۔ اور خدا ایسا منحوس دن دیکھنے کے لئے ہمیں زندہ نہ رکھے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ علماء اہلسنت نے جس عرس کو جائز کہا ہے وہ کتابوں کی سطروں میں رہ گیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ ذائع ہے یہ وقت کا بہت بڑا المیہ اور قابل توجہ مسئلہ ہے اگر سکوت اور چشم پوشی کی عمر زیادہ طویل ہو گئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں اسے لاعلاج مرض نہ قرار دے دیا جائے پھر

خطیبِ مشرق پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی کی کاوشوں کا حسین ثمرہ

گہوارۂ علم و ادب

دار العلوم غریب نواز الہ آباد

جو اپنی خدمات اور نیک نیتی کے باعث شہرت و مقبولیت کی دوڑ میں اپنے پیش رووں کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ ایسے ایک اور انفرادیت ——— تحقیقات کا نہایت مستحکم اور پائدار شجرہ ——— خدا نے چاہا تو تھوڑے ہی دنوں میں یہ ادارہ اپنی مثال آپ ہوگا۔

——— دار العلوم غریب نواز مرزا غالب روڈ الہ آباد ع۳
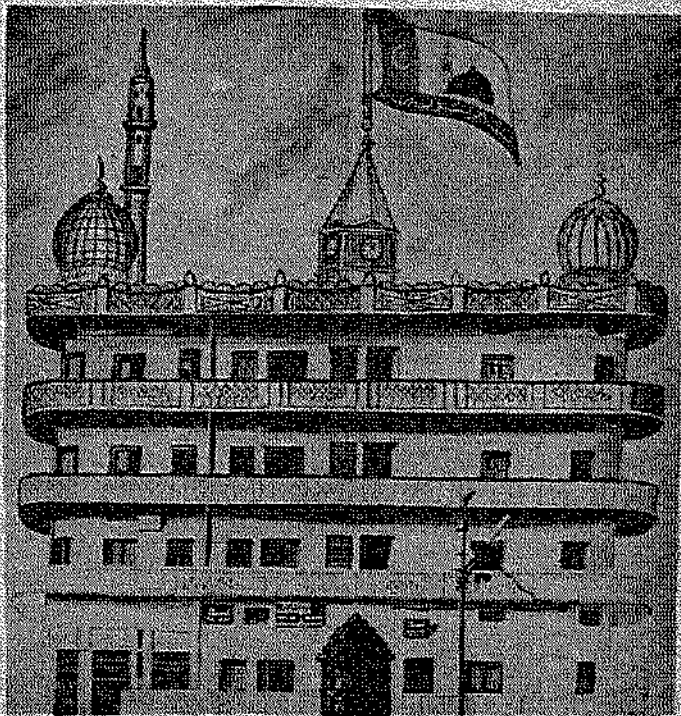
(گہوارۂ علم و ادب دار العلوم غریب نواز الہ آباد کی پر شکوہ سہ منزلہ عمارت، چوتھی منزل زیر تعمیر ہے)
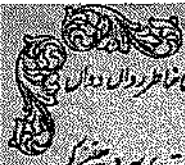
جس کے خلاف آج نہ سہی تو کل زبان بھی کھولتی ہے اور قلم بھی اٹھاتا ہے تو ایسے منحوس دن کا انتظار کیوں کر کر بیچہ آزمائی کی نوبت آئے۔ غنیمت ہے کہ آج ہی اسے خطرے کا سگنل تصور کر لیا جائے اور روک تھام کے لئے حسن تدبیر کی جو بھی موثر اور کامیاب صورتیں ہوں اسے اصلاح کا بہترین ہتھیار سمجھ کر استعمال کیا جائے۔

آفتاب ڈوبتا نہیں چھپ جاتا ہے یہی حال آفتاب ولایت کا بھی ہے۔

نہ جانے یہ ذیلی بحث کہاں سے آگئی؟ معذرت کے ساتھ میں ذہن یہ دے رہا تھا کہ شمع انجمن بجھی نہیں اگر بجھ گئی ہوتی تو یہ اجالا کیسا؟ مولانا ظہیر! آپ کہتے ہیں کچھ لکھو انصاف کا خون نہ کیجئے۔ سچ سچ بتائیے کہ لکھا جائے یا رویا جائے میں تو سانحہ ارتحال سے اب تک آنسوؤں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں۔

مفتئ اعظم ھند کا تقوی فی الدین حاصل کردہ نہیں ھے بلکہ وہ ان کا خمیر ان کا خمیر ان کی سرشت وفطرت اسی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی ھے

جب کبھی ہجر و فراق کی آگ بھڑکتی ہے، تو اشک کا سیل رواں شبنمی چھینٹا کا ذکی خاطر رواں دواں ہو جاتا ہے۔

میرے بھائی انتظام قدرت پر سر دھننے کو جی چاہتا ہے۔ آنسوؤں کے جھرنے اور آبشار تو نظر آتے ہیں مگر آج تک اس کی دریافت نہ ہو سکی کہ اس کا سوتا پھوٹتا کہاں سے اور چشمے ابلتے کہاں سے ہیں۔ یہ آنسو بھی کتنے کام کے ہیں دل کے اندر گرد جب کبھی شعلے بھڑکے آنسوؤں کا قافلہ پیادہ پا پہنچ جاتا ہے میرے بھائی ابھی تو زخم بھی ہرا ہے اور دامن بھی نم ہے بہرحال آپ کا دل نہ ٹوٹے ایک نقطۂ فکر ہے وہ سپرد قلم ہے خدا کرے ناظرین کے قلب و جگر، ذہن و فکر میں جگہ پا سکے۔

میرے اپنے خیال میں انسانی عادات و کردار اور اس کے اوصاف و محاسن کی دو قسمیں ہیں۔ بعض اوصاف و محاسن تو وہ ہوتے ہیں کہ انسان اپنی فطرت پیدا ہو ڈال کے اسے اختیار کرتا ہے گویا وہ اسکا فطری رجحان و کردار نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ غیر داخلی و خارجی اثر و قبول کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص فطری طور پر جھوٹا ہے جھوٹ اس کی سرشت میں ہے جھوٹ اس کے ضمیر و خمیر میں ہے۔ طبعی طور پر جھوٹ اس کا پسندیدہ اور محبوب ترین مشغلہ ہے ہر چند کہ وہ جانتا ہے کہ جھوٹ سماج و معاشرے کی بدترین لعنت ہے مگر وہ جھوٹ بولنے پر اپنی فطرت سے مجبور ہے۔

بعض وہ لوگ ہیں کہ عبادت کے محاسن انہیں سکھائے جاتے ہیں تب کہیں وہ سر بسجود ہوتے ہیں لیکن

مزار پر انوار حضرت سیدنا شاہ اسمٰعیل حسن حضرت سیدنا شاہ آل مصطفےٰ میاں قدس سرہا (مارہرہ شریف)

اسی انسانی آبادی میں کتنے ایسے بھی خدا ترس بندے ہیں ان سے کہا نہیں جاتا خود ان کی فطرت انہیں گڑگڑاتی اور ابھارتی ہے وہ دن کے اجالے میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اور رات کی تاریکیوں میں جذبہ خشیت الہیٰ سے اشک افشانی کرتے ہیں آہ و بکا کرتے ہیں۔ رات کی رات یاد الہیٰ کی محویت میں گزار دیتے ہیں وہ اپنے کو اس طرح بھول جاتے ہیں۔ نہ جسم پر تکان محسوس کرتے ہیں نہ بدن پر اضمحلال، ساری رات آنکھوں میں کاٹ دینے کے باوجود وہ پھر بھی کیف و لذت ہی محسوس کرتے ہیں۔

ایک شخص فطری طور پر ظالم ہے وہ دوسروں پر ظلم کرنے ہی میں راحت و لذت محسوس کرتا ہے۔ اسے عدل سمجھایا جاتا ہے اس کی اچھائیاں اور خوبیاں اُسے بتائی جاتی ہیں تو کہیں آل بہ عدل ہوتا ہے پر اس کا عدل اس کی فطرت کا تقاضا نہیں ہے بلکہ خارجی اثرات کا ثمرہ ہے۔

یہ ضرور ہے کہ بسا اوقات خارجی دباؤ و اثرات کو زیادہ قبول کر لینے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اب یہی اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے جسے ہم اور آپ علی العموم استعمال کرتے ہیں اپنی روزمرہ کی زبان میں کہ ارے صاحب یہ تو ان کی فطرت ثانیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک تو وہ فطرت ہے کہ جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے اور ایک وہ ہے جسے اس نے اپنا لیا ہے مثلاً ایک شخص منطق و فلسفہ پڑھتا ہے اس کے اصول و ضوابط کو یاد کرتا ہے متعینہ نصاب کے ورق ورق اور سطر سطر پر اس کی نگاہ ہوتی ہے کہیں اُسے محقق فلسفی کہا جاتا ہے۔ مگر ایک وہ بھی تو ہے جس نے منطق و فلسفہ کے اصول ——— ——— متعین کئے اسکی اصطلاحات وضع کیں قانون بنایا اور قوانین کو مثالوں کے سہارے سمجھایا۔

معلوم ہوا کہ اول الذکر پڑھ کر سیکھ کر معقولی ہوا ہے۔ مگر ثانی الذکر پڑھ کر معقولی نہیں ہوا۔ بلکہ قدرت نے اسے اسی فطرت پر پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی زیرکی و دانائی سے فلسفہ کے اصول مرتب کرے۔

بس کچھ ایسی ہی مثال سیدی الکریم سرکار مفتی

آئینہ حق نما
چہرۂ زیبا ترا احمد رضا
آئینہ ہے حق نما احمد رضا
غوثِ اعظم مظہرِ شاہِ رُسل
ان کا تو مظہر ہوا احمد رضا
علم تیرا بحرِ ناپید اکنار
ظلِ علمِ مرتضیٰ احمد رضا
تیرے مرشد حضرتِ آلِ رسول
ان کو تجھ پہ ناز تھا احمد رضا
اپنے برکاتی گھرانے کا چراغ
تجھ کو نوری نے کہا احمد رضا
سُنیوں پر یہ ترا احسان ہے
اپنے دامن میں لیا احمد رضا
سنیت کی آبرو دم سے ترے
اب بھی قائم ہے شہا احمد رضا
جب بھی کوئی مرحلہ آکر پڑا
تو نے عُقدہ حل کیا احمد رضا
نعرۂ شیرانہ جب گونجا ترا
قلبِ نجدی پھٹ گیا احمد رضا
نام لیوا دید کے مشتاق ہیں
کھول دے چہرہ ذرا احمد رضا
مفتیٔ اعظم ہوئے واصل بحق
ان سے راضی ہو خدا احمد رضا
تیری الفت میرے مرشد نے مجھے
دی ہے گھٹی میں پلا احمد رضا
یاد کرتا ہے تجھے تیرا حسن
اس کے حق میں کر دُعا احمد رضا
چشم و چراغ
مارہرہ
حضرت علامہ شاہ
سید حسن میاں
دامت برکاتہم القدسیہ
سجادہ نشین
آستانۂ برکاتیہ
مارہرہ مطہرہ

اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ ان کے معاصر علماء نے فقہ کو پڑھا اسے حاصل کیا۔ کلیات و جزئیات کو یاد کیا۔ قیاس کے طریقے سیکھے۔ جرح و تعدیل راجح و مرجوح، سالم و اسلم وغیرہ کے احکام دریافت کئے۔ تب کہیں انہیں مفتی اور فقیہہ کہا گیا۔ لیکن مفتی اعظم ہند کا تفقہ فی الدین صرف حاصل کردہ نہیں ہے بلکہ وہ ان کا ضمیر ان کا خمیر ان کی سرشت و فطرت اسی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی ہے۔ وہ اسی فطرت پر پیدا کئے گئے اس کو آپ یوں بھی سمجھئے کہ ہم جیسے لوگ اخلاق کو ڈھونڈتے ہیں، محاسن کو تلاش کرتے ہیں۔ اچھائیوں اور برائیوں میں خط امتیاز پیدا کرنے کے لئے ذہنی تگ و دو کرتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس سید عالم روحی فدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخلاق کو ڈھونڈتے نہیں تھے بلکہ ان کا ہر قول و عمل اخلاق کی ترازو ہوتا ہے اسی کو اخلاق کا معیار کہا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ٥

"اے مصطفیٰ آپ خلق عظیم پر پیدا کئے گئے"

معلوم ہوا کہ سید عالم کا اخلاق دوسروں سے حاصل کردہ نہیں ہے۔ بلکہ خلق عظیم ان کی سرشت و فطرت ہے بس بلاتشبیہ و تمثیل سرکار مفتی اعظم ہند کا علم فقہ عطیۂ الٰہی و فیضان ربی ہے جس کو سید عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ٥

یہی وجہ ہے کہ علماء معاصر کسی مسئلہ کے ثبوت میں دلائل کے انبار لگا دیتے۔ مگر مفتی اعظم ہند کا ایک انکار ان کے سیکڑوں دلائل پر بھاری بھر کم ہوتا۔ اس لئے کہ یہ علماء مسائل کو صرف دلائل کی عینک سے دیکھ رہے ہیں لیکن انکار کرنے والا مفتی دلائل کے علاوہ خود ضمیر کی آواز بھی رکھتا ہے اور اسکا ادراک و وجدان بھی —— جو ان دلائل پر پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوتا چونکہ وہ اسی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے مظاہر فطرت کو سمجھنا ہے تو ایک اور مثال میں سمجھئے۔ مثلاً کچھ ایسے

> **علماء معاصر کسی مسئلہ کے ثبوت میں دلائل کے انبار لگادیتے مگر مفتی اعظم ہند کا ایک انکار ان کے سیکڑوں دلائل پر بھاری بھرکم ہوتا۔**

شاعر ہوتے ہیں جن کی شاعری ان کے معلومات اور علم العروض و قوافی کے سہارے ہوتی ہے مگر کتنے ایسے شاعر ہیں جو بالکل انگوٹھا چھاپ ہوتے ہیں۔ درجہ چار سے زیادہ —— ان کی تعلیم نہیں ہوتی لیکن میدان شعر و سخن کے شہسوار سمجھے جاتے ہیں انہیں کو آپ فطری شاعر کہتے ہیں۔ اول الذکر کی شاعری علم اور عروض و قوافی اوزان و بحور کے سہارے ہوتی ہے مگر جو فطری شاعر ہوتا ہے اس کا کلام علم العروض کا رہین کرم نہیں بلکہ وہ دل کی کسک اور ترنم کے سہارے کہتا ہے جو عطیہ الٰہی ہے ایک کیفیت اور ایک وجدان

ہے اسی کو فطرت کی آواز کہا جاتا ہے۔ گویا جو دل کہتا ہے وہی لوک قلم پر آجاتا ہے۔

ان ہی جیسی بات ہے جس کے پاس علم بھی ہو اور شعر وسخن کی فطرت پر پیدا بھی کیا گیا ہو تو اسکا کلام سونے پر سہاگے کی حیثیت رکھے گا اور شعر وسخن اسکی گھٹی میں پڑا ہوگا۔ بس یہی حال سرکار مفتی اعظم ہند کا بھی ہے علم فقہ اور دوسرے جملہ دینی علوم کی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور اسی کے ساتھ ایسی فطرت پر پیدا کئے گئے کہ ان کے قول وفعل اور رفتار وگفتار کو قریب قریب فقہ کا میزان وترازو قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ اکابر علماء حضرت کے قول وفعل کو سند میں پیش کرتے چونکہ انہوں نے صرف پڑھا نہیں تھا بلکہ ایسی فطرت پر پیدا کئے گئے تھے کہ ان کا ہر قول وفعل شرعی و فقہی قانون کا آئینہ دار ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز وعدم جواز پر بہت سے علماء کی موشگافی دریافت اور دلائل وبراہین کے انبار ایک طرف اور حضرت کا انکار ایک طرف جس کا مفہوم ہے کہ کوئی شخص نہیں انکار کر رہا ہے بلکہ شرعی فطرت انکار کر رہی ہے گویا ان کی فطرت گواہی دیتی ہے کہ یہ مسئلہ شرعی اور اسلامی مزاج سے میل نہیں کھاتا۔ اسکا ذائقہ اور کہیں سے تو مل سکتا ہے جسے ایک نئی دریافت کہا جا سکتا ہے، تجدد پسندی کہا جا سکتا ہے۔ مگر یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہر نئی دریافت اسلام کے مزاج سے میل کھا جائے یہ واضح رہے کہ اس طرح کی شخصیتیں ہر دور کی پیدا وار نہیں ہیں۔ صدیاں بعد انہیں چرخ کہن دیکھتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد کچھ کم نہیں تھی، مگر سب کے درجات یکساں نہیں تھے ان کے فضائل ودرجات میں تفاوت تھا۔ ایسے صحابہ کرام جو مزاج نبوت کے آشنا ہوتے اور قریب ہوتے۔ آپ سے قریب تر ہونے کے باعث وہ احادیث کے سننے کے بعد اسی قرب کی ترازو پر تولتے کہ آیا یہ قول رسول ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ یہ مرتبہ سب کو

انہوں نے صرف پڑھا نہیں تھا بلکہ ایسی فطرت پر پیدا کئے گئے تھے کہ ان کا ہر قول وفعل شرعی وفقہی قانون کا آئینہ دار ہوتا۔

حاصل نہیں تھا۔ یہ انہیں کو حاصل تھا جن کو قرب رسول نے یہ اعزاز وافتخار بخشا تھا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ۱۴ ویں صدی کے ابو الاعلیٰ جیسے حضرات کسی حدیث پر یہ جرح نہیں کر سکتے کہ مجھے یہ توقع نہیں کہ رسول اللہ نے ایسا فرمایا ہوگا" اسے جسارت بے جا، بے راہ روی اور جہل مرکب سے تعبیر کیا جائے گا۔ کچھ یہی صورت حال سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کی ہے کہ انہوں نے علم فقہ پڑھا بھی تھا اور اس سے اکتساب فیض کیا تھا جو عرب وعجم کا امام تھا اور اسی کے ساتھ ان کی سرشت وفطرت شرعی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی تھی جس نے انہیں اپنے معاصرین میں سب سے ممتاز کر دیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا آخری مکتوب گرامی پیش کر رہا ہوں جو وفات سے صرف دو ہفتے قبل حضرت مولانا عبد السلام جبل پوری کے نام اعلیٰحضرت نے اپنے چھوٹے صاحبزادے جناب مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان نوری سے لکھوایا۔ اس خط سے اعلیٰحضرت کی زندگی کے مندرجہ ذیل پہلو نمایاں ہیں

(۱) ان کی سیرت نیکی اور خیالات پاکیزہ تھے۔

(۲) تکلیف پر صبر کرنا ان کا شعار تھا۔

(۳) شکایت کا ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالنا ان کی عادت تھی۔

(۴) محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں پر پختہ یقین رکھنا اور انہیں حرز جاں بنا لینا۔

(۵) مصیبت و پریشانی کے وقت حمد و شکر کرنا۔
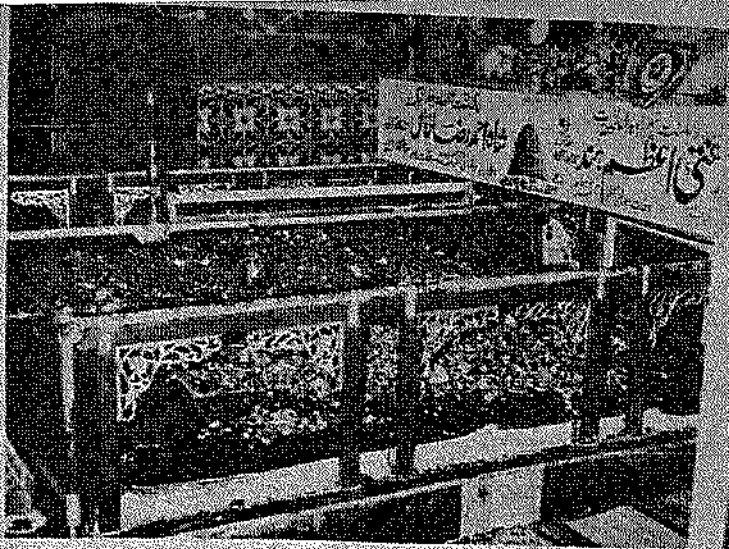
مزارات مقدسہ اعلیٰحضرت و مفتیٔ اعظم ہند علیہما الرحمہ (بریلی شریف)

(۶) شدید کمزوری کے باوجود نماز باجماعت اور کھڑے ہو کر ادا کرنا۔

(۷) دوستوں کو اپنی عیادت کے لئے تکلیف نہ دینا۔

(۸) مرنے کے لئے نہایت سکون و اطمینان سے تیاری کرنا

لیجئے آپ بھی اعلیٰ حضرت کے مکتوب سے استفادہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت بابرکت مولانا عبد السلام ادامہ السلام بالخیر و الاسلام و حضرت الاسلام آمین!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

ایک وقت میں تین واقعے ایسے نہیں کہ انسان کے پائے ثبات میں کچھ تزلزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہٖ تعالیٰ علمائے عاملین و جبال وقار و تمکین سے ہیں خط تعزیت کا فقیر نے نور عینی مولوی برہان میاں سلمہٗ کو بھی اگرچہ جناب کو حاجت نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے، ان دونوں صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل تلقین و صبر فرما دیجئے ضرور ضروری تھا کہ فقیر اس وقت تعزیتہً حاضر ہوتا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک بخیالِ فکر و ملال جناب گزارش نہ کی تھی عرض کر دی یوں بھی مناسب ہوئی کہ بفضلہٖ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب اور نور عینی برہان میاں اور سارے

سلام ظاہر و باطن ہو اس پر
جو ظاہر ہو کے باطن ہو گیا ہے
مفتئ اعظم علیہ الرحمہ
نام
نیک خواہشات کے ساتھ
حضور مفتئ اعظم ہند اور مرشدی
حضور مجاہد ملت علیہما الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں
خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں
اور ان اولیاء اللہ کے وسیلے سے ہم اپنے کاروبار
میں برکت و ترقی اور ایمان و عقیدے میں پختگی
کے متمنی ہیں
گدائے
حبیب
جمشید پور بہار
دھتکیڈیہہ
فون ۸۳۱۰۰۱
۲۶۵۲۹
GHAZI BUKSH & SONS
STEEL TRUNK MANUFACTURERS &
REGD. ORDER SUPPLIERS OF TISCO & GOVT.
WORK-SHOP & OFFICE
SHOP AREA DHATKIDIH
JAMSHEDPUR-1

مبارک گھر کو میرے سامنے ہے اس کی تعظیم کم ہے،
اس طرف فکر کی مشغول ادھر کے غم سے شاغل ہوگی
اور اس محتاج دعا کے لئے خالص قلب سے دعا
فرمائیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ میری نجات و شفاء
کے لئے کافی ہوگی۔

بھوالی میں ۹ ذی الحجہ سے چار روز مجھے شدید
بخار آیا پانچویں دن درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ درد
جگر سے متبدل ہوا، ۸ محرم کا دن اور آٹھویں شب
جیسی گزری وہاں نہ کوئی طبیب نہ کچھ دوا اوپر کی
سانس کے ساتھ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جگر کی ایک طرف
پان کے برابر موٹی ترنج کی شکل بلند ہوئی اور دوسری
طرف سے دوسری اور دونوں میں گنگیا کی طرح سے
پیچ ہوئے پھر وہیں بیٹھ گئیں اس کے ساتھ بار بار
ریاح قلب کی طرف متوجہ ہوتے معلوم ہوتے تھے۔

اس وقت اندیشہ زیادہ ہوا حدیث میں دعا
ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھی
ان پر بے شمار درود ہوں فوراً بڑی بڑی ڈکاریں
آنی شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہ تعالیٰ
وہ ریاح قلب پر سے صاف ہو گئے۔ یہ رات کے
بارہ بجے کا واقعہ ہے۔ اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم
رکھا جائے؟ میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھی
بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہٖ
تعالیٰ خفت، تین بجے کے قریب پھر جگر پر اجتماع
ریاح اور اشتداد درد ہوا میں نے پھر دعا پڑھی فوراً
دوسری اجابت اور درد میں بفضلہ تعالیٰ خفت ہوئی
چار بجے پھر ایسا ہی ہوا میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً
اجابت ہوئی اور بحمدہ تعالیٰ درد بالکل جاتا رہا...
یہ ان کا فضل ہے ان کا کرم ہے اور ایک عجیب واقعہ

استماع فرمایئے جسے میں نے طبیبوں کے سامنے ذکر
کیا اور پوچھا کہ تمہاری طب میں اس کی کوئی وجہ ہے
یا طبیبات میں کچھ پتا ہے؟ یہی جواب ملا، حاشا!
بلکہ یہ رحمت خاصہ خداوند ہے اس مرض کے ساتھ
ہی شدت کھانسی و زکام اور بلغم میں لزوجت
ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بہ دشواری جدا
ہوتا، کھانسی اس قدر شدت کی آتے جھٹکے ہوتے
اور جگر و پہلو میں درد ان کو ان جھٹکوں کی اصلا
خبر نہ ہوتی ...... ایک صاحب کے پاؤں میں
زخم ہے کھانسی آتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور
یہاں برابر کے اعضاء میں درد اور ان کو ان جھٹکوں
کی اصلا اطلاع نہیں۔

غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو
کا گوشت صحیح پیمائش سے سوا انچ گھل گیا، رانوں کا
ابتدائی حصہ اتنا رہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے
...... شدت قبض و ہیجان ریاح کا سلسلہ اب تک ہے،

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا لاری والے
میرے احباب تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے
لاری میں میرے لئے پلنگ بچھا کر لائے اور بفضلہ تعالیٰ
بہت آرام سے آنا ہوا۔ یہاں جب تک آیا ہوں اتنی
قوت باقی نہ تھی کہ عشاء سے ظہر تک کی نمازوں کو چار
آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے عصر بھی مسجد میں
ادا کی پھر بخار آگیا اور اب تک مسجد جانے کی طاقت
نہ رہی پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے اس
نے بالکل گرا دیا، نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے
اس پر سے اس پر تک بیٹھ جانا تین تین بار بہت
سے ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح
کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر

جو دشواری ہوتی ہے دل جانتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آٹھویں
دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے مکان سے مسجد تک
کرسی پر جاتے ہیں وہ تعجب ہوتا ہے کہ بیٹھ کر سنتیں
بھی بدقت تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس تکان سے
عشاء تک بدن چور رہتا ہے۔ نبض کی یہ حالت ہے
کہ ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے وہ
دو قرع کی قدر رکی رہتی ہے پھر باذنہ تعالیٰ چلنے لگتی
ہے لہٰذا بدل ناخواستہ حاضری سے معذور ہوں۔

میں نے حامد رضا خاں، مصطفےٰ رضا خاں سے
کہا تھا کہ میں نہیں جا سکتا، تم دونوں میں سے کوئی
خدمت حضرت مولانا میں حاضر ہو مگر وہ اس سخت
مخدوش حالت میں مجھے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سب حالت میں نے شکر نعمت الٰہی وطلب
دعا کے لئے لکھے ہیں میں قسم دیتا ہوں کہ جناب یا نور عینی
برادران میاں حالت موجودہ میں عبادت کے لئے ہرگز
تکلیف نہ فرمائیں وہیں سے دعا ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے
اور اگر وقت آگیا ہے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ جب
پاس کچھ فوراً حضرت مولانا کو تار دے دو کہ نماز میں
شرکت جناب فقیر کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ باعث رحمت
وبرکت ہوگی، سب احباب کو سلام اور طلب دعا والسلام
مع الاکرام۔

۸ صفر ۲ھ

مخلصان کرام حلیم صاحب وبرادران حلیم صاحب و
دادا بھائی وعبد الکریم بھائی وقاسم بھائی وامثالھم سے
بالخصوص بعد سلام طلب دعا ہے۔ یہ دو خط صبح سے
رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوایا ہاو
والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مطلع انوار

مولانا قمر شاہجہانپوری

نظر مفتیِ اعظم کی اگر ایک بار ہو جائے
قسم اللہ کی سائل کا بیڑا پار ہو جائے

یہی تعلیم ہے ریحانِ رضا اختر رضا خاں کی
جسے جینے کی حسرت ہو خدا کے یار ہو جائے

سنور جائے نصیب اس طرح مرشد کے وسیلے سے
یہاں بھی خوش ہو اور جنت کا بھی حقدار ہو جائے

یقیں کے ساتھ جو راہِ طریقت میں قدم رکھے
تو اس بندے کے اوپر آگ بھی گلزار ہو جائے

بغیرِ ذکر تیری زندگی افسردہ شعلہ ہے
سکوں مل جائے دل کو دل اگر بیدار ہو جائے

حکومت کی تمنا ہو تو وہ تیرے غلاموں کی
غلامی کے لئے جی جان سے تیار ہو جائے

تغافل کی ادا تو مصلحت ہے حسن والوں کی
نگاہِ یار کا منشا ہے دل ہشیار ہو جائے

نثارِ جلوۂ دیدار ہو جا وقت سے پہلے !!
کہیں ایسا نہ ہو دنیا تری دیوار ہو جائے

رخِ مرشد کی تصویر اس لئے دل میں بناتا ہوں
قمر نکلے تو دنیا مطلعِ انوار ہو جائے

۹ صفر ۲ھ
بقلم مصطفےٰ رضا خاں

نوٹ۔ اس خط میں سے عربی عبارت حذف کر دی گئی ہے

والا ہے۔

الغرض وہ ساری خوبیاں جو خود انسان میں نہ ہوں بلکہ کسی بڑی سوسائٹی کا فرد یا بڑے مقام کا باشندہ ہونے یا بڑے آدمی کے رشتہ ناتے کے ذریعے آدمی کو بڑا بناتی ہوں، وہ ہمارے نزدیک اضافی خوبی ہے۔

ہر چند کہ یہ خوبی انسان کی اصلی خوبی نہیں شمار کی جاتی، چنانچہ شعراء نے اس کی مذمت کی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں۔

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر
گل از خارست وابراہیم از آزر

"تم میں کوئی خوبی اور کمال ہو تو دکھاؤ، تم اپنے حسب نسب کی بڑائی نہ شمار کراؤ۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پھول کانٹوں کے ہجوم میں مسکراتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام آزر بت پرست کے گھر میں ہوئے۔"

اور حدیث پاک میں اسی پر تنقید کی گئی۔

من ابطأ به عمله لم يسرع به نسبه۔

"جس آدمی کو اس کا عمل سست کر دے اسکو اسکا خاندان آگے نہیں بڑھا سکتا" بلکہ خود قرآن عظیم میں بھی بڑائی اور بزرگی کا معیار نسب کو نہیں قرار دیا گیا، بلکہ اصلی اور ذاتی خوبیوں کو ہی کرامت کا معیار قرار دیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے۔

انا جعلنٰكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقاكم۔

"ہم نے تم کو مختلف خاندانوں میں باہمی امتیاز کے لئے اور تعارف کی خاطر بانٹا۔ اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہی جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرے۔"

مگر اضافی خوبی کی یہ ساری تنقید اسی صورت میں ہے کہ آدمی صرف اضافی خوبیوں پر ہی اتنے، ذاتی خوبیاں اس کے پاس کچھ نہ ہوں، ورنہ ذاتی خوبیوں کے ساتھ مل کر یہ اضافی خوبی بھی حسن و زیبائش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ نے آپ سے عرض کی۔

من اكرم الناس يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بزرگ کون ہے؟"

آپ نے فرمایا۔

اكرم الناس يوسف نبي الله ابن نبي الله ابن نبي الله۔

"حضرت یوسف علیہ السلام سب سے بزرگ ہیں کہ خود نبی ان کے باپ نبی ان کے دادا نبی اور پر دادا تو ابراہیم خلیل اللہ۔"

ایک دفعہ خود اپنا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

ان الله اصطفى كنانة من ولد اسماعيل واصطفى قريشا من كنانة ومن قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم۔

"اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے قبیلہ بنو کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنو کنانہ میں سے قریش کے خاندان کا انتخاب کیا۔ اور قریش میں بنو ہاشم کو اعزاز بخشا اور ان میں مجھکو نبی مصطفیٰ اور حبیب رب السماء بنایا۔"

یہ دونوں حدیثیں بہ بانگ دہل اعلان کر رہی ہیں کہ نسبی فضیلت اور خاندانی وجاہت بھی باعث مدح و ستائش اور سبب فضل و شرف ہے۔

اور ایک حدیث میں تو آپ نے خود اپنی ذات سے نسبی اور سببی علاقہ رکھنے والوں کی ایک غیر معمولی خوبی کا ذکر کیا چنانچہ ارشاد ہے۔

كل نسب و سبب ينقطع يوم القيامة الا نسبي و صهري۔

• تمام رشتے اور ناتے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے میرے رشتے اور ناتے کے علاوہ۔

اور اسی علاقے پر مباہات کرتے ہوئے حضرت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

وبنت محمد خدنی وعرسی
مسوط لحمها بدمی ولحمی

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میری ہمراز اور میری دلہن ہے۔ میرا اور انکا خون اور گوشت ایک دوسرے سے مخلوط ہو گیا ہے۔

الغرض انسان کی اضافی خوبی بھی قابل لحاظ خوبیوں میں سے ہے، جبکہ وہ ذاتی محاسن سے عاری نہ ہو۔ پھر ذاتی محاسن کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہبی (۲) کسبی۔

وہبی خوبیوں کے دائرے میں وہ محاسن آتے ہیں جن کے حصول میں خود انسان کی اپنی کد و کاوش اور جد و جہد کو اتنا دخل نہ ہو۔ جیسے رنگ و روغن کی خوشنمائی قد و قامت کی دلربائی، اعضا کی موزونیت اور شخصیت کی دلکشی، اور کسبی خوبیوں کی تو ایک لمبی فہرست ہے جنہیں ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، ہر شخص انہیں جانتا پہچانتا ہے۔

اور یہ دونوں خوبیاں فی الحقیقت ایسی ہیں جو انسان کے فضل و شرف کا معیار ہیں اور جن کی بدولت ایک کم حیثیت آدمی بھی اوج ثریا تک بلند پروازی کر سکتا ہے۔ بلکہ شہرت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچتا ہے اس میں بھی آخر الذکر کو اول الذکر پر غیر معمولی فضیلت حاصل ہے۔
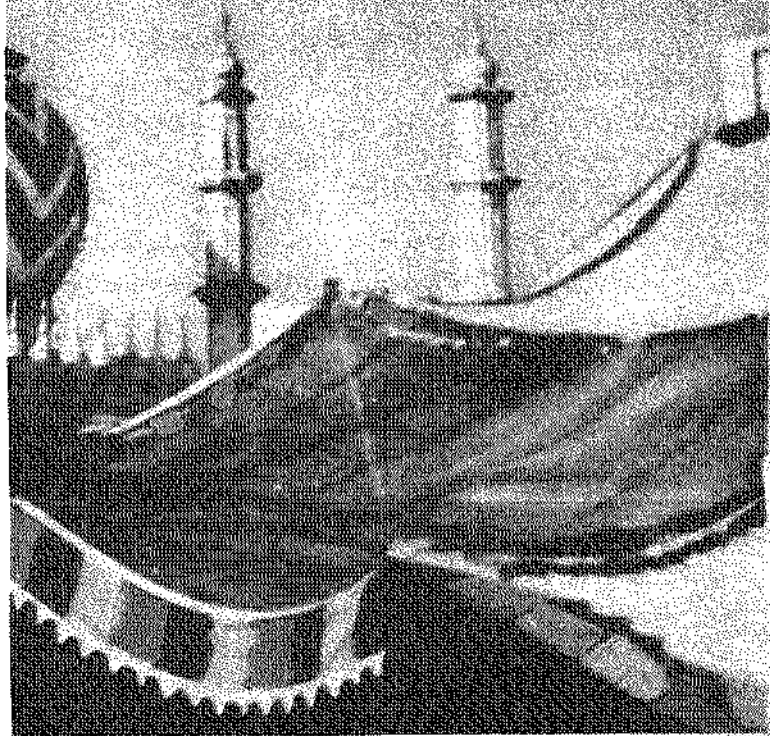
بریلی کے غیر مسلموں کی زبان میں بڑے مولانا صاحب اور پورے ہندوستان کے سنیوں کی زبان میں مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہیں غیر معمولی انسانوں میں سے ہیں، جنہیں قدرت نے اصلی اور اضافی، وہبی اور کسبی، سبھی قسم کی غیر معمولی خوبیوں سے بڑی فیاضی کے ساتھ نوازا تھا۔

اضافی خوبیاں

سب سے پہلے میں آپکی اضافی خوبیوں کا ایک شمہ بیان کرتا ہوں۔ آپ کے والد ماجد مجدد مائۃ رابعہ عشر حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہ العزیز انسانی شکل و صورت میں آیۃ من آیات اللہ (اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی) تھے۔ انہوں نے اپنی زبان کی لافانی تسخیری قوت، اپنی تحریر کا بے مثال زور اور اس کی غیر معمولی تاثیری روح اور اپنے بے کراں علم کا خزانہ عامرہ استعمال کر کے بلکہ اپنی ذات کی تمام توانائیاں نچوڑ کر، اسلام کے رخ زیبا پر جمی ہوئی صدیوں کی گرد صاف کی، جس کے نتیجے میں اسلام کا حسن فطرت نئی آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ اور اسی وجہ سے اہل حق نے آپ کو مجدد گردانا، اور اہل تشیع نے بدعتی

إن اللّٰہ تعالیٰ یبعث علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایک مجدد مبعوث فرماتا ہے جو دین کو نئی آب و تاب دیتا ہے۔"

آپ کے دادا حضرت مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقت کے امام اور اہل دل صوفیوں کے مرشد تھے صاحب تصانیف کثیرہ اور حق پرست خوش عقیدہ مسلمانوں کے سالار کارواں تھے مولوی رحمان علی صاحب اپنی کتاب تذکرہ علمائے ہند کیا فرماتے گیا۔

" ذہن ثاقب ورائے صائب داشت خدائے تعالیٰ ویرا بعقل معاد و معاش ممتاز اقران آفریدہ بود علاوہ شجاعت جبلی بصفت سخاوت و تواضع و استغنا موصوف بود و عمر گرامئیہ خود باشاعت سنت و ازالۂ بدعت بسر برد "

" آپ تیز ذہن اور درست رائے رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاد و معاش کی دانش وری میں اپنے زمانہ والوں سے ممتاز بنایا تھا۔ ان میں فطری شجاعت کے ساتھ سخاوت، تواضع اور بے نیازی بھی تھی۔ اپنی پوری عمر سنت کی حمایت اور بدعت کی نکایت میں بسر کی"

آپ کے دادا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل اور خدا رسیدہ بزرگ تھے، سالکان راہ جذب اور رہروان راہ سلوک دونوں ہی آپ کی عظمت و سیادت کے معترف تھے۔ چہرہ دیکھ کر نوشتۂ تقدیر پڑھ لیتے اور حال کے آئینے میں مستقبل کی تصویر دیکھ لیتے۔ مجدد مأتہ رابع عشر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو ولادت کے بعد آپ کی آغوش میں رکھا گیا۔ دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا، میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم دین ہوگا۔

الغرض جہاں تک آپ کے نسب کا سلسلہ تاریخ کی روشنی میں ہے۔ سلسلہ کا ہر فرد گل سرسبد اور ہار کی ہر لڑی وسط القلادہ ہے لیکن اوپر پانچویں پشت میں حضرت محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ انہوں نے بھی دولت و ثروت کو لات مار کر زہد و تقویٰ اختیار فرمایا۔ اور ایک حکمران خاندان آپ ہی کی ہمت اور اولوالعزمی سے علم و عرفان کی راہوں پر چل پڑا۔ خود یہ بھی سلطان شاہ محمد خان کے وزیر اور ان کے والد سعادت یار خان وزیر مالیات، اور دادا حضرت سعید اللہ خاں صاحب ملقب بہ شجاعت جنگ بہادر منصب شش ہزاری پر فائز تھے۔ اور یہی وہ بزرگ ہیں جو قندہار سے ہندوستان تشریف لائے۔ جن کی وجہ سے چودھویں صدی میں تجدید و احیائے دین کی دولت ہندوستان کے حصے میں آئی۔

پس آبا و اجداد کی شرافت و کرامت اگر کسی انسان کی عظمت میں چار چاند لگاتی ہو تو حضور مفتی اعظم ہند کو یہ حق پہنچتا ہے کہ کہیں۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا
جمعتنا یا جریر المجامع۔

یہ ہمارے آبائے کرام ہیں۔ اے جریر اگر قوموں کی بھیڑ میں تمہیں کوئی ان کا مثل مل سکے تو لاؤ۔

وہی خوبیاں

اس عنوان کے تحت میں سخت الجھن میں ہوں کہ قارئین پر اپنا مافی الضمیر کس طرح ظاہر کروں۔ کیونکہ قامت کی دلکشی، ناک نقشہ اور چہرہ مہرہ کی دلربائی رنگ و روغن کے حسن، اعضاء کی موزونیت، عادات و اطوار کی لطافت اور شخصیت کی دل آویزی کے بارے میں، اگر کسی جوان العمر انسان کا ذکر کیا جائے تو بات قرین قیاس ہے۔ لیکن یہاں ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جو عمر کی اسّی منزلیں طے کر چکا تھا۔ سارے بال سفید ہو گئے تھے۔ قامت کا وہ تناؤ جو جوانی

کے ساتھ مخصوص ہے ختم ہو چکا تھا اور جسم کی کھال کہیں کہیں سکڑی سی معلوم ہوتی تھی ان سب کے باوجود حال یہ تھا کہ جس راستے سے گزر جائیں، دیکھنے والوں کی بھیڑ لگ جائے جس محفل میں بیٹھ جائیں لوگ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں جس سے مصافحہ کرلیں وہ اسے اپنی سعادت تصور کرے۔

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب آپ بیمار چل رہے تھے ضعف و نقاہت کی وجہ سے آپ نے باہر کا سفر اور گھر کا دربار عام دونوں ہی موقوف کر دیا تھا، اور تھوڑی دیر کا بیٹھنا بھی آپ پر بار تھا۔ عرس رضوی کے موقع پر لوگ بڑی جد و جہد کے بعد حضرت کو سہارا دیکر تھوڑی دیر کے لئے مجلس قل میں لائے۔ اختتام قل کے بعد مصافحہ کے لئے جو انسانوں کا ریلا چلا ہے تو سنبھالنا مشکل ہو گیا، بڑی مشکل سے لائن بنائی گئی۔ مگر جو آتا مصافحہ کے بعد دست بوسی اور دست بوسی کے بعد قدم بوسی پھر قدم بوسی کے لئے جھکنے والے پر آپ کی ناگواری اس کو ہاتھ سے روکنا اور استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھنا۔ الغرض جو آتا ٹلنا نہیں چاہتا تھا۔ اور آپ کے قرب کی دولت کو نعمت ابدی تصور کرتا۔ لوگ اس درجہ خود غرض ہو گئے تھے کہ انہیں حضرت کی کمزوری اور تکلیف کا بھی مطلق خیال نہ رہ گیا تھا۔

میں نے حضرت کی غیر معمولی تکلیف کا خیال کر کے لوگوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر زبردستی حضرت کے سامنے سے ہٹانا شروع کیا، آپ نے دو ایک دفعہ ہاتھ میری طرف اٹھایا مگر میں نے مطلب نہیں سمجھا تو مولانا رحمانی میاں صاحب نے فرمایا، سختی سے لوگوں کو نہ ہٹائیے وہ بھی اپنے جذبۂ شوق سے مجبور ہیں۔ میں نے دل میں سوچا سبحان اللہ یہ لوگ حصول برکت کی دھن میں اندھے ہو گئے ہیں۔ اور اپنے اظہار شوق سے حضرت کو غیر معمولی تکلیف پہنچا رہے ہیں، یہ لوگ تو مارنے کے لائق ہیں۔ اور خود حضرت کا یہ حال ہے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو اور فکر

انہیں ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

پھر دل ان کے اتباع سنت کے وقار سے معمور ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں کا بھی یہی بیان ہے کہ خود تکلیف اٹھا لیتے لیکن دوسروں کی دلشکنی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک صاحب آپ بیتی بیان فرماتے ہیں۔

واللہ ما رایت معلمًا احسن منہ ما ضربنی ولا قہرنی ولکن قال انما ھذا المساجد لم تبن لھذا۔

" ایک انجان اعرابی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر ڈالا آپ نے نہ انہیں مارا نہ جھڑکا نہ مسجد صاف کرنے کا انہیں حکم دیا بلکہ نرمی سے انہیں سمجھایا، مسجد اس کام کے لئے نہیں اور صفائی کا دوسرے کو حکم دیا۔

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا گزارش یہ کرنی تھی، لوگوں کے اس جذبۂ شوق اور وارفتگی کا سبب آپکی شخصیت کی دلکشی کے علاوہ اور کیا تھا؟

ہو سکتا ہے یہاں کسی کو خیال ہو۔ مذکورہ بالا واقعہ میں جس رجوع عام اور اظہار شوق کا ذکر کیا گیا ہے اس کا سبب آپ کی شخصیت کی دلکشی نہیں، بلکہ روحانیت اور بزرگی ہے۔ تو میں گزارش کروں گا بیا

اعلیٰحضرت کے پیر و مرشد
سیدنا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا مزار پاک ـــــ (مارہرہ شریف)

میں کچھوں کا عرس کی تقریب میں تو اس قبول عام کی وجہ عقیدت مند دل اور مریدوں کی معرفت تھی ہو نہ اسٹیشن پہ انجانوں میں اس قبول عام کا سبب آپ کی پرکشش شخصیت کے علاوہ اور کونسی چیز تھی سراپا پر نظر پڑ گئی اور جم کر رہ گئی، قدم رک گئے اور دل بے اختیار کھلنے لگے۔

کسی نے خوب کہا ہے ؎

صداقت ہو تو دل سینے سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

خود میری وارفتگی اور گرویدگی کا سبب

حضرت کا کوئی غیر معمولی علمی کارنامہ یا ان کی عظیم بزرگی اور خدا رسیدگی نہیں ہے۔ مجھے پہلے سے اتنا معلوم تھا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ مگر جب دیکھا تو یہ ان کی شخصیت کی دلکشی ہی تھی جس نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا۔ زندگی میں انہیں سیکڑوں بار دیکھا اور مختلف حالتوں میں دیکھا مگر جب دیکھا جمال و قار حسن دل کشی کا مرقع دیکھا۔ اور جس حال میں دیکھا ان کی ہر ادا دل کو بھاتی رہی

میں نے ان کو بیٹھ کر تعویذ لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور بیشتر اوقات وہ تعویذ ہی لکھتے رہتے تھے۔ سر پہ قیمتی کھا نگلپوری عمامہ، جسم پہ قیمتی چکن کا نہایت صاف کرتہ اس پہ سنگھائی، پولسٹر یا قیمتی کپڑے کی رنگین صدری، گلے میں گلاب کے پھولوں کا خوشنما ہار، پیر میں علی گڑھی پجامہ جو جیالٹی کا بھی ہوتا اور ٹیری کاٹ کا بھی، جتنا جسم کرتے سے باہر ہوتا نہ چونے کی طرح سفید نہ گیہوں کی طرح سرخ بلکہ سفید گیہوں کی طرح دودھیا۔ اور چہرے پر ایک خاص قسم کی چمک (حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ چمک شب زندہ داروں اور تہجد گزاروں کی علامت ہے) بایاں زانو زمین پر رکھا ہوا۔ اور دایاں کھڑا ہوا، اسی پر رکھ کر تعویذ لکھتے رہتے تھے۔ کاغذ پر تعویذ کے خانوں کی لکیر لوگ بائیں سے کھینچتے ہیں۔ آپ داہنے سے ہی بلا تکلف نہایت صاف سیدھی لکیریں بناتے تھے کاغذ پھاڑنے کے لیے اس کو موڑنے اور نشان ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ تعویذ مکمل ہو گیا تو دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے اشارے سے اور بائیں ہاتھ سے کاغذ دبا کر جہاں سے ضرورت ہو بقیہ کاغذ آہستہ آہستہ الگ کر لیا، اور کاغذ کبھی بے قاعدہ یا غلط نہیں کھٹتا تھا۔

اب میں کیا عرض کروں؟ عمامہ شاندار نظر آتے یا بد وضع، عام طور پہ لوگ عمامہ اہتمام سے ہی باندھتے ہیں مگر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے کبھی بھی عمامہ اہتمام سے باندھتے نہیں دیکھا، باندھنے کے بجائے اس کو لپیٹنا کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ مگر زندگی میں کم لوگوں کو دیکھا جن کے سر پہ عمامہ اتنا خوبصورت معلوم ہوتا ہو۔ معلوم ہوتا تھا کہ عمامہ کی وضع انہیں کے فرق اقدس کے لئے ہوئی ہے۔

یوں ہی علمائے کرام میں ایک سے ایک مرصع لباس پہننے والے ملے۔ ان کی بڑائی کی وجہ سے میں ان کے لباس پر خاموش رہا ہوں یہ اور بات ہے لیکن دل میں ہمیشہ ناگواری ہی رہی۔ اور سادہ پسندی کی وجہ

سے اکثر و بیشتر علمائے کرام کا میں شاکی ہی رہا مگر میں اقرار کرتا ہوں کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے لباس فاخرہ کو میں نے ہمیشہ مستثنیٰ قرار دیا۔ اور دل نے ہر بار یہی فیصلہ دیا کہ جس کے جسم پر لباس ایسا جچتا ہو اس کو بلاشبہ ہر عمر میں ایسا ہی لباس پہننے کا حق حاصل ہے۔ واللہ العظیم میں نے اتنا جامہ زیب انسان وہ بھی اتنا بوڑھا دیکھا ہی نہیں۔

مالا گلاب کی ہو یا گیندے کی مجھے کبھی نہیں بھائی، اگرچہ خود بھی پہنا اور لوگوں کو بھی پہنے ہوئے دیکھا۔ مگر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ان کے گلے میں سرخ گلاب کی مالا ایسا زیب دیتی تھی کہ بار بار جی چاہا کہ ایک مالا خرید کر میں بھی گلے میں ڈال دوں پھولوں کے ہجوم میں آپ کا چہرہ خود ایک پھول نظر آتا تھا۔

میں نے انکو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے

مذکورہ بالا لباس پر سبز پولسٹر چکن کی ایک نیچے دامن پوری آستین بند گلے کی عبا کا اضافہ ہو جاتا داہنے ہاتھ میں عصا اور بائیں کو موڑ کر اس میں ایک رومال دابے ہوئے رہتے۔ دور سے معلوم ہوتا ایک خوبصورت گلدستہ ہولے ہولے حرکت کر رہا ہے اس آہستگی اور نرمی سے زمین پر قدم رکھتے تھے کہ معلوم ہوتا پھول برس رہے ہیں۔ میں نے بار بار سوچا سبحان اللہ زمین پر نرم قدم رکھ کر اور سر جھکا کر چلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ جب اس سنت رسول کی نقل اتنی دلکش ہے تو صاحب سنت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل رفتار کس درجہ حسین و دلربا رہی ہوگی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

میں نے آپکو دسترخوان پر کھاتے بھی دیکھا ہے

جبل پور میں حضرت مولانا برہان الحق زید مجدہم کے یہاں آپ مہمان تھے۔ دسترخوان نہایت مکلف اور وسیع تھا۔ اس علاقہ میں کڑھی بڑے اہتمام سے بنتی ہے جو اتفاق سے حضور مفتی اعظم ہند کو بھی مرغوب تھی دسترخوان پر وہ بھی سامنے رکھی ہے، آپ ہاتھ سے اس کی پلیٹ ذرا اور کھسکا رہے ہیں، اور فرماتے ہیں مجھے زکام ہوا ہے یہ نقصان کرے گی، اور لوگ منت وسماجت کر رہے ہیں، نہیں حضور یہ تو زکام کو مفید ہے اس سے زکام بہہ کر صاف ہو جاتا ہے۔ الغرض کافی عرض ومعروض کے بعد آپ نے اس سے تھوڑا شوق فرمایا۔ سرخ مرچوں اور لہسن کی چٹنی بھی آپ کو پسند تھی۔

روٹی کا چھلکا شوربے میں ڈبو کر اس طرح منہ میں رکھتے کہ ہاتھ کا کم سے کم حصہ آلودہ ہو۔ تین انگلیوں سے کھانے کا انداز مسنون ہے۔ یہ حدیثوں میں پڑھا تھا۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھکر اس کی عملی مشق بھی فراہم ہوئی، اور یہ معلوم ہوا کہ یہ ڈھنگ حسن ونفاست سے بھرپور اور آنکھوں کو بھی بھلا لگنے والا ہے۔

مختصر لقمہ منہ میں رکھ کر منہ بند کر کے دیر تک چلاتے رہتے، ساتھ ہی سر کو بھی تھوڑی جنبش ہوتی

دیکھا فی الوقت کوئی خادم نہیں ہے، تو تھوڑی دیر میں نے ہی پاؤں دبایا۔ آپ کے افعال کی متانت و آہستگی دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کا جسم بے حد ملائم اور نرم ہوگا۔ مصافحہ کے وقت ہاتھ کی نرمی سے بھی یہی اندازہ ہوتا تھا۔ لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ آپ کی پنڈلیاں اور رانیں کافی سخت محسوس ہوئیں۔ داہنی کروٹ رخسارے کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور پاؤں ذرا سمیٹ کر آرام کر رہے تھے۔ سونے کے اس انداز کے بعد مجھے دوسرے تمام طریقوں پر تنقیدی نظر ڈالنی پڑی، اور اس کے مقابلے میں سب کو ہی رد کرنا پڑا۔ پٹ سونے کی تو حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔ چت ہاتھ پاؤں پھیلا کر سونے میں مُردے کا گمان ہوتا ہے حق یہ ہے کہ زندوں اور زندہ دلوں کا سونا وہی ہے جو سنت رسول ہے۔ اور حضور مفتی اعظم ہند جس پر کاربند تھے۔

آپ کی نماز کا منظر بھی دیکھنے کا ہوتا تھا

گھر سے آپ کے برآمد ہوتے ہی کئی آدمی آپ کو آگے پیچھے سے گھیر لیتے، اور مسجد کے دروازہ تک پہنچتے پہنچتے جو مشکل سے پچاس قدم کی دوری پر ہوگا، کسی کو دست بوسی کا شرف بخشتے۔ کسی کو مصافحہ سے نوازتے اور کسی کے سلام کا جواب دیتے اتنے میں مسجد کے دروازے میں داخل ہو جاتے۔ نہایت متانت و آہستگی سے اللھم افتح ابواب رحمتک پڑھتے اور عمامہ اتار کر وضو کے لئے بیٹھ جاتے جو شخص عام انسانوں کے سامنے کبھی بھی سر کھول کر نہ آیا ہو جس کو لوگوں نے علی العموم، کج کلاہ کرامت اور کلاہ عزت کے ساتھ دیکھا ہو، اور جو مسجد میں ابھی ابھی اسی شکوہ کے ساتھ داخل ہو۔ وہ اپنے رب کے حضور یوں ننگے سر ہو کر خادمانہ حاضر ہوئے دیکھ کر دوسروں میں بھی جذبہ عبودیت مچلنے لگتا تھا۔ خادم ایک بڑے لوٹے میں نصف کے قریب پانی پاس ہی رکھ دیتا، اور آپ اسی متوضا پر تشریف فرما ہوتے جہاں وضو کیلئے پائپ لگے ہوتے ہیں۔ پہلی بار جب میں نے یہ حالت دیکھی تو مجھے یہ طول عمل معلوم ہوا۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ نل سے وضو کرنے میں پانی زیادہ ضائع ہوتا ہے اس لئے حضرت نل سے وضو پسند نہیں کرتے کہ وضو میں پانی ضائع کرنا اسراف ہے میں نے پوچھا پانی کیوں آدھا لوٹا رکھا گیا تو معلوم ہوا کہ لوٹا بھر دیا جائے تو حضرت کے ہاتھ سے اٹھ نہ سکے گا۔ خیال ہوا کوئی دوسرا وضو کرا دیتا، دوسرے لمحہ خیال آیا وضو خود ہی کرنا مستحب ہے۔

سارے اعضاء سنت کے موافق مکمل طور پر دھلتے۔ چہرہ دھلتے وقت البتہ دسیوں بار آنکھوں پر پانی کے چھینٹے دیتے چونکہ کسی کے دل میں خیال آ سکتا تھا کہ کہاں تو پانی کے استعمال میں وہ احتیاط اور کہاں یہ کشادہ دستی، تو اقع شبہ کے لئے خود ہی فرما دیتے "بار بار آنکھیں چپک جاتی ہیں۔" یعنی آنکھ سے بطور مرض جو پانی نکلے ناقض وضو ہے۔ پورے وضو میں ادعیہ ماثورہ کی تلاوت پست آواز میں جاری رہتی۔

ارکان نماز کی ادائیگی میں تو معہود طریقہ ہی برتتے، لیکن خشوع و خضوع کا یہ عالم تھا کہ پوری نماز

بھا آپ کے وجود پر عبودیت کی شان اور بندگی کا جمال طاری رہتا تھا۔ دیکھنے والا دور سے ہی فیصلہ کر لیتا تھا کہ ایک مومن قانت نے اپنے مولا کی رضا جوئی کے لئے اپنے پورے وجود کو عجز و درماندگی اور عرض والتماس کے سانچے میں ڈھال لیا ہے وقوموا للّٰہ قانتین۔

آخری اوقات میں جب ضعف و نقاہت میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا اور بیٹھے رہنے میں بھی تکلیف ہوتی تھی۔ یہ دیکھا گیا کہ مسجد میں جب تک بیٹھے ہیں مسلسل کراہ رہے ہیں۔ اٹھتے ہیں تو سہارا دیا جاتا ہے بیٹھتے ہیں تو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چلتے ہیں تو لوگ دونوں طرف سے سنبھالے رہتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی تکبیر شروع ہوئی ایسی چستی کے ساتھ کھڑے ہو جاتے جیسے کوئی تکلیف ہی نہ ہو۔ پوری نماز قیام و رکوع کے ساتھ نہایت تندہی اور مستعدی کے ساتھ ادا کرتے۔ اور اف تک کی صدا لب تک نہ آتی جیسے قیام و قعود اور رکوع و سجود کی مشقتیں خشیت الٰہی اور خوف ربانی میں تحلیل ہو گئی ہوں۔ کہ ارشاد الٰہی ہے۔

وانها لكبيرة الا على الخاشعين ٥

بے شک نماز سخت بوجھل اور گراں ہے مگر اللہ کے خوف سے ڈرنے والوں کے لئے۔

یا یوں کہئے کہ ساری کلفتیں راحت و آرام میں بدل گئیں کہ ارشاد نبوی ہے۔

قرة عيني في الصلوٰة ٥

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین نماز ہے۔

ہماری مذکورہ بالا تحریر کا مقصد یہ تھا کہ علم و فضل و تقویٰ و طہارت اور دیگر اخلاق فاضلہ سے قطع نظر خود آپ کی ذات بابرکات بھی اتنی پرکشش تھی کہ بے اختیار دل مائل ہونے لگتے۔ آنکھیں فرط عقیدت سے جھکنے لگتیں۔ اور روح کی دنیا مسخر ہونے لگتی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات مبارک پر تسخیر قلوب و اطاعت اذہان اور محبوبیت عیون و ابصار کی خلعت فاخرہ ڈال رکھی تھی۔ اس سلسلے کی ایک خاص بات جس کو میں نے نوٹ کیا۔ اور جو آپ میں اور شہر گڑھ کے ایک بزرگ حضرت درویش بابا میں نے مشترک دیکھی یہ تھی کہ آخیر عمر میں جب جسم گھل کر بالکل ہاڑ رہ گیا تھا۔ اس وقت بھی چہرہ پر گوشت اور نہایت بارونق تھا۔ چہرہ دیکھ کر کوئی یہ اندازہ ہی نہیں لگا سکتا تھا کہ اندر سے یہ اس درجہ دبلے ہوں گے۔ حضرت درویش کو تو میں بار بار دیکھ چکا تھا۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح دیکھنے کا زندگی میں صرف ایک بار موقع ملا۔ جب ایک دفعہ بنیل بدلنے کے لئے لوگوں نے جسم سے کپڑا ہٹایا، تو مجھے شدید احساس ہوا کہ چہرے اور جسم کے اس تفاوت کی خصوصیت حضرت میں بھی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تسخیر خلائق اور شخصیت کی دلکشی کا جوہر بھی روحانیت کی برکت اور قربت خدا و رسول کا ہی ثمرہ ہے۔

کسبی محاسن

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے کسبی کمالات کے لئے تو ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ایک

صدری اور دوپلی ٹوپی اوڑھے ہوئے تشریف لائے گرمی سے بچنے کے لئے تولیہ سر پر ڈال رکھا تھا۔

آج سے لگ بھگ تین پینتیس سال قبل اہل مبارکپور کے دل میں علماء و مشائخ کی جو قدر و منزلت تھی، ادھر حضرت کا پر نور چہرہ اور دلکش شخصیت پھر ساتھ میں مولانا نثار احمد لوگوں نے دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ کوئی بڑے عالم دین ہیں اچھے بزرگ ہیں اور ادھر ادھر کھسک کر آگے جانے کے لئے آپ کو راستہ دینے لگے کیونکہ مسجد میں بھی علماء کے ساتھ ان کے احترام عقیدت کا یہی معمول تھا۔ لیکن حضور مفتیٔ اعظم ہند دھوپ میں ہی تولیہ بچھا کر سب سے پیچھے بیٹھ گئے اصرار کے باوجود آگے نہیں بڑھے۔ یہ سارا واقعہ ادھر بھی ہو رہا تھا جدھر میں تھا۔ نماز کے بعد میں نے معلوم کرنا چاہا یہ کون بزرگ تھے تو معلوم ہوا کہ مفتی اعظم ہند!

غالبًا یہ میری پہلی زیارت تھی، دل نے فیصلہ کیا سبحان اللہ مسئلہ ہم لوگ بھی پڑھتے ہیں لیکن صرف پڑھنے کے لئے، اور یہ اللہ والے پڑھتے ہیں تو عمل کرنے کے لئے۔

آپ کے اس عمل میں اتباع شریعت کے ساتھ ساتھ احیائے سنت بھی پائی جا رہی ہے۔ کہ لوگ آج کل اس سے غافل ہیں، اور مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنے میں کوئی خوف نہیں محسوس کرتے۔

(۲) گزشتہ صفحات میں ہم نے ایک حدیث نقل کی کہ مسجد امور دنیا کے لئے نہیں ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں حضرات علمائے شرع نے مسجد میں کھانے پینے اور سونے، تجارت وغیرہ امور دنیا سے منع فرمایا صرف معتکف کو اجازت ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مسجد آلودہ نہ ہو اور اسی لئے یہ مستحب ہے کہ آدمی مسجد میں جب بھی داخل ہو اعتکاف کی نیت کرے، اور کچھ ذکر الٰہی میں مصروف رہے اگر بضرورت کچھ کھانا پڑے تو معتکف ہونے کی وجہ سے اس کی اباحت ہوگی۔

مسئلہ شرعی ذہن نشین کر لینے کے بعد حضرت کی احتیاط شرعی ملاحظہ ہو۔

ایک دفعہ بریلی حاضری ہوئی۔ اور رات میں قیام کا اتفاق پڑا۔ شہر کے کسی حصے میں میلاد شریف کی تقریر تھی حضرت کے ساتھ میں بھی شریک ہوا جلسہ میلاد ایک مسجد میں تھا اور نہایت مختصر سامعین تھے۔

مجمع کم یا زیادہ میرا بار ہا کا یہ تجربہ ہے کہ جس جلسے میں حضور مفتی اعظم ہند، یا حضور حافظ ملت ہوں وہ جلسہ بے حد پر کیف ہو جاتا تھا، تقریر خوب جمتی تھی اور مقرر اور سامع دونوں ہی کافی محظوظ ہوتے تھے۔

چنانچہ اس جلسہ میں بھی روایت خوانی کے بعد میں نے تقریر شروع کی مختصر تعداد کے باوجود جلسہ بے حد پر کیف اور کامیاب رہا اور آپ حسب معمول جلسہ میں آنکھیں بند کئے تشریف فرما رہے۔ کوئی خاص مقام آتا تو آنکھیں کھول کر مقرر کو دیکھ لیتے۔ اور جب بہت متاثر ہوتا تو آنکھیں بھیگ جاتیں، اور ڈبڈبائی نظروں سے دیر تک مقرر کو تکتے رہتے۔

ختم وعظ کے بعد صاحب مجلس نے حاضرین

کی چائے سے تواضع کی حضرت نے چائے کی پیالی
ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا ہم نے مسجد میں داخل
ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلی تھی جس نے نہ
کی جواب کرے کہ مسجد میں غیر معتکف کو کھانا پینا
منع ہے۔

بادی النظر میں یہ معمولی ادب ہے لیکن غور
سے دیکھا جائے تو جو شخص شریعت کے کسی ادنیٰ
درجہ کے ادب پر بھی اس شدت کے ساتھ مواظبت
فرمائے۔ دیگر احکام شرعیہ کی بجا آوری میں اس کا
کیا حال ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ اس واقعے سے رشد
شد اور ہدایت خلق کے اہتمام کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۳) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک
حدیث ہے جس سے مسلمانوں کی حقیقی شان اور ان
کے داعی حق ہونے کے منصب کا اظہار ہوتا ہے۔

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان
لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ
وذالک اضعف الایمان ۰

"تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ
سے بدل ڈالے اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو
زبان سے اس کی برائی بیان کرے اور اگر اس کی بھی طاقت
نہ ہو تو دل میں اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین
درجہ ہے۔"

اور اسی امر کو قرآن عظیم نے اپنے انداز میں
بیان کیا ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

"تم لوگ بہترین امت جو انسانوں کے لئے بنائے
گئے ہو تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو، اور برائیوں سے
روکو۔"

مگر اسلام میں جتنی اس کی تاکید ہے۔ عام
لوگ اسی نسبت سے مداہنت اور زمانہ سازی
میں بکثرت مبتلا ہیں۔ خاص خاص مردان حق اور
خاصان خدا البتہ ہر زمانہ میں اس فرض منصبی پر
مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ حدیث مبارک میں ایسے
ہی لوگوں کی مدح فرمائی گئی ہے۔

لایزال طائفۃ من امتی ظاہرین
علی الحق لا یخافون فیہ لومۃ لائم

"میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ حق پر قائم رہیگا
اور اس باب میں اسے کسی کے لعنت و ملامت کی پرواہ نہ
ہوگی۔"

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس
وصف میں اپنے اہل زمانہ میں ممتاز مشارالیہ تھے
چنانچہ ناممکن تھا کہ کوئی غلط بات حضرت کے سامنے
ہوجائے اور حضرت اس کی اصلاح نہ فرمائیں۔

آپ کی مجلس میں تعویذ کے لئے مردوں اور
عورتوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ لیکن کیا مجال کہ کسی
عورت کا ہاتھ بھی بے پردہ ہوجائے جہاں کسی سے
بداحتیاطی ہوئی، اور آپ کی ڈانٹ پڑی، لاالہ الا اللہ
استغفر اللہ، استغفر اللہ، ارے اپنا ہاتھ ڈھانک بے
غیرت مجھ بڈھے کو اپنا ننگا ہاتھ دکھانے آئی ہے

اور پوری مجلس پر سناٹا چھا گیا، اور سب نے اپنے کپڑے درست کر لئے۔

ایک دفعہ دو اسٹوڈنٹ اور بے پردہ مسلمان عورتیں ساری میں ملبوس کہیں دور سے تعویذ لینے کے لئے آئیں۔ آپ نے تعویذ لکھتے لکھتے نظر جو اٹھائی تو نگاہ ان پر پڑ گئی۔ فوراً رخ پھیر لیا، اور سر نیچا کئے ہوئے لگ بھگ پندرہ منٹ تک ان کی سرزنش کرتے رہے۔ انداز کچھ نرم اور بے حد تحسر آمیز تھا۔ گویا انہیں دلی تکلیف پہونچی ہو جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ کچھ اس طرح تھا۔ نہ اللہ و رسول کے حکم کا خوف نہ اپنے طرز معاشرت کی پرواہ، نہ انجام کا خیال۔ اتنی دور سے تنہا عورتیں چلی آئیں ساتھ میں کوئی محرم نہیں۔ اس پر ظلم یہ کہ بے پردہ، مزید ستم یہ کہ لباس بھی مسلمانوں کا نہیں۔ ٹرینوں میں حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر کوئی زیادتی ہو تو مسلمان کیسے ان کی حمایت کریں، کسی حادثہ میں مر جائیں تو یہ کیسے پتہ چلے کہ مسلمان ہیں۔ خیال فرمائیے کہ نہ مٹی نہ جنازہ یونہی پھونک دی جائیں گی یہ سب وبال ہے اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کا۔ وہ عورتیں بے حد شرمسار اور جز بز ہوئیں، لیکن ان کے پاس پردے کا تو کوئی اہتمام تھا ہی نہیں کرتیں کیا؟

حضرات مقررین سے کبھی جوش بیان میں کبھی نقطۂ زبان سے اور کبھی لاعلمی اور جہالت سے (کہ آجکل تقریر کے لئے رسوخ علم ضروری نہیں رہ گیا ہے)

دوران تقریر ایسے جملے صادر ہو جاتے ہیں، جو شرعًا عقلًا، اخلاقًا، یا زبان و بیان کے لحاظ سے قابل اعتراض ہوتے ہیں۔

اگر مفتئ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج پر ہیں تو کیا مجال ہے کہ کوئی مقرر ایسی بد احتیاطی کر کے گزر جائے، اور آپ امر بالمعروف نہ فرمائیں۔ کئی بڑے خطبار سے تو بر سر ممبر انہوں نے توبہ تک کرائی خود اپنی زندگی میں مجھے دو مرتبہ ایسی سرزنش سے پالا پڑا ہے۔ توبہ تک کی نوبت البتہ نہیں آئی۔

ضلع گیا کے جلسہ میں ایک بار آپ کے ساتھ شرکت کا اتفاق ہوا۔ رات میں تقریر کے دوران میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں لفظ نور استعمال فرمایا۔ تقریر ختم ہوئی اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے، ان کے فیض صحبت سے محفل بڑی پر کیف پُرنور رہی۔ دوسرے دن ساتھ ہی گھوسی کے لئے واپسی ہوئی، راستہ میں بڑے خوشگوار ماحول میں باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دوران آپ نے فرمایا، رات آپ نے تقریر میں اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کا لفظ استعمال فرمایا۔ اگر کہیں قرآن و حدیث میں یہ لفظ ذات باری کے لئے آیا ہو۔ تب تو اس کا بولنا صحیح ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ اس امر کی تحقیق کر لیجئے گا۔" آج پندرہ بیس سال ہو گئے اور میں اس سلسلہ میں غور کرتا رہتا ہوں مجھے تو کوئی ایسا محل استعمال نہ ملا۔

دوسری بار مغربی یوپی کے ہی کسی علاقہ میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا۔" بدنصیب مسلمان آجکل رات میں بارہ بجے تک سینما دیکھتے ہیں اور دن میں

دس بجے تک سوتے ہیں" ایک بیک بازو سے میری طرف پوری طرح مخاطب ہو کر کہا نہایت بلند آواز میں، بیحد بیزاری کے ساتھ گویا مجھ پہ پھٹ پڑے: "مولینا! میں اس کو مان نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بدنصیب ہو۔ آپ اس کو بدنصیب نہ کہیئے کچھ اور کہہ لیجئے: حق یہ ہے کہ جس امت کے نگہبان رسول عربی ہوں وہ بدقسمت کیسے ہوسکتی ہے۔

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چوں تو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آن راکہ دارد چوں نوح کشتیبان

امت کی دیوار کو کیا غم جو تیرے جیسا سہارا رکھتی ہے۔ اور طوفان نوح سے اس کو کیا خوف جو تیرے جیسا کھیون ہار رکھتی ہے۔

اور لسان وبیان کی اصلاح کا انداز تو بے حد دلچسپ اور پرلطف ہوتا تھا۔ ایک دفعہ لوگوں نے آپ کے سامنے کہنا شروع کیا۔ طوفان (ایکسپریس) ایک بجے آرہا ہے۔ ایک بجے طوفان آرہا ہے کئی بار اس جملے کو سن چکے تو فرمایا! سبحان اللہ بولنے کا کیسا انداز ہے۔ طوفان آرہا ہے، طوفان آرہا ہے میاں کہنا ہی ہے تو یوں کہو ایک بجے بریلی اسٹیشن سے طوفان گذر جائے گا۔" سبحان اللہ بات وہی ہے لیکن پہلے جملے کا ظاہر بے حد بھیانک ہے اور دوسرے کا ظاہر وباطن یکساں خوشگوار، تھوڑے سے تصرف نے قبح کو حسن بنا ڈالا۔

فتاوی رضویہ جلد سوم شائع ہوئی تو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے ایک نسخہ لے کر حاضر خدمت ہوا خیال ہوا کہ اس کا پیش لفظ سنا دیا جائے پیش لفظ میں ایک جگہ حضور اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے غیر معمولی قوت حافظہ کے بارے میں تحریر تھا۔" حافظہ اس بلا کا تھا" پوری زندگی ہم نے اس جملے کو بار بار مقام مدح میں سنا اور پڑھا۔ اور یہاں بھی موقع استعمال مقام مدح ہی تھا، سنکر حضرت نے فرمایا" واہ واہ! آپ نے حضرت کے حافظے کی تعریف فرمائی ہے، یا آپ کی تنقیص کی ہے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا، یہ بلا کون سی چیز ہے" تب مجھے احساس ہوا حضرت والا زبان وبیان کا بھی کس درجہ لطیف ذوق رکھتے تھے اور اسکی باریکیوں پر کیسی مہارت تامہ حاصل تھی۔

الغرض آپ کی بارگاہ میں شرعی لغزش ہو یا اخلاقی ولسانی سب پہ پوری دار وگیر ہوتی اور اعلان حق اور امر بالمعروف کا پورا پورا حق ادا کیا جاتا۔ اس ضمن میں یہاں جس خاص واقعہ کا ذکر کر رہا ہوں، وہ بھی ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ کی زندگی کے بے حد ہنگامی ایام تھے۔ خاندان اشرفیہ کی ایک شاخ (اہل کچھوچھہ) جو اب تک اس ادارے کے سرپرست اور حاکمان مطلق تھے خفا ہو کر علیحدہ ہو چکے تھے۔ اور اپنی برآت کا اعلان بھی شائع کر چکے تھے۔ اور پورے ہندستان میں ادارے کے خلاف جگہ جگہ بدگمانیوں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ادھر حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک سچے مسلمان کے حوصلہ ایمانی کے ساتھ یکہ وتنہا میدان عمل میں اتر پڑے تھے۔ اور نئی تعمیرات کے سنگ بنیاد کے موقع پہ ایک آل انڈیا تعلیمی کانفرنس کا اعلان فرما چکے تھے۔

کانفرنس ہوئی اور بے مثال ہوئی۔ اس میں از رہ دین پروری حضور مفتی اعظم ہند، اور حضرت مولنا سید آل مصطفی علیہما الرحمہ بھی شریک ہوئے کچھ عقیدت

منددں نے اہل کچھوچھہ کے بائیکاٹ سے متاثر ہو کر اس خاندان کی دوسری شاخ (اہل بسکھاری) کے سجادہ نشین المعروف بہ بابو میاں کو شرکت کی دعوت دی تو وہ بھی شریک ہوئے۔

یہاں جملہ معترضہ کے طور پر خانوادہ اشرفیہ کے ان دونوں خاندانوں کا تھوڑا پس منظر بھی بیان کرنا ضروری ہے، تاکہ جس واقعہ کو ہم بیان کرنے جا رہے ہیں اس پر قرار واقعی روشنی پڑ سکے، تو اس خاندان کی ان دونوں شاخوں میں بہت دنوں سے حضور مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ العزیز کی گدی کے حقیقی وارث اور درگاہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پر قابض و دخیل ہونے کے سلسلے میں آویزش چلی آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہی سبب ہو یا کوئی اور۔ پورے ہندوستان میں کچھوچھہ کی شاخ علمائے حق اہلسنت و جماعت کے ساتھ ہے۔ بلکہ یہ حضرات خود اساطین اہل سنت و جماعت میں شمار ہوتے ہیں جبکہ دوسری شاخ کا رجحان علمائے دیوبند کی طرف تھا۔ بلکہ سنا جاتا ہے کہ کسی مناظرہ میں جو علمائے دیوبند اور علمائے اہلسنّت میں ہوا تھا، بابو میاں کے اجداد نے علمائے دیوبند کی سرپرستی کی تھی۔

علمائے دیوبند کے خلاف علمائے عرب و عجم کے فتویٰ کفر سے ساری دنیا واقف ہے۔ اور اعلیٰحضرت اور ان کے خاندان کو اس سلسلہ میں حق کی حمایت اور سچ کی جنبہ داری میں جو تقدم حاصل ہے وہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ بابو میاں جن کے آباد اجداد دیوبندیوں کے حامی تھے۔ اس جلسہ سنگ بنیاد میں شرکت کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے، دارالعلوم اشرفیہ کی نچلی منزل کے مغربی کرہ میں آئے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کو سلام کیا، مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور خود ہی تعارف کرایا ہوگا۔ یا کسی نے بتایا ہوگا۔ یا پہلے سے ہی حضرت کو معلوم تھا۔ بہرحال حضرت نے نہ سلام کا جواب دیا نہ مصافحہ کیا۔ بلکہ فرمایا۔ صاحب آپ کے خاندان کے لوگ علمائے دیوبند کے حامی رہے ہیں۔ اور ان پر علمائے عرب و عجم کے کفر کے فتوے ہیں۔ اگر آپ بھی اس روش میں ان کے ہی ہمراہ ہیں تو میں آپ سے کیسے سلام و کلام کر سکتا ہوں۔ جبکہ حدیث شریف میں ایسے لوگوں سے قطع تعلق کا حکم آیا ہے۔

بابو میاں نے کہا حضور میں اکابرِ دیوبند کی تکفیر میں ساری دنیا کے اہل اسلام کا ساتھی ہوں، چنانچہ اسی وقت انہوں نے اس مضمون کی اپنی دستخطی تحریر مفتی اعظم ہند کے حضور میں پیش کی۔

اس وقت لوگوں نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا حضور مفتی اعظم ہند نے بابو میاں سے فرمایا صاحبزادے آپ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ نہ تو بابو میاں یہ سمجھے کہ کیوں یہ حکم ہو رہا ہے۔ نہ مجلس میں بیٹھنے والے ہی۔ مگر جب حکم پا کر بابو میاں کھڑے ہو گئے تو حضور مفتی اعظم ہند نے بآن شان و جلال، بہ آن عظمت و تقدس و بہ آن ریش سفید و رفعت پیری، ایک سبزہ آغاز نو جوان (بابو میاں) کا پیر دونوں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ ڈبڈبائی آنکھیں ان کے چہرہ کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ صاحبزادے ہم تو آپ کے غلام و خانہ زاد ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے آپ کے ہی جد کریم کا دیا ہوا ہے۔ ہم نے شروع میں جو کیا آپ کے ہی جد کریم کے حکم کی بجا آوری اور انہیں کے دین کا پرچم بلند کرنے کیلئے، ایسا

مزارات مقدسہ حضرت مولانا محمد رضا و مولانا حسن رضا
بریلوی (علیہما الرحمۃ والرضوان)

معلوم ہو رہا تھا کہ ایک حیا کر اپنے مالک کے پاؤں پکڑ کر اس سے معافی مانگ رہا ہے۔ اس وقت پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور کھلی آنکھوں سے دنیا دیکھ رہی تھی کہ بلاشبہ حق و ہدایت، اطاعت شرع و اتباع سنت انہیں بزرگوں کے دم قدم سے ہے۔

درود ہو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ جو برائی دیکھے اپنے ہاتھ سے اسے درست کرے۔ اور سلام ہو حضور مفتی اعظم ہند پر کہ آپ نے سرکار کے اس حکم پر پوری زندگی عمل کر کے شاہراہ حق قائم فرما دی۔

مفتی اعظم کا عظیم اور لازوال کارنامہ

اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کا گرانقدر مجموعہ الملفوظ کی ترتیب و تدوین

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری
مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

ایک ادنیٰ مسلمان بھی اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ ہمارے اوپر تین طرح کے حقوق ہیں۔

(۱) بندہ ہونے کی حیثیت سے خدا کا حق۔
(۲) امتی ہونے کی حیثیت سے رسول کا حق۔
(۳) انسان ہونے کی حیثیت سے انسان اور عام مخلوق کا حق۔

اس لحاظ سے رسول کا حق بھی اللہ ہی کا حق ہے

کہ وہ اللہ ہی کی طرف سے بندوں پر عائد کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ رسول کے حق کا قولاً عملاً، اعتقاداً کسی درجہ میں بھی انکار کرتے ہیں وہ صرف رسول ہی کے نہیں بلکہ خدا کے بھی منکر ہیں۔

قرآن کریم نے عہد رسالت میں پیدا ہونے والے اُس طبقے کی بار بار نشاندہی فرمائی ہے جو خدا کی الوہیت کا بھی اقرار کرتا تھا۔ توحید و رسالت کی بھی برملا شہادت دیتا تھا اور نماز باجماعت کا بھی پابند تھا لیکن ان ساری باتوں کے باوجود حبیب کبریا، رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دل کے نفاق و عناد میں مبتلا ہونے کے باعث وہ ہمیشہ خدا کے قہر و غضب کا نشانہ بنا رہا نہ اس کا کلمہ اس کے کام آیا اور نہ اس کی نماز خدا کے عذاب سے اُسے بچا سکی۔

قرآن کریم میں اس مضمون کی سینکڑوں آیتیں واضح طور پر اس عقیدے کی توثیق کرتی ہیں کہ خدا اور بندے کے درمیان رسول ہی کی ذات مرکز تعلقات ہے۔ نجات اخروی اور رضائے الٰہی کے حصول کا بجز اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ سب سے پہلے رسول کی رضا حاصل کی جائے اور یہ صرف عقیدہ نہیں بلکہ تاریخ کے حوالے سے کھلی آنکھوں کا مشاہدہ بھی ہے کہ جنم جنم کے کفار و مشرکین جب رسول کی پناہ میں آ گئے تو خدا نے بھی ان پر اپنی رحمت و خوشنودی کا دروازہ کھول دیا۔ پہلے رسول کے قدموں میں ان کے دل جھکے تب پیشانیوں کو خدا کے حضور میں سجدہ ریز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لوگوں نے پہلے خدا کو مانا ہو تب رسول کو تسلیم کیا ہو۔

منصب رسالت کی عظمت و جبروت کے خلاف منافقین مدینہ کی اٹھائی ہوئی تحریک جس کی قرآن نے بار بار اور واضح لفظوں میں نشاندہی فرمائی ہے وہ چودہویں صدی میں پھر منظم ہو گئی اور غضب کی بات یہ ہوئی کہ اس فتنہ کے علمبرداروں نے اپنے دلوں کا غیظ و غضب چھپانے کے لئے اسے ایک دینی تحریک کی شکل دیدی اور اس خوبصورتی کے ساتھ عظمت پیغمبرانہ کے خلاف اپنا مشن چلایا کہ لوگ عرصۂ دراز تک یہی سمجھتے رہے کہ یہ نبی کی تنقیص کا نہیں بلکہ عقیدۂ توحید کے تحفظ کا مشن ہے لیکن خدائے غافر و قدیر اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی تربت پر اپنی رحمت و نعمت کے پھول برسائے کہ اُس جرد سرفروش اور عاشق وفا کیش نے اس ناپاک تحریک کے خلاف قلم کی تلوار اٹھا کر امت کو کفر و نفاق کے ایک بہت بڑے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بال بال بچا لیا۔ اور ہزاروں اوراق پر پھیلے ہوئے کتاب و سنت تفسیر و فقہ اور اقوال سلف کے مقدس ذخائر کی روشنی میں ثابت کر دکھایا کہ منصب رسالت کا احترام عقیدۂ توحید سے متصادم نہیں، بلکہ عقیدۂ توحید کا عین مقتضا اور مطلوب ہے۔

دل اگر نفاق کے آزار میں مبتلا نہیں ہے تو یہ ماننا پڑیگا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے اپنے پیچھے جو لٹریچر چھوڑا ہے وہ اسلام کی روح، دین کی غیرت و حمیت اور ایمان کے چشمے سے پھوٹنے والی قوتوں کا تحفظ کرتا ہے۔

اعلیٰحضرت کے علوم و معارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ "الملفوظ" بھی ہے جو ان کے ارشادات اور کلمات طیبات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ اعلیٰحضرت کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جواہر پاروں اور ذخائر علم و حکمت کا ایک گنج گرانمایہ ہے اور یہ احسان ہے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ

الملفوظ کے مقدمہ میں حضور مفتی اعظم ہند نے اُس کے جلوہ ہائے سبب تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلیٰحضرت کی مجلس علم و حکمت اور فیض و برکت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا نے ایک ناپاک تحریک کے خلاف قلم کی تلوار اٹھا کر امت کے سواد اعظم کو کفر و نفاق کے ایک بہت بڑے فتنے میں مبتلا ہونے سے بال بال بچا لیا۔ اور ہزاروں اوراق پر پھیلے ہوئے کتاب و سنت، تفسیر و فقہ اور اقوال سلف کے مقدس ذخائر کی روشنی میں ثابت کر دکھایا کہ منصب رسالت کا احترام عقیدۂ توحید سے متصادم نہیں بلکہ اس کا عین مقتضا و مقصود ہے

وار صوان کا کہ انہوں نے اعلیٰحضرت کے علمی مجالس کے ان خزائن و ذخائر کو قلمبند فرمایا" اور "الملفوظ" کے نام سے چار جلدوں میں انہیں شائع کر دیا۔ ان بکھرے ہوئے موتیوں کو حضور مفتی اعظم نے رشتۂ تحریر میں منسلک نہ کیا ہوتا تو آج ہم علم و حکمت اور دین و سنت کے ان نادرۂ روزگار ذخائر سے محروم ہو جاتے جن کی چمک سے دلوں کے آفاق پر اجالا چھیلتا ہے اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

"یہاں جو دیکھا کہ شریعت طریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور و خوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط بڑے بڑے سر پٹک کر رہ جائیں۔ فکر کرتے کرتے تھک جائیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف ادا لا۔ آددی کا دم بھر میں وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے

گویا اشکال ہی نہ تھا۔

اور وہ دقائق و نکاتِ مذہب ملت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو وہ بیان منٹوں میں حل فرمائے جائیں تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ اور زواہر غالیہ یونہی بکھرے رہے اور انہیں سلک تحریر میں نہ لایا گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد ضائع ہو جائیں۔

پھر یہ کہ ان ملفوظات عالیہ سے یا تو خود متمتع ہوتے یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچتا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں۔ بلکہ ان کا نفع جس قدر عام ہو اتنا ہی بھلا۔ لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو۔

مگر یہ کام مجھ بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا اس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا۔ میری حالت اُس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو۔ ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو۔

مگر دل جو بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا آخر اَلسَّعْیُ مِنِّی
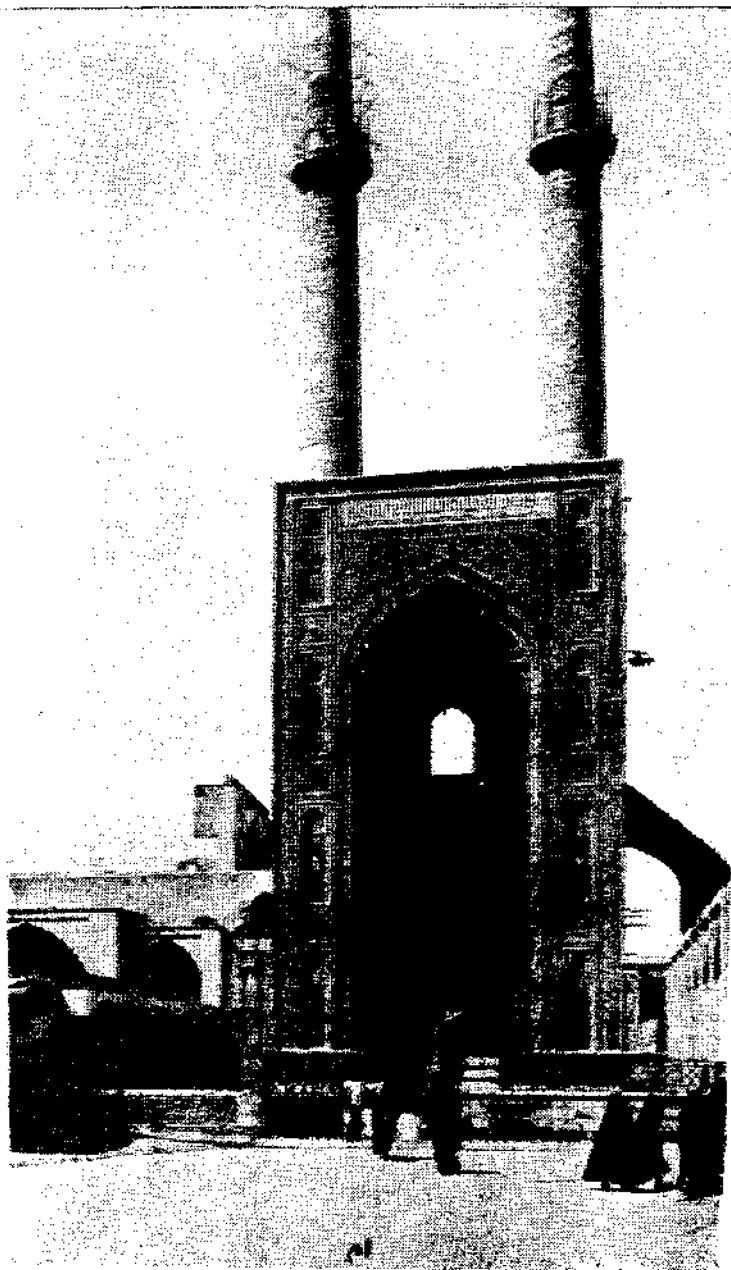
وَالِاِنَّمَا مُرمِنَ اللّٰہِ کہتا کہ ہمت چیت کرتا اور حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار کو میری جیت کا ذریعہ بنائے۔ ع
این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد
وَاللّٰہ تعالیٰ ولیُّ التَّوْفِیْق وَ هُوَحَسْبِیْ وَنِعْمَ رَفِیق وصلی اللّٰہ تعالیٰ عَلیٰ خَیرِ خَلقِہٖ سَیِّدِنَا ومولانا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وصحبہٖ اَجْمَعِیْن وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ (الملفوظ ص۵ مطبوعہ محبوب المطابع دہلی)

اعلیٰ حضرت کے ارشادات کو جمع کرنے کا یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری نہیں تھا دوسری مصروفیات کے باعث اکثر ناغے بھی ہو جاتے تھے جیسا کہ خود جامع ملفوظات نے اپنے مقدمہ میں اس کی صراحت فرمائی ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا۔ آگے قبول و اجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے

ان بکھرے ہوئے موتیوں کو اگر حضور مفتی اعظم ہند نے رشتہ تحریر میں منسلک نہ کیا ہوتا تو آج ہم علم و حکمت اور دین و سنت کے ان نادرۂ روزگار ذخائر سے محروم ہو جاتے جنکی چمک سے دلوں کے آفاق پر اجالا پھیلتا ہے اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

سائل ہوں دھُوَحَسْبِیْ وَدبی ص٦

جامع ملفوظات حضور مفتی اعظم ہند کا انداز بیان یہ ہے کہ وہ مجلس میں بیٹھنے والے کسی سائل کے سوال کو "عرض" اور اعلیٰحضرت کے جواب کو "ارشاد" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور چونکہ سوالات کے درمیان کوئی فنی ترتیب نہیں ہے اس لئے اعلیٰ حضرت کے ارشادات علم و فن کے بیشمار اصناف پر مشتمل ہیں اور رنگا رنگ پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح چار سو صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں۔ کتاب میں پھیلے ہوئے ان منتشر مباحث کو بڑی حد تک مندرجہ ذیل اصناف میں سمیٹا جا سکتا ہے۔

(۱) حکایات وقصص (۲) معارف قرآن (۳) مباحث حدیث (۴) عقائد وایمانیات (۵) فقہی مسائل (۶) رد فرقہائے باطلہ (۷) ہئیت وفلسفہ (۸) تاریخ (۹) تصوف (۱۰) ہندو بیرون ہند کا سفرنامہ!

اپنے جذبۂ نفاق اور بدعقیدگی کے نتیجے میں مدت ہوئی الملفوظ کے چند مقامات پر اہل سنت کے حریفوں نے اعتراض کئے تھے جن کے شافی اور مدلل جوابات فقیہ اہلسنت حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب محدث امجدی نے تحقیقات کے نام سے کتابی شکل میں شائع فرما کر ہمیشہ کے لئے مخالفین کی زبانوں پر تالے ڈال دیئے۔

جھریا کے مشہور مناظرہ میں بھی ان اعتراضات کے نہایت محققانہ اور دندان شکن جوابات دئیے گئے تھے جو مناظرہ کی مطبوعہ روداد میں شائع کر دیئے گئے ہیں۔

اتنی تفصیلات کے بعد اب الملفوظ کے سہارے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی مجلس علم و عرفان میں چلئے جہاں وقت کے بڑے بڑے اساتذہ اور اصحاب فضل وکمال سائل کی طرح دامن پھیلائے بیٹھے ہیں اور امام اہلسنت کے منہ سے حقائق ومعارف کے پھول جھڑ رہے ہیں۔

اب الملفوظ کے مباحث کے چند اقتباسات نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں لاحظہ فرمائیں۔

حکایات وقصص

عبرت وموعظت کی راہ سے حقائق ومعانی کو قلوب میں راسخ کرنے کے لئے قرآن کریم نے جگہ جگہ حکایات وقصص سے کام لیا ہے۔ قرآن کی پیروی میں اعلیٰ حضرت نے بھی گفتگو کے دوران بزرگوں کے واقعات وحکایات بیان کر کے معنوی حقائق کو پیکر محسوس میں منتقل کرنے کا انداز بیان اختیار فرمایا ہے۔

نمونے کے طور پر چند بصیرت افروز، روح پرور اور فکر انگیز حکایات لاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو حضور پرنور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور مشہور صحابی رسول حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھیں۔ وہ اپنے عہد طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے استاد کے منصب احترام وادب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں درس کے لئے اپنے استاذ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدے پر حاضر ہوتا اور وہ گھر کے اندر ہوتے تو میں ازراہ ادب انہیں باہر سے آواز نہ دیتا بلکہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ جاتا۔ ہوا خاک اڑا کر میرے اوپر ڈالتی اور میں ان کے قدموں کا غبار اپنے چہرے پر مل کر خوش ہوتا یہاں تک کہ وہ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے اور مجھے

شہادت پڑھ کر دولت اسلام سے مشرف ہوگیا۔

اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ حضور! یہ حدیث سے کر میں بہت سارے علماء و مشائخ کے پاس گیا لیکن کسی نے بھی مجھے نہیں پہچانا۔ کیا بات ہے کہ صرف آپ نے مجھے پہچان لیا؟

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ پہچانا تو تجھے سب نے تھا لیکن چونکہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہوا تھا اس لیے کسی نے تجھ پر یہ راز فاش نہیں کیا مطلب یہ ہے کہ انہیں صرف تیرا ہی حال نہیں معلوم تھا۔ بلکہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ تو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوگا۔

اس واقعہ سے اولیائے کرام کی غیبی قوت ادراک کا پتہ چلا جس کے ذریعہ وہ مخفی حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں۔

۷۔ ایک بی بی نے انتقال کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب اور بے وقعت ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں بیٹھتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے ہمراہ اچھے کپڑے کا کفن بھیج دینا۔ صبح صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کا پتہ چلایا تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور مرنے کے کوئی آثار اس کے اندر موجود نہیں ہیں اچانک تیسرے دن اسے خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ لڑکے نے نہایت عمدہ کفن تیار کر کے اس کے کفن میں رکھ دیا اور جنازہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میری ماں کو دے دینا۔

رات کو وہ صالحہ بی بی خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تجھے جزائے خیر دے تو نے بہت اچھا کفن بھیجا اب مجھے اپنی ساتھیوں میں کوئی شرمندگی نہیں محسوس ہوگی۔

اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ عالم دنیا اور عالم برزخ کے درمیان رابطے کا کوئی نہ کوئی روحانی ذریعہ ضرور ہے اور مرنے کے بعد بھی مردوں کے اندر سے زندگی کے رشتے کا احساس اور شعور باقی رہتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ موت طاری ہونے کے بعد بھی اللہ کے ولیوں کی غیبی قوت ادراک محفوظ رہتی ہے اور اسی قوت کے ذریعہ وہ دنیا میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر رہتے ہیں۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اچھے کفن سے مردے کو خوشی ہوتی اور خراب کفن سے وہ خفت محسوس کرتا ہے۔

اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی کے خواب میں آنا اللہ والوں کے اپنے اختیار میں ہے وہ جب چاہیں اور جس کے خواب میں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں۔ انہیں اپنے اور بیگانے کا خود ہی امتیاز ہوتا ہے اور وہ اپنا گھر در بھی پہچانتے ہیں۔

۸۔ احیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی رسول ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور انہیں کفن پہنایا گیا تو غلطی سے ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا۔ شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہبند لو اور انگلی پر ڈال دیا۔ صبح جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تہبند انگلی پر رکھا ہوا ہے۔

اس واقعہ سے بھی عالم دنیا اور عالم برزخ کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے۔

۹۔ ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے روزانہ قبر پر حاضر ہوتے اور قرآن عظیم کی تلاوت کیا کرتے کچھ مدت گزر جانے کے بعد وہ جوش محبت جاتا رہا یہاں تک کہ ایک دن ناغہ ہو گیا تب کہ وہ بزرگ خواب میں تشریف لائے اور بیٹے سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو روزانہ میری قبر پر آیا کرو اور تھوڑی دیر تک میرے مواجہہ میں کھڑے رہا کرو یہاں تک کہ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں پھر میرے لئے دعائے رحمت کرو اور رخصت ہو جاؤ۔

اس واقعے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خوشی رحمت کا احساس مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور مردے کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کون آیا کون نہیں پھر یہ بھی واضح ہوا کہ میرے سامنے کھڑے ہونے والے پر قبر کی مٹی حائل نہیں ہوتی۔ مردہ اسے دیکھتا اور پہچانتا ہے

۱۰۔ ایک شخص ایک قبرستان میں ایک قبر کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے نیند آگئی خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی اس قبر کے اندر سے فرماتی ہیں کہ اے خدا کے بندے! اس بلا کو میرے پاس سے دفع کر تو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ اس کی فوراً آنکھ کھل گئی اور اس نے دیکھا کہ ایک نئی قبر اس قبر کے پہلو میں کھودی جا رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آ رہا ہے۔

اس نے لوگوں کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے ایسی ہے ویسی ہے کسی دوسری جگہ قبر تیار کرو۔ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور دوسری جگہ اس میت کو دفن کیا۔

رات کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے اس آگ کو میرے پاس سے دفع کیا۔

اس واقعے سے بھی چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جس طرح دنیا میں برے ہمسایے سے تکلیف پہنچتی ہے اور آدمی اس سے دور بھاگنا چاہتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی مردے کو اچھے اور نیک ہمسایے سے خوشی ہوتی ہے اور برے ہمسایے سے اذیت پہنچتی ہے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ کا ولی اپنی خداداد قوت ادراک کے ذریعے سے صرف اتنا ہی نہیں جانتا کہ یہاں مرنے والا ہے کون مر گیا ہے اور کس کا جنازہ آنے والا ہے بلکہ اپنی قبر کے اندر لیٹے لیٹے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ آنے والا کیسا ہے۔ اچھا ہے یا برا ہے مستحق عذاب ہے یا سزاوار رحمت و کرم ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مردوں کا خواب میں کوئی بات کہے تو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مرحومین کی دعاؤں سے نہال ہونے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔

۱۱۔ ایک دن تین قلندر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا طلب کیا حضرت نے خدام کو کھانا حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خدام نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

ان میں سے ایک قلندر نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اس سے اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت
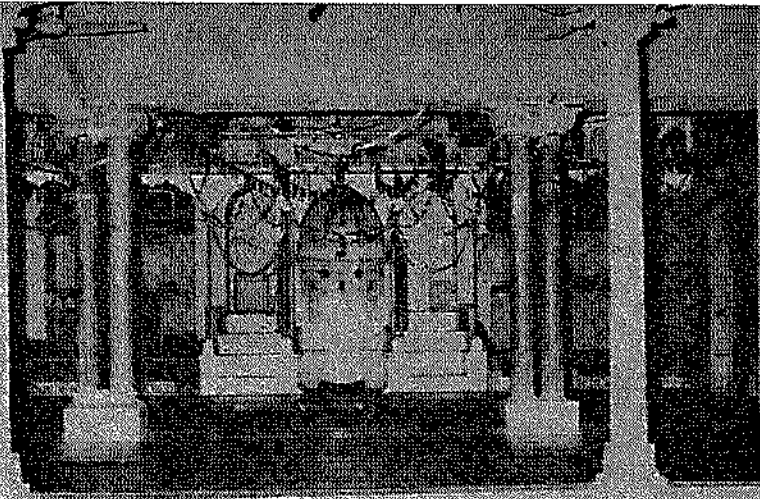
محلہ سوداگران میں واقع مسجد رضا کا اندرونی منظر جہاں حضور مفتی اعظم ہند نمازیں ادا فرماتے تھے

نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا اور غلام کو اس سے بہتر کھانا لانے کا حکم دیا۔ خادم پہلے سے بھی اچھا کھانا لایا لیکن اس بار بھی اس نے اٹھا کر پھینک دیا تب حضرت نے اس سے بھی اچھا کھانا لانے کا حکم دیا لیکن جب اس بار بھی قلندر نے اٹھا کر پھینک دیا تو حضرت نے اسے اپنے قریب بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مُردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستے میں کھایا تھا۔

یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہو گیا۔ کیونکہ راستے میں تین دن کے فاقوں کے بعد انہیں ایک مرا ہوا بیل ملا تھا جس کا یہ گوشت کھا کر آئے تھے۔

قلندر فرط ندامت سے بیخودی کی حالت میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت نے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور ایک آن میں اُسے دولت باطنی سے مالا مال کر دیا۔ اس وقت وہ رقص کرتا اور عالم وجد میں کہتا پھرتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نہال کر دیا مالا مال کر دیا۔

حاضرین نے کہا بے وقوف تجھے جو ملا ہے وہ تو حضرت نے عطا کیا ہے یہاں تک تو تُو بالکل خالی آیا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ بے وقوف تم ہو میرے مرشد کی اگر مجھ پر نظر کرم نہ ہوتی تو حضرت کا کرم میری طرف کیونکر متوجہ ہوتا۔

یہ جواب سن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ اور اس کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب

اپنے استاد کے پاؤں دھو۔

اس واقعے سے اندازہ لگائیے کہ ہارون رشید جیسے قاہر و جابر بادشاہ کے دل میں علم کی کیسی قدر و منزلت تھی!

۴۔ یہی ہارون رشید ایک دن اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ حضرت ابو معاویہ ضریر رضی اللہ عنہ کی دعوت کی۔ وہ آنکھوں سے معذور تھے۔ جب آفتابہ اور سلیچی ہاتھ دھلانے کے لئے لائی گئی تو سلیچی اس نے اپنے خدمت گار کو دیدی اور آفتابہ لیکر خود ان کا ہاتھ دھلانے لگا۔

ہاتھ دھلاتے ہوئے اس نے سوال کیا کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ آپ کا ہاتھ کون دھلا رہا ہے۔

یہ سنکر حضرت ابو معاویہ نے ارشاد فرمایا جیسی آپ نے علم و تقویٰ کی عزت فرمائی ویسی ہی اللہ آپ کی عزت بڑھائے۔ ہارون نے عرض کیا بس اسی دعا کے لئے میں نے یہ خدمت سر انجام دی ہے۔

اس واقعہ سے ہارون رشید جیسے وقت کے عظیم شہنشاہ کا وہ جذبۂ نیازمندی آشکار ہوتا ہے جو اُسے اللہ والوں کے ساتھ حاصل تھا۔

۵۔ ہارون رشید کا عام دستور تھا کہ جب اس کے دربار میں کوئی عالم دین تشریف لاتے تو وہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہو جاتا۔ ایک دن درباریوں نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ کے اس طرز عمل سے سلطنت کا رعب زائل ہوتا ہے

ہارون رشید نے جواب دیا کہ علمائے اسلام کی تعظیم سے اگر سلطنت کا رعب زائل ہوتا ہے تو وہ زائل ہونے ہی کے قابل ہے میں رعب سلطنت کے لئے علم دین کی عزت کو مجروح نہیں ہونے دونگا۔

ہارون رشید کی یہی وہ ادائے دلبرانہ تھی جس نے ساری دنیا میں اس کی صولت و جلالت کے ڈنکے بجادیئے تھے اور وقت کے بڑے بڑے سلاطین اس کی سطوت و جبروت سے لرزہ براندام رہا کرتے تھے!

۶۔ یمن میں ایک عیسائی رہتا تھا اس نے مسلمانوں کا امتحان لینے کے لئے عیسائیت کا لبادہ اتار کر مسلمانوں کا لباس پہن لیا گلے کی صلیب جو کپڑے کے اوپر لٹکتی رہتی تھی اسے گریبان کے اندر چھپا لیا یہاں تک کہ بالکل مسلمانوں کے لباس میں وہ علماء کے پاس جاتا اور ان سے سوال کرتا کہ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللہِ۔ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث کے کیا معنیٰ ہیں؟

علماء اس کا جواب دیتے لیکن وہ جواب پاکر بھی پوچھنے سے باز نہیں آتا یہاں تک کہ وہ پوچھتے پوچھتے بغداد تک پہنچ گیا ہے وہ زمانہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت شان کا تھا۔ سارے بغداد میں ان کی شوکت ولایت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ وہ اُن کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوا اور ان سے بھی اس حدیث کے معنے پوچھے۔ انہوں نے پر جلال آواز میں ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ صلیب توڑ عیسائیت چھوڑ اور اسلام قبول کر۔ سنتے ہی وہ قدموں پر گر پڑا اور کلمہ

ہو کر ارشاد فرمایا جا تو مرید ہو جا اس سے سیکھو۔

اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضرت محبوب الٰہی کو خدام کی طرف سے غیر معمولی قوت ضبط عطا کی گئی تھی کہ بار بار کی گستاخی اور نازیبا حرکات کے بعد بھی حضرت ذرا بھی غضبناک نہیں ہوئے۔

حضرت کے اس بلند اخلاقی کردار سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ میزبان کو اپنے مہمان کے حق میں کتنا حلیم اور وسیع القلب ہونا چاہیے؟ اور کیوں نہ ہو کہ اولیائے کرام کی زندگی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا آئینہ ہوتی ہے۔

اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت محبوب الٰہی پر وہ سارے احوال روشن تھے جو قلندروں کو شیخ سعدان سے پیش آئے تھے۔ یہ ہے وہ قلبی کیفیت اور ادراک جسے مالک حقیقی اپنے مقرب بندوں کو عطا فرماتا ہے اور جس کے ذریعے انہیں مخفیات کا علم حاصل ہوتا ہے۔

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر مرید سعید کو یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ فیض کہیں سے بھی ملے وہ اس کے مرشد ہی کے چشم کرم کا صدقہ ہے۔

۱۳۔ ایک فقیر مفلس بیچارا ان نعمتوں کا محتاج رات کے وقت دعا کیا کرتا تھا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما میری تنگدستی دور کر دے۔ اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر گھس آئی۔ اس نے سمجھا کہ دعا کے نتیجے میں یہ رزق حلال پردۂ غیب سے مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے گائے ذبح کی اور اس کا گوشت پکایا اور کھایا۔

صبح مالک کو خبر ہوئی۔ اس نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو مالدار شخص ہے اس نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا؟ جانے دے درگزر کر۔ یہ سنکر وہ بگڑ گیا اور غصہ میں کہا کہ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ میں انصاف چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو حق اور انصاف چاہتا ہے تو سن لے کہ حق اور انصاف یہی ہے کہ وہ گائے اسی کی تھی۔ وہ اپنی گائے ذبح کر کے کھا گیا۔ اس نے تیرا کیا لیا۔ یہ سنکر وہ اور برہم ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب بھی تجھے ہوش نہیں آتا تو لے صاف صاف سن لے کہ نہ صرف گائے اسی کی تھی بلکہ جو کچھ تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے۔ یہ سنکر جب وہ غصے سے بے قابو ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تیار ہو جا میں ایک سربستہ راز سے پردہ اٹھاتا ہوں۔ سن لے کہ نہ صرف زر زمین اور مال و جائداد ہی اس کا ہے بلکہ تو بھی اسی کی ملکیت ہے اسی کا غلام ہے۔

اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی۔ آپ نے فرمایا پیچ و تاب نہ کھا صبر سے کام لے۔ ان ساری باتوں کی تصدیق چاہتا ہے تو میرے ساتھ چل۔ یہ کہکر اس فقیر اور گائے والے کو اپنے ہمراہ لیا اور جنگل کی طرف نکل گئے۔ واقعہ اتنا عجیب و غریب تھا کہ تماشا دیکھنے کے لیے خلق کا ایک بہت بڑا ہجوم آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ ایک درخت کے نیچے پہنچ کر آپ کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ یہاں کھود دو۔ تھوڑی سی گہرائی کے بعد وہاں سے انسان کا ایک سر نکلا اور

اس کے قریب ہی ایک خنجر دفن تھا جب اسے نکالا گیا تو اس پر مقتول کا نام کندہ تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے درخت کو حکم دیا کہ جو تو نے دیکھا ہے اس کی شہادت دے۔

درخت نے عرض کیا یا نبی اللہ! یہ سر اس فقیر کے باپ کا ہے یہ کاٹنے والا اس کا غلام تھا۔ اس نے موقع پا کر اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا اور اسے خنجر کے ساتھ یہاں دفن کر دیا اس کے سارے اموال و جائیداد پر قابض ہو گیا۔ مقتول کا بیٹا اس وقت بہت کمسن تھا جب اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بالکل تنگدستی اور محتاجی کی حالت میں پایا وہ یہ بھی نہیں جان سکا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کے پاس کچھ مال و زر بھی تھا یا نہیں۔

درخت کی اس کھلی ہوئی شہادت کے بعد اس کاٹنے والے کو بھی اپنے جرم کا اقرار کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ قتل ناحق کی سزا میں غلام کی گردن اڑا دی گئی اور اپنے مقتول باپ کا جائز وارث ہونے کی حیثیت سے فقیر ساری جائیداد اور مال و زر کا مالک بن گیا۔

۱۳ - پچھلی امتوں میں خدا کا ایک عابد و زاہد بندہ تھا جو سمندر کے ایک جزیرے میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا تھا۔ اور شب و روز خدا کی عبادت کرتا تھا پہاڑ پر وہ اکیلا ایک آدم زاد تھا اس لئے ان تمام گناہوں سے وہ بالکل پاک صاف تھا جو ہم جنس کے تعاون سے وجود میں آتے ہیں۔

اپنی رحمت و کرم سے خدائے کریم نے اپنے بندہ عابد کے لئے پہاڑ پر ایک شیریں چشمہ جاری کر دیا اور سامنے ہی میٹھے انار کا درخت اگا دیا۔ وہ انار کے پھل کھاتا اور شیریں چشمے کا پانی پیتا۔

اسی طرح وہ چار سو سال تک خدا کی تسبیح و تہلیل اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھا یہاں تک کہ جب اس کی موت کا وقت آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے اس نے کہا اتنی اجازت دیجئے کہ میں تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں اور جب دوسری رکعت کے آخری سجدے میں جاؤں تو آپ میری روح قبض کر لیں۔ عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تمہارے لئے اتنی اجازت لے کر آیا ہوں۔

چنانچہ اس نے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی جیسے ہی دوسری رکعت کے آخری سجدے میں گیا کہ روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس کا بدن اب تک سلامت ہے اور اسی طرح سجدے کی حالت میں ہے۔

حضرت سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ میں جب بھی آسمان پر جاتا ہوں یا آسمان سے اترتا ہوں اس بندہ عابد کو اسی طرح سربسجود دیکھتا ہوں۔

یہ بندہ اس شان سے خدا کے دربار میں قیامت کے دن حاضر ہو گا کہ عبادت و خیر کے سوا نامہ اعمال میں ایک گناہ کا بھی اندراج نہ ہو گا۔ اس لئے نہ حساب کی نوبت پیش آئے گی اور نہ میزان عمل پر کھڑے ہونے کی۔

فرشتوں سے ارحم الراحمین ارشاد فرمائے گا ادخلوا

ان کے دیوانوں کو دانائے جہاں کہتے ہیں
ہوشمندی تو جنم لیتی ہے سرشاری سے
(محدث اعظم ہند علیہ (الرحمہ))
مست مئے الفت ہے مدہوش محبت ہے
فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ
(مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ)
برائے خیر و برکت
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ؕ
فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سو بار، اول وآخر درود شریف ۳ بار، اگر کبھی عمل میں دیر ہو جائے تو فرض نماز جماعت ہی سے ادا کریں جو باقی رہے بعد کو پورا کریں۔
مگر نماز ومصافحہ کے درمیان درود شریف کے سوا کوئی بات نہ کریں۔
عمل مجرب و آزمودہ ہے۔
اس عمل و وظیفہ کا ثواب ——— مولیٰ خدائے برتر و بالا
شیخ المشائخ حضور مفتئ اعظم ہند و اشرف المشائخ حضور محدث اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کو عطا فرماکر
ان کے صدقے میں اپنے والدین حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب بالیگانوی علیہ الرحمہ و مخدومہ آمنہ بی بی مرحومہ کی ارواح مقدسہ کو پہنچا دے۔ اور ان کے طفیل میں ان کے درجات میں بلندی بخش دے آمین۔
—: اپیل کنندگان :—
نیاز احمد قادری محمد میاں اینگ
بیڈفورڈ اور برمنگھم ═══ (انگلینڈ)

بِعَبْدِی اِلٰی جَنَّتِی بِرَحْمَتِیْ ۔ (ترجمہ) میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔

رب العزت کا یہ فرمان سنکر وہ بندہ کہے گا رحمت سے نہیں بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے کئے ہیں کہ میں جنت میں جانے کا مستحق ہوں۔

اس کی یہ بات سنکر پروردگار عالم ارشاد فرمائے گا۔" لوٹاؤ میرے بندے کو اور میزان کھڑی کرو۔ اس کے ایک پلڑے میں اس کی چار سو برس کی عبادت رکھو اور دوسرے پلڑے میں میری لاکھوں نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت" آنکھ رکھ دو اور دونوں کو وزن کرو جب وزن کیا جائیگا تو چار سو برس کی عبادت صرف ایک آنکھ کی نعمت کے مقابلے میں کم ہو جائے گی۔

ارشاد ہوگا اِذْھَبُوْا بِعَبْدِی اِلٰی مَنَازِلِیْ بِعَدْلِیْ۔ (ترجمہ) میرے اس بندہ کو میرے عدل سے جہنم میں لے جاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ آہ وزاری کرتے ہوئے چیخ پڑیگا کہ اے میرے رب تو مجھے بخشدے۔ میں اپنے عمل کا نہیں تیری رحمت کا سہارا لیتا ہوں میں تیرے عدل کا نہیں تیرے کرم کا سائل ہوں۔

اس کا تڑپنا اور بلکنا دیکھ کر خدا کو رحم آئے گا اور ارشاد ہوگا کہ اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ۔ (ترجمہ) لیجاؤ میرے اس بندے کو میری جنت میں میری رحمت و کرم سے۔

۱۴۔ حق العبد کے سلسلے میں اعلیٰحضرت نے حدیث کے حوالے سے قیامت کے دن کا ایک واقعہ نقل فرمایا کہ ایک شخص کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا جیسے ہی وہ جنت کی طرف قدم بڑھائے گا کہ ایک شخص راستہ روک کر کھڑا ہو جائیگا اور خداوند قدوس سے عرض کریگا کہ اے میرے رب! میرے اس بھائی سے میرا حق دلا دے۔ حکم ہوگا کہ اپنی نیکیاں اسے دیکر اس کا حق ادا کر۔ اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی لیکن اس کا حق ہنوز باقی رہے گا۔

حق کے بدلے میں نیکیوں کا تناسب بیان کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" تین پیسے کے بدلے میں سات سو نمازیں باجماعت دلائی جائیں گی"۔

اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد حقدار پھر کھڑا ہوگا اور استغاثہ پیش کرے گا کہ اس سے میرا حق دلایا جائے اسے حکم ہوگا کہ حقدار کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد کر اس کا حق ادا کر حقدار کے تمام گناہ ختم ہو جائیں گے پھر بھی اس کا حق باقی رہے گا۔

پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میرا حق میرے بھائی سے دلادے ارشاد ہوگا" اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیرے تمام گناہ اس پر لاد دیئے گئے۔ اب اس کے پاس کیا ہے جو تو اس سے لے گا۔ عرض کریگا اے میرے رب! میرا حق ابھی باقی ہے۔ اس سے دلوادے۔

تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت کا ایک محل خوب آراستہ کر کے عرصۂ محشر میں لایا جائے جیسے ہی میدان میں چاندنی کی طرح چمکتا ہوا محل لاکر رکھا جائے گا کہ سب لوگ نہایت اشتیاق کے ساتھ

اسے دیکھنے لگیں گے۔

رب العزۃ ارشاد فرمائے گا کہ میں اس مکان کو بیچتا ہوں کوئی ہے جو اسے خرید لے حقدار عرض کرے گا بھلا اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی جو اسے خرید سکیگا۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کی قیمت تیرے پاس موجود ہے؟

ارشاد ہوگا اپنے بھائی کا حق معاف کر دے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا۔ وہ خوشی سے جھومتے ہوئے اپنے بھائی کے ہمراہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

۱۵۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں تھے۔ انہوں نے نیم بیداری کی حالت میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر سید الطائفہ سیدنا جنید بغدادی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی عرضی ان کے دست مبارک میں دیتا ہے اور وہ اسے بارگاہ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔

یہ صاحب بھی اسی ہجوم میں شامل ہیں لیکن بالکل خاموش کھڑے ہیں۔ حضرت نے انہیں اس حال میں دیکھا تو ارشاد فرمایا۔ ھاتِ اَعرض قِصَّتکَ لاؤ میں تمہاری عرضی بھی بارگاہ رب العزت میں پیش کردوں۔ انہوں نے فوراً عرض کیا اَوَ شَیخِی عَزَلۃٗ۔ کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا۔ فرمایا واللہ مَا عَزَلۃٗ وَلَن یَعزِلُہٗ۔ خدا کی قسم نہ ان کو معزول کیا اور نہ کبھی انہیں معزول کریں گے۔

یہ سننے کے بعد مرید نے عرض کیا تو پھر میرا شیخ میرے لئے بہت کافی ہے۔ آنکھ کھلی تو فوراً دربار غوثیت میں حاضر ہوئے تاکہ واقعہ عرض کریں قبل اسکے کہ سرکار میں کچھ عرض کرتے حضور نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا ھاتِ اَعرض قِصَّتکَ لاؤ میں خود تمہاری عرضی بارگاہ رب العزت میں پیش کردوں۔

یہ واقعہ بیان کرکے اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا کہنے ہیں سرکار غوثیت مآب کے کہ

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند

پھر فرمایا کہ جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

"مزار اقدس مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمۃ بانی جامعہ ہٰذا"

بفضلہ تعالیٰ اس صوبہ کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ ہے جس میں جملہ علوم دینیہ وفنون عربیہ مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، کلام، منطق، ادب اور حفظ قرآن مجید، قراءت وتجوید کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے جامعہ میں طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی ہے بلکہ غریب طلباء کو درسی کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں اور بقدر گنجائش یتیم ونادار طلباء کے قیام وطعام کا بار بھی برداشت کیا جاتا ہے۔ اس وقت تک جامعہ سے جن حفاظ، قراء اور علماء نے اسناد حاصل کیں ان کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ایک ہزار سے زائد ہے۔ فی الحال جامعہ اور شاخ ہائے جامعہ میں تقریباً پانچسو ۵۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں اس وقت تک جامعہ نے جو کچھ کامیابی اور ترقی کی ہے اس میں افضال خداوندی کے بعد متولی جامعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقدیر صاحب مدظلہ العالی اور کارکنان جامعہ کی بے لوث مساعی اور فرض شناسی کو بڑا دخل ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں تا مدت مدید تک جامعہ کا فیض جاری رکھے اور ہمدردان ومعاونین جامعہ کو ہمیشہ اپنی رحمتوں سے نوازے۔

امید ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر زکوٰۃ وصدقات ودیگر عطیات سے جامعہ کی نمایاں امداد کریں گے۔

ڈرافٹ یا چیک کراس شدہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کے نام بھیجیں۔ **نوٹ:** تمام سفراء جامعہ کو شناختی کارڈ جاری کئے گئے ہیں بوقت امداد سفارت نامہ کی تصدیق فرمالیں۔ الحمدللہ جامعہ کی تعمیر جدید کے لئے پچیس ایکڑ زمین حاصل کرلی گئی ہے اور رسم سنگ بنیاد ——— ۲۵ اپریل ۱۹۸۲ء کو ادا کی گئی۔ فقط

سکریٹری جامعہ عربیہ اسلامیہ قتل عام روڈ ناگپور فون نمبر ۴۳۳۰۳

احادیثِ کریمہ

قصص وحکایات کے اقتباسات کے بعد اب ملفوظات کے سینکڑوں صفحات پر ذخائر احادیث کے منتخبات لاحظ فرمائیے۔

پہلی حدیث : حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ ۔

(ترجمہ) یعنی صبح اس حال میں کر، کہ تو خود عالم ہو، یا علم سیکھتا ہو، یا علماء کی زبان سے دین کی باتیں سنتا ہو یا تیرے اندر یہ خوبیاں نہ پیدا ہو سکیں تو کم از کم اتنا کر کہ تو اہل علم سے محبت کرتا ہو، دنیا اور آخرت کی سعادت انہی چار چیزوں میں منحصر ہے پانچواں مت بننا کہ اس میں تیرے لئے ہلاکت ہے۔ یعنی اپنی ایسی حالت مت بنانا کہ نہ خود عالم بنے نہ علم سیکھے نہ علماء کی باتیں سنے اور نہ ان سے محبت کرے۔

دوسری حدیث : حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ یا کسی بیمار کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے گا مولیٰ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اسے اس بیماری یا اس مصیبت سے محفوظ رکھے وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں اس دعا کے مبارک کے سینکڑوں تجربات کئے۔ جب بھی کسی مبتلا کو دیکھ کر میں نے یہ دعا پڑھی بفضلہ تعالیٰ اس ابتلا سے تاحیات محفوظ رہا۔
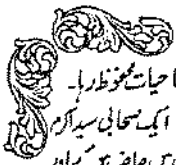
تیسری حدیث : ایک صحابی سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے یعنی میں فلاکت و تنگدستی کا شکار ہو گیا ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں تسبیح ملائکہ یاد نہیں ہے جس کی برکت سے روزی دیجاتی ہے تم طلوع فجر کے ساتھ سو بار وہ تسبیح پڑھ لیا کرو۔ دنیا تمہارے قدموں میں ذلیل و خوار ہو کر آئے گی۔ وہ تسبیح یہ ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۔

چوتھی حدیث : قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائیگا۔ اس سے سوال ہوگا دنیا سے کیا لایا؟ جواب دیگا فرض نمازوں کے علاوہ میں نے اتنے نوافل پڑھے فرض روزوں کے علاوہ میں نے اتنے نفلی روزے رکھے۔ زکوٰۃ کے علاوہ میں نے اتنے صدقات خیرات کئے، حج فرض کے علاوہ میں نے اتنے نفلی حج کئے۔

جب وہ اپنے سارے حسنات وعبادات بیان کرلے گا تو رب العزت اس سے ارشاد فرمائیگا۔

هَلْ وَالَيْتَ لِىْ وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِىْ عَدُوًّا ۔

(ترجمہ) کبھی میرے دوستوں سے محبت کبھی کی اور کبھی میرے دشمن کو اپنا دشمن گردا۔

یعنی میری رضا اور خوشنودی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کیونکہ روزہ رکھ لینا، نماز پڑھ لینا، زکوٰۃ

دے لینا اور ج کر لینا آسان ہے لیکن صرف خدا و رسول کے لئے کسی سے رشتہ توڑ لینا اور کسی سے رشتہ جوڑ لینا بہت مشکل ہے۔

پانچویں حدیث: حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ شب میں اپنے اصحاب کے مشاغل کا معائنہ فرماتے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزر فرمایا۔ دیکھا کہ وہ تہجد کی نماز میں بہت دھیمی آواز سے قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ بہت بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ وہ جا بجا سے قرآن کی متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔

صبح کو ہر ایک سے اس کے انداز تلاوت کی وجہ دریافت فرمائی۔ صدیق اکبر نے بیان کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِیْہِ۔ میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس کے ساتھ میں مناجات میں مشغول تھا۔

حضرت فاروق اعظم نے عرض کی۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ۔ میں بلند آواز سے قرآن پڑھ کر شیطان کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔

حضرت بلال نے بیان کیا کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہُ بَعْضَہٗ مَعَ بَعْضٍ۔ پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض کے ساتھ ملاتا ہے۔

سب کا بیان سننے کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا۔ کُلُّکُمْ قَدْ اَصَابَ۔ تم میں سے ہر ایک کا عمل ٹھیک ہے۔ مگر اے صدیق تم قدرے اپنی آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست کر دو اور اے بلال تم ایک سورت ختم کر لو تب دوسری سورت کی طرف چلو۔

چھٹی حدیث: ایک دن ایسا ہوا کہ نماز کی اقامت ہو گئی۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرمانا ہی چاہتے تھے کہ دفعتاً صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا۔ عَلٰی رِسْلِکُمْ۔ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ یہ فرما کر کاشانہ اقدس کے اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا آج تقسیم کرتے کرتے تین دینار بچ گئے تھے اچانک ابھی یاد آیا کہ وہ گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ میں ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر رات گزر جائے اس لئے میں انہیں جا کر تصدق کر آیا۔

ساتویں حدیث: حضرت مولائے کائنات سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں! اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَۃٌ عَدُوُّکَ وَعَدُوُّ صَدِیْقِکَ وَصَدِیْقُ عَدُوِّکَ۔ دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تیرا اپنا دشمن، دوسرا تیرے دوست کا دشمن، اور تیسرا تیرے دشمن کا دوست۔

یونہی خدا کے دشمنوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک اس کے اصل دشمن جیسے کفار و مشرکین، دوسرے اس کے محبوبوں کے دشمن جیسے اس وقت کے منافقین اور آج کے وہابیہ تیسرے اس کے دشمنوں میں سے کسی کے دوست۔

آٹھویں حدیث: حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ
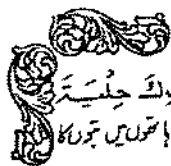
فَتَرْضٰى ۔ اور البتہ قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس پر حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِذَنْ لَا اَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ ۔ ایسا ہے تو میں اس وقت راضی ہی نہ ہوں گا جب تک کہ میری امت کے سارے افراد جہنم سے آزاد نہیں ہو جائیں گے۔

نویں حدیث : ایک حدیث خاص رافضیوں (شیعوں) کے بارے میں وارد ہوئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

یَاْتِیْ قَوْمٌ لَهُمْ نَبْزٌ یُقَالُ لَهُمُ الرَّفْضَةَ لَا یَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً وَلَا جَمَاعَةً وَیَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْهُمْ وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ ۔

(ترجمہ) ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک برا لقب ہو گا۔ انہیں رافضی کہا جائیگا۔ وہ نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے نہ جماعت میں اور سلف صالحین کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا اور نہ ان سے شادی کرنا۔ اور بیمار پڑ جائیں تو انہیں پوچھنے جانا اور مر جائیں تو نہ تم ان کے جنازے میں شریک ہونا۔

دسویں حدیث : ایک صاحب حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا۔ مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِكَ حِلْیَةَ الْاَصْنَامِ ۔ کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انہوں نے فوراً اتار دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِكَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ ۔ کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھوں میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

یہ سنتے ہی انہوں نے اتار کر پھینک دیا اور عرض کی یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟

ارشاد فرمایا۔ اِتَّخِذْهُ مِنَ الْوَرَقِ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا ۔ چاندی کی بناؤ اور اس کا وزن ایک مثقال سے کم رکھو (یعنی ساڑھے چار ماشہ تک کی)

گیارھویں حدیث : حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا تَمَارَضُوْا فَتَمْرَضُوْا ۔ بے تکلف بیمار نہ ہو کہ حقیقتاً بیمار ہو جاؤ گے۔ دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ سخت وعید ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں لَا تَمَارَضُوْا فَتَمْرَضُوْا فَتَمُوْتُوْا فَتَدْخُلُوا النَّارَ ۔ جھوٹے بیمار مت ہو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور اگر مر گئے تو جہنم میں بھیج جاؤ گے۔

بارھویں حدیث : حدیث شریف میں ہے ایک بار سیدنا جبریل علیہ السلام حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور دوسرے دن حاضر ہونے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن حضور پاک صاحب لولاک کو ان کی آمد کا انتظار رہا۔ جب ان کے آنے میں دیر لگی تو حضور باہر تشریف لائے۔

دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت جبرئیل باہر دروازے پر کھڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں کیوں کھڑے ہو اندر کیوں نہیں آتے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ أَوْ صُورَةٌ وغیرہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

یہ سنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے ہر طرف تلاش کیا کچھ نہیں ملا۔ دیکھا تو چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا اُسے باہر نکالا حضرت جبرئیل علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔

تیرھویں حدیث: حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ أَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَلَمْ يُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ۞

ترجمہ: جب فتنے ظاہر ہوں یا ہر طرف بدعتیں پھیلنے لگیں اور ایسے موقع پر عالم دین اپنا علم ظاہر نہ کرے یعنی اپنی کسی مصلحت یا مفاد کی لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے اللہ نہ اس کا فرض قبول کریگا اور نہ اس کی نفل۔

چودھویں حدیث: حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے دریافت فرمایا۔ كَيْفَ أَصْبَحْتَ تم نے صبح کس حال میں کی۔ انہوں نے جواب دیا أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا ایک سچے مومن کی حالت میں میں نے صبح کی۔

پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعوی کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ تمہارے پاس اپنے دعوے کی سچائی کے لئے کوئی دلیل ہوتی پیش کرو جو تمہارے سچے مومن ہونے کی کیفیت کو ثابت کرے۔

انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جملہ موجودات عالم میرے پیش نظر ہیں۔ اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت کے باغوں میں عیش کر رہے ہیں اور یہیں سے جہنمیوں کی وہ لرزہ خیز چیخیں سن رہا ہوں جو دردناک عذاب کے نتیجے میں ہر وقت بلند ہو رہی ہیں۔

یہ سنکر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اطمینان رکھو تم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

پندرھویں حدیث: حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صَدَقَةُ السِّرِّ تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ وَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ۞ چھپا کر صدقہ دینا آدمی کو بری موت سے بچا لیتا ہے اور خداوند تبارک کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا موت کے بعد کے صدقے سے افضل ہے ارشاد فرمایا۔ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ

آپ ہیں شانِ کرم کانِ کرم جانِ کرم | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | آپ ہیں فضلِ اتم لطف اعم کی صورت

درود جمعہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ط

یہ درود شریف بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے دست بستہ سو بار پڑھے۔ بے شمار دینی ودنیاوی فوائد وبرکات حاصل ہوں گے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درود شریف کی تمام سنیوں کے لئے اجازت عطا فرمائی ہے بشرطیکہ بدمذہبوں بے دینوں اور گمراہوں سے اجتناب کامل کریں۔

اے سارے جہان کے خالق ومالک! درود شریف مذکور کا ورد اور وظیفہ کرنے والے بندے کو توان گنت فیوض وبرکات سے نواز دے اور ساتھ ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو اپنا قرب خاص عطا فرما! اور اپنے پیارے کے پیارے کے طفیل ہماری فرم میں ترقی اور کاروبار میں برکت عطا فرما!

وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا۔ بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو اس حال میں خرچ کرے جب تو تندرست اور مال پر حریص ہو۔ دولت کی خواہش رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو اس وقت کا صدقہ کسی کام کا نہیں جب کہ دم گلے میں آکر اٹک گیا ہو اور تو وصیت کرے کہ اتنا فلاں کو دینا اور اتنا فلاں کو دیدینا۔

فقہی مسائل

کھانے کا مسنون طریقہ

داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا رہے اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا چاہئے۔ روٹی ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا متکبرین کی عادت ہے۔

اللہ کو میاں کہنا منع ہے

اردو زبان میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں ان میں سے دو معنی ایسے ہیں جو شان الوہیت کے قطعاً خلاف ہیں اور ان معانی سے خدا کی ذات بالکل پاک اور منزہ ہے۔ البتہ ایک معنی ایسا ہے جس کا اطلاق خدا کی ذات پر ہو سکتا ہے لہٰذا جب "میاں" کا لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع شریف میں وہ وارد بھی نہیں ہے تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی "مولیٰ" کے ہیں۔ بلاشبہ اس معنی کا اطلاق اس کی ذات پر صحیح ہے۔ اور دوسرے معنی "شوہر" کے ہیں جبکہ تیسرے معنی دلال (زنا کا دلال) جو زانیہ اور زانی کے درمیان رابطہ قائم کرے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خدا کی ذات ان دونوں معانی کے صدق سے پاک اور منزہ ہے۔

کس طرح کے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں

جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ لیکن وہ گناہ جس میں حق العبد بھی شامل ہو جب تک حق والے سے نہ معاف کرائے صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

زنا میں بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جبکہ جبراً اس کے ساتھ یہ فعل کیا جائے اور اس کے باپ بھائی، شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہو ان سب کا حق ہے جب تک وہ بھی معاف نہ کردیں۔ صرف توبہ سے یہ گناہ معاف نہ ہوگا۔ اب یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ ان لوگوں سے کن لوگوں میں معافی مانگنی چاہیئے۔ بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ چھپے ڈھکے الفاظ میں ان سے مانگے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگنی ہوگی کہ مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے معافی چاہتا ہوں۔ جمہور علماء نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

نکاح کی ولایت

لڑکی اگر نابالغ ہو تو اس کے نکاح کا ولی

باپ ہے باپ کے بعد دادا، اور دادا نہ ہو تو بھائی اور بھائی نہ ہو تو بھتیجا اور بھتیجا نہ ہو تو چچا پھر چچازاد بھائی۔

باپ کو صرف نکاح کی ولایت حاصل ہے طلاق کی نہیں یعنی باپ اگر اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے اس کی بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ باپ نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

قضا نمازیں کسطرح ادا کی جائیں

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ قضا صرف فرض نمازوں اور وتر کی ہے جنکی یومیہ تعداد بیس رکعت ہے جن لوگوں پر بہت سی نمازیں قضا ہوں ان کے لئے تخفیف اور جلد ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ اخیر کی دو یا ایک رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بجائے صرف تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھ لے۔ اور رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اور التحیات کے بعد درود ماثورہ اور دعائے استغفار کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ۔ اور وتروں کی قضا میں بجائے دعائے قنوت کے رَبِّ اغْفِرْلِیْ پڑھ لینا کافی ہے۔

قضا نمازوں کی نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی اس کی نیت کرتا ہوں، سب سے پہلے ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی جو نماز مجھ سے قضا ہوئی اس کی نیت کرتا ہوں اسی طرح پڑھتا رہے جب تک کہ ظن غالب نہ ہو جائے کہ ایک نماز بھی اب اس کے ذمہ باقی نہیں ہے کیونکہ جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔

عمامہ کیساتھ نماز پڑھانیکی فضیلت

عمامہ کے ساتھ ایک نماز بغیر عمامہ کے ستر نماز کے برابر ہے۔

زمانہ عدت میں نکاح پڑھانے کی برائی

طلاق کی عدت کے ایام میں نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے جس نے دانستہ عدت میں کسی کا نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا تو وہ سخت فاسق اور زنا کا دلال ہے اور اگر حلال جان کر پڑھایا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ یہی حکم اس نکاح میں شریک ہونے والوں کا بھی ہے۔

تعظیم و توہین کا معیار

تعظیم و توہین عرف پر مبنی ہے۔ ایک چیز ایک زمانہ میں تعظیم و توہین ہوتی ہے دوسرے زمانہ میں نہیں اسی طرح ایک چیز ایک جگہ تعظیم و توہین سمجھی جاتی ہے دوسری جگہ نہیں اس لئے جگہ اور وقت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تعظیم و توہین کے احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔

طلاق کب واقع ہوتی ہے

کوئی شخص دل میں اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک طلاق کے الفاظ اتنی آواز سے نہ کہے کہ کوئی مانع موجود نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں۔

حد قذف کہاں کہاں جاری ہوتی ہے

جس طرح شریعت میں زانی کے لیے سزا مقرر ہے اسی طرح اس شخص کے لئے بھی سزا مقرر ہے جو کسی پر زنا کا جھوٹا بہتان لگاتا ہے جب تک کہ چار عینی گواہوں سے وہ الزام ثابت نہیں کر دیتا وہ قاذف کہلائے گا اور اس پر حد قذف جاری کی جائے گی کسی کو حرامی کہنا یا کسی لڑکی کو حرامزادی کہنا، یا بیٹی بہن کیساتھ وہ برا لفظ بولنا بھی قذف ہی کے دائرے میں آتا ہے۔

نوکر اگر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے

جس طرح شریعت کی طرف سے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنائیں اور ذمہ داری عہدہ برآ نہ ہونے کی صورت میں ان پر مواخذہ ہے اور قیامت کے دن اس جرم میں بھی پکڑے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی اولاد کو نماز کے لئے تاکید کیوں نہیں کی اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی مسلمان نوکر ہے تو آقا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے اپنا حد بھر نماز پڑھنے کی تاکید کرے اگر آقا اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہوا تو اس پر بھی مواخذہ ہے اور وہ بھی قیامت کے دن پکڑا جائیگا۔

مرنے کے بعد شوہر اور بیوی کے احکام

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ ہاتھ میں کپڑا وغیرہ لپیٹ کر چھو سکتا ہے۔ اسے کاندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے لیکن عورت کو بغیر کسی شرط کے اپنے مرحوم شوہر کو چھونے کی اجازت ہے۔

مرنے کے بعد مصنوعی دانت کا حکم

مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکال لینا چاہیئے بشرطیکہ نکالنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو نہ نکالے۔ اور اس کے ٹوٹے ہوتے اصلی دانت کفن میں رکھ دینا چاہیئے۔

جنازہ کی نماز کے اوقات

جنازہ اگر طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت آیا یا عصر کی نماز کے بعد آیا تو پڑھ سکتا ہے اور اگر جنازہ پہلے سے لاکر رکھا ہوا ہے تو جب تک آفتاب غروب نہ ہو جائے یا طلوع ہونے کے بعد بلند نہ ہو جائے نہ پڑھے۔

شراب کی حرمت

شراب کی حرمت نجاست کی وجہ سے ہے صرف نشہ آور ہونے کے سبب نہیں کیونکہ وہ پیشاب کی طرح نجس ہے شراب ایک قطرہ بھی کوئیں میں گر جائے تو سارا کنواں نجس ہو جائیگا۔
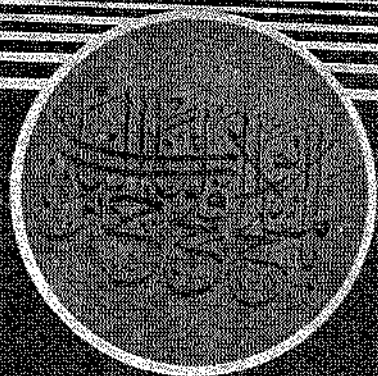
حق گوئی

آپ کو علم و عمل عشق و محبت تہذیب و اخلاق اور جرأت و بیباکی اپنے والد ماجد سے ورثہ میں ملی تھی

مولانا ناصر علی محمد نظام الدین صاحب امرڈوبھا بستی

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم غیب اک دانائے راز آید بروں

انقلاب لیل و نہار کے ساتھ ساتھ انسانی تاریخ کے صفحات پر کچھ ایسی قد آور اور عبقری شخصیتیں نمودار ہوتی ہیں جو اپنے دور کی عظیم ترین ہستیوں میں شمار کی جاتی ہیں اور جن کی علمی وجاہت اور بے پایاں فیض بخشی سے پوری قوم مستفیض ہوتی ہے لیکن جب یہ شخصیتیں اس دار فانی سے کوچ کرتی ہیں تو پوری قوم سوگوار ہو جاتی ہے انسانی تاریخ ایک ایسے عظیم انسان سے محروم ہو جاتی ہے جن کے علوم سے قوم نے درس حیات حاصل کیا تھا اور جب مرد مومن کے قفس عنصری کی تیلیاں ٹوٹتی ہیں اور طائر لاہوتی پرواز کرتا ہے تو پوری قوم ہی نہیں بلکہ پورا عالم غم و اندوہ کے اتھاہ ساگر میں ڈوب جاتا ہے پوری قوم یتیم ہو جاتی ہے موت العالِم موت العالَم سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عالم دین

کی موت عالم کی موت ہے بلکہ تفسیر و حدیث کی شعاع نور میں یہ بات روشن ہے کہ جب مرد مومن انتقال کرتا ہے تو آسمان غم میں اشکبار ہو جاتا ہے۔

بلکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازے سے اسکا عمل خدا کی بارگاہ میں پہونچتا ہے دوسرے دروازے سے اسکا رزق پہنچتا ہے اور جب وہ بندہ مومن اس دار فانی کو خیرباد کہتا ہے تو وہ دونوں دروازے رونے لگتے ہیں اور کافر کی موت پر نہ تو آسمان ہی اور نہ اس کے دو دروازے ہی روتے ہیں۔

انھیں تاریخ ساز ہستیوں میں وہ ذات گرامی وقار بھی ہے جسکے تقوی و طہارت تفقہ فی الدین نکتہ آفرینی کا عالم میں چرچا ہے۔ جو محبت رسول کا عظیم شاہکار تھا جسے دنیا مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنت سے موسوم کرتی ہے۔ جنکا نام نامی مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ و الرضوان ہے

آپ اس ذات گرامی کے شہزادے ہیں جن کے علم و عرفان کا سکہ عرب و عجم حل و حرم میں موجود تمام علماء و فضلا صوفیاء و مشائخ کے قلوب پر بیٹھا ہوا تھا جسے دنیا اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولینا امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ و الرضوان کہتی ہے۔

آپ کو علم و عمل عشق و محبت تہذیب اخلاق جرأت و بے باکی اپنے والد ماجد سے ورثہ میں ملی تھی۔

۱۹۷۶ء کا وہ پر سوز دور جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک ایسے بھیانک طوفان میں گھیرا کر دیا تھا جہاں سے اسلامیان ہند کے سفینہ اعتقاد کے تختے ٹوٹتے ہوئے نظر آرہے تھے سعودی ریال اور امریکن ڈالر حکومت کے ٹکڑوں پر پلنے والے ابنا روقت علماء کے قدموں میں لغزش آگئی تھی اور نس بندی کے جواز پر مسند افتار پر بیٹھنے والے مفتیوں نے فتوی صادر کر دیا تھا ریڈیو اخبار کے ذریعہ خوب خوب پرچار بھی کیا گیا ہندوستان کا مسلمان اب ایسے موڑ پر پہنچ چکا تھا جہاں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی طوفان ہی طوفان تھے پوری مسلم قوم ایک ایسے میر کارواں کی تلاش میں سرگرداں تھی جو اسے سہارا دے۔ ایمان و اعتقاد کی کشت ویران کو لالہ زار بنائے سب کی نگاہیں شہر عشق و محبت پاسبان ناموس رسالت بریلی کی جانب لگی ہوئی تھیں یکایک بریلی کا مرد مجاہد ہد منحا الفتوں کی تیز آندھیوں میں اپنے علمی وقار سے اٹھتا ہے اور بمصداق حدیث شریف افضل الجہاد کلمۃ حق عند السلطان الجابر ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے آپ نے اعلان فرمایا

"نسبندی حرام ہے۔ حرام ہے۔ حرام ہے"

ہوا تھی گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

آپ کی بے باکی اور حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے صاحبان علم و فضل آپ کے حضور لرزاں و ترساں رہتے تھے کہ کہیں حضور مفتی اعظم ہند ہماری گرفت نہ فرمائیں چاہے وہ اپنے وقت کا بحر العلوم یکتائے روزگار ہی کیوں نہ ہو اگر شریعت کے خلاف کوئی کلمہ سنتے یا کوئی حرکت صادر ہوتی

تو فوراً ٹوک دیتے آپ کا ہر عمل شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہوتا آپ کے اندر شریعت بیضار کی حفاظت و اتباع کا جذبہ اسقدر کار فرما تھا کہ جب آپ سنہ ۱۹۴۲ء میں دوبارہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو اسوقت بھی آپنے فوٹو نہیں کھنچوایا۔

آپ کو بیعت و خلافت خانقاہِ مارہرہ مطہرہ کے اس عظیم غوث شہنشاہ روحانیت حضرت اقدس سیدی و سندی ابو الحسین نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل تھی جنھوں نے آپ کی ولادت کے موقع پر ہی آپ کو بیشمار القاب و خطابات سے نوازا تھا

حضرت نوری میاں علیہ الرحمۃ کی ذات پاک وہ ذات ہے جس کے بارے میں سرکار اعلیٰحضرت مجدد مائۃ ماضیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ؎

برتر قیاس سے ہے مقام ابو الحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابو الحسین
میلہ لگا ہے شان مسیحائی دید ہے
مردے جلا رہا ہے خرام ابو الحسین

منقبت

حضرت حق — کانپوری

سنّیت کی روشنی تھے مفتیٔ اعظم مرے
اک شرارِ معنوی تھے مفتیٔ اعظم مرے

کیا شریعت کیا طریقت کیا حقیقت کیا مجاز
شہرِ علم و آگہی تھے مفتیٔ اعظم مرے

ہر نظر احیائے سنّت ہر نفس وردِ درود
عاشقِ دینِ نبی تھے مفتیٔ اعظم مرے

اک محدّث، اک معلّم، اک مبصّر، اک فقیہ
بحرِ علمِ باطنی تھے مفتیٔ اعظم مرے

پاک باطن، پاک سیرت، پاک طینت، پاک دل
ہمہ تن پاکیزگی تھے مفتیٔ اعظم مرے

موجِ عرفان و بصیرت، متقی، پرہیزگار
فیض و لطفِ دائمی تھے مفتیٔ اعظم مرے

روح میں دیتی حرارت، ذہن میں تابندگی
روشنی ہی روشنی تھے مفتیٔ اعظم مرے

مرشدِ کامل، وحید العصر، یکتائے زماں
علم دیں کے منتہی تھے مفتیٔ اعظم مرے

اہلِ سنّت والجماعت کی نقابت کے سوا
اس زمانے کے ولی تھے مفتیٔ اعظم مرے

اس میں ذرّہ بھر بھی اے حقّ شک کی گنجائش نہیں
درحقیقت جنّتی تھے مفتیٔ اعظم مرے

سوانح خاکہ

آپ کی ذات میں جمال و جلال کا یکساں امتزاج تھا

نبیرۂ اعلیٰحضرت علامہ شاہ ریحان رضا خاں صاحب بریلوی
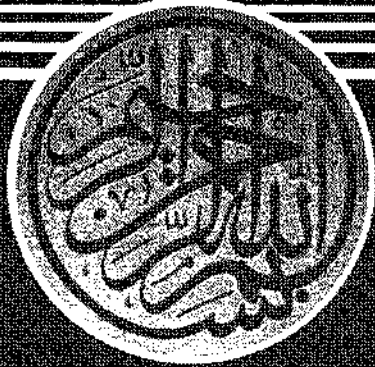
اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد اعظم مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ جیسے خوش نصیب اس دنیا میں معدود چند شخصیتیں ہی گزری ہوں گی اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰحضرت کی ذاتِ گرامی پر خصوصی کرم تھا کہ نہ صرف آپ کی ذات اپنے زمانے میں یکتائے روزگار تھی بلکہ آپ کے دونوں فرزند بھی اپنے اپنے دور میں فقید المثال ہی رہے خلفِ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولٰنا الشاہ محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اگر ایک طرف آفتاب شریعت تھے تو دوسری طرف ماہتاب طریقت بھی تھے۔ اسی طرح خلف اصغر حضرت مولٰنا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے دور میں چمکے۔ اس آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت کی تابانی صرف بریلی بلکہ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ رہی بلکہ تمام عالم اسلام آپ کی علمیت اور طریقت کے نور سے مستفیض ہوا۔

او طیبہ سے چمک کی بھیک مانگنے والے کو اس سخی داتا کے دربار سے ایسی بھیک ملی کہ وہ خود بھی چمکا

اور اس کی اولاد بھی چمکی ہے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

مدینے کے چاند سے چمک لے کر چمکنے والے اپنے چمکنے کے بعد سب ان کی روشنی و تابانی میں ایسے گم ہو گئے کہ جیسے ستاروں کی روشنی چاند کی روشنی میں گم ہو جاتی ہے۔

حضرت نوری میاں کی نوری نظر

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ ایک مرتبہ مارہرہ مطہرہ میں اپنے پیر و مرشد شاہ آلِ رسول رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ بعد نمازِ ظہر مسجد کے زینے اترتے ہوئے صاحب سجادہ حضرت ابوالحسین نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰحضرت سے فرمایا مولانا صاحب آپ بریلی تشریف لے جائیے آپ کے گھر میں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ بچہ اپنے وقت کا ولی اور بڑا عالم ہوگا میں جب بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا۔ آپ نے اس وقت مفتی اعظم کا نام آلِ رحمٰن ابو البرکات محی الدین جیلانی (رحمٰن کی طرف جانے والا) تجویز فرمایا اور چھ ماہ کے بعد جب آپ بریلی تشریف لائے تو اپنی آغوش مبارک میں لے کر

مفتی اعظم کی دادی و والدۂ محترمہ کے مزاراتِ مقدسہ واقع سٹی قبرستان بریلی شریف
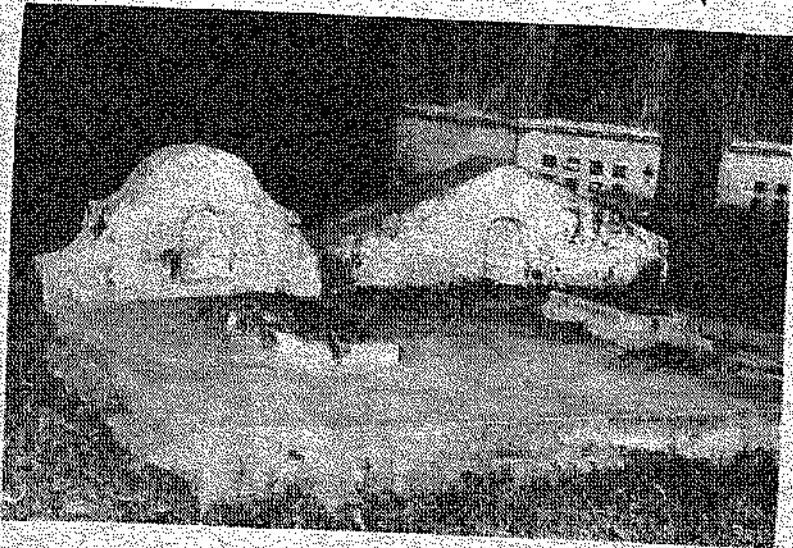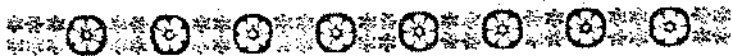
ترے نصیب کا نوری لے گا تجھ کو بھی ٭ لے آئے حصہ یہ شاہ و گدا دینے سے
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
حضور مفتیٔ اعظم ہند
وہ مینارۂ نور ہیں جن سے آنے والی نسلیں
ہم سے زیادہ نور حاصل کریں گی
اہلِ سنت وجماعت کے مشہور ومقبول ادارۂ استقامت کی تاریخی پیشکش
مفتیٔ اعظم ہند نمبر
کے ذریعہ ایک ولی کامل اور محقق وقت کے دینی، علمی تحقیقی اور ادبی بیش بہا کارناموں کی
عوامی سطح پر اشاعت کے لئے عملۂ ادارۂ استقامت کی
جہد مسلسل پر
ہم ہدیۂ خلوص پیش کرتے ہیں اور خانوادۂ برکاتیہ اور رضویہ کو خراج عقیدت
گدایان ولی ابن ولی
حاجی محمد فاروق صاحب رضوی
مولانا غلام یسین صاحب رضوی
حاجی غلام محمد صاحب
حاجی مختار احمد صاحب
ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب
مدن پورہ، بنارس
یو، پی

دعاؤں سے نوازا اور چھ ماہ کی عمر میں اپنا مرید فرماکر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس طرح ایک ولی کامل نے اپنی کرامت اور کشف سے اس حدیث پاک کی صداقت ظاہر فرمادی" اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله" بندہ مومن کی فراست ایمانی سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ مفتی اعظم کی ولادت کی خبر ابھی مارہرہ شریف پہونچی بھی نہیں کہ حضرت نوری میاں نے اعلیحضرت کو خوشخبری سنادی اور نومولود کی آئندہ زندگی کو بتادیا کہ یہ بڑا عالم اور اپنے وقت کا ولی ہوگا اور چھ ماہ کی عمر میں اپنی خلافت سے بھی مشرف فرمادیا یہ سب کشف وکرامت نہیں تو اور کیا تھا ورنہ کون جانتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مستقبل کی زندگی میں کیا بنے گا سعید ہوگا یا شقی ہوگا نیکوکار ہوگا یا بدکردار ہوگا خاندان کا نام روشن کرنے والا ہوگا یا ننگِ اسلاف ہوگا۔ وہ دنیادار ہوگا یا دین کا خدمت گزار ہوگا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کوئی کیا ہوگا مگر حضرت نوری میاں کی نگاہ ولایت کے سامنے مفتی اعظم کی تمام زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند تھی۔

یہ حضرت نوری میاں کا فیضِ نظر تھا یا آپ کے دیئے ہوئے نام آلِ رحمٰن کی برکت یا اعلیحضرت کی تربیت کا فیضان کہ مفتی اعظم دنیا میں رہ کر بھی دنیا کے نہ ہوئے بلکہ دنیا کے پیدا کرنے والے رب العالمین کے ہوکر رہے۔ عہد سے لے کر لحد تک ۹۲ سالہ زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے آپ کی دنیا میں دلچسپی کا ظاہر ہو۔ بچپن ہر انسان کی غیر ذمہ داری کا ہوتا ہے مگر مفتی اعظم نے اپنے بچپن میں بھی کوئی ایسا غیر ذمہ داری کا کام نہیں کیا جس سے دنیا والوں کو انگلی اٹھانے کا موقع ملے۔ جوانی سب کی دیوانی ہوتی ہے مگر ایسی دیوانی جوانی مفتی اعظم پر کبھی نہیں آئی۔ زندگی کے کسی دور میں بھی آپ سے کوئی خلافِ شریعت فعل صادر نہیں ہوا۔

سلسلۂ تعلیم

جب آپ سنِ شعور کو پہونچے تو علم وآگہی سے آراستہ کرنے کے لئے آپ کو مرکزِ اہلسنت دارالعلوم منظرِ اسلام میں داخل کر دیا گیا آپ نے اپنے برادرِ بزرگ حجۃ الاسلام حضرت الشاہ مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا رحم الٰہی صاحب منگلوری وغیرہم سے درسیات کی تکمیل کی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد آپ دارالعلوم منظرِ اسلام میں مسندِ تدریس پر بھی فائز ہوئے آپ کے چند تلامذہ آج بھی حیات ہیں اور برصغیر انڈو پاک میں دینِ متین کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ زمانۂ طالب علمی ہی سے آپکو فقہ سے طبعی لگاؤ تھا۔ اپنے مطالعہ اور مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی صحبت میں بیٹھ کر اوائل عمری میں آپ نے فقہ میں کافی مہارت حاصل کرلی تھی۔

افتاء کی ابتداء

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔

اللہ تعالیٰ جس سے بھی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت دارالافتاء میں تشریف لے گئے ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری فتوی

لکھ رہے تھے۔ فاضل بہاری کاسے الماری سے فتاویٰ کا رجسٹر نکالا اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگے مفتی اعظم نے فرمایا

> اس آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت کی تابانی صرف بریلی بلکہ صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ رہی بلکہ تمام عالم اسلام آپ کی علمیت اور طریقت کے نور سے مستفیض ہوا۔

کیا فتاویٰ رضویہ سے جواب لکھتے ہیں۔ ملک العلماء نے فرمایا آپ بغیر دیکھے لکھدیں اور مفتی اعظم نے اسی وقت قلم برداشتہ فتویٰ لکھدیا۔ اصلاح کی غرض سے سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پیش ہوا جواب بالکل صحیح تھا اعلیٰحضرت بہت مسرور ہوئے۔ صح الجواب بعون الملک الوہاب لکھ کر تصدیق فرمادی اور آپ کو ابو البرکات محی الدین جیلانی آل رحمن محمد عرف مصطفےٰ رضا خاں کی مہر بنوا کر عطا فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۳ برس کی تھی اور اسی وقت سے آپ کی فتویٰ نویسی کا آغاز ہوگیا جو آخر عمر تک چلتا رہا۔ آپ کو تفقہ کمال حاصل تھا بڑے بڑے علماء کرام تفقہ میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اختلاف کی صورت میں آپکا فرمان قول فیصل کی حیثیت رکھتا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سلسلے میں بعض علماء میں اختلاف پیدا ہوا عرس رضوی کے موقع پر ملک کے چند علماء کرام بریلی شریف حاضر تھے یہ مسئلہ ان حضرات کے سامنے پیش کیا گیا علماء کی رائیں مختلف ہوئیں آخر کار مسئلہ حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور آپ نے لاؤڈ اسپیکر سے آنے والی آواز کو صدائے بازگشت قرار دیتے ہوئے اس کی آواز کو ناجائز قرار دیا۔ علماء کرام نے اپنی تصدیقات ثبت فرمائیں حضور محدث اعظم کچھوچھوی نے اپنی تصدیق میں یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

هذا قول العالم المطاع وما علينا الا الاتباع۔ یہ ایسے عالم کا قول ہے جسکی اطاعت کی جاتی ہے اور ہمیں اتباع ہی کرنا ہے بعض علماء جو اختلاف کررہے تھے انہیں خاموش ہونا پڑا۔ اس طرح حضور مفتی اعظم ہند نے عبادت میں ایک خلل کے داخلے کا سدباب فرمایا۔ آپ کی فقہی مہارت کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے سارے جید علماء کرام نے آپ کو مفتی اعظم ہند کی حیثیت سے تسلیم کرلیا۔

> مارہرہ طیبہ سے چمک کی بھیک مانگنے والے کو اس سخی داتا کے دربار سے ایسی بھیک ملی کہ وہ خود بھی چمکا اور اس کی اولاد بھی چمکی۔

مفتی اعظم ہند یا مفتی اعظم عالم

سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا وہ شہزادہ جس نے

خواجہ ناصر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کا بیرونی منظر واقع مسجد نو محلہ بریلی شریف (فوٹو بشکریہ محمد قیصر بریلوی)

دار العلوم منظر اسلام میں دورانِ تعلیم پہلا فتویٰ تحریر فرماکر مفتی کی حیثیت سے منصب افتا پر فائز ہوا لیکن جب آپ کے علم و فن کی صلاحیت اور فقہی مہارت اجاگر ہوتی چلی گئی تو آپ مفتی اعظم ہند کہلانے اور ایسے کہلائے کہ یہ لقب ہی گویا آپ کا اسم ہو گیا جہاں جہاں مفتی اعظم ہند بولا گیا وہاں صرف آپ ہی کی ذات اقدس سمجھ میں آئی۔ لوگوں نے کوشش کی اور آج بھی کر رہے ہیں کوئی اعظم خود بن رہا ہے کوئی اپنے ایجنٹوں سے خود کو اعظم کہلوا رہا ہے مگر ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خود اعظم بننے سے کوئی اعظم نہیں بنتا نہ کسی کو اس کے ایجنٹ اعظم بنا سکتے ہیں اعظم تو وہ ہے جسے خدائے تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول عظمت دے اور مفتی اعظم کی عظمت کسبی نہیں تھی وہ عظیم شخصیت تو خود غرضی، نام و نمود، شہرت و جاہ طلبی اور ریاکاری سے کوسوں دور تھی ان کی عظمت تو خالص عطاءِ خدا و رسول تھی اور جب خدا و رسول کسی کو عطا فرمائیں تو اس کی کوئی حد ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی فقہی عظمت صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ رہی بلکہ وہ وقت بھی آیا جب آپ مفتیٔ اعظم عالم بن کر جلوہ فگن ہوئے۔ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو علماء حجاز و مصر و شام و عراق و

فقط نسبت کا جیسے ہوں حقیقی نوری ہو جاؤں * مجھے جو دیکھے کہہ اٹھے میاں نوری میاں تم ہو مفتی اعظم علیہ الرحمہ

مقاصد جائزہ کی کامیابی کیلئے

سَهِّلْ بِفَضْلِكَ يَا عَزِيْزُ

روزانہ بعد نماز مغرب قبلہ رو داہنا گھٹنا کھڑا کر کے بائیں گھٹنے پر بیٹھے اور کھڑے گھٹنے پر اپنی ٹھوڑی کو خوب جمالے پھر یہ وظیفہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر ١١-١١ مرتبہ درود شریف۔ تمام مقاصد جائزہ میں کامیابی حاصل ہو۔ یہ عمل خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا نادر عمل ہے اور بارہا کا آزمودہ ہے۔

ترکی وغیرہ کے علمار عالم نے آپ سے مسائل دریافت کئے اور بیعت سے مشرف ہوتے اور سند اجازت و خلافت حاصل کی اس طرح آپ کا فیضانِ شریعت و طریقت ساری دنیا میں پھیل گیا۔

علاوہ ازیں آپ کے پاس عربؔ افریقہ ماریشس انگلینڈ، امریکہ، سری لنکا، ملیشیا بنگلہ دیش اور پاکستان سے استفسار آتے اور ان کا جواب آپ تحریر فرماتے۔

حضور مفتی اعظم ہند کا ایک ضروری فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمار دین و شرع متین کہ ایک کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبے میں جاکر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں اور ہندو پتھر پہ پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول مہادیو کو پہنچتا ہے اور ہم کعبے میں جاکر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے اس کا جواب ایسا دیجئے کہ سب کو سیری ہو۔

الجواب: یہ شخص جلد تر توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبے کو سجدہ نہیں کرتا۔ جہت کعبہ ہے اور سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے، ان کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے کعبے جاکر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پہ محض افترا ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے ویسا ہی وہاں جاکر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجود الیہ کو مسجود لہ ٹھہرا کر فرق اسلام و کفر گنانا کیسی شدید بات ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے مسلمان رمی جمار محض امتثال امر کے لئے کرتے ہیں حکیم کے ہر فعل میں مصالح ہوتے ہیں فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ آدمی بہت کام اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا۔ جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا مگر کچھ نہ کچھ فائدہ تو ضرور ہے جب تو یہ مجھے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے تو اس حکیم حقیقی عزت عظمتہٗ وجلت حکمتہٗ جس کی شان ہے لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ اس کے احکام میں چون وچرا کا کیا موقع کہ محال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے محض امتثالِ امر کے لئے پتھر مارتا ہے نیز اس لئے کہ رب عز جلالہٗ کے خلیل جلیل کی سنت کریمہ ہے علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

جہاں خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی راہ میں شیطان ان سے معترض ہوا بحکم الٰہی آپ نے اسے پتھر مارے کہ وہ خائب و خاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے اس خلیل جلیل محبوب جمیل کی اتباع میں ایسا کرتے ہیں کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل ہے جب کہ وہ پتھر اس کے جا لگے کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اس کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے نہ لگے بندر اور کتا کیا جب ہی بھاگتا ہے جب پتھر اس کے جسم پر جا لگتا ہے بلکہ بھگانے کو مقصود کبھی محض اشارے سے

پورا ہو جاتا ہے۔ ہاتھ میں پتھر نہ ہو جھک کر اٹھایا اور پیند کرے کی طرف خالی ہاتھ اس طرح پھینکا جیسے پتھر ہاتھ میں لیکر پھینکا جاتا ہے۔ ایسا اوقات کافی ہوتا ہے تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم و جلیل سے یہاں معترض ہوا وہم جیسوں کا یہاں کیوں نہ تعرض کریگا جو ہمارے دم کے ساتھ ہر قدم ہے اس کا وہی علاج کیا جائے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا۔ انکے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا۔ اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جائے مگر جب تھوں کی بارش ہوگی تو وہ رُکے گا نہیں بھاگ جائیگا پھر تذلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی۔ کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے پتھر مارے جائیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر وہ جوتے نہیں لگتے مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے تو شیطان کے قلب پر زخم کاری لگانے کیلئے اس عدو اللہ کے ان مقامات پر جہاں اللہ کے خلیل سے معترض ہوا مسلمان پتھر مارتے ہیں کیا اس میں اور اس لغو بے ہودہ بے معنی حرکت کفری میں فرق نہ کرنا کیسی شدید بات ہے پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اس کا مہادیو کو پہنچ جانا اور شیطان کو چوٹ لگنا کیسے ایک ہو جاتا۔ دل پر چوٹ لگنے کے لیے جسم پر پتھر لگنا ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

رویتِ ہلال از آلِ پاکستان استفتاء کا جواب

جنرل محمد ایوب خان سابق صدر پاکستان کے دور میں پاکستان میں حکومت کی طرف سے ایک رویت ہلال کمیٹی قائم کی گئی تھی جس کے ذمہ عید و بقر عید کے موقعوں پر ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنا تھا اور پھر رویت ہلال کمیٹی کی تصدیق پر حکومت کی طرف سے چاند کی رویت کا اعلان کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ عید کے موقع پر ۲۹ رمضان المبارک کو اس کمیٹی کے کچھ افراد ہوائی جہاز کے ذریعے چاند دیکھنے گئے۔ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) سے مغربی پاکستان جاتے ہوئے ان افراد کو چاند نظر آگیا اور انہوں نے اس کی اطلاع حکومت وقت کو دیدی جس کے نتیجے میں حکومت نے رویت ہلال کا اعلان کر دیا مگر پاکستان کے سنی علماء نے اس پر کوئی کان نہیں دھرا۔ دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں مفتیانِ کرام سے اس سلسلے میں فتویٰ مانگا گیا اور ایک استفتاء مفتی اعظم کی خدمت میں بھی روانہ کیا۔ دنیا کے تقریباً تمام مفتیانِ کرام نے رویت ہلال کمیٹی کی تائید کی مگر مفتی اعظم ہند نے اسے نہیں مانا اور اپنا فتویٰ صادر فرمایا کہ چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرعی حکم دے گا چاند کو سطح

> بار بار دیکھا گیا کہ دنیا والے بڑی بڑی پیش کش لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں مگر آپ ٹھکرا رہے ہیں دولت مند ہزاروں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں آپ سختی سے رد کر رہے ہیں۔

قطعۂ تاریخ ارتحال

حضور مفتئ اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ

ڈاکٹر سید شاہ محمد طلحہ رضوی برقؔ داناپوری

چہ آفتاب درخشانِ علم گشت غروب — شد است تیرہ و تاریک بے گماں عالم
چہ آفتاب کہ بر آسمانِ دینِ متیں — ہمیشہ تازہ بہ نصفِ النہار بُد ہر دم
فقیہہ و عارف و مفتی وارثِ دارِ نبی — زجدّ و جہدِ او شرعِ محمدی محکم
چراغِ اہلِ رضا، نورِ حق بظلمتِ کفر — جہاد بالقلم آمد ازاو بہ اہلِ ہمم
عقیدہ دارِ قضا و قدر تبسّم کرد — خوش آمدِ ملک الموت را بگفت نعم
نماند شہ مصطفیٰ رضا خاں حیف — وجودِ پاکِ شاں زیں دنیا آہ گشتہ عدم
برفتگاں بجز ایصالِ ہر ثواب اے برقؔ — نباشد اہلِ تسنن را شیوۂ ماتم
شنیدم ایں خبرِ بد اثر و بنوشتم — بصد غم و بصد اندوہ و صد ہزار الم

کمانِ مات رہا کرد چوں خدنگِ الف
سروش داد ندا "مات مفتئ اعظم"

۱۹۸۲
۱
۱۹۸۱ء

زمین سے یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو وہاں سے دیکھنا چاہیئے رہا جہاز سے چاند دیکھنا تو یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا اس لئے کہ کہیں چاند ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز میں چاند دیکھ کر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جاکر چاند ۲۷، ۲۸ تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷، ۲۸ تاریخ کو چاند دیکھ کر یہ حکم صادر دیا جا سکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقرعید جائز ہے اسی طرح جہاز سے چاند دیکھ کر یہ فتویٰ صادر کرتا کہ ۲۹ کا چاند دیکھنا معتبر ہے بھلا کس طرح صحیح ہوگا۔ حضور مفتی اعظم کے اس فتویٰ کو پاکستان کے ہر اخبار میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا اور اگلے ماہ ۲۷، ۲۸ تاریخوں میں حکومت کی جانب سے اس بات کی تصدیق کرائی گئی تو بلندی پر پرواز کرنے پر چاند نظر آگیا۔ تب حکومت نے مفتی اعظم ہند کے فتویٰ کو تسلیم کر کے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی اور وہاں کے تمام مفتیانِ کرام نے مفتی اعظم ہند کے علم و فضل کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اس کے بعد ہوائی جہاز کے ذریعے چاند دیکھنے کا سلسلہ منسوخ کر دیا گیا۔

(مفتی اعظم ہند، از سید ریاست علی قادری)

مفتی اعظم کا مزاج

مفتی اعظم سادگی کا مرقع تھے۔ سادہ غذا، سادہ لباس، سادہ زندگی ان کی ذات گرامی کو جس رخ سے بھی دیکھئے سادگی ہی ملے گی۔ مگر آپ کی سادگی میں بھی وہ جاذبیت تھی کہ عوام و خواص کی نگاہیں اٹھتی تھیں تو ان کے چہرۂ مبارک کی طرف قدرتاً مائل ہوتے تھے۔ آپ ان کی جاذبیت کو ذرا غور تو کیجئے۔ اس انجمن کا جس میں اپنے وقت کے جلیل القدر علمائے کرام بھی ہیں بڑے ذکر تبت مشائخ بھی ہیں اور صوفیہ بھی، وقت کی ممتاز شخصیتیں بھی ہیں ان کے چہروں میں کشش ہے نگاہوں میں جاذبیت ہے گفتگو میں سحر ہے، حرکات و سکنات میں جادو ہے نشست و برخاست دل موہ لینے والے ہیں اس انجمن میں جب وہ سادگی کا پیکر اس انداز سے آیا کہ سر خمیدہ بار حیا سے نگاہیں جھکی ہوئی، لب خاموش، حرکات و سکنات اور نشست و برخاست میں کوئی نرالا انداز نہیں لیکن خدا کی شان جسے دیکھئے وہ آپ ہی کی طرف مائل ہے۔ رنگین مزاج آپ کی سادگی پہ مٹ رہے ہیں۔ غرور عناد سے سر اٹھا کر چلنے والے آپ کے سامنے سر جھکائے ہیں اپنی نگاہوں سے لوگوں کو مطیع کرنے کی فکر کرنے والے حضرات ان کی بارگاہ میں جھکی نگاہوں کے ساتھ حاضر ہیں اور الفاظ کا جادو جگانے والے مقررین ان کی خاموشی پہ قربان ہیں۔ بات بات پہ حال طاری کرنے والے صوفیائے کرام آپ کے حضور میں بے حال ہیں اللہ اللہ ایک سادگی ہزار رنگینیوں پہ غالب تھی۔ ایک خاموشی ہزاروں تقریروں پہ بھاری تھی اور جب سادگی کا یہ عالم ہو تو۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی سادگی عطا کرے اور عالم حسن و رنگ کی رنگینی و رنگین مزاجی سے محفوظ رکھے۔ آپ نہایت سادگی پسند تھے۔ خلوص للّٰہیت اور بے غرضی آپ کے مقصود تھے۔ کام کرنا دنیا والوں سے کوئی طمع نہ
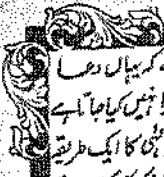
رکھنا اور نتیجہ خدا اور رسول کے سپرد کر دیا آپ کا طریقہ تھا حرص وہوس نام ونمود اور ریاکاری سے آپ کو سخت نفرت تھی آپ نے خود فرمایا ہے

ہے ریاکاروں کا شہرہ اور ریاکاری کی دھوم
بوریائے فقر بھی اب بے ریا ملتا نہیں

بار بار دیکھا گیا کہ دنیا والے بڑی بڑی پیشکش لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں مگر آپ ٹھکرا رہے ہیں دولتمند ہزاروں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں آپ سختی سے رد کر رہے ہیں۔ جب کسی نے بہت اصرار کیا تو ایک روپیہ اس کی دل جوئی کی خاطر لے لیا۔ اور اگر آمدنی کو مشکوک سمجھا تو کسی بھی قیمت پر کوئی نذرانہ قبول نہیں کیا۔ یہ تھے ہمارے مفتیٔ اعظم۔

کاش مولویانِ زر پرست اور پیرانِ تجارت پیشہ ان کے کردار سے کچھ سبق حاصل کرتے اور دین وملت کی بے غرض خدمت کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور دوسروں کو بھی اپنے دینِ متین کا بے لوث خادم بنائے

خدمتِ خلق

حضرت بعد نماز فجر کچھ دیر آرام فرماتے اور ناشتے سے فارغ ہو کر اپنی نشست گاہ میں تشریف لاتے آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حاجتمندوں کا میلہ لگ جاتا تھا جس میں تمام اقوام وہر طبقے کے لوگ آتے تھے۔ آپ ہر ایک سے اس کا مدعا پوچھتے اور اسکی حاجت برآری کرتے۔ کتنے لوگ تھے جن کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں اور وہ نذرانہ لے کر حاضر ہوتے لیکن آپ یہ کہہ کر انکا نذرانہ رد فرما دیتے کہ یہاں دعا فروخت نہیں کی جاتی۔ تعویذ کا سودا نہیں کیا جاتا ہے مفتیٔ اعظم کی تعویذ نویسی بھی ذکر الٰہی کا ایک طریقہ تھا۔ وہ خدا کا خاص بندہ اپنے خدا کا ذکر بھی کرتا جاتا اور ذکر الٰہی کی برکت سے خدا کے بندوں کی حاجت روائی بھی فرماتا اور یہ تعویذ ذکر الٰہی اور تبلیغ کا بھی ذریعہ تھے۔ آپ حاجتمندوں میں کوئی شرعی خامی دیکھتے تو فوراً اسے شرعی مسئلہ بتاتے۔ مسلکِ اہلسنت پر استقامت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، بد عقیدگی سے اجتناب، نماز کی پابندی، شریعت کی پابندی مسلمان کی شان، وضع قطع لباس اور عادات واطوار میں بندۂ مومن کا امتیاز۔ یہ آپ کے خاص موضوع تھے کسی کے سر پہ ٹوپی نہ ہوتی تو اسے ٹوپی پہننے کی تلقین فرماتے کسی کے ہاتھ میں سونے یا پیتل کی انگوٹھی ہوتی تو اتروا دیتے اور مسئلہ بتاتے کہ مردوں کو صرف ساڑھے چار ماشے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ اور کوئی دھات جائز نہیں۔ گھڑی کی چین کو بھی سخت ناپسند فرماتے اور اس کا بھی یہی مسئلہ بتاتے کہ سونا وغیرہ جنہیوں کا زیور ہے۔ عورتوں کو پردے کا سخت حکم فرماتے کبھی محبت سے سمجھاتے کبھی ناراض ہوتے، ڈانٹتے مفتیٔ اعظم کی ذات میں جلال وجمال کا ایک حسین امتزاج تھا جس پہ جلال فرماتے اسے محبت سے بھی نوازتے یہی وجہ آج سے ڈانٹتے تھے وہ کبیدہ خاطر ہونے کی بجائے خوش ہوتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اب میرا کام ہو گیا اور دیکھنے میں بھی یہی آیا کہ جس پہ ناراض ہوئے اس کا کام ضرور ہوا۔

زہد بھی جس پہ نازاں تھا وہ پارسا

آنابع شریعت کی تبلیغ آپ دوسروں ہی کو نہیں کرتے تھے بلکہ خود اس کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کا قدم کبھی شریعت کے خلاف نہیں اٹھا۔ خلوت وجلوت میں آپ کا عمل یکساں تھا۔

واعظاں پند ونصیحت برسر منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

سے آپ کوسوں دور تھے۔ آپ کا طرز زندگی جو باہر تھا وہ اندرون خانہ بھی تھا جو آپ کا ظاہر تھا وہی آپ کا باطن بھی تھا جو نیک بات آپ دوسروں سے کہتے تھے خود اس پر عمل بھی کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کی نصیحت ہر کس سے سرکش انسان پہ اثر بھی کرتی تھی۔ مَا تفعلونَ وما تفعلون سے آپ کو طبعی بُعد تھا آپ کی ہر نصیحت جو دوسروں کے لئے تھی وہ اپنوں کے لئے بھی تھی شرعی معاملات میں آپ یگانے وبیگانے میں کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے جسے شریعت کا پابند دیکھا اپنا لیا جس کو شریعت سے دُور دیکھا ٹھکرا دیا۔ آپ نے جس سے محبت کی اللہ تعالیٰ کے لئے کی اور جس سے نفرت کی تو اللہ تعالیٰ کے لئے کی۔ خدا کے لئے محبت خدا کے لئے نفرت آپ کے تقویٰ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ ہر مشکوک سے اجتناب کرتے تھے اس وجہ سے آپ انگریزی علاج کو ناپسند فرماتے تھے آخری وقت میں اعزہ کے اصرار پر ڈاکٹری علاج کروایا بھی تو ہر دوا کے لئے پوچھ کر اپنا اطمینان کر لیتے تھے کہ اس میں اسپرٹ یا الکوحل تو نہیں۔ یہی احتیاط آپ کو تقویٰ میں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔

اَلْمُفْتِیُّ الْاَعْظَمُ

نبیرۂ اعلیٰحضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلی شریف

ثَوَی الْمُفْتِیُّ الْاَعْظَمُ مُخَلَّدًا
مفتی اعظم ایک گھر میں اقامت گزیں ہوئے
بِدَارٍ فَاَکْرِمْ بِهَا مِنْ دَارٍ
تو اس گھر کی کرامت کا کیا پوچھنا

حَوَتْ فِیْ عُقْرِهَا شَمْسَ الزَّمَانِ
جس نے اپنی تہ میں زمانے کے سورج کو سمو لیا
فَاَمْسَتْ مِنْ سَنَاهَا مَطْلَعَ الْاَنْوَارِ
تو اس کی چمک سے وہ مطلع انوار ہو گیا

سَمَاءُ الْفَضْلِ بَدْرُ سَمَائِنَا
فضل کا آسمان اور ہم سنیوں کے آسمان کا ماہ تمام
اَیَادِیْهِ فِیْنَا کَالسَّمَاءِ الْمِدْرَارِ
جسکے احسانات ہم میں بارش پیہم کے مثل ہیں انکا سایہ اوجھل ہو گیا

سَنَاوَتُهُ غَابَتْ فَاَظْلَمَتِ الدُّنٰی
روشنی گم ہو گئی اور دنیا اندھیری ہو گئی
فَمَنْ لِوُقُوْفٍ مَوْقِفَ الْمُحْتَارِ
اب حیرت میں کھڑے لوگوں کی دستگیری کو کون ہے

لَوِ اسْتَطَعْنَا لَکُنَّا فِدَاءَهُ
اگر ہم کر سکتے تو اُن کے اوپر فدا ہو جاتے
وَزِدْنَاهُ اَضْعَافًا مِّنَ الْاَعْمَارِ
اور ان کی عمر کو کئی گنا اپنی عمروں سے بڑھا دیتے

وَلٰکِنَّ اَمْرَ اللّٰهِ لَابُدَّ کَائِنٌ
لیکن اللہ کا کام لا محالہ ہو کر رہتا ہے
وَمَا حِیْلَةٌ تُغْنِیْ مِنَ الْاَقْدَارِ
اور کوئی حیلہ قضا و قدر کے آگے نہیں چلتا

تَخَلَّیْتَ مِنْ دُنْیَاکَ یَا بَهْجَةَ الدُّنٰی
تم اپنی دنیا سے کنارہ کش ہوئے اے دنیا کی زینت
فَهَاتِیْکَ قَفْرٌ دَارِسُ الْاٰثَارِ
اب دنیا ویرانہ ہے جس کے آثار مٹے ہوئے ہیں

رَحِیْلُکَ شَیْخِیْ ثُلْمَةٌ اَیُّ ثُلْمَةٍ
مرے مرشد تمہاری رحلت اس دین میں رخنہ ہے کیسا رخنہ!
بِذَا الدِّیْنِ جَلَّتْ عَنِ الْاِظْهَارِ
کہ جس کا اظہار نہیں ہو سکتا

سَئَلُوْنَ اَخْتَرَ اَرِّخْ رِحْلَةَ سَیِّدِیْ
مجھ سے اختر میرے سردار کی تاریخ رحلت لوگوں نے پوچھی
فَقُلْتُ عَظِیْمُ الشَّانِ لَیْثُنَا الدَّارِ
١٤٠٢ھ

تو میں نے کہا "عظیم الشان" ١٤٠٢ھ

جن کے جہاد بالقلم نے
دینِ مصطفےٰ کو بھاری
تباہی سے بچا لیا

قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے دنیوی اور اخروی صلاح و فلاح کے لئے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضروری و لازمی قرار دیا ہے اس اطاعت و اتباع کے بغیر خوش بختی و فیروز مندی اور نجات و کامرانی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اطاعت تعمیلِ احکام اور اتباع پیروی افعال کا نام ہے بلفظ دیگر اطاعت کا تعلق اقوال سے ہوتا ہے اور اتباع کا افعال سے مثلاً ہمارے کوئی حکم دیا آپ نے اس کی تعمیل کی یہ ہے اطاعت۔ اور ہم نے کوئی عمل کیا آپ نے اس کی پیروی کی یہ ہے اتباع۔ اور جبکہ تا قیامت خدا کی قانون میں نجات و مغفرت کے لئے رسول کریم کی اطاعت و اتباع لازم ہے تو ضروری ہوا کہ تا قیامت رسول کریم کے اقوال و افعال کی حفاظت کی جائے بحمدہ تعالیٰ رب کریم نے رسول کریم کے اقوال و افعال کی حفاظت کو اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک نہ تو رسول کریم کے اقوال کو مٹایا جا سکتا ہے اور نہ آپ کے افعال کو فنا کیا جا سکتا ہے۔ اقوال کی حفاظت کے لئے ابتداءً بے شمار قوی الحافظہ اذہان کا انتخاب فرمایا گیا اور پھر اذہان کے ساتھ ساتھ لاتعداد دیانتداروں اور تقویٰ شعاروں کی تحریر کردہ کتابوں کے اوراق کو یہ امانت سپرد کر دی گئی۔ بلکہ قدرتِ کاملہ نے چاہا تو اغیار کے اذہان اور ان کی کتابوں کے اوراق کو بھی اقوال رسول کی حفاظت کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ رہ گئے افعال تو اذہان نہ ان کا محل بن سکتے ہیں اور نہ انہیں اوراق کتاب میں پابند کیا جا سکتا ہے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے افعال کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے اوراق کتاب میں جو کچھ ملتا ہے وہ صرف راویوں سے

کے اقوال ہیں نہ کہ رسول کریم کے افعال۔ افعال کا محل اوراق نہیں بلکہ کردار ہے۔ رب کریم نے نبی کریم کے افعال اور اعمال کی حفاظت ہر دور میں بے شمار نفوس قدسیہ والوں کے کرداروں میں فرمائی ہے۔ خود نبی کریم کا صحابہ کرام کو نجوم ہدایت بتانا اور ان کی اقتداء پر ابھارنا اور اپنی اہل بیت سے تمسک کو ضروری قرار دینا اور اپنی امت کے علماء کو نجوم ہدایت اور اپنا وارث قرار دینا واضح کر رہا ہے کہ صرف کتابی اوراق ہدایت کے لئے کافی نہیں وہاں صرف اقوال ملیں گے اقوال کی عملی تشریح نہیں ملے گی۔ لیکن۔ وہ نفوس قدسیہ والے جن کی محفل میں بیٹھنے سے رسول کریم کی محفل میں بیٹھنے کا اجر ملے گا جن سے مصافحہ کرنے سے نبی کریم سے مصافحہ کرنے کا ثواب حاصل ہو، جن کے پیچھے نماز پڑھنے والے کی یہ شان ہو گویا اس نے نبی کریم کی اقتداء کی جن کا چہرہ دیکھیں تو نبی کریم کا چہرہ یاد آجائے المختصر جن کا ہر فعل اور ہر عمل نبی کریم کے فعل و عمل کی سچی تصویر ہو۔ یہ وہ ہیں جو ہدایت کا کامل و مکمل ذریعہ ہیں۔ ان کی زبان سے رسول کریم کے اقوال سنو اور ان کے کردار میں رسول کریم کے افعال دیکھو۔

ہر دور میں ان نورانی تصویروں کا وجود ضروری ہے تاکہ واضح ہوتا رہے کہ ہر دور میں خواہ وہ کتنا ہی پر آشوب کیوں نہ ہو اسلام پر اس کے جملہ تعلیمات و تشخصات کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ اب اگر کچھ لوگ
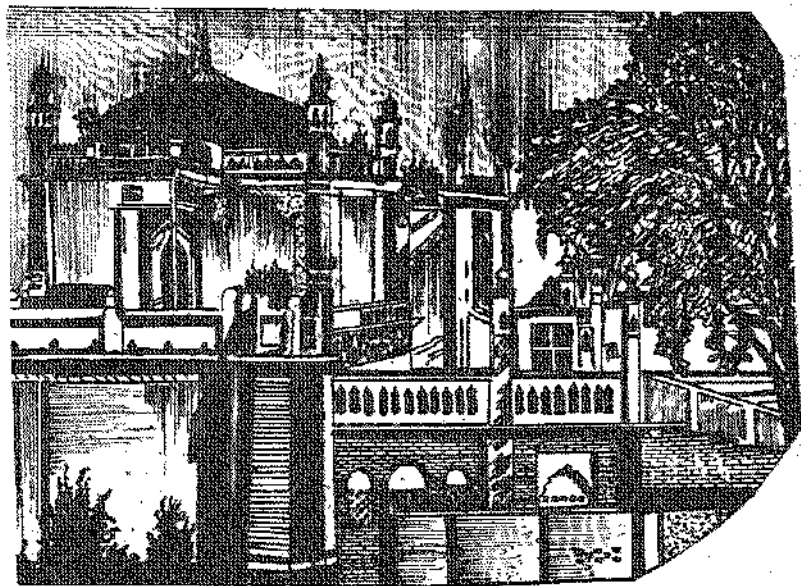
آستانہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف
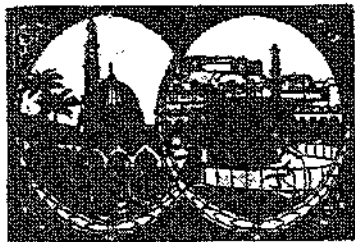
Phone : 64373, 52348
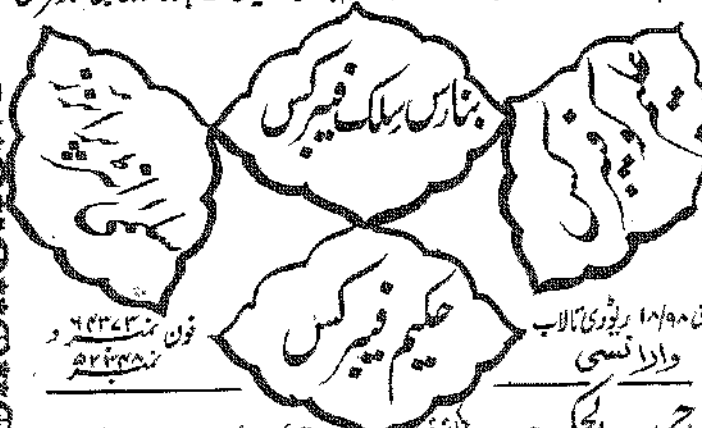
ALIMCO FABRICS

CONFLUENCE OF ANCIENT & MODERN ART IN : BANARASI SILK & ZARI GOODS

B 18/98, REORI TALAB
VARANASI (India)

عمل نہ کریں تو یہ خود ان کی غفلت و سرکشی ہے اس کی وجہ ہرگز یہ نہیں کہ اسلام اب نا قابل عمل ہو چکا ہے۔

اسی نورانی سلسلے کی ایک نورانی تصویر یہ ہے وہ عظیم المرتبت ہستی جو دانشوران وقت اور فقیہان عہد کی محفلوں میں بھی حضور مفتی اعظم ہند کے نام سے معروف و متعارف ہے جس کی زبان اقوال رسول کے موتی لٹاتی رہی اور جس کا کردار افعال رسول کی تجلیاں دکھاتا رہا۔

بخاری و مسلم کا سننے والا جس یقین و اذعان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے رسول کریم کے اقوال

بخاری و مسلم کا سننے
والا جس یقین و اذعان کے ساتھ
کہہ سکتا ہے کہ ہم نے رسول کریم کے اقوال
سنے اسی یقین و اذعان کے ساتھ حضور مفتی
اعظم ہند کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہے
ہم نے رسول کریم کی چلتی پھرتی
سچی تصویر دیکھی۔

سنے اسی یقین و اذعان کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہے ہم نے رسول کریم کی چلتی پھرتی سچی تصویر دیکھی۔

فرائض و واجبات و مؤکدات کو رہنے دیجئے جو ہستی مباحات و فطری خواہشات میں بھی رسول کریم کی اطاعت و اتباع سے سر مو متجاوز نہ ہو وہ رسول کریم کی سچی تصویر اور افعال رسول کی حفاظت کا پیکر نور نہیں تو اور کیا ہے؟

۲۔ واللہ یعصمک من الناس۔

اے محبوب اللہ تمہیں لوگوں سے بچاتا رہے گا۔

آیت کریمہ کا عموم لفظ چاہتا کہ ہر طرح کی حفاظت اس کے دائرہ مفہوم میں آجاتی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نبی کی دو زندگی ہے ایک ظاہری جسمانی زندگی دوسری اس کی پیغمبرانہ زندگی۔ ہر نبی اپنی جسمانی زندگی کے لحاظ سے آج بھی زندہ ہے مگر آج کسی نبی کا پیغام اپنی اصلی شکل و صورت میں باقی نہیں رہ گیا۔ اب اگر کسی نبی کے پیغام کا کوئی حصہ باقی بھی ہے تو وہ بھی ہمارے نبی کے پیغام کا جز بن کر۔ مگر یہ ہمارے نبی کی خصوصیت ہے کہ رب کریم نے اگر ایک طرف آپ کو دشمنوں کے جان لیوا حملوں سے محفوظ رکھا اور اس بات سے بے نیاز کر دیا کہ آپ اپنے ساتھ کوئی حفاظتی دستہ لیکر چلا کریں اور پھر عالم برزخ میں آپ کی حیات ظاہری کی حقیقت کو بھی باقی رکھا۔ تو دوسری طرف۔ قیامت تک کے لئے پیغام کی بھی حفاظت کو ذمہ کرم میں لے لیا۔

المختصر نہ لوگ رسول کریم کی ذات کو نقصان پہونچا سکے نہ پیغام کو ——— اور نہ قیامت تک پہونچا سکیں گے۔ خدائے عز و جل دونوں کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ ہاں۔ ہر دور کے لحاظ سے حفاظت کے ذرائع مختلف رہتے ہیں۔ جب منکرین زکوٰۃ نے دین میں ارتداد کا راستہ نکالنا چاہا تو خدا نے صدیق اکبر کے ذریعہ پیغام رسول کی حفاظت فرمائی۔ قیصر و کسریٰ کی مغرور طاقتوں نے اسلام کو چیلنج کیا تو خدا نے اس کی حفاظت فرمائی۔ فاروق اعظم کے ذریعہ۔ یوں ہی۔ جب خوارج نے قرآنی آیات کے مفاہیم کو بدلنے کی شرمناک کوشش کی تو خدا نے پیغام مصطفوی کی حفاظت فرمائی۔ مولائے کائنات کے ذریعہ
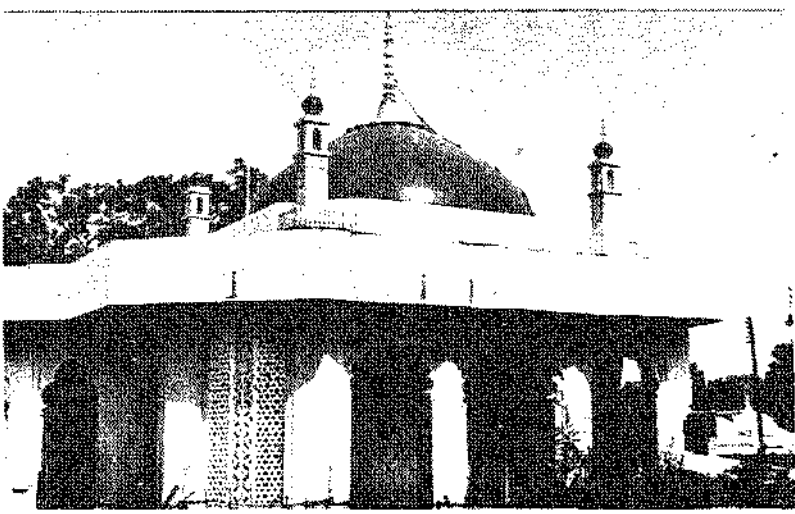
روضہ مقدسہ حضرت اقدس سید شاہ محمد صاحب قبلہ محدث اعظم ہند قدس سرہ (کچھوچھہ شریف) فوٹو بشکریہ شکیل احمد معدر بزم اہلسنت پونا

اسی طرح جب یزید نے سرکشی کا سر اٹھایا تو خدا نے اپنا دین بچایا حسین ابن علی کے ذریعہ۔ ایسے ہی جب اعتزال کے فتنوں کا پانی سر سے اونچا ہونے پر آیا تو خدا نے اپنے نبی کے پیغام کی صحیح شکل و صورت کو بچایا امام احمد بن حنبل کے ذریعہ۔ یونہی۔ جب شہنشاہ اکبر نے دین الٰہی کے نام پر تفریقی دین الٰہی کی صورت بگاڑنی چاہی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ۔ اسی طرح جب وہابیت و قادیانیت نے اپنی فتنہ سامانیوں کا مظاہرہ کیا تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ۔

یہ چند باتیں بطور مثال تحریر کی گئیں ہیں، رب کریم نے ہر عہد میں دین کی حفاظت کے بے شمار ذرائع بنائے اور تا قیامت بناتا رہے گا۔ ابھی چند روز کی بات ہے ایمرجنسی کے دور میں ظالم و جابر حاکموں نے ظلم و جور کی حد کردی اور

تھا ندانی مقصود یہ بندھن کے غیر اسلامی نظریئے کو منوانے کے لئے وہ ستم ڈھائے گئے کہ الامان والحفیظ۔ اس جور و ستم کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کی زبانیں گونگی ہوگئیں بلکہ ابن الوقت حکومت وقت کی حمایت پر اتر آئے کہ مفتی مسند افتاء کی مٹی پلید کرنے لگے ایسے خوف و ہراس کے عالم میں خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم ہند کے ذریعہ جنہوں نے اندیشہ سود و زیاں سے بے نیاز ہوکر حکومت وقت کے خلاف فتویٰ دیا۔ اور سائیکلو اسٹائل کرا کے ملک کے گوشے گوشے میں روانہ کیا۔ چونکہ دیگر جملہ ذرائع ابلاغ و ترسیل پر گورنمنٹ کے آہنی پنجوں کا دباؤ تھا اس لئے انکو اشاعت کا ذریعہ نہیں بنایا جاسکا۔

حضور مفتی اعظم ہند کے جرأت مندانہ اقدام نے دین مصطفےٰ کو بچا لیا۔ جس سے دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ مصطفےٰ

رضا خاں نام ہے دین محمدی کی حفاظت کے لئے خدائی انتخاب کا۔

> حضور مفتیٔ اعظم ہند کے جرأت مندانہ اقدام نے دین مصطفیٰ کو بچا لیا جس سے دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ مصطفیٰ رضا خاں نام ہے دین محمدی کی حفاظت کے لئے خدائی انتخاب کا۔

۴۔ عرصہ ہوا کسی کتاب میں دیکھا تھا کہ کہیں سالہا سال سے بہت زبردست قحط پڑا لوگ نماز استسقاء پڑھتے رہے اور اپنی محرومیوں پر آنسو بہاتے رہے۔ ایک روز سب نماز استسقاء کے لئے جمع ہوئے تھے کہ ایک درویش کو آتے دیکھا لوگ اس سے دعا کے طلبی ہوئے اس نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ "اے اللہ میں تجھے اس امانت کا واسطہ دیتا ہوں جو میری نگاہوں میں ہے تو بارش فرمائے" اتنا کہنا تھا کہ ابر چھا گئے اور جھوم جھوم کے برسے قحط دور ہو گیا۔ ہر طرف شادابی و سرسبزی چھا گئی۔ حاضرین میں سے ایک شخص اس درویش کے پیچھے لگ گیا یہاں تک کہ اس کی جھونپڑی تک پہونچ گیا اور اس سے سوال کیا کہ آخر وہ امانت کون سی ہے جو آپ کی آنکھوں میں ہے اور جس کے واسطے سے آپ نے دعا کی تو رب کریم نے قبول فرمائی۔

درویش نے کہا کہ میں نے ان آنکھوں سے بایزید بسطامی کو دیکھا ہے ان کی صورت خدا کی امانت ہے جسے میں نے نگاہوں میں محفوظ کر رکھا ہے۔ اس حکایت کو سنکر مجھے بھی اپنی فیروز بختی پہ ناز کرنے دیجئے کہ میرے حافظے میں بھی کچھ نورانی صورتیں ہیں۔ ان تصویروں میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کی تصویر کی تابنا کی آپ اپنی مثال ہے حضور مفتیٔ اعظم کو میں نے بہت قریب سے دیکھا۔ کئی کئی دن تک ہمرکابی کا شرف بھی حاصل رہا غریبوں کی جھونپڑی میں دیکھا، رئیسوں کے ایوانوں میں دیکھا۔ مارہرہ شریف کی خانقاہ میں دیکھا، بریلی شریف کی دانش گاہ میں دیکھا۔ بریلی شریف میں ان کا مہمان رہا تو کچھوچھا شریف میں میزبانی کا بھی شرف حاصل کیا المختصر بار بار زیارت کی سعادت حاصل ہوتی رہی اور ذہن میں آپ کی نورانی صورت کا رنگ گہرا ہوتا رہا۔

حضور مفتیٔ اعظم کو دیکھنے والو! خدائی امانت کے امین ہونے پر مجھ سے دلی مبارکباد لو۔ مگر خبردار ہوشیار اس تصویر کی عظمت کو داغ نہ لگنے پائے۔

تم خوب جانتے ہو کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند اس گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اپنے دل و دماغ کو غیر شرعی تصورات سے پاک و صاف رکھو تاکہ یہ تصویر ہمیشہ بہشت فکر و نظر بنی رہے۔ یہ امانت خداوندی غیر شرعی خیالات کے ساتھ

> حضور مفتیٔ اعظم کو دیکھنے والو! خدائی امانت کے امین ہونے پر مجھ سے دلی مبارکباد لو۔ مگر خبردار ہوشیار اس تصویر کی عظمت کو داغ نہ لگنے پائے۔

کب تک رہ سکے گی، رفتہ رفتہ تمہیں اس سے محروم کر دیا جائے گا اور پھر کف افسوس ملنے کے سوا تمہارے پاس کوئی چارہ

نیّرِ حشر ہے سر پہ ہیں سایہ سرور　　مفتئ اعظم علیہ الرحمہ　　بے کڑی دھوپ کریں سایہ تمہارے گیسو

مُحتاجی وقرضداری کا علاج

ہر فرض نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے ہوئے سر کے اگلے حصے پر داہنا ہاتھ رکھ کر ایک بار یہ دعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ. اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیْ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ پھر ہاتھ ہٹا کر حسب معمول بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ تین بار وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط کلمۂ توحید آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار البتہ نماز فجر اور عصر میں کلمۂ توحید دس بار۔

اے قادرِ مطلق! اس دعا کی حرمت وتقدس کے صدقے ہمارے اہل و عیال کو صحت وسلامتی، کاروبار میں برکت درجات میں بلندی اور اولاد کو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عطا فرما!

نزد ایس ٹی اسٹینڈ، شیرپور ضلع دھولیہ، مہاراشٹرا

M/S. MAHARASHTRA TRAILERS

❖ SPECIALIST IN ❖　☎ 160

Tractor, Jeep & Power Tiller Trailers & Tankers Manufacture

Near S. T. Stand, SHIRPUR. Dist. Dhule (Maharashtra)

گوارا ہوگا۔ غور تو کرو جس کمرے میں کعبہ و گنبد خضریٰ کی تصویریں آویزاں ہوں کیا یہ مناسب ہے کہ اس میں بتوں یا صنم کدوں کے نقشے لٹکائے جائیں؟

۳ : اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

اس آیت کریمہ میں صراط مستقیم پر چلنے کی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے۔ نیز یہ واضح کیا گیا ہے کہ صراط مستقیم وہی راستہ ہے جس پر انعام والے چلتے ہیں۔ یہاں انعام سے وہ مخصوص انعام مراد ہے جس سے انبیاء کرام صدیقین، شہداء اور صالحین سرفراز فرمائے گئے۔ مجھ سے مت پوچھئے کہ حضور مفتی اعظم ہند پر رب کریم کی مخصوص نوازشات کا عالم کیا تھا؟ جس کا باپ امام احمد رضا ہو وہ امام احمد رضا جیسے عارفین غوث اعظم کی

> جس کا پیر شیخ الشیوخ، نور الانوار، سید السادات آیت ربانی سر الٰہی آسمان طریقت کا نیر اعظم اور شاہ برکات کے انوار و برکات کا امین ہو ـــــ یہ پیکر نور خود بھی نوری کہلایا اور حضور مفتی اعظم کو بھی نوری بنا گیا

روشن کرامت رسول اعظم کا عظیم معجزہ اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ کی بہترین نشانی قرار دیتے ہوں۔ جس کا بھائی حسن صورت و جمال سیرت اور کمال علم و فضل کا وہ پیکر نور ہو کہ دنیا اسے "حجۃ الاسلام" کہہ کر بھی شرمندہ رہی کہ حق تو ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ جس کا بھتیجا آج تک مفسر اعظم ہند کے نام سے جانا جاتا ہو۔

جس کا پیر شیخ الشیوخ، نور الانوار سید السادات آیت ربانی سر الٰہی آسمان طریقت کا نیر اعظم اور شاہ برکات کے انوار و برکات کا امین ہو ـــــ یہ پیکر نور خود بھی نوری کہلایا اور حضور مفتی اعظم کو بھی نوری بنا گیا۔

ایک طرف رکھو ان انتسابات کی عظمتوں کو اور خود اس عظیم ممدوح کے کمال و جمال پر غور کرو علم و دانش کی وہ کون سی محفل ہے جس کا وہ تاجدار نہیں تھا؟ تقویٰ و طہارت، زہد و قناعت، شرافت و کرامت، مجاہدہ و ریاضت، اصابت و استقامت، ذکاوت و فراست کی وہ کون سی شاہراہ ہے جہاں اس کے نقوش قدم نہیں ملتے؟

آستانہ مبارک حضرت سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ بہرائچ شریف (فوٹو بشکریہ جاوید اختر)

ہمارا ممدوح خاقًا خلقًا منطقًا اپنے باپ کی سچی تصویر تھا۔ آلولدُ سِرٌّ لِأَبِیہ کی ایسی بے داغ تفسیر آسانی

وہ اسلام کا بطل جلیل اور استقامت کا ایسا جبل عظیم تھا کہ نازک سے نازک وقت میں بھی اس کے پیر دل میں لغزش نہ آسکی۔

سے دیکھنے کو نہیں ملتی۔ آج خوارق عادات کو معیار بناکر لوگوں کے مقامات کے تعین کی وبا عام ہو چکی ہے حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ ان لوگوں کے مقامات کے عرفان کے ذریعہ ان سے ظاہر ہونے والے خوارق عادات کے مقام کو متعین کیا جاتا۔ خرق عادت تو کسی کے ایمان کی بھی دلیل نہیں پھر اسے کسی کے متقی ہونے کی دلیل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہمارے ممدوح کی سب سے بڑی کرامت ہر حال میں شریعت پر اس کی استقامت ہے۔

وہ اسلام کا بطل جلیل اور استقامت کا ایسا جبل عظیم تھا کہ نازک سے نازک وقت میں بھی اسکے پیر دل میں لغزش نہ آسکی۔

حضور مفتی اعظم کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے ایک مرتبہ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند نے صرف ایک جملہ تحریر فرمایا تھا اور وہ یہ ہے:۔

وهذا حكم العالم المطاع وما علينا الا الاتباع
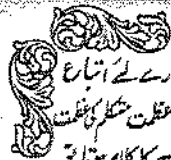
یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ کلام کی عظمت متکلم کی عظمت سے پہچانی جاتی ہے اگر یہ کسی ایسے ویسے کا کلام ہوتا تو اس لائق نہ ہوتا کہ اس پر کسی کلام کی بنیاد رکھی جاتے۔ مگر یہ اس کا کلام ہے جو صرف یہی نہیں کہ سید المتکلمین ـــــ سند المحققین سر آمد علماء وصوفیاء سراج خانوادہ اشرفیہ تھا بلکہ خود حضور مفتی اعظم ہند کی بے پناہ عقیدت ومحبت اور لازوال نیاز مندیوں کا قبلہ وکعبہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ آج تک حضور مفتی اعظم ہند کا تعارف کراتے ہوئے جو کچھ لکھا گیا ہے اور آئندہ جو کچھ لکھا جائے گا ان سب کو اگر ایک پلڑے ـــــ میں اور حضور محدث اعظم ہند کے قلم سے نکلے ہوئے اس فقرے کو دوسرے پلڑے پر رکھدیا جائے تو اس کا وزن زیادہ ہوگا۔

ہم اس عظیم فرد کے فضل وکمال کا کیا تعارف

ہم اس عظیم فرد کے فضل و کمال کا کیا تعارف کراسکیں گے جیسے حضور محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم مطاع واجب الاتباع قرار دے۔

کراسکیں گے جیسے حضور محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم مطاع واجب الاتباع قرار دے۔

یہ دلیل ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کی اتباع عین اتباع رسول تھی۔ ورنہ اُسے محدث اعظم ہند جیسا فقیہ و محدث واجب قرار نہ دیتا۔ عشق رسول کے سمندر میں ڈوب کر زندگی بسر کرنے والے حضور مفتی اعظم ہند کے لئے آل رسول فرزند بتول کی یہ عظیم شہادت کیا کچھ کم اہمیت رکھتی ہے؟ بریلی شریف کے افق سے اٹھنے والا یہ سحاب رحمت اٹھا اور اٹھتا ہی چلا گیا۔ بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔ برسا اور برستا ہی چلا گیا۔ دین دیانت اور علم و دانش کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔ امام احمد رضا کی آواز مفتی اعظم کی شکل میں ہند و بیرون ہند کے لاتعداد شہروں اور بے شمار قریوں میں پہونچی۔

وہ کنواں نہ تھے کہ لوگ وہاں جاکر پیاس بجھاتے بلکہ وہ بادل تھے ہر جگہ خود ہی جاکر برس آئے۔

وہ کنواں نہ تھے کہ لوگ
وہاں جاکر پیاس بجھاتے
بلکہ وہ بادل تھے ہر جگہ
خود ہی جاکر برس آئے۔

اپنوں پر برسے غیروں پر برسے پہاڑوں پر برسے وادیوں پر برسے صحراؤں پر برسے شہروں پر برسے ایوانوں پر برسے جھونپڑیوں پر برسے یہی وجہ ہے کہ۔

جب وہ نگاہوں سے روپوش ہوئے تو دنیا چیخ پڑی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۰ لاکھ انسانوں

جب وہ نگاہوں سے رو
پوش ہوئے تو دنیا چیخ پڑی،
ایک محتاط اندازے کے مطابق
۲۰ لاکھ انسانوں کا جم غفیر ہر
طرف سے اکٹھا ہوگیا۔

کا جم غفیر ہر طرف سے اکٹھا ہوگیا۔

حضور مفتی اعظم ہند کی آخری خواہش تھی کہ میری نماز جنازہ آل رسول فرزند غوث اعظم پڑھاتے رب کریم نے اپنے فضل و کرم سے پوری فرمادی۔ اور فرزند غوث الثقلین سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ کو کچھوچھا شریف سے بریلی شریف پہونچا دیا جس خدا کی رضا میں حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی ساری زندگی گزار دی وہ خدا حضور مفتی اعظم ہند کی رضا کی تکمیل کو اپنے ذمہ کرم میں کیوں نہ رکھتا؟ المختصر جس پہلو اور جس گوشے سے دیکھا جائے اس اعتراف کے بغیر چارہ کار نہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند کی ذات قدسی صفات پر رب کریم کی بے حد نوازشیں تھیں۔ اس کا فضل خاص ہمیشہ ان پر سایہ فگن رہا۔ اور خدائے تعالیٰ نے انہیں مخصوص انعام والوں میں رکھا جن کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔

گدا تو ہے گدا جو بادشا ہے
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
اسے بھی تو اسی در سے ملا ہے
پنج گنج خورد
ہر نماز فرض کے بعد معاش و معاد کے لئے بے حد مفید ہے اور خاندان مارہرہ مطہرہ کا معمول ہے کہ مبتدیوں کو تعلیم کرتے ہیں۔ بعد نماز فجر یا عزیز یا اللہ بعد نماز ظہر یا کریم یا اللہ بعد نماز عصر یا جبار یا اللہ بعد نماز مغرب یا ستار یا اللہ اور بعد نماز عشاء یا غفار یا اللہ ہر ایک سو سو مرتبہ پڑھے۔
اے عالمین کے پروردگار!
اس پنج گنج کا ثواب ہمارے اعزہ و اقربا، مرحومین و مرحومات کو عطا فرما اور اس کے تصدق انہیں بخش دے۔ اور ہمارے کاروبار میں وسعت دے۔
جناب محمد موسیٰ صاحب بنارسی
بنارس ساڑی ہاؤس
(دگمبر جین مندر کے سامنے) مالویہ روڈ۔ رائے پور، ایم پی
बनारस साड़ी हाऊस

سیدھے راستے کی تلاش میں سرگرداں رہنے والو! آؤ صراط مستقیم کو حضور مفتیٔ اعظم کی شکل وصورت میں دیکھ لو۔

سیدھے راستے کی تلاش میں سرگرداں رہنے والو! آؤ صراط مستقیم کو حضور مفتیٔ اعظم کی شکل وصورت میں دیکھ لو!

قرآن کریم کے الذین انعمت علیھم میں حضور مفتی اعظم کو داخل فرماکر رب کریم نے انہیں جو عظمت رفعت بخشی ہے اس کا اظہار ناممکن ہے۔

حالت سفر میں قلم برداشتہ یہ چند سطریں تحریر کردی ہیں کہ حضور قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ ناز میں سجود نیاز لٹانے والوں کی فہرست میں میرا بھی نام آجائے۔ اب آخر میں اس مصرعہ پر اپنی تضمین پیش کر کے بات ختم کر رہا ہوں جو مصرعہ حضور مفتی اعظم ہند کے عرس چہلم کے موقع پر ہونے والے مشاعرہ کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔

نور احمد کا رخ پاک پہ ہالہ ہوگا
روز وشب مرقد نوری میں اجالا ہوگا

اب تو بھارت میں ہمارا ہی اجالا ہوگا

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا غلام آسی صاحب پیا حسنی رامپور

اپنے دامن سے جسے آپ نے پالا ہوگا
عشق وعرفان کے سانچے میں وہ ڈھالا ہوگا

حسن سے عشق ملا حسن دوبالا ہوگا
اب تو عالم میں اجالا ہی اجالا ہوگا

جو بھی منظور نظر حضرت والا ہوگا
اس کے ہاتھوں میں سدا کنجی وتالا ہوگا

قرن سعدین ہے اب کام نرالا ہوگا
اب تو بھارت میں اجالا ہی اجالا ہوگا

آپ سے بغض ارے دل کا وہ کالا ہوگا
حضرت غوث کے در کا وہ نکالا ہوگا

ان کے رخ پر جو نچھاور ہیں یہ خورشید وقمر
روز وشب مرقد نوری میں اجالا ہوگا

اس بریلی کو جو بغداد سمجھے آسی
اس پہ فیضان رضا اور دوبالا ہوگا
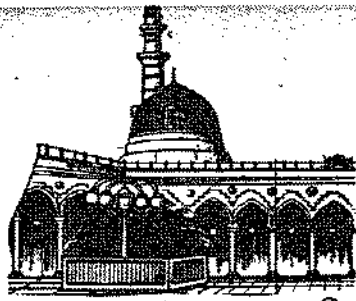
جارہا ہے تاکہ بکھرے ہوئے واقعات وحالات کو جمع کرکے مفتی اعظم نمبر کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے۔
میں ان تمام حضرات سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے علم و مشاہدہ کے مطابق سوالنامہ کا جواب مرحمت فرماکر اہل سنت کی تاریخ میں بیش قیمت معلومات کا اضافہ فرمائیں (مدیر استقامت)

مفتی اعظم ہند

سوالنامہ

(۱) سفر و حضر میں مفتی اعظم کے کشف وکرامت

شہزادۂ خانوادۂ برکات حضرت مولانا سید محمد امین میاں قادری مارہروی

حضور مفتی اعظم ہند کے حالات وواقعات کے جمع کرنے کی ایک قلمی مہم

مکرمی جناب ...... سلام ورحمت
استقامت ڈائجسٹ کانپور کے مفتی اعظم نمبر کے لئے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب نے ایک سوالنامہ مرتب کیا ہے جو ان کے شب وروز کے حاضر باش علماء و خلفاء متوسلین اور سفر و حضر میں ان کی زیارت کرنیوالے عام عقیدتمندوں کے نام ارسال کیا

باطنی تصرف اور مقبولیت دعا کا کوئی محسوس واقعہ۔
(۲) داخل سلسلہ ہونے کے بعد برکتوں کے ظہور کا کوئی متعین واقعہ (اپنے متعلق ہو یا دوسروں کے متعلق)
(۳) نقوش و تعویذات کی برکتوں کے واقعات۔
(۴) مفتی اعظم کی وہ خصوصیات جو ان کے ہمعصر علماء ومشائخ سے انہیں ممتاز کرتی ہوں۔
(۵) مفتی اعظم کی کوئی ایسی بات جس سے آپ متاثر ہوئے ہوں اور جس سے ان کے ولی برحق ہونے
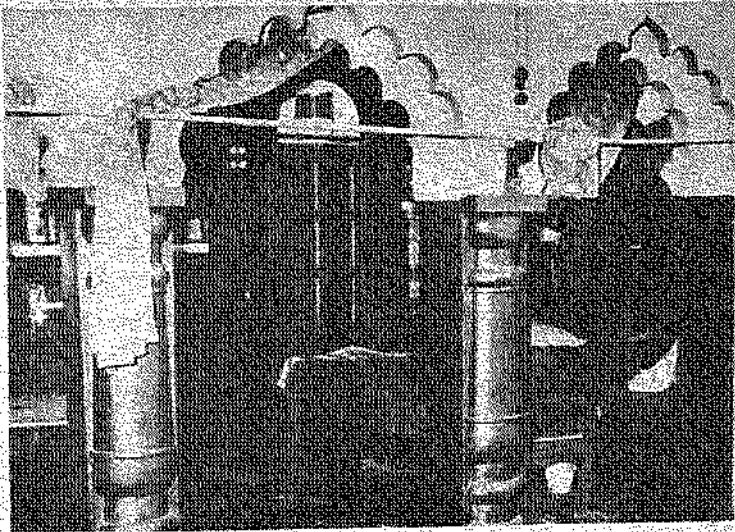
محلہ سوداگران میں واقع وہ دالان جس میں مفتیٔ اعظم قیام فرماتے تھے

کے عقیدے کو تقویت ملتی ہو۔

(۶) کوئی ایسا واقعہ جو عشقِ رسول میں ان کی محویت و فنائیت اور تعظیم و عقیدت کی والہانہ کیفیت کا آئینہ دار ہو۔

(۷) وہ واقعات و احوال جن سے حضور مفتیٔ اعظم کے فقر و توکل، حق گوئی و استغنا، التزامِ شریعت، خشیتِ الٰہی اور تعلق باللہ و الرسول پر روشنی پڑتی ہو۔

(۸) سفر و حضر میں شب و روز کے معمولات۔

(۹) مفتیٔ اعظم کے علم تبحر، قوتِ حفظ، وسعتِ مطالعہ اور فقہی بصیرت کا کوئی واقعہ۔

(۱۰) ہندوستان میں اسلامی معاشرے کے تحفظ و عامۂ مسلمین کی فلاح و بہبود اور حفظ و سلامتی کے لئے مفتیٔ اعظم کی انفرادی اور اجتماعی جد و جہد کا جائزہ۔

جواب (۱): بے شمار واقعات ہیں جو ثقہ راویوں سے سنے۔ ایک بار غالباً ۴۷ء یا ۴۸ء کا عرس رضوی تھا۔ میں بھی بریلی میں حاضر تھا۔ ایک صاحب بہیڑی سے حاضر ہوئے۔ حضرت والا نے ان سے ارشاد فرمایا کہ فلاں صاحب نہیں آئے۔ ان صاحب نے جواب دیا کہ حضور اس سال وہ کسی الجھن میں مبتلا ہیں حاضر نہیں ہو سکیں گے معذرت عرض کی ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم نے گردن نیچے جھکا کر سکوت اختیار

شراب دیدے دل شاد کیجے
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
ہمارے درد کی یہ ہی دوا ہے
پرانے سے پرانے درد کے لئے
لَا حَیَّ یُوْحِیَّ لَیْھٰی : ان کلمات کے اثرات حیرت انگیز ہیں۔ جسم میں خواہ کسی جگہ درد ہو اور خواہ کسی سبب سے ہو شہادت کی انگلی سے لکھے اور دریافت کرے اگر باقی رہ جائے تو دوبارہ اور اسی طرح سہ بارہ۔ غرض تین مرتبہ میں کیسا ہی درد ہو مریض درد کے مارے سر پھوڑتا ہو بفضلہ تعالیٰ شفا ہو۔
اے رب کعبۃ الحرام! کلمات مذکورہ کے ورد کا ثواب
عبداللہ مرحوم اور جمعیہ بائی مرحومہ کو مرحمت فرما اور
شیخ العالم حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان و سرکار برہان پور پیر طریقت حضرت شاہ پیر عبد الغفور صاحب مدظلہ العالی کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال فرما۔ ہمارے کاروبار میں برکت ہماری اولاد کو ایک و نیک اور فرمانبردار بنا نیز حضرت پیر طریقت کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر صحت و سلامتی کے ساتھ تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔
حاجی عبد الکریم صاحب اشرفی و زوجہ جیانی حورا بائی مرحومہ
عبد الرحیم
عبد الستار
عبد الغفار
جے ہند روئی بھنڈار و ایس ایس انٹرپرائزز
گورنمنٹ کنٹراکٹر اینڈ سپلائرس ۴۷۱ ایم۔ جی روڈ اندور، ایم پی
☎ 38833
Jaihind Rui Bhandar
(Regd.)
471, M. G. Road, INDORE 452 007
सजावट सामग्री, चादर, पिलो कव्हर, कटन क्लॉथ कुशन, फोम कुशन एवं रजाई, गादी, तकिये भरने का एक मात्र स्थान
जयहिन्द रुई भन्डार
४७१, म. गांधी रोड, इन्दौर (म. प्र.)
S. S. ENTERPRISES
Govt. Contractors & Suppliers
471, M. G. Road, INDORE M. P.

کیا چند منٹ بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ صاحب بریلی کے بس اڈے یا اسٹیشن پر آگئے ہیں اور تھوڑی دیر بعد ہم سب نے دیکھا کہ وہ صاحب حاضر ہوئے اور دست بوسی کی۔

۲ : مجھے شرفِ بیعت اپنے دادا حضرت سید اولادِ رسول محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ہے حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۹۶۲ء کے جلسۂ دستار فضیلت میں مجھے زبانی خلافت سلسلۂ عالیہ قادریہ کا پورا عطا فرمائی اور تحریری خلافت نامہ ۱۹۷۵ء کے عرس شریف رضوی میں عنایت فرمایا۔ اس خلافت کے بعد بہت سے ایسے واقعات ہوئے جو حضرت کے باطنی فیض پر مبنی ہیں مگر اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔

۳ : ۱۹۶۳ء میں مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہوا جس کا بڑے بڑے ڈاکٹر علاج نہیں کر سکے۔ والد ماجد نے فرمایا کہ حضرت مفتی اعظم سے نقش منگا دو۔ چنانچہ یہی کیا۔ اور اللہ کے فضل سے شفائے کلی حاصل ہو گئی۔

۴ : مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک خصوصیت جو انہیں ہم عصر علماء و مشائخ سے ممتاز کرتی ہے' ان کے مریدین کی تعداد ہے۔ روئے زمین پر (ان کے دور میں) اتنے کثیر مرید کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئے۔

۵ : یوں تو مجھے حضرت والا کی بہت سی باتیں متاثر کرتی تھیں مگر جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ "استقامت فی الدین" اور شرعی احکامات کا کھلم کھلا اعلان ہے۔ فیملی پلاننگ کے مسئلہ پر سارے علماء اور مشائخ نے حکم رخصت پر عمل کیا۔ اکثر علماء نے سکوت اختیار کیا اور بہت سے نام نہاد دیوبندی مفتیوں نے سرکاری روش کے حق میں فیصلے دئے مگر چونکہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے لہٰذا انہوں نے "حق" کا با آوازِ بلند اعلان فرمایا اور اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ اس کا نتیجہ انکے حق میں کیا ہوگا؟ اور تاریخ شاہد ہے کہ فیملی پلاننگ کے خلاف فتویٰ دینے کے باوجود ان کا بال بھی بیکا نہ ہوا حضرت کی عمر شریف جہاد بالسیف کے دور سے گزر چکی تھی مگر ان کے قلمی جہاد نے ثابت کر دیا کہ ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ذاتی طور سے میں صرف کرامت کو ولایت کی دلیل نہیں سمجھتا۔ کوئی ولی ہے تو اس سے کرامت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ سو کراستوں کی ایک کرامت استقامت دینی ہے اور اس لحاظ سے مفتی اعظم علیہ الرحمہ ولی کامل تھے۔

۶ : آپ عشق رسول میں ان کی محویت اور تعظیم و عقیدت کا ایک واقعہ پوچھتے ہیں! حافظ صاحب ـــ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں گزرا۔ ان کی زندگی عاشق رسول کی زندگی تھی۔ بے عمل سید کو بھی سرہانے جگہ دیتے تھے۔ اور صرف اس نسبت کی وجہ سے جو اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

۷ : بے شمار واقعات ہیں۔

سلسلہ برکاتیہ کے مورث اعلیٰ حضور سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کے مزار مقدس کا بیرونی منظر واقع مارہرہ شریف
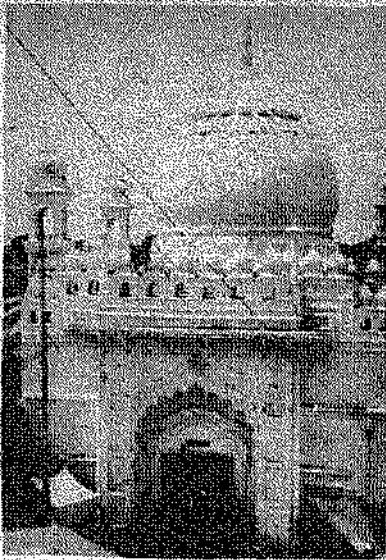
۸: کبھی حضرت کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت اکثر اپنے مرشدان کرام کی بارگاہ میں مارہرہ شریف حاضر ہوتے تھے اور کئی کئی روز قیام رہتا تھا۔ اس دوران میں نے حضرت کو بے شمار نقوش اور تعویذ لکھتے دیکھا۔ حاجت مند کو کئی کئی نقش عطا فرماتے۔ نماز کا وقت قریب آتا تو ادائیگی نماز کے لئے بے چین رہتے۔ امامت سے بچتے تھے۔ اپنے کسی خلیفہ یا مرید کو امام بناتے تھے۔ بڑے خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے تھے کوئی شخص دعا کراتا تو بڑی مفصل دعا فرماتے۔ مستورات نامحرم سے بہت دور رہتے تھے مستورات سر سے پیر تک چادر اوڑھ کر حاضر ہوتیں مگر ان کے شرعی محرم ساتھ ہوتے تھے اور مستورات کی معروضات ان کے شرعی محرم پیش کرتے تھے۔ بہت سادہ غذا اور مقدار قلیل دہی بہت پسند تھا۔ شوربے میں روٹی ڈال کر "ثرید" بنا لیتے تھے اور بہت تھوڑا سا نوش کرتے تھے۔ پان سے رغبت تھی۔ حقہ ملاحظہ فرماتے تھے طبیعت میں حد درجہ نفاست اور طہارت تھی۔

۹: اپنے دور کے عظیم فقیہ تھے۔ حضرت والا کے فتاویٰ شائع ہو جائیں تو ان کے فقہی مرتبہ کا تعین کرنا آسان ہو گا۔ "الملفوظ" سے ان کی قوت حفظ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۱۰: حضرت والا کا اپنے احباب اور متوسلین سے استقامت دینی پر اصرار اور شریعت مطہرہ کی پابندی کا حکم اسلامی معاشرے کے تحفظ میں معاون ہے اگر ہم لوگ دین پر مضبوطی سے ڈٹے رہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کی جملہ صفات کے ساتھ رب مانتے رہیں تو ہم حفظ و سلامتی کے دائرے میں سکون کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں۔ حضرت نے اپنی انفرادی اور اجتماعی جد و جہد سے بہت سے دینی مدرسے اور دارالعلوم قائم کئے تا کہ دین پاک مصطفےٰ علیہ السلام اپنی پوری قوت کے ساتھ سربلند رہے۔ اپنے دین کو محفوظ رکھے بغیر ہم اسلامی معاشرے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارا معاشرہ دین کا پیرو ہے۔ معاشرے کی حفاظت اسی وقت ممکن ہے جب دین کو مضبوطی سے تھامے رہیں۔

منقبت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ

(علامہ سید آلِ رسول حسنین قادری)
مارہروی

حق نے بخشا تھا ہمیں ایسا مجلّےٰ آئینہ
خلق میں تھا جو سراپا مصطفیٰ کا آئینہ

شاہِ برکت شاہِ حمزہ پیشوا کا آئینہ
بوالحسین احمد نوری ضیاء کا آئینہ

حق نما، حق بین و حق گو، حق پرست و حق پسند
مردِ حق، مشتاقِ حق، حق کی ضیاء کا آئینہ

جس کا نصب العین تھا اعلانِ حق تبلیغِ حق
زندگی جس کی تھی شرعِ مصطفیٰ کا آئینہ

اپنے مرشد حضرتِ نوری سے جو نوری بنا
صورت و سیرت میں وہ احمد رضا کا آئینہ

قوم نے جس کو دیا تھا مفتیٔ اعظم لقب
شارحِ قرآں، حدیثِ مصطفیٰ کا آئینہ

جس کی آنکھوں سے جھلکتی تھی حیا عثمان کی
ظلِّ ذی النورین، عثماں کی سخا کا آئینہ

ذوالفقارِ حیدری کا جانشیں جس کا قلم
قول و فعل و حال میں وہ مرتضیٰ کا آئینہ

دل کا اچھا، تن کا ستھرا، مردِ کاملِ باصفا
اچھے پیارے شمسِ دیں بدرالعلیٰ کا آئینہ

تازگی ایمان میں آتی تھی جس کو دیکھ کر
ستھرے پیارے نورِ حق شمس الضحیٰ کا آئینہ

جس کی ہیبت اہلِ باطل کے دلوں پر ثبت تھی
وہ رضائے مصطفیٰ، شیرِ خدا کا آئینہ

جلوۂ صدیق و فاروق و غنی مشکل کشا
مظہرِ حسنین اور غوث الوریٰ کا آئینہ

(۱)
وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○
سلام اس پر جس نے دلوں پر حکومت کی۔
سلام اس پر جس کی یاد روشنیاں لے کر آتی ہے
— سلام اس پر جس کا خیال تاریکیاں لے کر جاتا ہے
— سلام اس پر جس کے قدم نہ ڈگمگائے
از:۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب
پی، ایچ ڈی
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ
سندھ پاکستان
مفتی اعظم ہند
شہزادۂ امام احمد رضا

—— سلام اس پر جس کی نظر نہ بھٹکی —— سلام اُس پر جو صراطِ مستقیم پر رواں دواں رہا —— سلام اُس پر جس نے ملت کو شعورِ زندگی بخشا —— سلام اُس پر جس نے سب کچھ لٹایا —— سلام اُس پر جس نے کچھ نہ چاہا —— سلام اُس پر جو محبت کا پاسدار تھا —— سلام اُس پر جو غریبوں کا غمگسار تھا —— سلام اُس پر جس نے گرتوں کو سنبھالا —— سلام اُس پر جس نے ڈوبتوں کو نکالا —— سلامُ اس پر جس نے طوفانوں کے منھ پھیر دیئے —— سلامُ اس پر جو یادگارِ سلف تھا —— سلام اس پر جو افتخارِ خلف تھا —— سلام اُس پر جس کا جہاں سارا جہان تھا —— سلام اُس پر جو نقرِ غیور کا علم بردار تھا —— سلام اُس پر مدحانِ رسول جس سے فیض پاتے تھے —— سلام اُس پر گستاخانِ رسول جس سے خار کھاتے تھے —— سلام اُس پر جس نے عشقِ مصطفےٰ کے چراغ روشن کیے —— سلام اُس پر جو گفتار و کردار میں اللہ کی برہان تھا —— سلام اُس پر جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا —— سلام اس پر جو قدم قدم پہ خدا کو یاد رکھتا تھا —— سلام اُس پر جو واصل باللہ تھا —— سلام اس پر جو باقی باللہ تھا —— سلام اس پر جس نے اسلام کی آن رکھی —— سلام اُس پر جس کے شب و روز خدا کی عبادت میں صرف ہوتے تھے —— سلام اُس پر جس کے رات دن مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف ہوتے تھے —— سلام اُس پر جس کی ہر بات نصیحت تھی —— سلام اُس پر جس نے ہدایت کا حق ادا کر دیا ——

سلام اُس پر جس کا مسکن مرکزِ اربابِ صفا تھا —— سلام اُس پر جس کا مدفن مرجعِ اربابِ وفا ہے۔

ہاں، وہ کون ہے جس کے لئے آج آنکھ اشکبار ہے؟ —— ہاں، وہ کون ہے جس کے لئے آج دل بے قرار ہے؟ —— ہاں وہی جو دل میں رہتا تھا —— جو آنکھوں میں بسا تھا ——

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ! یہ کس کی یادگاری ہے
کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ہاں، وہ وہی شہزادۂ عالی وقار ہے جو ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو آفتاب بن کر افقِ بریلی پہ جلوہ گر ہوا —— جس کا نامِ نامی مرشدِ نوری نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی" والدِ گرامی نے "محمد" رکھا —— اور عرف "مصطفےٰ رضا" تجویز کیا گیا ——

جس ذات سے اس کو نسبتِ فرزندی تھی وہ اپنے وقت کا فردِ فرید تھا —— وہ علومِ نقلیہ کا تاجدار تھا —— وہ علومِ عقلیہ کا غواص تھا —— وہ میدانِ فقاہت کا شہسوار تھا —— وہ میدانِ سیاست کا علم بردار تھا —— عرب و عجم میں اس کی دھوم تھی —— سارے جہاں میں اس کا چرچہ تھا —— کون؟ —— عبد المصطفےٰ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز —— دیکھنے والے کہتے ہیں کہ شہزادۂ عالی جاہ اپنے والد بزرگوار کا عکسِ جمال تھا —— اس کے حسن و رعنائی کی بات کیا

سنگِ درِ جاناں ہے ٹھوکر نہ لگے اس کو
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
اے ہوش پکڑ اب تو اے لغزشِ مستانہ
بے ہوشی کے لئے
یَا رَحْمٰنُ یَا سَلَامُ
اگر کوئی بیمار بے ہوش ہو گیا ہو تو اسکے پاس سرہانے بیٹھ کر تین سو دفعہ یہ اسم مبارک پڑھا جائے انشاء اللہ جلد مریض ہوش میں آئیگا۔
اے ربِ کریم! تا قیامت اس وظیفہ کا ثواب
جمال بی
عبدالرحمٰن عیسف
مرحومہ
رحمت بی
عبداللطیف عیسف
مرحومہ
حوا بی
فقیر محمد عیسف
مرحومہ
حاجی عمر عبداللہ مرحوم
عبدالرحمٰن عبدالقادر عیسف مرحوم
کی روحوں کو
مرحمت فرما!
اور ہمارے کاروبار میں برکت عطا فرما نیز اہل و عیال و
متعلقین کو صحت و تندرستی ایمان و عقائد کے تحفظ اور خاتمہ بالخیر کی دولتوں سے نواز دے!
سائلین
نثار احمد، فقیر محمد، محمد عطاء الرحمٰن
Phone: 34 51 14
حفیظ اینڈ کمپنی
فینسی کپڑوں کا واحد مرکز
۱۱۔ ناگدیوی اسٹریٹ، ناخدا محلہ، بمبئی ۳
HAFEEZ & CO.
ART SILK & COTTON PIECE
GOODS MERCHANTS
11, Nagdevi St; Nakhuda Mohalla,
Bombay—400003.
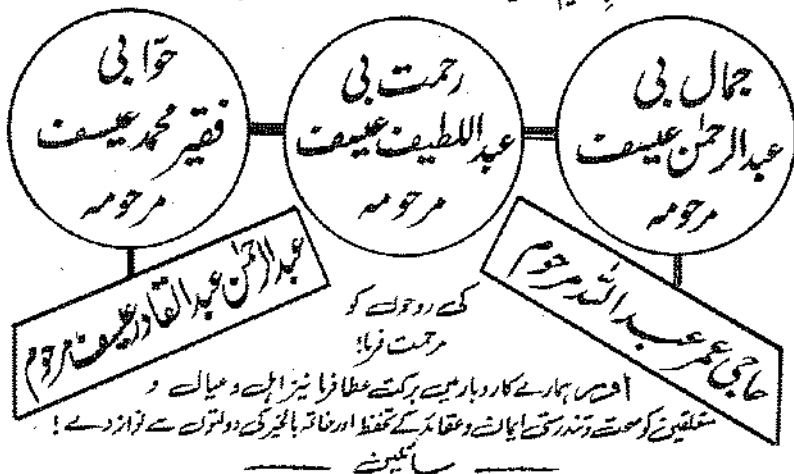
کیجئے: — گورا رنگ، نورانی چہرہ، چوڑی پیشانی، لبوں پر تبسم، گفتگو میں حلاوت، کلام میں لطافت — جدھر سے گزرتے، دیکھ کر لوگ دوڑے چلے آتے تھے — کشش و دل نوازی کا عجیب عالم تھا —:

سینہ خالی کنید از دلہا
یار بہر شکار می آید
مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قرار می آید

اور جس ذات قدسی صفات سے اس کو شرف بیعت حاصل تھا وہ بھی آسمان ارشاد کا آفتاب تھا — اور علم و دانش کا ماہتاب تھا — ایک عالم اس سے فیضیاب تھا — کون؟ — شاہ ابو الحسین احمد النوری مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز — یہ وہ مقدس ہستی ہے جس کی تعریف میں امام احمد رضا جیسا فاضل اجل یوں رطب اللسان ہے ؎

برتر قیاس سے ہے مقام ابو الحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابو الحسین

اور جس سے خود امام احمد رضا کو شرف خلافت و اجازت حاصل تھا — اس شرف و سعادت پہ وہ ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری

اور سنو سنو کیا کہہ رہے ہیں۔

أَنَسْتُ مِنْ مَارَهْرَةَ نَارًا عَلٰى
طُوْرٍ أَنَا طُوْرًا بِهٖ يَهْدِيْنَا
طُوْبٰى لِأَبْنَاءِ السَّبِيْلِ إِذَا اهْتَدَوْا
وَمَشَوْا إِلَيْهِنَّ النُّوْرِ مُنْقَادِيْنَا
أَكْرِمْ بِنَارٍ ضَوْءُهَا يَجْلُو الدُّجٰى
مِنْ أَحْمَدَ النُّوْرِيِّ جَاءَ مُبِيْنَا
نُوْرُ الْهُدٰى بَحْرُ التُّقٰى بَدْرُ النُّقٰى
أَضْحٰى لَهٗ حِفْظُ الْإِلٰهِ مُعِيْنَا

(ترجمہ و تفہیم) میں نے مارہرہ سے کوہ طور پر ایک آگ اٹھتے ہوئے دیکھی ہے، میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں — میں اس کی راہبری چاہتا ہوں — ہاں مبارک ہیں وہ رہروانِ منزل جو اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ پائیں — کیسی بلند و بالا ہے وہ آگ جس کی چمک دمک تاریکیوں کو روشن کرتی ہے — ہاں یہ چمک جو احمد نوری سے پھوٹ رہی ہے — کون احمد نوری؟ — ہدایت کا نور — تقوے کا دریا — پاکیزگی کا ماہتاب — اللہ تعالیٰ کی حفاظت ان کی مدد فرمائے!

شہزادۂ عالی وقار کو اپنے شیخ سے ایسی محبت تھی کہ شاعری کی تو تخلص بھی نوری رکھا ؎

داغِ دل ہم نے نوری دکھا ہی دیا
دردِ دل کا فسانہ سنا کر چلے

مرقد نوری پہ روشن ہے یہ لعل شب چراغ
یا چمکتا ہے ستارا آپ کی بیدار کا

بلاشبہ جس کو ایسا مرشد ملا ہو وہ اپنی قسمت
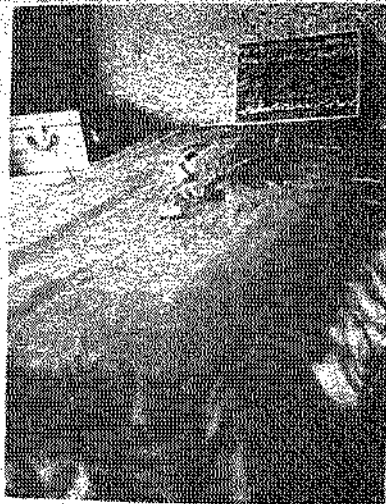
پر کیوں نہ نازاں ہو اور اس کی تربت کیوں نہ فروزاں ہو ـــ! پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مختلف سلاسلِ طریقت میں خلافت و اجازت اپنے والد ماجد امام احمد رضا سے حاصل کی ـــ ان کی صحبت نے کندن بنا دیا اور این و آں سے بے نیاز کر دیا ـــ خود فرماتے ہیں ـــ

اب تو وہ خودی جو بے خود
بنائے تھی ـــ نہ وہ مدہوشی جو
بے ہوش کئے تھی ـــ نہ وہ جوانی
کی امنگ ـــ نہ کسی قسم کا کوئی
ترنگ ـــ"

(محمد مصطفےٰ رضا خاں: ملفوظات حصۂ اول مطبوعہ لاہور ص)

اور وہ وقت بھی آیا جب امام احمد رضا دنیا سے جا رہے ہیں ـــ آفتاب عالم تاب غروب ہو رہا ہے ـــ بیقرار دل دوڑے چلے آرہے ہیں ـــ مگر سلسلۂ بیعت بند ہو چکا ہے ـــ شہزادگان کو حکم ملتا ہے کہ وہ بیعت کریں ـــ گروہ در گروہ مے گسار چلے آرہے ہیں اور بھر بھر کے جام و سبو لئے جا رہے ہیں ـــ الله ـــ

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اس شہزادۂ عالی جاہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ والد ماجد نے خود اپنی زندگی میں اپنے سامنے بیعت کرایا ـــ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا اور ایسا چلا کہ ۹۰ برس تک تھمنے پہ نہ آیا ـــ اور تو اور جب آپ کا وصال ہونے لگا تو دیکھنے والوں

مزار پر انوار تاج العلماء اولادِ رسول سید محمد میاں صاحب علیہ الرحمہ واقع مارہرہ شریف

نے دیکھا کہ کلمات بیعت تلقین فرما رہے ہیں مگر سامنے کوئی نہیں ـــ یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ایک ایک کو بیعت فرما رہے ہیں ـــ شاید عالم اجسام کا یہ مرشد کامل عالم ارواح اور عالم جنات میں تشنہ روحوں کو بیعت سے سرفراز فرما رہا تھا۔

(۴)

وہ عاشقِ رسول تھا ـــ عشق ہی نے اس کی زندگی کو فروزاں کیا ـــ جمالِ مصطفےٰ کو اس نے ایک نئے زاویے سے دیکھا ـــ خوب دیکھا اور خوب کہا ـــ

وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
ہاں حسین تم ہو فتنے مٹا کر چلے

اس کو ہر بہار، بہار مصطفےٰ میں نظر آرہی ہے — اس کے لئے ساری بہاروں کی جان یہی بہار رہے گی۔

زمین و آسماں کی سب بہاریں آپ کا صدقہ

اللہ اللہ! — محبت کی ایسی لگن کہ ۸۲ سال کی عمر میں جب دوسری بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کے لئے حاضر ہوئے تو ایک روز غار ثور کی زیارت کے لئے چلے۔ شوق کا یہ عالم کہ پہاڑ پر چڑھے تو چڑھتے ہی چلے گئے — جوان و تنومند انسان جو فاصلہ تین گھنٹے میں طے کرتا ہے آپ نے ڈھائی گھنٹے میں طے کرلیا اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا اور جب پھر واپس تشریف لائے تو چند سیڑھیاں چڑھنا دوبھر ہوگیا — بے شک عشق و محبت کے طفیل ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے۔

عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت کا فیض ہی کا یہ کرشمہ تھا کہ وہ گستاخانِ رسول سے کسی قیمت پر مفاہمت یا ان کے ساتھ رعایت کے روادار نہ تھے — حد تو یہ ہے کہ وہ گستاخوں کی ہاتھ کی بنی ہوئی کوئی شے استعمال نہ کرتے تھے — اللہ اللہ جس نے اپنے جسم و جاں کی اس طرح حفاظت کی ہو اس کی پاکیزگی کا کیا عالم ہوگا! بیشک محبوبانِ خدا کے لئے وہ ابر باراں تھے — دشمنانِ رسول کے لئے وہ برق تپاں تھے — خود امام احمد رضا ان کی اس صفتِ خاص کا یوں ذکر فرما رہے ہیں۔

مشرق پہ برق گراتے یہ ہیں

وہ اتباعِ سنت میں پیش پیش تھا — سنت کے سانچے میں خود کو ایسا ڈھال لیا تھا کہ باید و شاید — اس کی ایک ایک ادا ترجمانِ سنت تھی — سنئے سنئے: —

ایک غریب جاں بلب ہے — عیادت کے لئے قدم اٹھے ہیں کہ اتنے میں خبر آئی کہ گورنر یو۔پی ملاقات کے لئے حاضر ہو رہا ہے — مگر اتباعِ سنت میں جو قدم اٹھ چکے تھے وہ پیچھے نہ ہٹے — دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے — آج تو وہ آرہا ہے جس کی دید کے لئے اہل دنیا آرزوئیں کرتے ہیں — مگر نہیں نہیں ان حضرات کی نظر میں آنی جانی عہدوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں — ان کے مولیٰ نے ان کو وہ عزت دی ہے، زمانہ کا کوئی حادثہ اس کو متاثر نہیں کرسکتا — بڑے سے بڑے عہدیدار اور وزیر بادشاہ کی مسند چھن سکتی ہے مگر ان حضرات کے دامن عصمت پہ جو ہاتھ ڈالتا ہے برباد ہو جاتا ہے — سچ ہے "عزت اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے ہے" — آج عالم دعوتی، اہلِ دُوَل کی طرف لپکتے نظر آتے ہیں — دنیوی جاہ و جلال ان کو مرعوب کئے دیتا ہے — سلام اس پہ جس کی

بنا عرش بریں مسند کف پائے منور کا	مفتی اعظم علیہ الرحمہ	خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

آشوب چشم کے لئے

یابصیر	یابصیر	یابصیر	یابصیر
یاسمیع	یاسمیع	یاسمیع	یاسمیع
یاحکم	یاحکم	یاحکم	یاحکم

یہ نقش کسی چینی کی رکابی پر لکھے اور اس کو ہری مکو کے عرق سے دھو کر قدرے افیون گھس کر آنکھ کے اوپر لیپ کرے انشاء اللہ پھر کسی دوا کی ضرورت نہ پڑے گی کیسا ہی آشوب چشم کیوں نہ ہو دفع ہو جائے۔ اگر وقت پر یہ دونوں چیزیں نہ ملیں تو پانی سے دھو کر آنکھ پر لگائیں۔ مجرب ہے

اے مالک کل! نقش مذکور کے افادہ و استفادہ کے ثواب کا نذرانہ **حضور مفتی اعظم ہند** علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عطا فرما اور ان کے صدقے میں **عبدالصمد شیخ چاند** مرحوم کی مغفرت فرما نیز درج ذیل غلامان رضوی کو برکات دارین، صحت و تندرستی، کاروبار میں ارتقاء اور سفینے پر دوام کی دولتوں سے نواز دے۔ آمین

عبدالحفیظ خان
مولوی نور محمد خان مرحوم
جوشی پورہ شہادہ
ضلع دھولیہ

گوہر خان
مبین خان مرحوم
ٹرک اونر قاضی پورہ شہادہ
ضلع دھولیہ

عبدالسلام قادری رضوی
مچھلی شاپ
محلہ سبوتی گلی شہادہ
ضلع دھولیہ

شیخ ابراہیم

ڈپٹی ایجوکیشن انسپکٹر (اردو)

شہادہ ضلع دھولیہ

نظر میں دو عالم سے بے نیاز نہ گزر گئیں ــــ

عشق و محبت نے اس کو ایسا مست و بےخود کر دیا تھا کہ نہ کسی کی جاہ و حشمت نظروں میں جچتی تھی اور نہ مال و دولت ــــ ان کے والد گرامی نے ان کو اور اپنے تمام وابستگان کو یہ نصیحت کی تھی ــــ

"تاکید اور سخت تاکید کی جاتی
ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار
اشاعت دین و حمایت سنت میں
طلب منفعت کا خیال دل میں بھی نہ
لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ
ہو ــــ

(الرضا، شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ ص ۹)

اس ہدایت و نصیحت پر ایسا عمل کیا کہ بایدو شاید ــــ متاع غرور سے ایسی نظریں پھیریں کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا ــــ سنئے سنئے :-

حج بیت اللہ شریف سے بمبئی واپسی ہے ــــ ایک مرید باصفا نے ایک گراں قیمت کار اس غرض سے خریدی کہ بمبئی سے بریلی تک اس میں لے جائے ــــ راستہ میں مریدوں اور معتقدوں کو ملاتا جائے اور جب بریلی پہنچے تو یہ کار نذر کر دے ــــ بمبئی سے روانہ ہو گئے ــــ جاں نثار و فدا کار راستے میں زیارت کرتے رہے ــــ بریلی پہنچے ــــ تکمیل آرزو کا وقت آ گیا ہے ــــ مرید وفا شعار دست بستہ کھڑا ہے ــــ اپنی کار خدمت اقدس میں نذر گزران رہا ہے ــــ مگر ان کی نگاہ کی رفعت کا عالم نہ پوچھئے ــــ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

وہ حرماں نصیب اپنی کار واپس لے کر لوٹ رہا ہے ــــ مگر حریم جاناں سے درس محبت لے کر لوٹ رہا ہے ــــ جس کی نگاہوں میں محبوب سما جائے پھر اور کوئی نہیں سما سکتا ــــ ساری آرزوؤں کا حاصل صرف ایک آرزو رہ جاتی ہے ــــ

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

آج عالم و عامی سبھی کار کے آرزومند ہیں ــــ جس کو دیکھو دنیا کی طرف لپک رہا ہے ــــ مگر وہ گریزاں ہے ــــ ایک وہ ہیں جن کے پیچھے دنیا بھاگ رہی ہے اور دنیا سے وہ گریزاں ہیں ــــ ہزاروں سلام ہوں اس ہمت بلند پر !

داہنے ہاتھ سے لینا اور کھانا سنت ہے ــــ اس سنت سے اب عوام تو عوام خواص بھی غافل نظر آنے لگے ہیں ــــ مگر اس کی نگاہ پاک آخر تک سنت ہی کو تکتی رہی ــــ وہ جمال سنت ہی میں محو تھا ــــ کوئی خلاف سنت عمل اس کو نہ بھاتا تھا ــــ لوگ تعویذ لینے آتے تھے اور تعویذ دیئے جاتے تھے ــــ ایک روز ایک صاحب آئے، تعویذ جو عنایت فرمایا، انہوں نے بایاں ہاتھ آگے

مزارِ پُر انوار سید العلماء مولانا سید آل مصطفےٰ صاحب سابق صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء (بمبئی) رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ شریف)

بڑھادیا ـــ آپ نے ہاتھ روک لیا، برہم ہو گئے ـــ نصیحت فرمائی، تنبیہ فرمائی، پھر جب اس نے داہنا ہاتھ بڑھایا تو تعویذ عنایت فرمایا ـــ بظاہر بات معمولی سی ہے مگر سیرت کی پختگی کا حال انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے ـــ

وقت پر نماز ادا کرنے کا خاص اہتمام فرماتے ـــ ریل میں سفر کر رہے ہیں ـــ ایک اسٹیشن پر ریل رُکتی ہے ـــ نیچے اُترتے ہیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ نماز شروع کرتے ہیں (یاد رہے کہ آپ کے نزدیک چلتی ریل میں نماز پڑھنا جائز نہ تھا) ـــ خضوع و خشوع کا عالم ہے ـــ اُدھر ریل جا رہی ہے مگر مجال کیا عجلت و اضطراب کا عالم نظر آئے ـــ اللہ اللہ ؎

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں
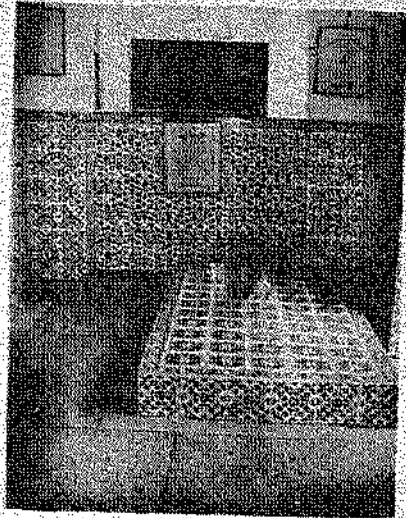
نماز ہوتی رہی ـــ ریل چل گئی ـــ مگر چلتے چلتے رک گئی ـــ آگے نہ بڑھ سکی ـــ جیسے کسی غیبی طاقت نے قدم پکڑ لئے ہوں ـــ بے شک من لہ المولیٰ فلہ الکل ـــ جو مولیٰ کا ہو گیا ہر شئے پر اس کی حکمرانی ہے ـــ نماز ختم ہوئی، ریل واپس لوٹی ـــ گارڈ نے معذرت کی پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئی ـــ

نماز کا یہ اہتمام کرنے والا کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے مرید نماز سے غافل ہو جائیں۔ ایک مرید کی نماز قضا ہو گئی، جب وہ مجلس میں آیا تو منہ پھیر لیا اور بات تک نہ کی ـــ اہلِ محبت کے لئے یہ معمولی بات نہیں کہ محبوب کے حکم کو نظر انداز کر کے کسی قسم کی تاخیر روا رکھی جائے ـــ نماز ہو تو وقت پر ہو ـــ نعمت بیدار رہنی چاہئے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آجکل پیرو فقیر اور عاملوں و عاطلوں کے

پاس عورتوں کا ہجوم ایک عام سی بات ہے — جہاں دیکھئے، منہ کھولے چلتی پھرتی اور بیٹھی باتیں کرتی نظر آئیں گی — حیا اٹھ گئی — انا للہ وانا الیہ راجعون — مگر شہزادۂ امام احمد رضا کی تقویٰ شعاری ملاحظہ کریں —

زنان خانے میں عورتیں زیارت کے لئے حاضر ہیں — انتظار ہو رہا ہے — جب آپ تشریف لائے تو چند عورتوں کے نقاب اٹھے اور منہ کھلے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں بند کرلیں اور فرمایا: "نقاب ڈالو — نقاب ڈالو!" — سب نے نقابیں ڈال لیں — اللہ اللہ شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو!

آج مسجد و معبد میں، خانقاہوں اور درگاہوں میں ہر جگہ غیر محرم کی جلوہ گری ہے — تعویذات لیتے — قبروں کی زیارت کرتے غول کے غول چلے آتے ہیں — سب دیکھتے ہیں، کوئی نہیں کہتا کہ نقاب ڈالو — احساس تک جاتا رہا — محرمات معمولات بن کر رہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! — سلام ہو اس آنکھ کی عصمت پر جس نے غیر محرم کو نہ دیکھا اور اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھا!

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی — وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے — زمانے کے کسی انقلاب نے ان کے فکر کو متاثر نہیں کیا — مگر آج عالم ہی کچھ اور ہے — اقبال نے سچ کہا ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہانِ حرم بے توفیق

آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھنچوائی — مگر حج بیت اللہ کے لئے تصویر لازمی تھی — کریں تو کیا کریں — مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے؟ — اللہ اللہ ان کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دئے — تصویر سے مستثنیٰ قرار دیا گیا اور اسی شان سے حاضری ہوئی کہ دامنِ عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا — آج جس کو دیکھو فوٹو کھنچوا رہا ہے — شوق و ذوق سے — بڑھ چڑھ کر — پوز بنا بنا کر — بہت سے دامن اس داغ سے داغدار ہیں۔

(۴)

ایسی متبع شریعت اور متبع سنت — ایسی پاک باطن اور پاک شخصیت کو ہی زیب دیتا ہے کہ وہ مسندِ افتار پر جلوہ گر ہو — ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں عم محترم مولانا حسن رضا خاں کے وصال کے بعد دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام شہزادۂ کبیر مولانا حامد رضا خاں کے سپرد ہوا اور شہزادۂ صغیر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں کو یہ خدمت تفویض کی گئی کہ ملک و بیرونِ ملک سے آنے والے سوالات کے لئے فتووں کی تیاری میں جب امام احمد رضا کے حوالے کے لئے

دو عالم صدقہ پاتے ہیں مرے سرکار کے در کا
اسی سرکار سے ملتا ہے جو کچھ ہے مقدر کا
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
کان بہنے یا درد کے لیے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُکَ بِاَسْمَآئِکَ الْحُسْنٰی یَا خَالِقُ
یَا صَادِقُ یَا فَارِقُ یَا دَافِعُ یَا رَازِقُ یَا شَافِعُ
یَا سَابِقُ سُبْحٰنَکَ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ
اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝
کسی چینی کی پلیٹ پر لکھ کر روغن گل سے دھو کر شیشی
میں محفوظ رکھ لیں جب کسی کے کان میں درد ہو تو دو تین
قطرے چمچے میں لے کر نیم گرم کر کے کان میں ڈالے۔ یا
انہیں کلمات کو مع بسم اللہ پڑھ کر دم کرے
انشاء اللہ جلد آرام ہوگا۔
حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو عنایت فرما اور
روحانی فیوض اور برکات سے نواز دے
حاجی عبداللہ ابن حاجی ولی محمد نور محمد
۱۵۰۔ منگل واڑہ، پاور گلی، مالیگاؤں، ضلع ناسک مہاراشٹرا

کسی عبارت کی ضرورت ہو تو وہ کتاب نکال کر حوالے کی نشاندہی کریں اور امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کر دیں ــــ ہاں اسی خدمت نے آپ کو مفتی بنایا ــــ اسی خدمت نے آپ کو مفتیٔ اعظم بنایا ــــ اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا کا دست راست بنایا ــــ اور فتویٰ نویسی کی اجازت کی یہ تقریب ہوئی کہ ایک روز دارالافتاء میں فتویٰ لکھنا تھا ــــ سب مفتی اپنی اپنی سوچ میں غلطاں تھے ــــ آپ بھی اُدھر نکل آئے اور بغیر کوئی کتاب دیکھے اُسی وقت فتویٰ لکھ دیا ــــ جب امام احمد رضا کو دکھایا گیا تو حرف بحرف صحیح نکلا ــــ اس طرح آپ دارالافتاء کے مفتیوں پر سبقت لے گئے ــــ اور امام احمد رضا کی طرف سے فتویٰ لکھنے کی باقاعدہ اجازت مل گئی ــــ ایک مہر تیار کرا کر دی گئی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

"ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفےٰ رضا" ــــ یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء کا ہے جب کہ آپ کی عمر شریف صرف ۱۸ سال تھی آپ دارالافتاء میں مولانا ظفرالدین بہاری مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا برہان الحق جبل پوری کے

رفیق رہے اور فتویٰ نویسی میں وہ کمال پیدا کیا کہ پھر آپ کی نگرانی میں بیسیوں علماء نے فتویٰ نویسی کی مشق کی اور مفتی بنے ــــ آپ کے فتاویٰ مصطفویہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

فتویٰ نویسی کے ساتھ آپ نے درس و تدریس کی طرف بھی توجہ کی ــــ دارالعلوم مظہر اسلام قائم کیا جہاں ہند و بیرون ہند کے طلبہ علم دین حاصل کرتے ہیں ــــ آپ طلبہ پر بہت مہربان تھے ــــ فارغ التحصیل طلبہ کی دعوت کرتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے ــــ امام احمد رضا بھی طلبہ پر بہت مہربان تھے ــــ خوشی اور تہوار کے موقعوں پر طلبہ کو لذیذ کھانے پکوا کر کھلایا کرتے تھے ــــ ہمارے علمی اداروں میں یہ محبت و شفقت عنقا ہو گئی ــــ اور انگریزی اداروں کی تو بات ہی نہ پوچھئے ــــ یہاں طلبہ استاد کے لئے مال تجارت بن کر رہ گئے ہیں ــــ پھر طلبہ میں جذبۂ اطاعت و محبت پیدا ہو تو کیوں کر ہو ــــ شفقت و محبت ختم ہو گئی ــــ شفقت عنقا ہو جائے تو محبت بھی عنقا ہو جاتی ہے ــــ ہم طلبہ سے محبت مانگتے ہیں ــــ مگر محبت تو خود بخود دل سے پھوٹتی ہے ــــ مانگنے سے نہیں ملتی ــــ

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی اور بہت سے رسالے اور کتابیں شائع کیں ــــ مذہبیات میں بھی اور سیاسیات میں بھی ــــ امام احمد رضا کے ملفوظات چار حصوں میں مرتب کر کے ہجوروں کو امام احمد رضا کی محفل میں بٹھا دیا ــــ فراق میں وصال کا لطف آگیا ــــ جو پڑھتا ہے مجلس رضا کا حظ اٹھاتا ہے ــــ اور عالم یہ

شاہجہاں مسجد ٹھٹھہ (سندھ، پاکستان)

ہوتا ہے ؎

کھنچی ہے سامنے تصویر یار کیا کہنا

سیاسیات سے متعلق مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور امام احمد رضا کے درمیان مراسلات کو الطاری الداری الخ کے نام سے کمیں حصوں میں مرتب کرکے مؤرخین کے لئے ایک تاریخی دستاویز مہیا کردی ـــ جو پڑھتا ہے، اُسی کو اس آئینے میں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے ـــ اللہ اللہ ہم سے پہلے میدان سیاست میں کیا کیا ہو چکا ہے!

(۴)
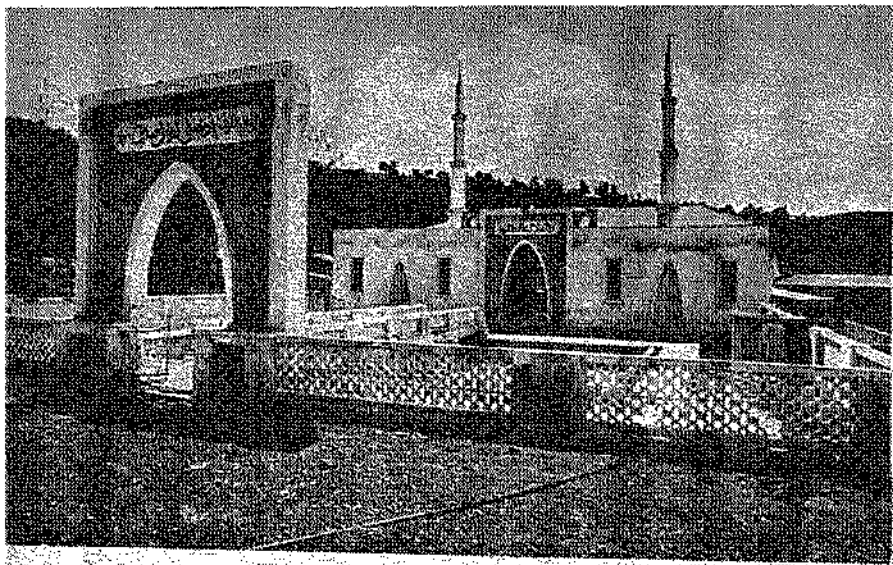
شہزادہ امام احمد رضا کی زندگی سراپا حرکت تھی ـــ وہ ہر جگہ متحرک نظر آتی ہے ـــ ابتدا سے لے کر انتہا تک حرکت ہی حرکت ـــ جب کفر و اسلام کو یکجا کیا جا رہا تھا ـــ بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا ـــ شعائر کفر کو اپنایا جا رہا تھا ـــ اسلامی شعائر کو مٹایا جا رہا تھا ـــ ایک نیا دین بنایا جا رہا تھا ـــ تو یہی تھا جو بے تابانہ آگے بڑھا ـــ اُس کو ملامت کی پرواہ نہ تھی ـــ اُس نے اسلام کی آبرو پر اپنی عزت و آبرو قربان کردی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو

بچا لیا ـــ طوفانی ہواؤں میں اُس نے اسلام
کی شمع روشن رکھی ـــ بجھانے والوں نے اپنی
سی کوشش کی مگر اُس نے بھی تن من دھن کی بازی
لگا دی اور بجھنے نہ دی ـــ شاباش اے
ہمت مردانہ!

اور جب کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد
بنانا چاہا ـــ ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا
ـــ ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا ـــ تو
وہی تھا جو سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا ـــ وہ ایمان
ویقین کا پاسدار تھا ـــ وہ تہذیب و ثقافت کا
محافظ تھا ـــ اُس نے ملت کی کشتی کو ڈوبنے
نہ دیا ـــ اُس نے اللہ کے رنگ کو مٹنے نہ دیا ـــ
وہ انگریزوں کا خیر خواہ تھا ـــ وہ مسلمانوں کا
خیر خواہ تھا ـــ وہ مسلمانوں کا غمخوار تھا۔

عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں وہ آگے
آگے رہا ـــ وہ بریلی میں قائم ہونے والی جماعت
رضائے مصطفٰے اور جماعت انصار الاسلام کا سرگرم
رکن رکین تھا ـــ وہ جماعت جس نے مسلمانانِ
عالم اور مسلمانانِ ہند کی خیر خواہی کے لئے وہ
سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی ـــ جماعت انصار الاسلام
کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں
یہ نکات شہزادۂ امام احمد رضا کے برادر عم زاد مولانا
حسنین رضا خاں (ناظم اعلیٰ جماعت انصار الاسلام)
نے شائع فرمائے ـــ اس سے اندازہ ہوگا کہ ان
کی نظر میں کس قسم کی سیاست محمود تھی اور وہ
مسلمانوں کے لئے کیا درد رکھتے تھے ـــ ملاحظہ
ہوں ـــ!

(۱) حفاظت مقاماتِ مقدسہ اور مظلومین
ترک کی امداد و اعانت۔

(۲) اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں
کی حفاظت۔

(۳) معاشرتی، تمدنی، اور اقتصادی معاملات
کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔

(۴) ترک و عرب اتحاد کے لئے کوشش کرنی۔

(۵) خلاف شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا
مطالبہ۔

(۶) مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی
ترغیب دینا۔

(۷) تجارت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو
شوق دلانا۔

(۸) مسلمانوں کے لئے اسلامی خزانہ کے قیام
اور بیت المال کے لئے کوشش کرنا۔

(روزنامہ پیسہ اخبار لاہور، شمارہ ۱۳ مئی ۱۹۲۱ء)

(۵)

الغرض شہزادۂ امام احمد رضا نے اپنی زندگی
مذہب و ملت کے لئے وقف کر دی تھی ـــ وہ
ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں معروف
رہی ـــ انہوں نے تبلیغ و ارشاد کا حق ادا کر دیا
ـــ ہاں اب وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضری کی
تیاری میں مصروف نظر آ رہے ہیں ـــ سن شریف
۹۱ ہو چکا ہے ـــ ضعف و نقاہت کا عالم ہے
مگر معمولات یومیہ میں فرق نہیں ـــ وہی عبادت

[illegible] وہی خدمت خلق — جو وقت
آنا ہے وہ تو آنا ہی ہے — ہاں وہ وقت آگیا
جس کے تصور سے دل کانپتا ہے اور کلیجہ منہ کو
آتا ہے ؎

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

عزیز و اقارب حاضر خدمت ہیں — جاں
کنی کا عالم ہے — اچانک ارشاد ہوتا ہے
پڑھو پڑھو — حسبنا اللہ و نعم الوکیل
پڑھو سب پڑھو — بے شک اپنے بندوں کے
لیے وہی کافی ہے ؎

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دو کہ تو ہمارا ہے

تمام حاضرین بآواز بلند حسبنا اللہ
ونعم الوکیل پڑھ رہے ہیں اور آپ بھی پڑھ
رہے ہیں — پڑھتے پڑھتے اس کے حضور حاضر
ہوگئے۔ اور جانِ عزیز جاں آفریں کے سپرد کردی
انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا مری جان، جا، خدا حافظ

اہل محبت اور ارباب وفا کے لیے یہ گھڑی
کتنی کٹھن تھی — کچھ نہ پوچھیے ؎

ہاں ؎

زخم وہ دل پہ لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپالیں تو چھپائے نہ بنے

اللہ اللہ وہ زمانے کیا ہوئے — وہ صورتیں
کہاں گئیں؟ —

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ہاں — ؎

گلے بر رفت کہ نہ آید بعد بہار دگر

۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات رات ایک بجکر
۴۰ منٹ پر وصال ہوا — ہر طرف صف ماتم بچھ
گئی — خبر ملتے ہی آنے والوں کا تانتا بندھ گیا
— جہاز، ریل، بسیں، کاریں جس کو دیکھو بریلی کی
طرف رواں دواں ہے — ایک سیلاب امنڈ پڑا
— دیکھتے ہی دیکھتے شہر بھر گیا — ہر طرف انسان
ہی انسان — راستے بند، چہرے اداس
— ۱۳ر نومبر ۱۹۸۱ء کو بعد نماز جمعہ اسلامیہ کالج
(بریلی) کے میدان میں نماز جنازہ ہونے والی ہے
گھر سے جلوس جنازہ چلا — تین چار میل تک جاں نثار
ہی جاں نثار نظر آرہے ہیں — زیب سجادہ کچھوچھہ
شریف شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی فرائض امامت
کے لیے موجود ہیں — نماز کے لیے صف بندی
ہو رہی ہے — انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا
ایک سمندر ہے جو نماز کے لیے حاضر ہے — اشکبار
آنکھوں کے ساتھ نماز جنازہ ہوئی — جلوس جنازہ
واپس کوچہ جاناں کی طرف چلا اور پھر اس جسم
نازنین کو والد ماجد امام احمد رضا کے پہلو میں سپرد
خاک کردیا گیا — ہاں ؎

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

آمین!

ایک محتاط اندازے کے مطابق دس لاکھ جاں نثار شریک تھے، جو ہند و بیرون ہند سے شرکت کے لئے آئے تھے — عالمی حکومتوں کے نمائندے اور سفرا بھی شریک جنازہ تھے — صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کا تعزیتی پیغام لیکر سفیر پاکستان حاضر ہوئے اور ہندوستان کے سابق صدر فخرالدین علی احمد کی اہلیہ اہل خانہ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئیں۔

مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی اس سوگ میں حصہ لیا اور سوگواروں کی ضیافت کی — بازاروں میں گرد چادر چڑھا دئے اور صدائے عام دیدی — بے دریغ تواضع کی —

۱۵ر نومبر ۱۹۸۱ء کو فاتحہ سوم ہوئی جس میں اطراف و اکناف کے لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی — ایک اندازے کے مطابق مجلس فاتحہ میں ایک لاکھ قرآن کریم کا ثواب ہدیہ کیا گیا — اللہ اکبر!

ہاں وہ چلے گئے جن سے دلوں کو قرار تھا — مگر اُن کے نشان قدم موجود ہیں — ان کا روئے انور سامنے نہیں — اُن کا تصور موجود ہے — اُن کا خیال موجود ہے — ہاں اُن کا تصور ایک نئے عالم میں لے جارہا ہے — اُن کا خیال ایک نئے جہان میں لے جارہا ہے — اللہ اللہ!

شام شب فرقت میں بھی انوار سحر ہیں
اے نور مجسم یہ تری یاد کا عالم

نہ خدمت تم پہ استادوں کی رکھی | مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ | تمہارا اُمّی ہونا معجزہ ہے
ہم
بارگاہِ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ میں
خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے
ادارۂ استقامت کو
اس عظیم تبرک کی اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا وندا!
تو ان بزرگوں کے روحانی فیوض و برکات سے ہمارے
کاروبار میں ترقی عطا فرما آمین
بار کا بیڑی کا ورکس
عبدالباری اینڈ سنس بسٹو پور جمشید پور (بہار)
Abdul Bari & Sons.
Prop.
HAJI ABDUL BARI
HAJI NESAR AHMED
باری بیڑی
BISTUPUR BAZAR, JAMSHEDPUR
TELEPHONE No. 5895
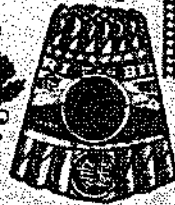
سیدی و مرشدی حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ کی بارگاہ عالی جاہ میں

بے شمار گلہائے عقیدت

جن کی مخصوص نظرِ عنایت نے مجھے خاک سے پاک کیا، لاشعوری کی دنیا سے نکال کر شعور و آگہی کی بے پایاں دولتوں سے نوازا۔ اور المعجزات، سید الانبیاء و سیرتِ غوثِ اعظم کے ذریعہ دین و ملت کی قلمی اور دیگر علماء کرام کی تصنیفات کی اشاعتی خدمات کا سلیقہ عطا کیا۔ اور اس عظیم و باکمال بزرگ اور روحانی پیشوا کی حیات پاک کے بکھرے ہوئے بیش قیمت موتیوں کو یکجا کر کے "مفتیِ اعظم نمبر" کی شکل میں پیش کرنے پر

ادارہ استقامت کو دلی مبارکباد

پیش کرتے ھیں:- عبد الرحیم قادری نظراتر ولوی

مالک:- مکتبہ رحیمیہ، ۹۷/۹ طلاق محل کانپور (یوپی)

جہاں علماء اہلِ سنت کی اکثر و بیشتر دینی، علمی، اصلاحی اور تاریخی کتابیں رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں۔ آپ بھی مذکورہ پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

مکتبۂ رحیمیہ، ۹۷/۹ طلاق محل کانپور

دلِ بیتاب لئے کس کی طرف جاؤ گے

رازؔ الہ آبادی

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس دہر میں تھک جاؤ گے
ایسا مرشد نہ زمانے میں کہیں پاؤ گے

جب کبھی شہر بریلی کی طرف جاؤ گے
اُن کے روضے پہ مدینے کی ہوا کھاؤ گے

وہ سخی ابن سخی ہیں وہ ولی ابن ولی!
اُن کے دروازے سے خالی نہ کبھی جاؤ گے

کیا مرے گھر کی اداسی نہ کبھی جائے گی
کیا غریبوں کے یہاں اب نہ کبھی آؤ گے

میری روتی ہوئی آنکھوں نے پکارا ہے تمہیں!
اے مرے شیخ مرے خواب میں کب آؤ گے

آنسوؤ اب مری آنکھوں ہی میں رہنا سیکھو
دامنِ مفتیٔ اعظم نہ کہیں پاؤ گے

کون سنتا ہے یہاں رازؔ فغانِ درویش
دلِ بیتاب لئے کس کی طرف جاؤ گے
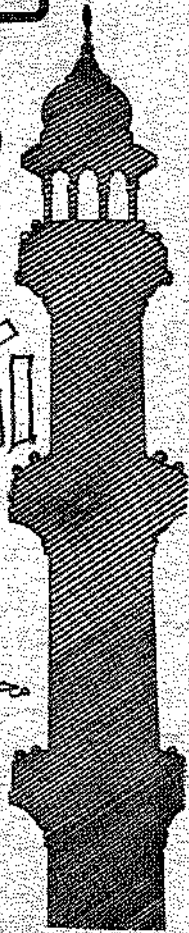
زمانہ کہہ رہا ہے مفتیٔ اعظم مگر اجمل
مرا ایمان یہ کہتا ہے مرے احمد رضا تم ہو

انسانیت یوں تو ہر دور میں قصۂ عروج و زوال کا اہم کردار رہی ہے مگر کبھی کبھی انسان نے آگے بڑھ کر انسان اور زندگی کے عنوان کو ایسی معراج عطا کی ہے جس نے زوال کے تصور کو بھی عروج کا زینہ قرار دے دیا ہے۔ اس سلسلے کی ابتدا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہوتی ہے یہی وہ بے مثل و بے مثال بشریت ہے جس نے قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى کی منزل میں پہنچکر آدمیت کو معراجِ دوام سے مالا مال فرما دیا، جن کی محض نسبت امت محمدیہ ــــــــــ کے گنہگاروں پر سردار ملائکہ جبرئیل امین کو بھی اپنی عظمتوں کے قربان کرنے پر آمادہ فرما دیا۔ یہی وہ لا فانی شخصیت ہے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا یہی وہ انسانِ کامل ہے جس نے کائنات کو مسخر فرما کر ہمیشہ کے لئے انسان کو سربلند فرما دیا اور اپنے عمل و کردار سے ایک ایسی شمع روشن فرما دی جس کے اجالے ایک ایسی زندگی کی ضمانت بن گئے جس نے کبھی صدیقِ اکبر کا روپ لیا، کبھی فاروقِ اعظم کا، کبھی عثمان غنی بن کر دنیا کو نوازا اور کبھی علی مرتضیٰ کی شکل میں باب العلم کہلائی۔

الغرض یہی اجالے ہر دور میں انسان کے لئے عظمتوں کے باب بنتے گئے اور دنیا کو حسین اعظم امام اعظم اور غوث الاعظم ملے۔ انسان پر خداوند ذوالجلال

والا کرام کا مشغل ہوتا رہا اور انسانیت امام غزالی امام رازی، امام بوصیری، حافظ و سعدی و جامی میر خسرو اور مجدد الف ثانی کے نام سے موسوم ہوتی رہی۔

علم و عمل کے حسین پیکر جب ان پر منکشف ہوئے تو دنیا نے انسانیت کو ایک نئے رنگ میں دیکھا اور محی الدین ابن عربی، مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی، محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء، فرید الدین مسعود گنج شکر، داتا گنج بخش لاہوری اور مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہم زندگی کی آبرو بن گئے۔

لیکن بیسویں صدی جہاں مادی ترقیات لے کر آئی وہیں انسانیت کے لئے بدنصیبیاں، محرومیاں، ناکامیاں اور ذلت و رسوائی کا حرف آغاز ثابت ہوئی۔ فطری طور سے مذہب اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور جب مذہب مجروح ہوتا ہے تو انسانیت کا زوال یقینی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اور بھی کہ مذہب جہاں انسان کو علم و آگہی کی ترغیب دیتا ہے وہیں شعورِ انسانیت کا بھی باعث بنتا ہے اور جب شعور و ادراک انحطاط پذیر ہوتا ہے تو انسانیت تباہی و بربادی کی قربان گاہ پر نظر آتی ہے۔ ایک ایسے دور میں جب تباہی یقینی ہو جاتی ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ کی طرف سے ایک مجدد بھیجا جاتا ہے جو مردہ انسانیت میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بیسویں صدی میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رب کریم کا فضل و احسان بن کر تشریف لائے اور ایک مجدد کی حیثیت سے انہوں نے تمام عصری تقاضوں کو لبیک کہتے ہوئے انسانیت کو زندگی کی توانائیوں سے مالا مال فرمایا۔ مذہب کی روح نے اور انسان کو عرفان عطا فرمایا۔

وہ انسان جو بیک وقت مادیت و نجدیت کا شکار بن کر اپنی حیثیت فراموش کر بیٹھا تھا، مذہب کے نام پر مذہب سے بیگانگی، رسول دشمنی اور احسان فراموشی کے قعرِ ذلت میں گرتا چلا جا رہا تھا اسے امام احمد رضا کی جرأت عمل نے صراطِ مستقیم پر گامزن فرما دیا اور نجدیت کے لئے ایسا تازیانۂ عبرت بنے کہ اب ان کا نام بھی ایوانِ نجدیت و آمریت میں زلزلہ برپا کر دینے کو کافی ہے۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس انسانی مشن کی تکمیل انہیں کے عظیم صاحبزادے حضرت علامہ

مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمائی۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جہاں علم و عمل میں یکتائے روزگار تھے وہیں ان کی ذات زہد و تقویٰ، فقر و استغنا، جود و سخا، حلم و بردباری، احسان و ایثار، طہارت و پاکیزگی، ضبط و تحمل، صبر و رضا، ایمان و ایقان، درویشی اور حسنِ اخلاق کا اتنا حسین مرقع تھی کہ بے اختیار مجمع الصفات کے الفاظ لکھنے لئے زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کے اوصافِ حمیدہ نے اپنے تو اپنے غیروں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا اور انصاف پسندوں نے تو بیک زبان انہیں اپنا قائد اور ولی کامل تسلیم کر لیا ہے۔

اپنے تعلیمی دور کے دو سال جو حضرت علیہ الرحمۃ کے سایۂ کرم میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں گزارے۔ عموماً اور حسنِ اتفاق سے چند روز جو حضرت کی معیت میں بیرونِ بریلی شریف گزرے خصوصاً میں نے دیکھا کہ حضرت کی زندگی کا لمحہ لمحہ اعلائے کلمۃ اللہ کی تفسیر تھا۔ آپ کے سارے اوقات فرائض و واجبات کے سوا خدمتِ خلق پر وقف فرماتے سنتِ نبویہ علیہ التحیۃ والثنا پر اتنی سختی سے عامل تھے کہ ان کی ادا ادا مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اداؤں کی یاد تازہ کرتی تھی۔ چہرۂ مبارک ایسا روشن و تاباں کہ دیکھتے ہی بے اختیار ربِّ قدیر کی قدرتِ کاملہ پر قربان ہونے کو جی چاہے۔ خرابیٔ صحت و ناتوانی کے باوجود فرائض کی تکمیل میں اتنے مستعد کہ جوانی بھی تحیر و استعجاب کے عالم میں عش عش کر اٹھے عشقِ حبیبِ خدا سے آشنا قلب و ذہن لذت نعت گوئی سے زبان کی عظمتوں کو چار چاند لگاتا رہا اور دنیائے حمد و نعت میں عشق و محبت کے ایسے گل بوٹے کھلے جن کی مہک سے مشامِ عالم معطر ہو گیا۔

خدمتِ خلق بچھونا، خدمتِ دین اوڑھنا اور عشقِ مصطفےٰ غذا، بس اسی کو سب کچھ اپنا سمجھا اور اسی میں زندگی گزار دی۔

ملک میں جب ایمرجنسی نافذ ہوئی اور دین پر خطرات کے بادل منڈلائے تو مصلحت اندیشوں نے اپنے فرائضِ منصبی کو بھی فراموش کر دیا تھا مگر دینِ حق کا یہ حق گو سپاہی ساری مصلحت اندیشی اور حالات کی نزاکت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تنہا اعلائے کلمۃ اللہ کا علم ہاتھوں میں اٹھائے اسلام کی آبرو بن گیا اور دنیا کو پھر کہنا پڑا ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

اب ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ بیسویں صدی جسے تمام صدیوں کا ناسور سمجھا گیا تھا حضرت امام احمد رضا اور حضرت مصطفےٰ رضا مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ عنہما کے طفیل آنے والی صدیوں کے لئے بہترین نمونہ ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا روحانی فیضان ہم پر ہمیشہ سایہ فگن رہے اور عالمِ انسانیت ان کے نقشِ قدم سے زندگی کے اجالے حاصل کرتا رہے۔ رب کریم گلشنِ رضویہ کو اسی طرح شاد و آباد رکھے اور ہمیں بھی چمنِ رضا سے کوئی مصطفےٰ رضا نصیب ہو۔ آمین۔

نذرانۂ عقیدت
خداوندا! تو اپنے پیارے محبوب سرورِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے
عشق و محبت کے صدقے اور محبوب کے محبوب حضرت غوث اعظم
سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی سچی عقیدت کے طفیل ولی ابن ولی فقیہ ابن فقیہ سرکار
مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح پرفتوح کو ابدی
نعمتوں اور سرمدی سعادتوں سے نواز دے اور انھیں اپنے قرب خاص میں
جگہ عنایت فرما اور اپنے ولی صادق کے وسیلے سے
جناب عبد الکریم بیگ. شہید کرامت بیگ مرحوم اور محمد دولا ور بیگ مرحوم
کی مغفرت فرما نیز اپنے تمام صالح بندوں کے تصدق ہمارے مرقومہ
ذیل فرموں اور دیگر کاروبار میں خیر و برکت عطا فرما
عُبید نوری
محمد افسر بیگ رضوی ، حاجی محمد اقبال بیگ عرف بالا بھائی
بیگ برادرس اینڈ
تاج کنسٹرکشن
۳/۱۶ شہید کرامت بیگ مینس موہن پورہ، اندور (ایم پی)

مولانا قاضی عبدالرحیم بستوی رضوی دارالافتاء بریلی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

ترجمہ: بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حدیث ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اسکی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے اس آیت کریمہ و حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین خصوصاً اولیائے کاملین کی مقبولیت ان کی محبوبیت کی دلیل ہے

جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت نظام الدین دہلوی محبوب الٰہی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی اور اس دور میں اس محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر حضور سیدی الکریم مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ فائز تھے عیاں را چہ بیان حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ سے وفات تک کا جائزہ لینے سے یہ بات محتاج ثبوت نہیں رہتی اور روز روشن کی طرح تاباں ہو جاتی ہے کہ محبوبیت کا اعلیٰ مقام حضور کو حیات مبارکہ میں مل چکا تھا۔ اور وصال کے وقت دنیا نے اس کا نظارہ کر لیا تھا کہ تقریباً دس لاکھ افراد نماز جنازہ و زیارت میں حاضر ہوئے کہ تاریخ صدیوں ایسی ذات کے لئے ذکر سے خالی رہے گی میں اس آفتاب ولایت و قطب رشد و ہدایت و ماہتاب علم و حکمت کے فضائل و مناقب کو ذکر کرنا چاہوں تو ایک طویل وقت درکار ہوگا اور ایک مستقل کتاب وجود میں آسکتی ہے رب کریم کا شکر عظیم ہے کہ ایک طویل عرصہ

تک اس فقید المثال ہستی کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہونے کا مجھے شرف ملا اور ان کی نگاہ کرم نے مجھ بے بضاعت کو کیا سے کیا بنا دیا مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نوازے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا ذکر باعث نزول رحمت ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ اور میری نظر میں وہ ذات گرامی موجودہ دور کے سید الصالحین و سند المتقین تھے جس کا ثبوت درج ذیل واقعہ ہے۔

"بارگاہ نوری میں میری پہلی حاضری"

میرا طالب علمی کا دور تھا غالباً ۱۹۵۵ء کے آخری ایام تھے کہ میں اپنے وطن سے بریلی شریف منظر اسلام میں بغرض تعلیم حاضر ہوا میری پہلی صبح تھی جو محلہ سوداگران میں ہوئی خانقاہ عالیہ کی چھت سے اتر کر میں نماز کے لیے آرہا ہوں پرانی تعمیر دیکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ شمالی جانب غسل خانہ اور اس کے متصل کنواں تھا ادھر سے میں مسجد میں داخل ہو رہا تھا کاشانہ اقدس سے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ تشریف لا رہے تھے حضور کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ کنوئیں کی منڈیر سے لگ کر آکے مسجد میں داخل ہوا جائے۔ بلکہ دروازہ مسجد سے داخل ہوا جائے میں ناواقف تھا حضور رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا تو بیحد برہمی کا اظہار فرمایا میں خاموش رہا نماز کے بعد مصافحہ و دست بوسی کی پوچھا کہاں سے آئے ہو میں نے بتایا کہ مدرسہ فضل رحمانیہ گونڈہ سے بغرض حصول تعلیم حاضر ہوا ہوں حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے فوراً میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا آپ نو وارد و ناواقف ہیں اس راستے سے مسجد میں آنا نہیں چاہیے میں نے آپ کو سختی سے ڈانٹ دیا آپ معاف کر دیں میں بہت شرمندہ ہوا حضور کا برابر اصرار رہا جب تک کہ میں نے نہ کہہ دیا کہ میں نے معاف کیا اس واقعہ سے میں بہت متاثر ہوا اور حضور کی عظمت میرے دل میں پیوست ہو گئی اور میں نے سوچا کہ اس طرح حقوق العباد کی حفاظت کرنے والا آفتاب ولایت کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا میں ایک ڈیڑھ ماہ بریلی کی تعلیم کا جائزہ لے کر مکان چلا گیا اور آئندہ سال میرٹھ حضرت صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل علوم میں مصروف رہا مگر بارہا اس عالی دربار میں حاضری کا موقع ملا اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے کرم عمیم سے نوازا بالآخر ۱۳۸۰ھ میں بریلی شریف رضوی دارالافتاء میں فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا میں خوشخط تھا اس لیے حضرت قبلہ نور اللہ مضجعہ کی خاص عنایت نصیب ہوئی۔ اور ایک شب حضور نے اپنی خوشخطی کی تحریریں زیارت کرائیں اور خوشخطی سے اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ولایت و روشن ضمیری کی سند میں یہ واقعہ بہت اہم ہے ناگپور کے ایک سفر میں خدمت کفش برداری کا شرف حاصل ہوا پروگرام کی کثرت اور خدمت دینی میں انہماک کے سبب بہت کم وقت ملتا تھا اس سبب سے میں اپنے معمولات کو روزانہ پورا نہ کر پاتا اور معمولات میں ناغہ ہو جاتا جس کے سبب طبیعت کو تکدر رہتا۔ غالباً کمیگاؤں سے آروی کے

محلہ سوداگران بریلی میں واقع رضوی دارالافتاء جہاں مفتی اعظم فتاویٰ لکھتے اور خدمت خلق کا کام انجام دیتے تھے۔

لے بذریعہ کار روانگی ہوئی جمعہ کی نماز آرہ میں پڑھنے
کا پروگرام تھا میں حضرت قبلہ کے پاس ہی بیٹھا ہوا
اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ حضرت قبلہ کے ہمراہ
یہ اچھا سفر ہوا کہ تمام معمولات چھوٹ گئے اور ناغہ
ہو گیا فوراً حضرت قبلہ میری جانب متوجہ ہوئے اور
فرمایا پان دیجئے میں نے پان ڈبیا سے نکال کر پیش
کیا فرمایا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے مجھے تو ایک ہی وظیفہ
بتایا تھا اور فرمایا تھا جب کچھ نہ پڑھ سکو تو اسے
پڑھ لیا کرو میں تو یہی کرتا ہوں میں فوراً سمجھ گیا کہ
حضرت قبلہ کو میرے قلب پر اطلاع ہو گئی اور اسی
خیال کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں اس دن سے
میں اور زیادہ با ادب و محتاط رہنے لگا اور اس واقعہ
کے بعد مجھے کلی طور پر اطمینان خاطر ہو گیا کہ میں اس
دعا کو روزانہ پڑھ لیا کرتا تھا۔

حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کے عالی کردار—
بلند اخلاق، علمی بصیرت، جودت طبع، حسن حافظہ، خدمت
دینی، دینی و قومی دردمندی کے واقعات کثرت
سے ہیں اور ان امور میں آپ یگانۂ روزگار تھے
فرائض و واجبات سنن و مستحبات کی محافظت
میں نمایاں خصوصیت کے حامل تھے اتباع
سنت کا خاص اہتمام فرماتے تھے خدمت خلق
آپ کا عظیم کارنامہ ہے زمانہ دراز تک لوگ آپ کے
ذکر سے رطب اللسان رہیں گے فتنہ ارتداد کے ایام
میں آپ نے اس دینی فریضہ کو بہت پابندی سے
ادا فرمایا اس کے بعد بھی آپ نے اپنی جد و جہد سے
اس دین پاک کی خوب خدمت فرمائی اور فرزندان
توحید کو مذہبی رجحان بخشا ان کی عملی زندگی کو بھی
سنوارنے کی کوشش کی ہزاروں افراد کو داخل
اسلام و سنیت فرما کر جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

مفتیِ اعظم کے

بلند فقہی مقام کی ایک جھلک

مولانا مفتی محمد اعظم صاحب
رضوی دار الافتاء بریلی شریف

بفضلہ تعالیٰ مجھے حضور مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رضوی دار الافتاء اور ان کے دار العلوم منظر اسلام سے متعلق ہوتے ہوئے ۲؍ ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ کو ۳۳ سال ہو گئے — بریلی کی حاضری کی ابتدا سے آج تک حضور کے دار الافتاء اور ان کے دار العلوم سے افتاء و تدریس کی دونوں عظیم خدمات کے فیوض و برکات کا موقع میسر ہے۔ خدا کا شکر ہے میں نے حضرت کے سفر میں حضرت کی زندگی کے علمی و عملی دونوں مبارک پہلوؤں

شاہی مسجد لاہور کے خوبصورت گنبد

کا بغور مطالعہ کیا، علم و عمل دونوں اعتبار سے حضرت کی زندگی کا جائزہ لیتا رہا حالانکہ خوب سوچ سمجھ کر حضرت کو دیکھ کر میں بریلی آنے سے پہلے حضرت سے بیعت بھی ہو چکا تھا، سچ کہتا ہوں۔ خدا گواہ ہے کہ حضور کا کوئی عمل کوئی بات کبھی مجھے خلاف شرع نظر نہ آئی ہاں ایک بار آپ کی ایک بات مجھے غیر بہتر معلوم ہوئی، میں نے خلاف مستحب سمجھی لیکن جب ایک زمانہ گزر گیا اور تحقیق ہوئی تو میری وہ بات جسے میں بہتر سمجھتا تھا وہ غیر بہتر نکلی اور حضور کی جس بات کو فقہی اعتبار سے غیر بہتر سمجھتا تھا وہی بہتر نکلی اور اس سے اپنی اور دوسرے اہل ایمان کی ایک قسم کی اصلاح بھی ہو گئی اور نہایت مفید ایک علمی حقیقت سے حجاب اٹھا واقعہ یہ ہے جب میں حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دفتر کی جانب سے طلب کیے جانے پر اپنے

آقائے نعمت استاذ محترم شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جونپوری کے حکم سے بریلی شریف افتا اور تدریس کے لیے حاضر ہوا تو بریلی کی اس حاضری کو خصوصًا حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حضوری کو اپنے لیے دارین کی بہت بڑی سعادت و خوش نصیبی سمجھا میں نے حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم و عمل کو خوب قریب سے دیکھنا شروع کیا۔ کبھی علماء کے ساتھ ان کے حسن کردار کو دیکھتا کبھی مہمانوں کے ساتھ ان کے بہترین برتاؤ کا مطالعہ کرتا۔ آپ کے جلال کو بھی دیکھا اور جمال کو بھی لیکن شریعت مقدسہ کی حد سے تجاوز کرتا کبھی نہ پایا۔ ان کے وضو کو دیکھا ان کی نماز کو دیکھا ان کے عمل بالشریعت اور احتیاط فی العمل سے زندگی سدھارنے کا موقع نصیب ہوا ایک بار میں حضور کے وضو کو (جب کہ آپ اپنی مسجد میں وضو کرنے کی جگہ وضو فرما رہے تھے) بہت زیادہ غور سے دیکھ رہا تھا پہلے گٹوں تک ہاتھوں کے دھونے کو دیکھا پھر منہ میں تین بار پانی ڈال کر نکالنے کو دیکھا۔ پھر چہرۂ مقدس کو تین بار دھونے کو دیکھا پھر تین بار کہنیوں سمیت ہاتھوں کے دھونے کو دیکھا۔ سبحان اللہ معلوم ہو رہا تھا آپ وضو ہی نہیں فرما رہے ہیں بلکہ وہ مسائل وضو جو فقہ کی کتابوں میں مسطور ہیں ان کی عملی تفسیر فرما رہے ہیں۔ جب آپ نے سر کے مسح کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے مسح کے مشہور و معروف طریقہ ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے پیچھے کی طرف لے جانے اور پیچھے حصہ سے اگلے حصہ کی طرف لانے کو چھوڑ کر اس طرح مسح فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں اور دونوں ہتھیلیوں کے دونوں پیٹوں کو لگا کر صرف ایک بار آگے سے پیچھے لے جا کر پورے سر کا مسح کیا۔ میں نے اس طرح پورے سر کا مسح فقہ کی کسی کتاب میں ابھی تک نہیں دیکھا تھا اور نہ کسی کو کرتے دیکھا تھا۔ میں نے یہ سمجھا کہ حضور کمزور ہیں اس وجہ سے آپ نے آسانی کے لیے آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے دونوں ہاتھوں کے لیجانے کو چھوڑ کر ایک ہی بار میں پورے سر کا مسح کر لیا ہے۔ اگرچہ یہ مستحب کے خلاف ہے مگر حضرت نے ضعیفی کی وجہ سے ایسا کر لیا۔ صرف یہی بات حضرت کی میرے ذہن میں خلاف مستحب معلوم ہوئی۔ حضرت اس کے بعد اسی طرح مسح فرماتے رہے اسی طرح دس بارہ سال گزر گئے لیکن اس وقت میرے ہوش و حواس دنگ ہو گئے اور حضور کے فقہی علمی و عملی بلند مقام کا خوب پتہ لگا جب میں حضور کے فتاوی مصطفویہ کی نظر ثانی جناب قربان علی صاحب بیسلپوری کے مشورے سے کاتب کو دینے کے لیے کر رہا تھا اور وہی پورے سر کے مسح کا مسئلہ حضور کے فتاویٰ میں بھی پایا سوال کیا گیا کہ پورے سر کا مسح کس طرح کرنا بہتر ہے حضور نے جواب تحریر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں اور دونوں ہتھیلیوں کے دونوں پیٹوں کو صرف ایک بار آگے

سے پیچھے لے جا کر پورے سر کا مسح کرنا اولیٰ ہے بہتر ہے پہلے تو میں حضور کے عمل کو حضور کی ضعیفی کی وجہ سے خلاف مستحب سمجھتا رہا اور اب آپ کے فتویٰ میں

اسپین کی ایک خوبصورت عمارت

بھی وہی بات دیکھی۔ اتفاق سے فتویٰ میں کسی کتاب
کا حوالہ بھی نہیں تھا۔ اس لیے اور چھان بین کی ضرورت
محسوس ہوئی۔ میں نے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
فتاویٰ رضویہ حصہ اول کی طرف رجوع کیا۔ اس خیال
سے کہ اس میں وہ مسئلہ صریح ضرور ہونا چاہیے۔ اللہ کے
فضل سے فتاویٰ رضویہ کے ذریعے وہ مسئلہ مل گیا۔
اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتبِ ردالمحتار وغیرہ
کے حوالے سے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ پورے سر کا مسح
صرف ایک بار آگے سے پیچھے دونوں ہاتھوں کو لیجا کر
کرنا بہتر ہے۔ یہ تحقیق حضور مفتی اعظم ہند کے علم و عمل
کی برکت سے حاصل ہوئی جن جن حضرات کو میں نے بتایا
انھوں نے اسے ایک نیا مسئلہ نئی تحقیق بتائی۔

جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ
ان کی نورانی سیرت پہ لاکھوں سلام

—•••—

روتی تھا اس زمیں پہ لئے دل بیقرار

زین العابدین نازاں فیضی

دنیا سے اٹھ گئے جو بریلی کے تاجدار
سب جاں نثار ہو گئے صدیوں سے اشکبار

آنکھوں میں پھر رہی ہے وہ صورت جو بار بار
دیدار کیلئے ہوں ہر اک پہلو بے قرار

سینے میں وا غمہائے محبت نہ پوچھئے
اشکوں کے اوس سے ہے زمیں دل کی لالہ زار

شرح مزاج مفتی اعظم میں کیا کروں
عرشی تھا اس زمیں پہ لئے دل میں انکسار

ملت کا ایسا تاجور دنیا سے اٹھ گیا!
جھکتے تھے جن کے سامنے دنیا کے تاجدار

صحرا کو اک نگاہ میں گلشن بنا دیا
پہنچا قدم تو دم میں خزاں بن گئی بہار

نازاں پہ بھی نگاہِ کرم کیجئے حضور
بگڑے ہوؤں کو ایک نظر میں دیا سنوار

از: حضرت علامہ سید محمد قائم عقیل داناپوری

حضور مفتی اعظم ہند میرے ہم عمر تھے ممکن ہے کہ
پیدا ان کے پہلے ہوا ہوں مگر بڑے وہی تھے ہم لوگ
صاحبان خانقاہ بیشت دانا پور ضلع پٹنہ بہار حضرت
سید السادات سید محمد کالپوی قدس سرہ کی اولاد
ہیں اس لیے مارہرہ شریف و بریلی شریف سے زیادہ
تعلقات ہیں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سلسلے میں تقریباً پورا ہندوستان چھان چکا ہوں
اس سلسلہ میں اکثر بریلی شریف بھی حاضر ہوا ہوں
ان جلسوں میں اکثر حضور مفتی اعظم و جیلانی میاں
وہ دیگر اعزہ خاندان بھی شریک رہتے ایک جلسہ میں
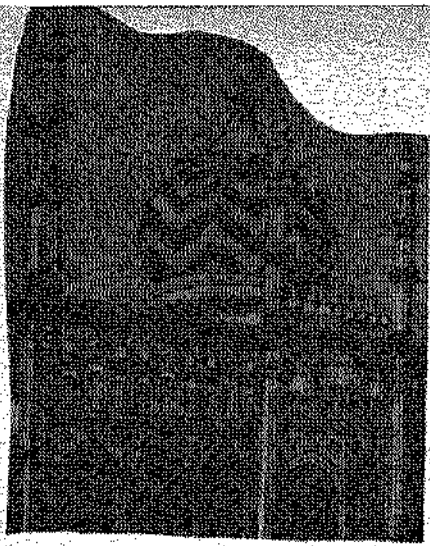
ایک بار وہاں میں بخار میں شدید مبتلا ہو گیا حضور مفتی اعظم مجھے وہاں سے اپنے مدرسے میں لے آئے اور بذات خود میری اتنی خدمت کی کہ میں آج تک شرمندہ ہوں سادات پرستی اس خاندان کا پانچواں عنصر ہے حضور مفتی اعظم جب پٹنہ تشریف لاتے تو مجھے بھی نوازتے اور تھوڑی دیر کے لیے کبھی تنہا کبھی علما کے ساتھ میری خانقاہ دانا پور میں بھی ضرور تشریف لاتے اور یہاں کے بزرگوں کے مزارات سے بھی مستفیض ہوتے ایک بار تو ریحان میاں سلمہ بھی ساتھ تھے

میں جب بہت کم سن تھا تو میں نے اپنے حضرت بڑے ابا قدس سرہ کو ایک بزرگ کی وفات کے کچھ دیر بعد آپس میں گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ فلاں بزرگ کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولایت بھی ختم ہو گئی دیکھتے ہو ہندوستان کی حالت ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے یہ بات ابتک میرے کان میں گونج رہی تھی حضرت مفتی اعظم کی وفات حسرت آیات کے ساتھ حضرت بڑے ابا کی وہ بات میرے سامنے آگئی اور قلب بیحد متاثر ہو گیا حضرت مفتی اعظم قدس سرہ صرف مولوی و مفتی ہی نہ تھے بلکہ ایک خدمت اور بھی آپ کے سپرد تھی یعنی دلوں کو دھو کر پاک و صاف کرنا جسکا ظہور حضرت کی آخری عمر میں کثرت سے ہوا آپ کو اللہ تعالےٰ نے شریعت کیساتھ طریقت میں بھی بڑا حصہ دیا تھا اور اسی کا غلبہ رہا بلکہ آپ اسی کے لئے مخلق تھے اب تو پورے ہندوستان میں بڑی بڑی خانقاہیں ہونگے انجمنیں اور سربہ فلک عمارتوں کے ساتھ ملیں گے مگر مفتی اعظم کہیں نہ ملیں گے۔

میرے اعزہ واحباب مجھ سے بہت خفا

روضۂ اقدس اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

ہیں کہ جب بہت بڑھ بڑھ کر بول جاتے ہو۔ واقعی اگر میں غلط بولتا ہوں تو مجھے ایسا بولنا نہ چاہیئے مگر میں اپنی تنگ نظری و کوتاہ بینی کو کیا کروں کہ بڑی بڑی ترقیاں تو ضرور دیکھ رہا ہوں مگر افسوس مفتی اعظم کوئی ان ترقیوں میں کہیں نہیں ملتا۔

میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں کو ایسا مسلمان بنا دے جیسا وہ چاہتا ہے ایسا نہیں جیسا ہم چاہتے ہیں اور جس میں ہم خوش ہیں بحرمۃ النبی وآلہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین

محمد قاسم چشتی نظامی عفی عنہ تحصیل دانا پوری

الوداع اے مظہرِ غوث الوریٰ

ترنم صفی
جمشید پوری

مفتیٔ اعظم امام وقت نخبیرِ روزگار   جانشینِ بوحنیفہ، آیۂ پروردگار!
جس کی صورت سے جمالِ نورِ عرفاں آشکار   یعنی علم و آگہی کا بحرِ ناپیدا کنار

اہلسنت کا امیرِ کارواں جاتا رہا
مظہرِ احمد رضا سے کے جہاں جاتا رہا

وہ فقیہ عصرِ حاضر آفتابِ رضویت   اک مفکر اک محدث مظہرِ روحانیت
ہر ادا جس کی سراپا نازشِ انسانیت   ناز جس پر تا ابد کرتی رہے گی سنیت

حق کا وہ مردِ مثالی آج رخصت ہو گیا
عصرِ حاضر کا غزالی آج رخصت ہو گیا

جس کے چہرے کی ضیا رہتی تھیں منور صبح و شام   ذات جس کی تھی فدائے سنتِ خیر الانام
جس کے روحانی تصرف میں نہیں کوئی کلام   فیضِ عرفاں جس کا تھا جاری برائے خاص و عام

زندگی تھی وقف جس کی نعتِ سرور کے لئے
عمر بھر ترسیں گے ہم اب ایسے رہبر کے لئے

عظمتِ ناموسِ سرکارِ دو عالم کا امیں   جس کی صورت بھی حسیں تھی اور سیرت بھی حسیں
ناز کر ہاں ناز کر تو اے بریلی کی زمیں   گود میں لیٹا ہے تیری عاشقِ سلطانِ دیں

بارشِ گل ہو رہی ہے تربتِ ذی جاہ پر
ایشیا کو فخر ہے اس مردِ حق آگاہ پر

غم بڑا ہی جاں گسل ہے حادثہ کتنا مہیب   چھپ گیا پردے کے اندر تھا جو نظروں کے قریب
عمر بھر جس کی زباں کرتی رہی ذکرِ حبیب   ہو گیا خاموش بستانِ علی کا عندلیب

اس کے ہر نقشِ قدم کو صرف دیکھا کیجئے
اپنی محرومی پہ ساری عمر رویا کیجئے

کون اب راہِ حیاتِ سرمدی دکھلائے گا   کون ہے جو ہر قدم پر قوم کے کام آئے گا
اے ترنم، کون رازِ زندگی سمجھائے گا   دین کے نازک مسائل کون حل فرمائے گا

تیرے گھر میں کیا کمی ہے مالکِ روزِ ازل!
بھیج دے ہم میں کوئی ایسا کہ ہو جائے بدل

اردو میں نعتیہ شاعری کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود اُردو شاعری۔ یہ زبان اپنے ارتقائی دور میں اُن بزرگ و برتر ہستیوں کے سایۂ عاطفت میں پلی جن کا مقصدِ حیات خلق اللہ کی خدمت اور دینِ حق کی اشاعت و تبلیغ تھا۔ صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین نے تصوف کے مسائل و نکات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے جس زبان کو چنا وہ اپنی ابتدائی صورت میں اُردو ہی تھی۔ حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت امیر خسرو، مخدوم الملک حضرت شاہ شرف الدین احمد یحیٰی منیری، حضرت حمیدالدین ناگوری، حضرت گیسو دراز بندہ نواز، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور دیگر بزرگوں کی تصانیف اس کا بیّن ثبوت ہیں جن میں اُردو کے ابتدائی نمونوں کے ساتھ کہیں کہیں حمدیہ اور نعتیہ اشعار بھی ہمیں ملتے ہیں۔ غرضیکہ انہیں بزرگوں کے طفیل وہ

ظلمت قبر کا کیا خوف مجھے اے نوری
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
جب مرے قلب میں ایمان کا لمعاں ہوگا
ہر مقصد کی کامیابی کا عمل
حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
چار سو پچاس بار بعد نماز عشاء باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر حاجت پوری ہونے تک پڑھا کریں اوّل
وآخر درود شریف لازم ہے آنا بطریق عمل، ویسے ہر وقت کثرت سے پڑھیں مجرالمجرب ہے۔
کریما، بندہ نوازا، کارسازا۔ اس عمل مذکور کے وسیلے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے عشق رسول کے صدقے
جناب حاجی محمد ایوب صاحب مرحوم و حجن کلثوم بی بی مرحومہ
کی مغفرت فرما، ہمارے فرم میں ترقی، ہمارے رزق میں کشادگی اور مال میں خیر و برکت عطا فرما۔
عرض گذار
عقیدتمندان حضور مفتی اعظم ہند شمیم اختر، کلیم اختر
شمع انٹرپرائز
دیپالی پرنٹس
۱۶/۱۳۷ بی مالتی باغ، وارانسی فون ۵۵۸۸۴
dipali prints
SPECIALISTS IN BANARASI PRINTS
B-16/137, MALTI BAGH VARANASI 221 001
PHONE : 55884
۱۷۸

تمام خوبیاں جو عربی اور فارسی شاعری کی شناخت رہی ہیں، اردو کو بھی وراثت میں ملیں جن میں ایک اہم ورثہ نعتیہ شاعری کا ہے۔

نعتیہ شاعری کا سب سے روشن ستارہ حضرت حسان ابن ثابت کی ذات ہے حضرت حسان کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے۔ آپ کی خوش بخت نگاہوں نے سرکارِ دوجہاں کی ذاتِ گرامی کا ایمان کی حالت میں نظارہ کیا تھا نیز مشاہدے کی اُن کیفیات سے آپ کا وجدان و شعور متاثر ہوا تھا جو جاندار شاعری کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ حضرت حسان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کو اپنے فن کا مرکز و محور بنایا، اور ایسے اشعار حضور کی تعریف میں پیش کئے جنہیں حضور نے پسند فرمایا۔

یہ روایت عربی شعراء سے ہوتی ہوئی فارسی شعراء تک پہنچی، فارسی ادب میں جن شعراء نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا، اُن میں اہم شعراء سعدی، رومی، جامی، قدسی، عطار، اور خسرو ہیں۔ نعتیہ شاعری فارسی ادب تک آتے آتے ایک اچھا خاصا ذخیرہ عشق و عرفان کی امین ہوگئی تھی جس سے اردو شعراء کو کسبِ فیض کا موقع ملا عربی شعراء ہوں یا فارسی شعراء یا اردو شعراء اُن میں سے اکثر نے سرکار دوجہاں کے سراپا، اخلاق و عادات، اطوار و کردار، اقوالِ حسنہ، معجزات، اُنکے جود و سخا و اختیارات نیز قرآن کریم کی روشنی میں دوسرے انبیائے کرام کے درمیان اُن کا مقام وغیرہ کو موضوع بنایا، اور مدحتِ نبی سے اپنے دلوں کی دنیا روشن کرتے رہے۔ انہیں میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے عشقِ نبوی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی قلبی واردات کو شعری جامہ پہنایا، اور خارجیت و داخلیت کا وہ حسین امتزاج پیش کیا جس کی بدولت نعتیہ شاعری تہدار اور لطیف احساسات سے معمور ہوئی۔ چند خوبصورت مثالیں ملاحظہ ہوں۔

نورِ حق، جلوۂ رب، شانِ اللہ
ہے تو بندہ مگر اللہ اللہ

حضرت صوفی میرٹھی

سیدی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شاعری بھی ایسی ہے جو از ابتدا تا انتہا توحید ربانی اور فضائل و محامد سید المرسلین میں ڈوبی ہوئی ہے

وہ محوِ آئینہ ہے تو، آئینہ اُس میں محو
دونوں کو ایک حُسن نے حیراں کئے ہوئے

حضرت نیر امدالی

اے ضعف مدد کر، درِ احمد پہ گرا دے
درباں کہیں اٹھ، کہوں، اٹھا نہیں جاتا

نامعلوم

ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے

سندھ (پاکستان) کے قدیمی مزارات

کبھی ہو عشقِ نبی میں کمی، خدا نہ کرے

—— اعلیٰحضرت فاضل بریلوی

پسِ مرگ تو اس کو میں دیکھوں بھلا کہیں ایسے بھی بخت خدا دے مجھے
سرِ گور جو آئے وہ ماہ لقا کوئی خواب لحد سے جگا دے مجھے

—— سرکارِ آسی سکندرپوری

قبل اس کے کہ مفتی اعظم کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا جائے، ضروری جان پڑتا ہے کہ ان ماحول اور ارد گرد کی فضا کا بھی جائزہ لیا جائے تاکہ ان کے شعری رویّہ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ کوئی شاعر ہو یا ادیب "اپنے دور کا آئینہ ہوا کرتا ہے۔ جس ماحول میں وہ آنکھیں کھولتا ہے اس کے ارد گرد پھیلی ہوئی فضا سے نیز اس کی جلوہ سامانیوں سے اس کا متاثر ہونا ناگزیر ہے۔

مفتی اعظم کا تعلق اس خانوادے سے ہے جو برِ صغیر میں علم و معرفت کا جگمگاتا ہوا مینار اُنیسویں صدی ہی سے رہا ہے۔ اُن کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی ذات کسی تعریف کی محتاج نہیں، آپ جہاں ایک متبحر عالمِ دین، فقیہ، مفسّر، محدّث، عالمِ ہیئت و نجوم اور بے مثال مقرر تھے، وہیں انتہائی کامیاب نعت گو شاعر بھی تھے اُن کی وجد آفریں نعتیہ شاعری کے بے شمار اشعار زبان زدِ خاص و عام ہیں۔

اُن کا یہ مشہور مقطع ہے

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

جہاں اُن کے شاعرانہ تفوق کا پتہ دیتا ہے، وہیں اُن کے اُس اعتماد کا بھی غماز ہے جو انہیں اپنے

شعری سرمایے کی جانب سے تھا۔ اُن کے مشہور قصیدۂ معراجیہ کا آخری شعر ہے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ، قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اس کا پہلا مصرعہ اُن کے مقصدِ شاعری کی جانب جہاں بڑا ہی خوبصورت اشارہ کرتا ہے وہیں دوسرے مصرعہ کا یہ ٹکڑا:۔

روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اُن کی شاعرانہ انکساری کا پتہ دیتا ہے۔ جہاں پن اور شیفتگی تھی، اور جو جذبے کی شدت سے بھرپور اور لطیف احساسات سے معمور تھا۔ متضاد کیفیتوں سے ایسا مثبت نقش اُبھارنا، جو اپنے جلوں میں جلوہ ہائے رنگا رنگ رکھتا ہو، شاہ حسن کے کلام کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

حضرت شاہ حسن کے علاوہ مولٰنا عبدالباقی رحمن کے مدّاح خود اعلیٰحضرت رہے ہیں) سرکار آسی، مولانا محسن کاکوروی، حضرت صوفی میرٹھی، مولانا امیر مینائی حضرت بیدم شاہ وارثی، جیسے بزرگوں کا کلام اُن کے

مفتیٔ اعظم کی شخصیت برصغیر میں آفتابِ علم و کمال کی حیثیت رکھتی تھی، ان کے عشق کی آنچ نے جہاں جذبات کو مہمیز کیا وہیں علمی تبحر نے احتیاط کی راہ دی اور پھر ان دونوں کی آمیزش نے مفتیٔ اعظم کے کلام کو سادگی اور معنوی حسن عطا کیا

تک ردیف و قوافی، عروض و بلاغت، محاسنِ شعری اور صنائعِ بیان کے علم کا تعلق ہے، یہ بات سب پر واضح ہے کہ آپ کی شخصیت اس میدان میں بھی ایک مسلم الثبوت اُستاد کی سی تھی۔

اُن کے علاوہ مفتیٔ اعظم کے عمِ محترم علامہ حسن رضا خاں صاحب کی نعتیہ شاعری کا سرمایہ بھی اُن کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ حضرت شاہ حسن فصیح الملک داغ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ تبحرِ علمی کے ساتھ اُنہیں وہ شعری مزاج عطا ہوا تھا جس میں تیکھا سامنے رہا ہوگا۔ جس سے شعوری و لاشعوری طور پر ممکن ہے، اُن کا وجدان متاثر ہوا ہو۔

جہاں تک حمد کا سوال ہے، دیوانگی مقدر سوار دیتی ہے، لیکن نعت کا میدان وہ ہے جہاں ہر قدم سنبھال کر رکھنا پڑتا ہے۔ فارسی کے مشہور شاعر عرفی کا خیال ہے کہ نعتیہ شاعری "تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے"۔

علمائے حق نے بھی اس قول کی تائید کی ہے اس لئے کہ مدحتِ سرکار کا فن اتنا پیچیدہ ہے کہ اگر
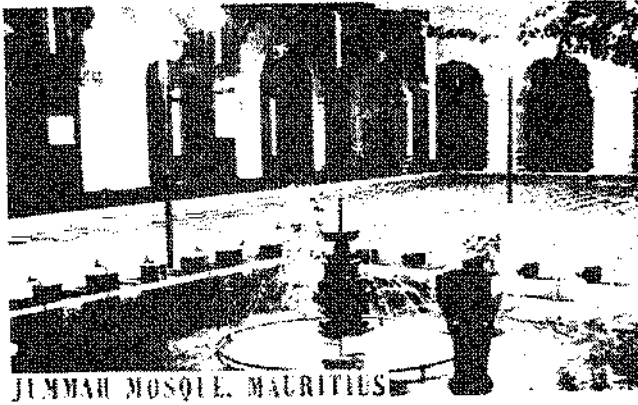
جامع مسجد مارشیس کا اندرونی منظر

میں ہو تجاوز کرتا ہے تو صفاتِ خداوندی سے ہمکنار ہونے لگتا ہے اور پھر شرعی گرفت کی زد پہ آتا ہے۔ اور اگر کوئی ہلکی سی بھی لغزش ہوتی ہے تو شاعر توہینِ نبی کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شعراء کی بھیڑ میں چند ہی ایسے باہوش شاعر رہے ہیں جنہوں نے اس صنف میں کامیابی کے ساتھ طبع آزمائی کی ہے اور اس منصب سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہوئے ہیں۔

شاعری کی زبان جدلیاتی، اور تخلیقی اظہار سے وجود میں آتی ہے، اختصار، اشارہ، اور پردہ داری اس کے اوصاف ہیں جبکہ نثر وضاحت اور صراحت سے پہچانی جاتی ہے۔ زبان کا جدلیاتی استعمال استعارہ سازی، وغیرہ کی ہنرمندی، کسبی کم اور عطائی زیادہ ہے۔ اور یہ چیز جذبہ کی مرہون ہوتی ہے اسی لئے کسی نے یہ کہا ہے کہ "وہ شخص شاعر ہو ہی نہیں سکتا جس نے عشق نہ کیا ہو۔"

مفتی اعظم جیسی بزرگ شخصیت کے حصے میں یہ عشق، عشقِ رسول کی شکل میں رونما ہوا۔ اور اس کے اظہار کے لئے آپ نے نعت گوئی کا سہارا لیا۔

کسی شاعر کی سب سے بڑی شناخت اس کی اپنی آواز ہوتی ہے۔ آپ کی آواز اعلیٰحضرت، شاہ حسن اور دوسرے نعت گو شعراء سے مختلف ہے جہاں تک نعتیہ مواد کا تعلق ہے مفتی اعظم کی شخصیت، برصغیر میں آفتابِ علم و کمال کی حیثیت رکھتی تھی۔ قرآن، حدیث، تفسیر فقہ اور دیگر علوم کے علاوہ فلسفہ اسلامی اور عقائد دینی پر ان کی گرفت بڑی مضبوط تھی۔ علوم مشرقیہ کے باریک سے باریک نکات ان پہ واضح تھے، نتیجے کے طور پہ عشق کی آنچ نے جہاں جذبے کو مہمیز کیا، وہیں علمی تبحر نے احتیاط کو راہ دی، اور پھر ان دونوں کی آمیزش نے مفتی اعظم کے کلام کو سادگی اور معنوی حسن عطا کیا، عشقِ مصطفےٰ سے سرشار دل کی آواز میں پاکیزگی، لطافت اور دلوں کو منور کر دینے والی وہ

کیفیت ہے جو ایک صاحبِ دل بزرگ کے دل کے
گداز کا پتہ دیتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حسرتِ دیدار دل میں ہے اور آنکھیں ہیں چلیں
تو ہی والی ہے خدایا' دیدۂ خونبار کا

چارہ گر ہے دل تو گھائل عشق کی تلوار کا
کیا کروں میں لے کے بھایا' مرہم زنگار کا

ہائے اس دل کی لگی کو میں بجھاؤں کیونکر
فرطِ غم نے مجھے آنسو کبھی گرانے نہ دیا

جو ہو قلب سونا' تو ہے یہ سہاگہ
تری یاد سے دل نکھارا کروں میں

روئے ایمانی کی تابش کے لئے خشیتِ الٰہی
اور حُبِّ رسولؐ دو لازمی جزو ہیں۔ خدائے برتر کی
وحدانیت اور رسالت کا قائل مسلمان تو ہو سکتا ہے
مگر ایمان کی معراج تو بندۂ مومن کو اس وقت نصیب
ہوتی ہے جب اُس کی نگاہ جہاں خدائے برتر کی
تجلیوں کی متلاشی ہو' وہیں اُس کا سینہ عشقِ مصطفےٰ کا
گنجینہ بنا ہو۔ اور اُس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ اور
اُس کے رسول کے ذکر اور یاد کا امین ہو۔ صاحبِ
حال شاعر کی یہ کیفیت اُس کے قال میں ملاحظہ ہو۔

ترا ذکر لب پر' خدا دل کے اندر
یونہی زندگانی گزارا کروں میں

اور پھر یہ تمنا بھی ملاحظہ فرمائیں :۔

دمِ واپسیں تک ترے گیت گاؤں
محمدؐ محمدؐ پکارا کروں میں

اور پھر منزلِ قبر کی دشواریوں کا حل دیکھیں :۔

مرا دین و ایمان' فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں

بے ساختہ سرکارِ آسی سکندرپوری کا شعر یاد آ گیا۔

ایک ہستی کے سوا کچھ بھی نہ جانا ہم نے
اپنے تکبیرِ پھر اور اس کے سوا کیا کہئے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
اُن کے اخلاقِ حسنہ' اور رحمۃٌ للعالمین کا تو خود قرآن
داعی ہے' اُن کی عظمت کے معترف تمام انبیاء رہے
کتنے انبیاء نے تو اُن کی اُمت میں پیدا ہونے کی تمنا
کی تھی۔ وہ حضرتِ آدم ہوں یا حضرتِ عیسیٰ ہر ایک
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی
تھی اور اُن کی افضلیت کو تسلیم کیا۔ اور خود خدائے
برتر اُنہیں وجہِ تخلیقِ کون و مکاں بنائے زمین آسمان
اور زینتِ ہر دو جہاں بتاتا ہے۔ سرکار کی اِن
عظمتوں کا ذکر شاعر کی زبان سے سُنئے۔

تو ہے رحمت' بابِ رحمت تیرا در وا ہوا
سایۂ فضلِ خدا' سایہ تری دیوار کا

جلوہ گاہِ خاص کا عالم بتائے کوئی کیا
مہرِ عالم تاب ہے ذرہ حریمِ ناز کا

تمہارے جلوۂ رنگیں ہی کی ساری بہاریں ہیں

ہمارے دل سے عیاں تم ہو ہمارے دل میں نہاں تم ہو

کوچہ پُر نور کا ہر ذرہ رشکِ مہر ہے
واہ کیا کہنا ترا، مہرِ عجم ماہِ عرب

تیرے باغِ حسن کی رونق کا عالم کیا کہوں
آفتاب اک زرد پتہ ہے ترے گلزار کا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال جس طرح تمام انبیائے کرام میں منفرد و شالی ہے اسی طرح خدائے برتر نے انہیں امتیازی صفات سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ مفتی اعظم نے دوسرے انبیاء کے درمیان ایک امتیازی فرق کی جانب انتہائی خوبصورت اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ دوسرے تمام انبیائے کرام کو خدائے برتر نے صفاتِ حق سے نوازا ہے مگر سرکار کی ذاتِ گرامی ذاتِ حق کی مظہر ہے۔

ہیں صفاتِ حق کے نوری آئینے سارے نبی
ذاتِ حق کا آئینہ مہرِ عجم ماہِ عرب

وہ فضائل تمہیں بخشے ہیں خدا نے جن کا
آپ کے غیر میں امکان بھی آنے نہ دیا

انبیائے کرام کا ظہور زمانے کو راہِ راست پر لانے کے لئے قدرت کی جانب سے ہوتا رہا اور انہیں وہ قوتیں بھی ملتی رہیں جو مافوق الفطرت تھیں جنہیں معجزہ کہا جاتا ہے اور جن کی بدولت وہ زمانے کی نظروں میں برگزیدہ اور برتر ہو سکیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عیسیٰ نفسی اور دیگر انبیاء کے کمالات سب پر عیاں ہیں۔ سرکار چونکہ سردارِ انبیاء تھے اسلئے آپ کے معجزات بھی بے شمار رہیا۔ چاند کا اشارے سے شق ہونا، ڈوبے ہوئے سورج کا لوٹنا، ابو جہل کی مٹھیوں میں کنکریوں کی شہادت، خود سرکار کا جسم بے سایہ ایک معجزے سے کم نہیں۔ ان کمالات و معجزات کو اکثر نعت گو شعراء نے نعت کا موضوع بنایا ہے۔ مفتی اعظم کے یہاں بھی اس کے چند نمونے دیکھئے۔

ان کے نغمات ایک عارف باللہ کے دل کی آوازیں ہیں جن کا مقصود و مدعا صرف ثنائے سرکار و رضائے سرکار رہا ہے۔

تمہارے حکم کا باندھا ہوا سورج پھرے الٹا
جو تم چاہو کہ شب دن ہو ابھی سرکار ہو جائے

اشارہ پاتے ہی ڈوبا ہوا سورج برآمد ہو
اٹھے انگلی تو مہ دو کیا دو دو چار ہو جائے

تمہارے فیض سے لاٹھی مثالِ شمع روشن ہو
جو تم لکڑی کو چاہو تیز تر تلوار ہو جائے

منقبت

از: ساحل الیانی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب [illegible]

آفتابِ ولایت کو نیند آگئی ماہتابِ عدالت کو نیند آگئی
شہریارِ کرامت کو نیند آگئی تاجدارِ سیادت کو نیند آگئی
شیخِ قادریت کو نیند آگئی مخزنِ علم و حکمت کو نیند آگئی
مفتیٔ اعظمِ ہند رخصت ہوئے مردِ جاہ و وجاہت کو نیند آگئی
ناز کرتا رہا جس پہ زہد و تقی ایسے پاکیزہ خصلت کو نیند آگئی
عالم و پیشوا مفتی و متقی رہبرِ دین و ملت کو نیند آگئی
پرچمِ سنیت جس نے اونچا کیا دینِ حق کی حمایت کو نیند آگئی
ان کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ پاسبانِ شریعت کو نیند آگئی
جن کی ہر گفتگو سے عیاں [illegible] اس سراپا سخاوت کو نیند آگئی
اب تو آتا نہیں ایسا کامل نظر رہنمائے طریقت کو نیند آگئی

شہرہ لبِ عیسیٰ کا جس بات میں ہے مولا
تم جانِ مسیحا ہو، شکر نہیں ادا کرنا

نہ سایہ روح کا ہرگز، نہ سایہ نور کا ہرگز
تو سایہ کیسا اُس جانِ جہاں کے جسمِ اطہر کا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل انسانیت گمراہی کا شکار تھی، کفر و ضلالت بربریت و سفاکی سے انسانیت کی روح چیخ اٹھی تھی۔ سرکار کی آمد کیا ہوئی، زمانے سے بربریت و گمراہی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور یہ دھرتی امن و آشتی کا گہوارہ بن گئی۔ مدت کے بچھڑے ایک ہو گئے جو بربریت و سفاکی کے پتلے تھے، وہ صرف یہ نہیں کہ اپنی غلط راہ سے ہٹ گئے، اور بری عادتوں سے باز آئے بلکہ سرکار کی نگاہِ کرشمہ ساز نے انہیں وہ زندگی عطا کی کہ زمانے میں انسانیت کے امین بنکر ابھرے۔ مفتی اعظم کا ایک سادہ سا شعر ملاحظہ ہو:

وہ حسین کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
ہاں حسین تم ہو، فتنے مٹا کر چلے

"حسین" کا تصور دنیا کے اکثر لوگوں کے سامنے فتنہ سامانیوں کا سبب رہا ہے۔ مگر مفتی اعظم کے اس شعر نے حسن کو ایک نئی معنویت عطا کی ہے۔ حسین وہ کیا جو فتنہ سامانیوں کا سبب بنے، حسین تو دراصل سرکار کی ذاتِ اقدس ہے جس نے زمانے سے فتنوں کا خاتمہ کیا، اور کرب میں سسکتی ہوئی اس زمین کو امن و اخوت کا گہوارہ بنا دیا۔ حسین لفظ کا اتنا خوبصورت استعمال خود شاعر کی طہارتِ نفسی کا پتہ دیتا ہے۔

مفتی اعظم کی اکثر نعتیہ غزلوں کی زمینیں سادہ اور سہل ہیں، مگر کچھ مشکل ردیفوں میں بھی اشعار ملتے

جامع مسجد ماریشس کا بیرونی منظر

ہیں۔ ردیفوں کی سختی کی وجہ سے شعر کی زمین سخت اور سنگلاخ ہو کر رہ گئی ہے۔ میری ناقص رائے میں ایسا اعلحضرت شاہ حسن، اور دیگر نعت گو شعراء کی مشکل زمینوں کے تتبع میں ہوا ہے۔ مثلاً "گیسو" والی ردیف۔ اس کے علاوہ "مہرِ عجم ماہِ عرب" "آنکھوں میں" "قلم کی صورت" وغیرہ مگر ان زمینوں میں بھی مفتی اعظم کا قلم اپنے مزاج کے اشعار نکال لیتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حق کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے ہو تمہیں
نورِ چشمِ انبیاء، مہرِ عجم، ماہ عرب

کب ہوتے یہ شام و سحر کب ہوتے یہ شمس و قمر
جلوہ نہ ہوتا گر تمہارا مہرِ عجم، ماہِ عرب

آبلے پاؤں میں پڑ جائیں جو چلتے چلتے
راہِ طیبہ میں چلوں سر سے قدم کی صورت

کھلے ہیں دیدۂ عشاق قبر میں یونہی
ہے انتظار کسی کا ضرور آنکھوں میں

یہ دل تڑپ کے کہیں آنکھوں میں نہ آ جائے
کہ پھر رہا ہے کسی کا مزار آنکھوں میں

ماہِ تاباں پہ ہیں رحمت کی گھٹائیں چھائی
روئے پُر نور پہ یا چھائے تمہارے گیسو

اس فکری محاکمے کے بعد انداز بیان پر ایک طائرانہ نظر ضروری ہے۔ کلام کے دو اہم جز ہیں ایک فکر، دوسرا فن۔ فکر سے مراد ہے کہ شاعر نے کن موضوعات کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔ بہ الفاظِ دیگر کیا کہا۔ دوسرا فن۔ اس سے مراد ہے کہ کیسے کہا۔ یعنی نفس مضمون کی ادائیگی کس طرح کی۔ اس میں ماہرین ادبیات کے نظریات مختلف رہے ہیں۔ بعض باتوں کی

معنوی خوبیوں اور فکری بلندیوں کے رسیا ہیں اُن کی
نظر میں اندازِ بیان جیسا بھی ہو، بات معقول اور تہدار
ہو، خواہ بیان اکہرا کیوں نہ ہو۔ دوسرا گروہ پُر شکوہ
اندازِ بیان کا شیدائی ہے۔ شوکتِ الفاظ، خوبصورت
ترکیبیں، نادر استعارات، انوکھی تشبیہیں اور لفظوں کی
نشست برخاست کو ہی بیان کی معراج سمجھتا رہا ہے
بات چاہے کچھ ہو یا نہ ہو، انداز بیان ایسا ہو کہ سننے
والے کی زبان سے بے ساختہ واہ نکل جائے۔ اس قبیل
کے شعرا کے یہاں خارجیت کو راہ ملی، اور اُن کی شاعری
"فردوسِ دل و روح" نہ بن کر محض "فردوسِ گوش" ہوئی۔
میں اچھی شاعری کے لئے اِن دونوں پہلوؤں
کو ناگزیر مانتا ہوں۔ بلند فکر کو اگر اچھا قالب شعری عطا
نہ کیا جائے تو بات کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے۔
دوسری جانب انداز بیان خوبصورت ہو اور صرف
بات ہی بات ہو، اور فکر غائب ہو، تو بھی کلام بے تاثیر
ہو جاتا ہے۔

مفتیِ اعظم کی اکثر غزلوں کی زمینیں سادہ اور
سہل ہیں۔ نتیجے کے طور پر کبھی کبھی بیان میں "نثریت"
آگئی ہے اور غنائیت کی نمایاں کمی ہو گئی ہے۔
مثلاً :-

خدا نے تم کو دے کے اتم کر حق نے
نہ قاسم ہی کہ مالک کر دیا ہے
یہیں سے پاتے ہیں سب اپنے مطلب
ہر اک کے واسطے یہ در کھلا ہے

میں دَر دَر کیوں پھروں، دُر دُر سنوں کیوں

ہرے سر در مرا کیا سر پھرا ہے
رہے پیشِ نظر وہ روئے انور
ترستی آنکھوں کی یہ التجا ہے

مندرجہ بالا شعروں میں اِن شعروں کی سی
کیفیت نہیں پیدا ہو سکی ہے۔

منہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
(میر)

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
(اعلیٰحضرت)

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا
(غالب)

سارے عالم میں تیری خوشبو ہے
اے مرے رشکِ گل کہاں تو ہے
(سرکارِ آسی سکندرپوری)

اُن کی لفظیات "DICTION" میں بھی وہ
شان و شوکت نہیں، جو ہمیں اعلیٰحضرت، مولانا محسن
کاکوروی، شاہ حسن وغیرہ کے یہاں ملتی ہے اس کے
علاوہ مظاہرِ فطرت، مثلاً شبنم، خورشید، ابر، ہوا، سبزہ
لالہ، گل، دریا، موج، مہتاب، چاندنی، جگنو وغیرہ سے
جو ایک فعال شاعر "CREATION" کا کام لیتا ہے
اور اپنی شاعری کی ایک دلکش فضا تیار کرتا ہے وہ
بھی یہاں برائے نام ہے۔ تشبیہ و استعارات کی کمی کے

سبب کلام سادہ اور کہیں کہیں STATEMENT بن کر رہ گیا ہے ایسا کیوں کر ہوا؟

اس کی جستجو کرتے وقت میری نگاہ "سامانِ بخشش" کے مقدمے پر جاتی ہے۔ اور یہ عبارت میری نظروں کے سامنے آتی ہے۔

"سیدی حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کی شاعری بھی ایسی ہے جو از ابتدا تا انتہا توحید ربانی اور فضائل و محامد سید المرسلین میں ڈوبی ہوئی ہے اور اسے تو میں اپنے آقا کا فیض اور اپنے مرشد برحق کی کرامت ہی کہوں گا کہ ایک ایسا انسان جو شب و روز سفر میں گھرا ہے گھر پر ہے تو افتاء کی ذمہ داری اور اس کے علاوہ دیگر اہم اور دینی ضرورتیں آخر کب اور کیسے اُن کو سکون کا وقت میسر آیا، جس سے آج ہم اُن کی نعتیہ شاعری کا ایک دیوان دیکھ رہے ہیں"۔

دار الافتاء کی ذمہ داریوں نیز دوسرے دینی امور کی مصروفیات کے علاوہ میری نگاہ اُن روحانی مشاغل و عوامی مصروفیات کی جانب بھی ہے جن کے سبب شاید اُنہیں وہ موقع میسر نہ آسکا جو میدانِ شاعری میں جگر کو خون کرنے اور مشق بہم پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔ اُن کے نغمات ایک عارف باللہ کے دل کی آواز ہیں۔ جو عشق میں ڈوبی ہوئی ہیں اور جن کا مقصود و مدعا صرف ثنائے سرکار و رضائے مصطفیٰ ہے۔
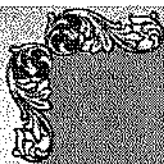
گلشنِ اسلام کا اک باغباں جاتا رہا

ڈاکٹر ہادی بستوی

واے قسمت سر سے اپنے آسماں جاتا رہا
گلشنِ اسلام کا اک باغباں جاتا رہا
اس کو کیا میں رحمتِ باری کا اک سایہ کہوں
یا محمد مصطفیٰ کا رازداں جاتا رہا
یہ مصیبت کا زمانہ اور طوفاں بیم بیم
بے سپر کا ہل تھا میرِ کارواں جاتا رہا
شمع وحدت کی ضیا سے اک جہاں روشن کیا
ہائے ہائے وہ محبِ حق کا پاسباں جاتا رہا
آہ میرے مفتیِ اعظم تری فرقت میں آج
اپنی آنکھیں خشک ہیں اشکِ رواں جاتا رہا
جو غریبوں کا تھا حامی اور یتیموں کا ولی
آہ وہ مخلص جہاں کا مہرباں جاتا رہا
آہ اس زندہ ولی نے ہم سے پردہ کر لیا
زہد و تقویٰ کا وہ کوہِ گراں جاتا رہا
ان کے علم و فضل کا کوئی بھی ثانی ہے نہیں
گوہرِ نایاب استاذِ جہاں جاتا رہا
مرشدِ برحق کا ہادی اتنا افسانہ ہے اب
پیکرِ حقانیت شمس الزماں جاتا رہا

مفتی اعظم ہند
علم و فن کے
دریائے ذخار
حضرت علامہ شاہ اختر رضا خاں صاحب ازہری آستانہ رضویہ بریلی شریف
جد کریم مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان پیر بھی تھے، استاذ بھی اور شیخ طریقت بھی اور ایسے شیخ جو حقیقی معنوں میں آیۃ من آیات اللہ اور اللہ کی رحمت تھے۔ ان کا فیض اپنے مریدین ہی کے لئے نہیں ہر کسی کے لئے عام تھا۔ اس سورج کی روشنی میں جو کوئی آیا اسے روشنی ملی تو ملی ہی اور دشمنوں کو بھی وہ تابانی ملی کہ وہ بھی چمک گئے۔ مفتی اعظم کی عظمت، ان کی علمی جلالت، ان کی ولایت و کرامت اور دوسرے محاسن کا میں کہاں تک ذکر کروں۔ کچھ بھی کہوں گا تو کہنے والے کہیں گے کہ اپنے بزرگوں کی تعریف تو سبھی کرتے ہیں۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ فرد وہ ہے جس کی خوبی نہ صرف عقیدت مند اپنے تسلیم کریں بلکہ غیر بھی تسلیم کریں۔ جد الکریم مفتی اعظم اس معیار پر پورے اترتے ہیں

حویلی سجادگی حضور سیدی تاج العلماء قدس سرہٗ مارہرہ شریف

حیات میں تھے تب بھی خاموش رہے اور لوگ ان کے بارے میں بولتے رہے لکھتے رہے اور چہرہ کو ہی دیکھکر جانے کتنے بھٹکے اور بگڑے ہوئے لوگ منزل پاگئے۔ اور بن سنور گئے اور آج بھی جب وہ بظاہر اس دنیا میں، ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں تب بھی دنیا ان کی باتیں کرتی ہے ان کی محفل سجاتی ہے۔ ان کی یاد کی محفل ان کا عرس مناتی ہے۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ بہرحال میں زیادہ نہ کہکر مختصراً مفتی اعظم کے کچھ حالات و واقعات پیش کر رہا ہوں جس سے سرکار مفتی اعظم کی عظمت اور ان کی بڑائی کا پتہ چلتا ہے

مفتی اعظم اللہ کے ولی تھے۔ ولی برحق اور ولی ہونے کے لیے کرامتوں کا ظہور اور خوارقِ عادات ضروری نہیں حالانکہ مفتی اعظم سے بیشمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ ولی وہ ہے جو تقویٰ شعار ہو اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (اللہ کے ولی نہیں مگر متقی) مفتی اعظم کے متقی ہونے میں کسے شک ہے وہ متقی ہی نہیں متقی اعظم تھے۔

آخری عمر میں حضرت کا کشف بہت بڑھ گیا تھا۔ اور میں نے سفر میں بھی اکثر حضرت کے کشف کا مشاہدہ کیا ہے۔ بیٹے ہی ساتھ گذرا ہوا ایک کشف کا واقعہ بیان کر رہا ہوں "دارالعلوم امجدیہ ناگپور" کے سنگ بنیاد کے موقع پر چندہ ہو رہا تھا۔ میں نے اپنا روپیہ بکس میں رکھ دیا تھا۔ اب سوچا اس وقت روپئے ہوتے تو میں بھی اس میں کچھ حصہ لیتا۔ ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ حضرت نے اپنی جیب سے دو سو روپیہ نکالکر دیا اور فرمایا یہ اختر میاں کی طرف سے ہے میں فوراً سمجھ گیا کہ حضرت کو بذریعہ کشف میرا خیال معلوم ہو گیا۔

اسی ناگپور کے سفر میں حضرت، میں اور حضرت کا خادم ٹرین سے جا رہے تھے۔ ڈبے میں بڑی بھیڑ تھی حضرت آرام فرما رہے تھے۔ ظہر کا وقت تنگ ہو رہا تھا میں بڑا پریشان تھا کہ حضرت اس بھیڑ بھاڑ میں کیسے وضو فرمائیں گے اور کیسے نماز ہوگی۔ ابھی کشمکش میں

ہی تھا کہ حضرت خود بخود بیدار ہو گئے اور پھر نے خود راستہ دیدیا۔ حضرت نے وضو کیا اور پھر فرمایا تم لوگ جگہ کردو ہم نماز پڑھیں گے۔ سبھی غیر مسلم تھے اس میں سے ایک نے کہا جگہ تو ہے نہیں کیسے نماز پڑھیں گے۔ حضرت کو جلال آگیا اور کہا ایک پر ایک چڑھ جاؤ وہ ایک دوسرے سے سمٹ سمٹ کر کھڑے ہو گئے اور نماز کے لئے جگہ مل گئی اور حضرت کے طفیل ہم سب کو بھی نماز مل گئی۔

اس واقعہ سے نہ صرف حضرت کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے بلکہ ان کی شریعت پر سختی سے پابندی۔ ان کے تقویٰ اور بے خوفی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت کی دعاؤں کی مقبولیت

حضرت کی دعاؤں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ تمام مادی وسائل ہوتے ہوئے بھی لوگ جب تک اپنے کسی مسئلہ یا معاملہ میں حضرت سے دعا نہ کرائیں انہیں اپنے مسئلہ کے حل یا کام کے ہونے کا یقین نہیں ہوتا تھا۔ لاکھ بے سروسامانی کے عالم میں اگر حضرت نے دعا فرمادی تو انہیں اپنے کام کے بنجانے کا پورا پورا یقین ہو جاتا تھا اور وہ کام بھی ہو جاتا تھا۔ اس طرح کے جانے کتنے واقعات ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے

جوناگڑھ کے پاس ایک مقام ہے بلکھا وہاں حضرت کے ساتھ مجھے بھی جانا تھا حضرت کو لوگ گھیرے ہوئے تھے اور تاخیر ہو رہی تھی اب بلکھا والوں نے مجھ سے کہا کہ تب تک آپ چلکر تقریر کریں حضرت بعد میں آجائیں گے میں نے کہا حضرت سے اجازت لے لیجئے۔ حضرت نے اجازت بھی دیدی اور دعا بھی فرمادی کہ تمہاری تقریر کامیاب ہو۔ اللہ کے فضل اور حضرت کی دعا سے تقریر کامیاب ہوئی اور لوگوں کو فائدہ ہوا۔

بعد داخل سلسلہ برکتوں کا ظہور

میں بچپن ہی سے حضرت سے داخل سلسلہ ہوں جامع ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوے کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھا دیا کرتا تھا

میرے کرم فرما اور علمی دوست مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی بھی میری ہمت افزائی کرتے تھے۔

کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی۔ اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔

قاری اسرائیل صاحب اشرفیفی تھرپادی نے بیان کیا کہ بچپن میں ان کی آنکھ میں روشنی نہیں کے برابر تھی لیکن حضرت سے مرید ہونے کے بعد انہیں ایسا محسوس ہونا شروع ہوا کہ دن بدن آنکھوں میں روشنی بڑھتی جارہی ہے اور آج وہ دن میں بآسانی بغیر کسی کے سہارے چلتے پھرتے ہیں۔ اور لکھنے پڑھنے بھی

محمد میکائیل ضیائی صاحب گلپوری

شامِ غم

گم ہوئی روشنی آ گئی شامِ غم
گھور تاریکیوں میں اضافہ ہوا
آہ صد آہ وہ ہم سے رخصت ہوئے
یادگارِ رضا مصطفےٰ خاں رضا
کون ہے وہ یہاں کس کی آمد ہوئی
مفتیٔ اعظم ہند جن کا لقب
مرشد و مقتدا رہبر و رہنما
علم ظاہر میں اور علم باطن میں بھی
لکھو کروں پہ رہی دولت ال[illegible]
جھک گئی تھی درِ حق پہ ان کی جبیں
تاجدارِ بریلی وہ جنت مکیں
روح بے چین ہے آرزو مضطرب
زخم پھر سے ضیائی ہرا ہو گیا

چھا گیا ہر طرف ابرِ رنج و الم
چھپ گئے اوٹ میں جا کے ماہ و نجم
مشعلِ رہ تھے جن کے نقوشِ قدم
دیدہ آرام جاں تھے خدا کی قسم
کس کی خاطر کھلا آج بابِ ارم
علم و فن بولتے جن کی زبانِ قلم
مشفق و مخلص و محترم محتشم
دہر میں نکتہ سنج و فقیہِ امم
ان کے قدموں سے لپٹے تھے جاہ و حشم
ہو گئے ان کے آگے دلِ خلق خم
وا تھا سب کیلئے جن کا بابِ کرم
شوقِ دیدار میں دل حزیں چشم نم
میرا محسن مسیحا کہاں کھو گیا

لگے ہیں. وہ خود کہتے ہیں کہ یہ حضرت کی کرامت اور آپ سے بیعت ہونے کے بعد مجھ پر اُن کی برکتوں کا ایسا ظہور ہوا کہ نہ صرف آنکھ کی روشنی ملی بلکہ دل کی روشنی بھی ملی اور میں خود بھی اندھیرے سے روشنی میں آگیا اور مجھے مقبولیت حاصل ہوگئی.

تعویذ کی برکت

حضرت کے نقوش و تعویذات کی برکتیں بے شمار ہیں ایک بار میرے بچے کو سخت بخار آیا گھر والے گھبرا اُٹھے میں نے حضرت سے تعویذ لیا بخار بہت جلد اُتر گیا.

عشق رسول میں فنائیت

سیدی مفتی اعظم حضرت مصطفےٰ رضا قدس

جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے

سرہٗ العزیز رضائے مصطفےٰ تھے اور جو منزلت انہیں حاصل ہوئی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کی بنا پر اور بلاشبہ عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی جان ایمان ہے. حضرت کی سرکار علیہ السلام کے عشق میں فنائیت کا شاہد ان کی زندگی کا ہر لمحہ ہے. ان کی محبت رسول میں فنائیت کا صحیح اندازہ اس بات

مفتیٔ اعظم کے متقی ہونے میں کسے شک ہے وہ متقی ہی نہیں متقی اعظم تھے

سے ہوتا ہے کہ آخری عمر میں باوجود شدید علالت کے نعت کی محفل میں گھنٹوں باادب بیٹھے رہتے تھے اور نعت پاک کے ہر ہر مصرعے پر رونا اور وارفتہ کیفیت کا طاری ہونا اس بات کا غماز ہے کہ وہ مصطفےٰ کی محبت میں ضم ہو چکے تھے.

فقر و توکل

فقر و توکل ولایت کی پرکھ ہوتی ہے تقسیم ہندو پاک کے موقع پر مفتیٔ اعظم پر جو حالات گزرے ہیں اس کا کیا بیان کیا جائے بس یہ سمجھ لیجئے کہ ان کی جگہ پہ اگر چٹان بھی ہوتی تو وہ اپنا مقام چھوڑ دیتی مگر حضرت ہر طرح کے حالات سے نپٹتے رہے اور اُن پر خوف و ہراس نہ طاری ہوا. لوگوں نے ترک وطن تک کا مشورہ دیا. مگر

استقامت کا یہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ جبری نس بندی کے دور میں اس کے خلاف آواز بلند کر کے حضرت نے جس بیباکی اور حق گوئی کا ثبوت دیا اس زمانہ میں اس کی مثال مشکل ہے۔ اللہ پر توکل کی یہ بھی ایک مثال ہے۔ فتنۂ ارتداد کے سدباب میں حضرت نے جان کی بازی لگا دی۔ میلوں پیدل چلتے بھوکے پیاسے رہ کر تبلیغ کرتے اور مشرکین کے جال میں پھنس کر مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچایا اور جو مسلمان دھوکے میں آکر مرتد ہو گئے تھے انہیں ارتداد سے نکال کر توبہ کرائی اور اسلام کے دامن سے پھر سے وابستہ کر دیا۔

التزام شریعت

شریعت کا جو التزام مفتیٔ اعظم نے فرمایا ہے دیکھ کر صحابۂ کرام اور ان کی زندگی کو دیکھنے کا شوق پایا جاتا ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ نماز کے لئے ٹرین چھوڑ دی حتیٰ کہ آخیر وقت میں وصال سے چند گھنٹے قبل بھی نماز کا خیال رکھا اور سردی کے موسم میں باقاعدہ وضو کر کے کھڑے ہو کر نماز مغرب ادا کی۔

معمولات

سفر میں ہو یا حضر میں حضرت مفتیٔ اعظم پانچوں وقت کی نماز کے بعد وظیفہ میں مشغول رہتے تھے بقیہ وقت تعویذ لکھنے، لوگوں کی حاجت براری اور فتویٰ نویسی میں گزرتا تھا۔ گئے رات تک اپنے تلامذہ وخدام کو فتویٰ نویسی سکھاتے رہتے رات بھی زیادہ تر عبادت اور ریاضت میں گزرتی۔ اکثر دوپہر کا کھانا تک نہ کھاتے مہمانوں کا بڑا خیال رکھتے اور صحت کے عالم میں خود مہمانوں کو اپنے سامنے کھانا کھلاتے اور ان کی خاطر داری کرتے۔

تبحر:- مفتیٔ اعظم علم کے دریا کے ذخار تھے جزئیات حافظے سے بتا دیتے تھے۔ فتاوے قلم برداشتہ لکھدیا کرتے تھے۔ ان کا عمل ان کے علم کا آئینہ دار تھا۔ انکے عمل کو دیکھنے کے بعد اگر کتاب لکھی جاتی تو اس میں وہی ملتا جو حضرت کا عمل ہوتا تھا۔ ہر معاملہ میں حضرت ہی کی رائے اول ہوتی تھی۔ اور جن علمی اشکال میں لوگ الجھ کر رہ جاتے تھے وہ حضرت چٹکیوں میں حل فرما دیا کرتے تھے۔

خصوصیات جو ہمعصروں سے ممتاز کرتی ہیں

سیدی مفتیٔ اعظم احتیاط اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ان کا وہ مقام تھا جو دوسرے حضرات میں نہیں پایا جاتا تھا۔ قدم قدم پر لوگوں کو برائی سے باز رکھنا نیکی کی تلقین کرنا اور بلا جھجک غیر شرعی حرکت پر ٹوک دینا۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو سیدی مفتیٔ اعظم میں ان کے ہمعصروں سے زیادہ پائی جاتی تھیں۔

چاند نے جب زمین کی طرف اترنا شروع کیا تو وہ زمین سے کئی گنا زیادہ بڑا تھا مگر وہ جس رفتار سے کرۂ ارض سے قریب تر ہو رہا تھا اس کا حجم گھٹ رہا تھا اور روشنی بڑھ رہی تھی یہاں تک کہ اتنا مختصر ہوا

کہ وہ آسانی سے بیکرِ علوم و معارف کی گود میں سما گیا۔

یہ خواب مجددِ وقت امام اہلسنت مبلغ عشق رسول اعلیٰحضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے مارہرہ میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ کی سوموار میں دیکھا تھا خواب کی جزئیات سمٹ کر تعبیر بنیں تو آپ نے بیدار ہو کر دوگانہ شکر ادا کیا اور دو رکعتوں میں سورۂ رحمان کی تلاوت مکمل کی دعا کے بعد آپ نے اس بیٹے کا نام آل رحمٰن رکھنے کا فیصلہ کیا جس کی ولادت کی روشن بشارت خواب میں دی گئی تھی۔

اسی دن عصر کے وقت قطب عالم حضرت شاہ آلِ رسول کے جانشین عالی مقام قدوۃ السالکین حضرت شاہ ابو الحسین نوری نے آپ کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا "آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک مبارک مسعود فرزند عطا فرمادیا ہے نو مولود کا نام آل رحمٰن رکھئے۔ میں پہلی فرصت میں بریلی آکر آپ کے بیٹے کی روحانی امانتیں اس کے سپرد کروں گا۔

اعلیٰ حضرت اسی دن مارہرہ سے بریلی پہنچے بیٹے کو سینے سے لگایا اور پیشانی چوم کر کہا۔

"خوش آمدید ولی کامل"

اعلیحضرت کو بیٹے کی ولادت پر سب سے پہلی مبارکباد استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری نے پیش کرتے ہوئے کہا کسی کوشش کے بغیر ایک مادۂ تاریخ زبان پر آگیا ہے جو بلند اقبال شہزادے کے سالِ ولادت کو ان کے تابناک مستقبل کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔

طبیبِ دینِ احمد مجدد ابنِ مجدد اعظم

—— ۱۳۱۰ھ ——

اعلیحضرت نے مادہ تاریخ ولادت سنکر فرمایا "اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کرے مگر میں تو دین کا ادنیٰ خادم ہوں اور میری دلی تمنا یہ ہے کہ میرا بیٹا بھی دین کی خدمت کو ہی اپنا شعار بنائے۔

اعلیحضرت نے محمد کے نام پر بیٹے کا عقیقہ کیا حالانکہ آل الرحمٰن نام تجویز کیا جاچکا تھا۔

اسم محمد کی برکتوں اور سعادتوں کا کوئی شمار نہیں کرسکتا مگر ان برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ اعلیحضرت کی نگاہِ بصیرت نے اسم محمد پر عقیقہ کرتے ہوئے کچھ اور بھی دیکھ لیا تھا اور لوحِ محفوظ کا یہ راز اس وقت آشکارا ہوا جب مفتی اعظم نے ۹۲ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور عمر کو اسم محمد کا عدد پایا گیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو حضرت شاہ ابو الحسین نوری حسب وعدہ مارہرہ سے بریلی تشریف لائے اور محمد آلِ رحمٰن کو گود میں لے کر دیر تک یکسوئی سے دیکھتے رہے پھر پیشانی چوم کر کہا مولانا یہ تو مادر زاد ولی ہے! برکتوں کے اعتبار سے ابو البرکات اور مرتبۂ فنائیت میں محی الدین جیلانی ہے۔ اس انکشاف کے بعد حضرت شاہ ابو الحسین نوری نے اپنی انگشت شہادت محمد آلِ رحمٰن ابو البرکات محی الدین جیلانی کے منہ میں ڈالی تو وہ شیر مادر کی طرح چوسنے لگے اور چاروں سلاسل ولایت کے بحر بیکراں سے سیراب ہو گئے۔ حلقہ بیعت میں لے کر اور قادری نسبت

کا دریائے فیض بناکر حضرت شاہ ابوالحسین نوری نے ابوالبرکات کو اعلیٰحضرت کی گود میں دیتے ہوئے کہا مبارک ہو آپ کی یہ قرآنی آیت وَجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ کی تفسیر مقبول ہو کر آپ کی گود میں آگئی ہے۔

"آل رحمٰن۔ محمد۔ ابوالبرکات۔ محی الدین جیلانی۔ مصطفےٰ رضاؒ۔

اس نام پر اگر غور کیا جائے تو سب سے پہلے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی میں محاسن کی کثرت ہوتی ہے تو اس کا ہر نام تشنۂ توصیف محسوس ہوتا ہے اور ذوقِ ستائش کسی جامع الصفات شخصیت کو مختلف ناموں سے پکارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس نام میں پہلی نسبت رحمٰن الرحیم سے ہے دوسری نسبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے، تیسری نسبت سیدنا غوث الاعظم سے تیسری نسبت کے بعد عزیمت میں امام اہلسنت اعلیٰحضرت کی نسبت ملحوظ رکھی گئی ہے یہ اہتمام تو اکابرین ملت کی بالغ نظری نے کیا تھا مگر لاکھوں افراد نے جب اس سرچشمۂ ہدایت سے قریب آکر استفادۂ فیوض کیا وہ بھی اپنے جذبۂ ستائش پر قابو نہ پا سکے آج وہ مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسمائے صفات کا پرتو انہی پر ڈالتا ہے۔ جو اسکی بارگاہ میں مقبول ہو جاتے ہیں۔

مصطفےٰ رضا جب سخن آموزی کی منزل عبور کر چکے تو اعلیٰحضرت نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ حامد رضا سے کہا "میری مصروفیات سے تم باخبر ہو تم اپنے بھائی کو قرآن پڑھاؤ بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائی سے عمر میں ۱۸ سال بڑے تھے۔

چند دن میں ہی بڑے بھائی کو اندازہ ہو گیا کہ چھوٹا بھائی سراپا ذہانت ہے وہ بڑی محبت اور لگن کے ساتھ ان کو پڑھانے لگے اور صرف تین سال میں تکمیل تلاوت ہو گئی۔ اعلیٰحضرت نے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی کو بلا کر کہا: "مصطفےٰ رضا کو آج سے آپ اور مولانا بشیر احمد علیگڑھی پڑھائیں گے اور آپ کی محنتیں انشاءاللہ سرخرو ہوں گی۔"

"میں اپنے لئے یہ بڑا اعزاز سمجھتا ہوں کہ آپ نے مستقبل کے مجدد کی تعلیم کے لئے مجھے منتخب فرمایا ہے لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ حقیقی تعلیم و تربیت آپ ہی فرمائیں گے کیوں کہ صاحبزادے صاحب میں جو آثار بزرگی میں ابھی سے دیکھ رہا ہوں وہ حیرت انگیز ہیں۔ تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا تو آپ کی ذہانت کا سب کو اعتراف کرنا پڑا ہر سبق ایک بار پڑھ کے یاد کر لیا کرتے تھے ایک دن آپ مسجد میں بند کتاب سامنے رکھے بغور اسے دیکھ رہے تھے کہ مولانا بشیر احمد وہاں پہنچ گئے اور آپ کے اس عالم کو دیکھ کر دریافت کیا بند کتاب کو دیکھنے سے کیا فائدہ حاصل کر رہے ہو آپ نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا میں اس امکان کا جائزہ لے رہا تھا کہ بند کتاب بھی پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں۔"

"پھر آپ کس نتیجے پر پہنچے؟" مولانا بشیر احمد نے دوسرا سوال کیا۔

"بند کتاب بھی کھلی کتاب کی طرح پڑھی جا سکتی

ہے۔ آپ نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

مولانا بشیر احمد نے اس جواب سے لطف اٹھاتے ہوئے کہا آپ میں یہ صلاحیت ہونا ہی چاہیئے آپ پر غوث اعظم کا سایۂ رحمت ہے۔ مولانا بشیر احمد نے جب اس واقعہ کا تذکرہ مولانا رحم الٰہی منگلوری سے کیا تو انہوں نے کہا ابھی تو نہ جانے کیا کیا انکشافات اور ہوں گے۔ صاحبزادے صاحب کے احوال کو راز رکھنے کی کوشش کیجئے میں بھی اب تک بعض حیرت انگیز خصوصیات دیکھ چکا ہوں مگر میں نے آپ کو نہیں بتائیں اب جب کہ آپ صاحبزادے کی روحانی قوت سے آگاہ ہو چکے ہیں اس لئے میں آپ کو صرف ایک ایسا واقعہ بتاتا ہوں جس نے مجھے پہلی بار چونکا دیا تھا۔

ایک دن میں درس دے رہا تھا مگر ذہن بار بار گھر کی طرف چلا جاتا تھا کیوں کہ جب میں مدرسے کے لئے گھر سے چلا تھا اس وقت میرے چھوٹے بیٹے کو شدید بخار تھا اور ہوش میں نہیں تھا درس کا تقاضا تھا کہ میں درس ہی کی طرف متوجہ رہوں بچے کے لئے دل تڑپ رہا تھا اس ذہنی کشمکش کے نتیجے میں میں اپنی شگفتگی کو برقرار نہ رکھ سکا جو دوران درس میرا معمول تھا۔ میں نے بچے کی حالت کا ذکر طلبہ سے نہیں کیا تھا مگر صاحب زادے نے نہ صرف یہ کہ اس تبدیلی کو محسوس کر لیا بلکہ ذہنی انتشار کا سبب بھی دریافت کر لیا اور مجھ سے کہا اگر اجازت ہو تو میں آپ کے گھر جا کر بیمار کی خیریت معلوم کر آؤں میں نے اضطراری طور پر انہیں جانے کی اجازت دے دی اور اس وقت یہ بھی نہ سوچ سکا کہ میرے بیٹے کی علالت کا حال صاحب زادے کو کیسے معلوم ہوگا۔ بہر کیف آپ جب واپس آئے تو بتایا الحمد للہ بخار اتر چکا تھا۔ آپ کے فرزند خود دودھ طلب کر کے پی چکے ہیں جب میں گھر پہنچا تو اہلیہ نے بتایا کہ جب صاحبزادے صاحب آئے تھے آپ کے بیٹے کی حالت پہلے سے زیادہ خراب ہو چکی تھی میں نے انہیں دیکھتے ہی کہا تھا کہ وہ آپ کو فوراً بلا لائیں مگر انہوں نے میری بات نظر انداز کر کے کچھ پڑھنا شروع کیا اور پھر جیسے ہی بیمار پر دم کیا اس کے مسامات سے پسینہ پھوٹ پڑا اور چند لمحوں میں بخار اتر گیا بیٹے نے آنکھیں کھول کر ماں کی طرف دیکھا اور کہا مجھے بھوک لگ رہی ہے مجھے کچھ کھانے کو دو۔

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے آپ سے پوچھا "آپ کی یادداشت اتنی اچھی کیوں ہے کہ کبھی کچھ بھولتے ہی نہیں۔ آپ حافظے کو تقویت پہنچانے کے لئے کیا کیا کھاتے ہیں؟

حافظہ غذا سے نہیں عطا سے تعلق رکھتا ہے اگر حافظہ غذا سے تقویت پاتا تو کوئی صاحب ثروت غبی نہ ہوتا۔ بارگاہِ علیم سے وابستگی پیدا کرو۔ دنیا سے سب کچھ ملتا ہے۔

"خداداد ذہانت" فکرِ اعلیٰحضرت کی توجہ، اساتذہ کی محنت اور شیخ مکرم کی عنایات کے نتیجے میں آپ کم سنی ہی میں درسی علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے۔

مٹے ظلمت جہاں کی نور کا تڑکا ہو عالم میں — نقاب رخ کے الٹ دے مہر خورشید اب سرکا

مفتئ اعظم علیہ الرحمہ

زہر و ضرر رساں چیزوں سے حفاظت کیلئے

کھانے پینے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیں انشاء اللہ کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا —

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

مغرب اور فجر کی نماز کے بعد بھی ۳ بار پڑھ لیا جائے۔

اے حشر و نشر کے مالک!
اس دعا کا اجر میرے والدین

جناب امام علی مرحوم (والد)

جناب زیتون بی مرحومہ (والدہ)

کو عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما!

عاشق علی امام علی کمال پورہ متصل نئی رمضانی مسجد
مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹرا

۱۳۲۸ھ میں جب آپ کا سن مبارک ۱۸ سال تھا آپ کسی کام سے دارالافتاء میں پہنچے تو وہاں مولانا ظفر الدین اور مولانا عبدالرشید فتویٰ دینے کے لئے رضاعت کے کسی مسئلے پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے بات کچھ الجھی تو مولانا ظفر الدین اٹھے تاکہ الماری سے فتاویٰ رضویہ نکال کر اس سے روشنی حاصل کریں آپ نے حیرت سے پوچھا۔ کیا فتاویٰ رضویہ دیکھ دیکھ کے جواب لکھا جاتا ہے؟

جی ہاں جب الجھ جاتے ہیں تو فتاویٰ رضویہ ضرور دیکھتے ہیں۔ ہزاروں مسائل ہیں انہیں کہاں تک ذہن میں محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر مسئلے کا ہر مفتی اپنی یادداشت سے جواب دے کر مطمئن ہو جائے؟

میں اپنے بزرگوں کے علم کا وارث ہوں فتویٰ کوئی کتاب دیکھے بغیر بھی دیا جا سکتا ہے لائیے کیا استفتاء ہے میں اس کا جواب لکھتا ہوں۔"

مولانا ظفر الدین نے کاغذ آپ کو دے دیا تو آپ نے قلم برداشتہ جواب لکھ کر ان کے حوالے کر دیا اور جب فتویٰ اصلاح کے لئے اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچا تو جواب کی صحت دیکھ کر خوشی سے آپ کا چہرہ کھل اٹھا اور "صحیح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب" لکھ کر دستخط فرما دیئے فتویٰ نویسی کے اس حسن آغاز پر اعلیٰحضرت نے بیٹے کو ایک مہر بنوا کر انعام میں دی جس پر "ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد عرف "مصطفےٰ رضا" تحریر تھا یہ مہر دینی شعور کی سند تھی اصابت فکر کا اعلان تھا۔

اعلیٰحضرت کی نگرانی میں تقریباً ۱۲ سال تک آپ نے فتویٰ نویسی کی تبلیغ دین کی تربیت حاصل کی روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کئے۔ مارہرہ کی حاضریاں جلوہ ساماں بنتی رہیں۔ آپ پر پہلا دور عزلت نشینی کا گزرا۔ بے ضرورت کسی سے کلام تک نہ کرتے تھے اور جو گفتگو ہوتی وہ بھی مختصر ہوتی۔ مجاہدات کے صبر آزما مراحل طے کرنے کے بعد منزل "ترک ترک" میں قدم رکھا تو لب خاموش نے پھول برسانا شروع کر دیئے۔ خلوتوں کی طرح محفلیں بھی چمکنے لگیں۔ روشنی کا ایک نیا دائرہ پھیل کر گمراہیوں کے اندھیروں کا جگر چاک کرنے لگا۔

اعلیٰحضرت جس عظیم مقصد کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے جب اس کی تکمیل ہو گئی تو مژدۂ وصال حق آ گیا۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو سفر آخرت سے کچھ پہلے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا "سورۂ یٰسین سناؤ۔ والد محترم کے حکم کی تعمیل میں آپ نے تلاوت شروع کی تو وداعی لمحات کے

احساس سے آواز گلوگیر ہو گئی۔ تلاوت سنکر گھر کے تمام افراد پر رقت طاری ہو گئی۔ ہلتے ہوئے ہونٹ اور برستی ہوئی آنکھیں غم کے ماحول کو شدید سے شدید تر بنا رہی تھیں۔ اعلٰحضرت نے تکمیل تلاوت کے بعد آنکھیں کھول کر مغموم چہروں پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر فرمایا۔ "میں تم سے جدا ہو رہا ہوں مگر آنے والا لمحہ لمحۂ وصال ہے۔ اس لمحۂ وصال کی تمنا میں ایک عمر تڑپ تڑپ کر گزاری ہے لوگو! مجھے مبارک باد دو۔ میری مسرتوں کو اشک آلود نہ کرو۔ یہ حامد رضا اور مصطفٰے رضا تمہیں میرے فراق کو محسوس نہ ہونے دیں گے۔ یہ دونوں میرے ظاہر و باطن کا آئینہ ہیں۔ اللہ حافظ۔

اعلٰحضرت کا جب وصال ہوا تو مصطفٰے رضا کی عمر ۲۹ سال تھی۔ اور حامد رضا کی عمر ۴۷ سال تھی دونوں بھائیوں میں ایک مثالی محبت تھی اور یہ محبت ایک طرف شفقت اور ایک طرف ادب کا کامل نمونہ تھی۔ مسند افتار پر حضرت مصطفٰے رضا مفتیٔ اعظم بن کر ابھرے، علم کے ایسے جوہر دکھائے کہ علمائے وقت نے انہیں اپنا پیشوا مان لیا۔ مگر مفتی اعظم کے فیوض کی کئی جہتیں تھیں اور ہر جہت آپ کی یکساں توجہ سے بہت پرکشش بن گئی تھی درس و تدریس کی نگرانی۔ دارالعلوم منظر اسلام اور مظہر اسلام کا انتظام و انصرام طلبہ کی فلاح و بہبود کی دیکھ بھال، ادارۂ تصنیفات رضا کی نگرانی مسند افتار پر جلوہ افشانی۔ تصنیف و تالیف کی مصروفیتیں، عبادت و ریاضت کا انہماک جماعت اہلسنت کی تنظیم۔ دشمنانِ اسلام سے ہر محاذ پر معرکہ آرائی، بلاتفریق مذہب و ملت خدمت خلق اور اس کے ساتھ ہی لاکھوں مریدوں کی تربیت کی ذمہ داری، ایک ذات میں بیک وقت کتنے اوصاف جمع ہو گئے تھے اس کا شمار بھی آسان نہیں۔

مفتیٔ اعظم خلق کی حاجت روائی کے لئے بڑی کثرت سے تعویذ لکھتے تھے اور لوگوں کو بہت فائدہ پہنچتا تھا۔ ان کے لکھے ہوئے تعویذ آج بھی لاکھوں گلوں اور بازوؤں کی زینت ہیں مگر یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ تعویذ اولیاء اللہ کے چہرے کے نقاب ہوتے ہیں۔ مشکل کشا ان کی نظر ہوتی ہے ان کی دعائیں کارساز ہوتی ہیں مگر فائدہ اٹھانے والا تعویذ کو چومتا ہے آنکھوں سے لگاتا ہے باندھتا ہے اور حروف کی سعادتوں کے خیال میں الجھ کر رہ جاتا ہے اور بیشتر اس کی نظر اس سرچشمۂ فیض تک نہیں پہنچ پاتی جس کی توجہ نے مرادوں کے گلشن کو سیراب کیا ہے۔ اولیائے کاملین حتی المقدور اپنے احوال باطن کو راز رکھتے ہیں۔ مفتیٔ اعظم مصطفٰے رضا جامع شریعت و طریقت تھے۔ شریعت پر طریقت کا اور طریقت پر شریعت کا حجاب تمام عمر ڈالے رہے۔ علماء ان کی علمی تجلیوں سے خیرہ تھے اور عالم دین کی حیثیت سے ان کے سامنے سر نیاز خم کرتے تھے مشائخ فقراء اور مجذوب انہیں اپنے زاویۂ نظر سے دیکھتے تھے۔ جلوۂ ہزار رنگ نے سب کو مختلف انداز سے اپنا گرویدہ بنایا تھا مگر مادرزاد ولی پر ہمیشہ ولایت ہی کا غلبہ رہا۔ ولی اپنے اخلاق کے حسن

سے پہچانا جاتا ہے اس کا انکسار اس کی بزرگی کا اعلان کرتا ہے حقانیت کی ہمہ جہت پاس داری اور حق کی مسلسل تبلیغ سے حق آشکار کرتا ہے۔ مسائل پر ہر وہ شخص گفتگو کر سکتا ہے جو علم رکھتا ہے۔ حق و باطل میں خط امتیاز کھینچ سکتا ہے مگر دلوں میں حق کا نفوذ مشائخ علما ہی کر سکتے ہیں۔

مفتیٔ اعظم کا سب سے بڑا کارنامہ ہی یہ ہے کہ وہ مجمع البحرین تھے اور علم و عرفان کے سنگم پر دریائے فیوض و برکات کا پاٹ حدِ نظر سے بہت آگے تک پھیل گیا تھا۔ آپ کے شب و روز پر جہاں تک نظر ڈالئے ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت سے آشنا تھے اور وقت کا بہترین مصرف ان کے تصرف میں تھا۔ آپ کی ہدایت کے دائرے نے تقریباً نصف کرۂ ارض کو آغوش میں لے لیا تھا۔ عرب و عجم میں آپ کی عظمت کا سکہ ہمیشہ ہی چلتا رہے گا۔

ان کی عظمت کا پوچھنا ہی کیا
صورۃً غوث سیرۃً ہیں رضا

حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے عرس میں شرکت کے لئے آپ دہلی تشریف لے گئے تو کوچہ چیلان میں قیام کیا وہاں ایک بدعقیدہ ملا آپ سے علم غیب کے مسئلے پر الجھ پڑا صاحب خانہ اشفاق احمد نے آپ سے مؤدبانہ گزارش کی "حضور یہ کج بحث ہیں ان پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا" مفتیٔ اعظم نے اپنے میزبان سے کہا "یہ اس وقت تمہارے گھر پر تشریف لائے

رضائے مصطفےٰ تھی ہر ادائے مفتیٔ اعظم

حضرت اقدس سلطان الواعظین علامہ الحاج السید الشاہ وجود القادری صاحب سجادہ نشین امام عیدگاہ جبل پور

رضائے مصطفےٰ تھی ہر ادائے مفتیٔ اعظم — یہی کہتا ہے ہر مدحت سرائے مفتیٔ اعظم
رضائے مصطفےٰ عین رضائے حق تعالےٰ ہے — رضائے حق تعالیٰ ہے رضائے مفتیٔ اعظم
رہے تا عمر پابند شریعت کیا یہ کچھ کم ہے — کرامت ہے یہی صدق وصفائے مفتیٔ اعظم
قضا کوئی نماز پنجگانہ بھی نہ ہو جس کی — ادا تھی ہر ادا وقت قضائے مفتیٔ اعظم
سپرد غوث اعظم کرکے اپنے سب مریدوں کو — جہاں سے وقت رخصت مسکرائے مفتیٔ اعظم
پس مردن بھی ہے احساس کتنا ستر پوشی کا — دبائی انگلیوں نے خود ردائے مفتیٔ اعظم

سخنور سب کہیں گے سن کے یہ اشعار برجستہ
وجود القادری مدحت سرائے مفتیٔ اعظم

ہوئے ہیں ان کے متعلق ہمیں کوئی سخت بات نہ کہنا چاہیئے۔ مولوی صاحب نے آج تک کسی کی بات سنی ہی نہیں اس لئے اثر بھی قبول نہیں کیا یہ تو صرف اپنی بات سناتے رہتے ہیں اور وہ بھی ان سنی کردی جاتی ہیں۔ آج ہیں ان کی باتیں توجہ سے سنوں گا حاضرین بھی خاموشی سے سنیں مولوی سعید الدین انبالوی سے سوا گھنٹے تک یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا جب وہ تھک کر خاموش ہوگئے تو آپ نے فرمایا "اگر کوئی دلیل تم اپنے موقف کی تائید میں بیان کرنا بھول گئے ہو تو یاد کرلو" مولوی صاحب پھر جوش تقریر میں آگئے اور پھر آدھے گھنٹے تک بولنے کے

بعد کہا "پس یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ تم اپنے باطل عقیدے سے فوراً توبہ کرلو۔
حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالےٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا تھا آپ اس کے رد میں وہ سب کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ سکتے تھے اب اگر زحمت نہ ہو تو میرے دلائل بھی سن لیں"۔
مولوی صاحب نے برہم ہو کر کہا میں نے تم جیسے لوگوں کی ساری دلیلیں سن رکھی ہیں، مجھے سب معلوم ہے کہ تم کیا کہوگے۔
آپ نے بڑے تحمل سے کہا: "مولوی صاحب یہ وہ ان کے حقوق بیٹے پر کیا ہیں؟
"میں غیر متعلق سوال کا جواب نہیں دوں گا

مفتئ اعظم علیگڑھ
وظیفہ جعفریہ
حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ بڑی سے بڑی مشکل و
پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ وظیفہ روزانہ بعد نماز عشاء
یا مغرب ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اول و آخر ۱۱-۱۱ مرتبہ درود شریف۔ کم از کم
چالیس یوم پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جملہ مقاصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔
وظیفہ یہ ہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ لَهَا وَلِكُلِّ عَظِيْمَةٍ
فَفَرِّجْهَا عَنِّيْ ۝
کرم کے متمنی
غلام رسول دین محمد
نزد ایس ٹی اسٹینڈ
شیرپور ضلع دھولیہ۔ مہاراشٹر
الٰہا!
وظیفۂ جعفریہ کے طفیل تمام اثرات
بد کو زائل اور ذہنی الجھنوں اور پریشانیوں
کو دور فرما۔ نیز جملہ مشکلات کو آسان فرما
کر اطمینان اور یکسوئی کی دولتوں سے نواز
دے۔ آمین۔
M/S. MAHARASHTRA TRAILERS
❖ SPECIALIST IN ❖ ☎ 160
Tractor, Jeep & Power Tiller Trailers & Tankers Manufacture
Near S. T. Stand, SHIRPUR. Dist. Dhule (Maharashtra)

مولوی نے تیز آواز میں کہا:
اچھا تم میرے کسی سوال کا جواب نہ دینا میرے چند سوالات سن تو لو۔ میں نے ڈیڑھ پونے دو گھنٹے تک تمہارے دلائل سنے ہیں۔

آپ کی بات سنکر مولوی صاحب بادل ناخواستہ خاموش ہو گئے تو آپ نے دوسرا سوال کیا۔

کیا کسی سے قرض لے کر روپوش ہو جانا جائز ہے؟

کیا اپنے معذور بیٹے کی کفالت سے دست کش ہو کر اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے؟

کیا جج بدل کے اخراجات کسی سے لے کر حج ..... ابھی آپ نے اپنا سوال مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر قدم پکڑتے ہوئے کہا بس کیجئے حضرت مسئلہ حل ہو گیا یہ بات آج میری سمجھ میں آگئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا اور نبی مکرم کے پاس علم غیب ہونا ہی چاہیئے ورنہ منافقین مسلمانوں کی تنظیم کو تباہ و برباد کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو میرے متعلق ایسی باتیں بتا دی ہیں جو بیان کرتی نہیں جاتیں تو بارگاہ علیم سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا انکشافات نہ ہوتے ہوں گے۔

مولوی صاحب اسی وقت تائب ہو کر مفتی اعظم سے بیعت ہو گئے۔ مناظرے کو افہام و تفہیم کی سطح تک لے آنا بے مقصد گفتگو کو بامقصد بنا دینا حضرت اولیاء اللہ کی خصوصیت ہے وہ شخص جو کسی دلیل کو سننا گوارہ نہ کرتا تھا مفتی اعظم نے اس کے سامنے ایسی دلیل پیش کی جو منطقی علم رکھنے والے کبھی پیش نہ کر سکتے تھے۔

ایک دفعہ رام پور سے کچھ لوگ بریلی آپ سے بیعت کے لئے آرہے تھے ان کے ساتھ ایک بد عقیدہ آدمی بھی اس نیت سے ساتھ ہو لیا کہ وہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر الٹے سیدھے سوالات سے آپ کو پریشان کر کے لطف اٹھائے گا بریلی اسٹیشن پر جب وہ دروازے پر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا ٹکٹ غائب ہو گیا ہے اس نے اپنے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا تم اپنا سامان ہمیں دے دو اور پلیٹ فارم پر رکو۔ ہم میں سے کوئی ایک پلیٹ فارم ٹکٹ لے کر ابھی آتا ہے؟ اشرف خان نے ساتھیوں کی بات مان لی اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگا۔ ساتھی اسٹیشن سے باہر چلے گئے۔ اشرف خان ابھی ٹہل ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے اسے مخاطب کیا "تمہارے پاس ٹکٹ نہیں ہے میرے ساتھ آؤ میں تمہیں باہر لے چلتا ہوں" اشرف خان سوچ میں پڑ گیا۔ اجنبی کا تعاون قبول کرے یا نہ کرے: اجنبی نے اشرف خان کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر گیٹ کا رخ کیا اور ٹی سی کے سامنے سے ہو کر باہر پہنچ گیا۔ اشرف خان کی نظر اپنے ساتھیوں پر پڑی تو اس نے ان کی طرف بڑھنا چاہا۔ اجنبی اشرف خان کا ہاتھ چھوڑ کر بھیڑ میں گم ہو گیا۔

رام پور کے عقیدت مند اشرف کو ساتھ لے کر محلہ سوداگران میں خانقاہ رضویہ پہنچے۔ دن کے گیارہ کا عمل تھا۔ عقیدت مند آپ کی بارگاہ میں ادب سے سر جھکائے بیٹھے تھے اور آپ اس وقت تعویذ لکھ رہے تھے۔ تعویذ نویسی سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین سے پوچھا: "کیا کسی اور کو تعویذ لینا ہے؟"

جواب سکوت میں پا کر آپ نے رحمت خاں سے پوچھا: کہو رامپور کے احباب کا کیا حال ہے سب خیریت ہے حضور! میرے ساتھ چار دوست آپ سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں حکم ہو تو پیش کروں آپ کا اشارہ پا کر پانچ آدمی آپ کے سامنے دو زانو ادب سے بیٹھ گئے۔ آپ نے رحمت خاں سے کہا تم نے تو چار کے لئے کہا تھا یہ تو پانچ ہیں۔

حضور! یہ اشرف خاں ہمارے ساتھ ضرور آیا ہے مگر بیعت کے ارادے سے نہیں آیا ہے اسے سب لوگ فلسفی کہتے ہیں۔ یہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

آپ نے اشرف خاں سے کہا۔ تم مجھ سے کیا گفتگو کرنا چاہتے ہو؟

میں بے شک آپ سے گفتگو ہی کرنے آیا تھا مگر میں اب صرف بیعت کا آرزومند ہوں۔

اسٹیشن والی بات بھول جاؤ اشرف! تم ہم سے ملنے آئے تھے ملاقات کے مقاصد کچھ بھی ہوں مگر ہمارا اخلاق اس بات کو کیسے گوارا کر لیتا کہ ہمارا مہمان پریشان ہو تو اس کی مدد دوسرے کریں۔ تم وہ باتیں ضرور کرو جو تم کرنا چاہتے تھے۔

حضور! مجھے آپ مل گئے تو میرا کوئی سوال تشنۂ جواب نہ رہا بس اب اپنی غلامی میں لے لیجئے۔ تاکہ فکر و نظر کی آوارگی کا عذاب ختم ہو جائے۔

آپ نے سب کو بیعت کر کے حکم دیا تم لوگ اب اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ تم لوگ غوث اعظم کے دامن کرم سے وابستہ ہو چکے ہو ہر قدم تمہاری رہنمائی ہوتی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت نے محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چراغ روشن کئے تھے ان چراغوں سے چراغاں کی کیفیت پیدا کرنے کے لئے مفتی اعظم نے ایک کامیاب جد و جہد کا آغاز کر دیا تھا۔ آپ جانتے تھے کہ بد عقیدگی کے بگولے مجتمع ہو کر آندھی بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی ستیزہ کار ہے۔ آپ نے اپنے لئے سوچ سمجھ کر ایک لائحہ عمل مرتب کیا۔

مسلک امام اہلسنت اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت۔

مقام رسالت مآب کی رفعتوں کا باطل شکن

جو آب و تاب دندان منور دیکھ لوں نوری
مرا بحر سخن سرچشمہ ہو خوش آب گوہر کا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
مفتی اعظم نمبر کی اشاعت پر
ادارہ استقامت کانپور کو ہم دلی مبارکباد
پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ رب تبارک وتعالیٰ
استقامت کو مزید پائے استقامت عطا فرمائے اور دین کی
خدمت لیتا رہے
امینیہ ٹریڈرس
دارالامین۔ مالتی باغ۔ بنارس
فون نمبر ۶۴۹۷، ۵۵۹۲۳
بنارسی پارچہ جات و پرنٹیڈ ساڑیوں کے قابل اعتماد ہول سیل تاجر و صنعت کار
امینس ساڑی محل
امینیہ مارکیٹ، جنگم باڑی، بنارس
فون نمبر ۵۵۹۲۳
بنارس کی واحد دوکان جہاں بنارسی ساڑیوں کے علاوہ جگوری، پوچم پلی، پرنٹیڈ سلک ارگنزا
و دیگر ہمہ اقسام کی سلک و سوتی ساڑیاں مناسب ترین قیمتوں پر دستیاب ہیں۔

پر چسپاں۔

مسندِ افتاء سے اہلسنت کے عقائد کا علمی محاذ پر تحفظ۔

مسندِ رشد و ہدایت سے روحانیت کے فروغ کی سعی پیہم۔

تعویذوں سے خالی دامنوں کو مرادوں سے معمور کرنا۔

روحانی تصرفات سے دنیا میں پھیلے ہوئے مریدوں سے مربوط رہنا۔

شریعت و طریقت کے درمیان ہر فرق کو مٹانا۔

آپ کی زندگی کے بے شمار گوشے ہیں جو ہر رخ سے سرمایۂ ہدایت ہیں مگر مندرجہ بالا خصوصیات ایسی ہیں جو اظہر من الشمس ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جتنی روحانی اور مادی توانائیاں عطا کی تھیں آپ نے سب اللہ تعالیٰ ہی کے دین کے لئے صرف کر دیں۔

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خونِ جگر ودیعت مژگانِ یار تھا

بریلی آپ کا مرکز رہا کیوں کہ بریلی سنیت کے تشخص کی اب ایک ابدی علامت ہے اس مرکز نے بریلوی سنی کی ایک ایسی اصطلاح سے روشناس کرایا جو حق و باطل سے تمیز کرتی ہے۔ آپ نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور غوث الاعظم کی گیارہویں کو سنیت کے شعائر میں داخل کر دیا۔ اولیاء اللہ کی محبت کو جزو ایمان بنا دیا۔ آج سنی اور سنی نما افراد کی پہچان دن اور رات کی طرح آسان ہو گئی ہے۔ آپ سنی محاذ کے امیر لشکر تھے آپ نے سنی علماء میں مسلک حق کی ترویج کے لئے ایسی روح پھونکی کہ باطل لرزہ براندام ہو کر رہ گیا۔ خطابت سے آپ کو کوئی خاص لگاؤ نہ تھا مجلس آرائی بہرکیف ایک بڑی ضرورت تھی۔ مجلسوں میں آپ کے حسن بیان کے پھول کھلتے تھے۔ آپ کی اثر آفرینی میں حرف و نظر کی بڑی اہمیت تھی۔ بات کرتے تو دلوں میں اترتی چلی جاتی تفہیم کے اس نازک مرحلے سے گزر کر حرف حق سامع کی زندگی بنانے کے لئے فیضانِ نظر سے بھی کام لیتے تھے لہجے کی شگفتگی کسی پر بے اثر نظر آتی تو جلال کے تیور بھی دکھا دیتے تھے۔ ؎

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

آپ کی حیات مبارک جلوۂ ہزار رنگ ہے کسی طرح اختصار کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پر مبسوط کتابیں لکھی جائیں گی اور دنیا آپ کے کمالات روحانی اور فیوض علمی پڑھ کر حیران رہ جائے گی میں اپنے اس مختصر مضمون میں اجمالی طور پر آپ کے روحانی تصرفات بیان کر رہا ہوں جو میں نے ثقہ افراد کے ذہنوں سے بھی چنے ہیں۔

بمبئی میں آپ کھتری محلے میں اپنے ایک مرید ہارون بھائی کے یہاں قیام فرماتے تھے آپ نے ہارون بھائی سے یہ بات تاکید سے کہہ دی تھی کہ جب وہ اپنی خواب گاہ میں چلے جائیں تو اس کے بعد کوئی خواب گاہ میں نہ آئے۔ ایک دن مغرب

کے بعد سے جو ارادت مند دن نے آنا شروع کیا تو آتے ہی رہے۔ عشاء بھی مہمان خانے میں پڑھی اور پھر سلسلہ رشد و ہدایت جاری ہو گیا۔ نصف شب سے زیادہ گزر گئی تو آپ نے لوگوں کو آرام کا مشورہ دیا اور خواب گاہ میں چلے گئے۔ ہارون بھائی کو مہمانوں کو رخصت کر کے یہ خیال آیا کہ حضرت نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ بے ساختہ آپ کی خواب گاہ کی طرف بڑھے مگر اس خیال نے قدم پکڑ لیے کہ حضرت نے خواب گاہ میں داخل ہونے سے منع کیا ہے۔ ہارون بھائی اب نہ آپ کا حکم نظر انداز کر سکتے تھے نہ یہ گوارا کر سکتے تھے کہ آپ ان کے گھر پر بھوکے سو گئیں۔ دیر تک ایک کش مکش کا عالم رہا۔ آخر شیخ کی محبت عالم اضطرار میں گرم دودھ لے کر حکم کی سرحدوں کو پھلانگ کر خواب گاہ میں داخل ہو گئی۔ ہارون بھائی نے دیکھا کہ آپ کے جسم کے تمام اعضا کٹے ہوئے ہیں سر الگ ہاتھ الگ ایک لمحے میں ہارون بھائی نے یقین کر لیا کہ آپ کو کسی نے قتل کر دیا ہے دودھ کا پیالہ ہاتھ سے چھوٹ کر قالین پر گر پڑا اور ہارون بھائی چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے جب ہارون بھائی کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آپ ان کے سرہانے موجود ہیں اور گھر کے افراد بھی جمع ہیں۔ ہارون بھائی شدت تحیر سے گنگ رہ گئے تھے کچھ دیر پہلے جو منظر انہوں نے دیکھا تھا وہ فراموش نہیں ہوا تھا آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "ہارون نافرمانی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔ جو دودھ تم لائے تھے وہ تو قالین نے پی لیا۔ اٹھو میرے لئے دودھ لاؤ۔"

آپ نے ہارون بھائی کی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا ان کے ظرف سے بھی آشنا تھے اس لئے فوری طور پر اپنی روحانی توجہ سے انہیں پرسکون کیا ورنہ ہارون بھائی کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں ہارون بھائی آپ کے حکم کی تعمیل میں دودھ لے کر آئے اور آپ کو پیش کیا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے کر گھر والوں سے کہا۔" جاؤ تم لوگ آرام کرو ہارون اب بالکل ٹھیک ہیں۔ سب چلے گئے تو آپ نے دودھ پیکر ہارون بھائی سے کہا۔ میں مقتل عشق ہوں روز جیتا ہوں روز مرتا ہوں۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تم نے میرا ایک راز پا لیا ہے مگر کسی نامحرم حال پر اس کا اظہار نہ کرنا۔ سلطان الاذکار اولیائے کاملین ہی برداشت کر سکتے ہیں سلطان الاذکار کی ضرب اگر پہاڑ پر بھی پڑے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے ہم بھی بکھرتے ہیں مگر اللہ کی آغوش کرم ہمیں سمیٹ لیتی ہے۔

آپ کا قلب اطہر جاری تھا۔ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کسی اہتمام کے بغیر شب و روز سینے کو منور کئے رہتا تھا بعض خوش نصیبوں کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ کے سینے سے کان لگا کر اس صدائے سرمدی کو سن بھی سکے ایک مرتبہ کلکتے کے سفر میں ایک سادھو بھی آپ کے ڈبے میں تھا۔ سادھو بار بار چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی آواز کا تعاقب ہمہ تن گوش بن کر کر رہا ہے۔ تجسس بے کار

نہ گیا وہ اٹھ کر آپ کے قریب آیا اور کہا: یہ کیسی آواز ہے مہاراج جو میرے دل کی دھڑکنوں کو بے تاب کر رہی ہے۔

آپ نے اپنے خادم بابو میاں کو اپنے پاس سے اٹھا کر سادھو سے بڑی شفقت سے کہا آؤ میرے پاس بیٹھو میں تمہیں اس آواز کا بھید بتاتا ہوں جو تم سن رہے ہو سادھو آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے کہا میں جس کی پوجا کرتا ہوں اس کا نام میرے دل کی دھڑکنوں میں بس گیا ہے اور جب سے وہ نام میرے دل کی دھڑکنوں میں بسا ہے دل کی دھڑکنیں اتنی بلند بانگ ہو گئی ہیں کہ میں بھی سنتا ہوں اور سدھے ہوئے کان بھی ان دھڑکنوں کو سن لیتے ہیں۔ ہم جس فضا میں سانس لے رہے ہیں آوازوں سے گونج رہی ہے۔ ہمارے ڈبے میں بہت سے لوگ آپس میں تیز آوازوں میں باتیں کر رہے ہیں۔ ریل کے پہیے اپنا راگ چھیڑے ہوئے ہیں۔ انجن اپنا گیت الگ گا رہا ہے پٹڑیاں چیخ رہی ہیں ہوا سنسنا رہی ہے۔ یہ آوازیں ہی آوازیں ہیں اور تم ان کو سن بھی رہے ہو مگر ان آوازوں کا تمہارا دل کوئی اثر قبول نہیں کر رہا ہے مگر میرے دل کی وہ دھڑکنیں جو میرے پاس بیٹھے ہوئے لوگ بھی سن رہے ہیں تم ان کو دور سے سن کر بے قرار ہو گئے اور میرے پاس کھنچے چلے آئے اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ اثر انداز ہونے والی شے آواز نہیں ہے بلکہ آواز کی آغوش میں جو نام مہک رہا ہے اس نے تمہیں بے کل بنا دیا ہے جس طرح پیاسا پانی کو دیکھ کر پانی کی طرف دوڑ پڑتا ہے تمہاری جنم جنم کی پیاسی آتما بھی میرے پاس تمہیں لے آئی ہے۔ تم نے اپنی پیاسی آتما کو اب تک امرت سمجھ کر زہر پلایا ہے اور تم جانتے ہو کہ زہر پیاس نہیں بجھاتا ہے۔ اگر تم نے زہر اپنے شریر کو دیا ہوتا تو مر گئے ہوتے مگر آتما زہر سے مرتی نہیں ہلکان ہوتی ہے۔ اگر تم اپنی آتما کی پیاس بجھانا چاہتے ہو تو اسی نام کا جاپ کرو جو میرے دل کی دھڑکنوں میں بسا ہوا ہے۔

سادھو نے گردن جھکا کر اپنے کان آپ کے سینے سے قریب کئے اور توجہ سے سننے لگا۔ تھوڑی دیر میں ہی اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ اور پھر آہستہ آہستہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنے لگا۔ آپ نے جب توحید کے لئے اس کا دل کشادہ پایا تو کلمۂ طیبہ پڑھا کر اسے داخل اسلام کر لیا۔ سادھو بھگوان داس بڑا گیانی تھا۔ جس نے اپنے باطن کو سنوار کر استدراج کی منزل تک آ گیا تھا جب اس نے کلمۂ طیبہ پڑھ لیا تو آپ کی توجہ سے ایک آن میں دل کامل بن گیا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ تجویز فرما کر کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کہاں جا رہے ہو اور یہ بھی الحمدللہ جانتا ہوں کہ تم اب میرے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر چکے ہو مگر تم وہیں جاؤ جہاں کا قصد لے کر اپنے استھان سے چلے تھے اور اپنا کام کر کے تم واپس نینی تال چلے جانا تمہاری دینی اور روحانی تربیت کا ہم پورا پورا خیال رکھیں گے۔

عبداللہ کلکتہ تک آپ کے ہم سفر رہے اور

پھر اس ملاقات کے بعد صرف روحانی ملاقاتیں رہیں عبداللہ پانچ سال کی تربیت کے بعد حج کے لئے گئے اور یادِ حبیب میں چار سال قیام کر کے وہیں داعئی اجل کو لبیک کہا۔ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال سے آپ نے صرف دو مریدوں کو آگاہ کیا تھا جو خود بھی آپ کے فیضانِ نظر سے صاحبِ روحانیت تھے اور از فیقہ سے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخراجات پورے کرتے تھے۔

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ نے کس طرح غائبانہ تربیت کی اس سوال کے جواب کے واسطے ہمیں آپ کی حیاتِ مبارکہ پر ایک نظر ڈالنی ہوگی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے فاصلوں کو سمیٹ دیا تھا۔ سیر الارض کی خصوصیت سے سرفراز فرمایا تھا اور متعدد واقعات ایسے ہیں جو اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔

بریلی سے کچھ لوگ سعادت حج بیت اللہ حاصل کرنے کے لئے گئے اور آپ کو وہاں ارکانِ حج ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ کی دست بوسی کی اور اپنے لئے دعاؤں کی التماس کی مگر وہ آپ سے بچھڑ گئے اور جب وہ لوگ بریلی آئے اور لوگوں سے کہا کہ "حضور بھی حج میں شریک تھے تو لوگوں کو ان کی بات کا یقین نہ آیا اور یقین آتا بھی کیسے جب آپ ان کے مشاہدے کے مطابق ایامِ حج میں بریلی سے باہر تشریف ہی نہیں لے گئے تھے۔ فریقین کے پاس ایقان کا نور تھا مکۂ مکرمہ میں آپ کو دیکھنے کے بعد یہ بات نہیں مان سکتے تھے کہ آپ بریلی میں تھے اور بریلی میں آپ کو دیکھنے والے یہ کیسے باور کر سکتے تھے کہ آپ حج ادا کرنے گئے ہوئے تھے۔ فریقین کا اختلاف جب آپ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے دونوں فریقوں کی تائید کر کے یہ بات اچھی طرح واضح کر دی کہ اہل اللہ کے لئے یہ امر دشوار نہیں ہے کہ وہ بیک وقت دو جگہ موجود ہوں۔

جے پور میں مولانا ضیاء الدین صاحب کے سجادہ نے آپ کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی، سجادہ نشین صاحب دعوت دے کر چلے گئے تو آپ کے ایک غریب مرید عاشق علی نے آپ کی خدمت میں آکر پوچھا: حضور کا جے پور میں کب تک قیام ہے؟ آپ نے کہا ہم کل اجمیر شریف روانہ ہو جائیں گے۔

عاشق علی نے مسرور ہوتے ہوئے کہا: تو حضور شام کا کھانا میرے غریب خانے پر تناول فرمالیں تو بڑا کرم ہوگا۔

آپ نے اس کی دعوت بھی قبول کر لی اور جب وہ خوشی خوشی واپس چلا گیا تو مریدوں نے کہا: حضور آج شام آپ مولانا ضیاء الدین کے سجادہ نشین صاحب کی دعوت بھی قبول کر چکے ہیں۔

آپ نے مریدوں سے مسکراتے ہوئے فرمایا "کیا تم نے یہ بات بتا کر میری معلومات میں اضافہ کرنا چاہا ہے؟

آپ کے اس سوال سے سب نے شرم و ندامت

سے اپنی گردنیں جھکالیں۔ دوسرے دن ریلوے اسٹیشن پر جب لوگ آپ کو خدا حافظ کہنے آئے تو ان میں عاشق علی بھی تھا اس کے چہرے پر مسرتوں کے رنگ قوس وقزح کی طرح بکھرے ہوئے تھے ہجوم کی وجہ سے اسے دست بوسی کا موقع نہیں مل رہا تھا مگر اس نے آپ تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھی کافی جدوجہد کے بعد وہ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے بلند آواز سے کہا" حضور! صبح آپ کے جاتے ہی میرا بیٹا واپس آگیا تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا" اللہ بڑا کارساز ہے"۔ عاشق علی نے آپ کی دست بوسی کی تو فرط مسرت سے اس کی آنکھیں برسنے لگیں۔ آپ جب ارادت مندوں کو اشک بار چھوڑ کر روانہ ہو گئے تو لوگوں نے عاشق علی کو گھیر لیا اور پوچھا کیا صبح سرکار تمہارے یہاں تھے؟ عاشق علی نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا "کل رات عشاء سے قبل سرکار میرے غریب خانے پر تشریف لے آئے تھے میں نے سرکار کو تنہا دیکھ کر پوچھا کہ میرے بھائی کیوں نہیں آئے؟

" وہ ایک دوسری جگہ مدعو ہیں اس وقت وہیں ہیں۔ آپ کا یہ جواب سن کر میں نے کہا" حضور! آپ آگئے تو سب آگئے"۔ حضور نے عشاء کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ میرے بہت سے احباب بھی موجود تھے آپ نے دیر تک ان سے گفتگو کی بعض کو تعویذ دیئے بعض کو دعائیں۔ جب احباب رخصت ہو گئے تو حضور نے فرمایا" تم نے اپنے مفقود الخبر بیٹے کی واپسی کے لئے کوئی تعویذ طلب کیوں نہیں کیا؟

حضور مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے غلاموں کے دکھوں سے آگاہ رہتے ہیں اور الحمدللہ کہ میرا یقین اب اور بھی پختہ ہو گیا ہے"۔ حضور میری بات سنکر خاموش ہو گئے۔ گزشتہ رات حضور نے عبادت میں گزاری اور نماز فجر کے بعد ناشتہ کئے بغیر تنہا جانے لگے تو میں نے عرض کیا میں ابھی یکہ لے کر آتا ہوں مگر آپ " السلام علیکم کہہ کر چلے گئے اور میری اس وقت یہ کیفیت تھی جیسے زمین نے میرے پیر پکڑ لئے ہوں آپ کے ساتھ جانے کی خواہش کے باوجود میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا اور نہ جانے کتنی دیر تک خالی الذہن کھڑا رہا اور پھر اس وقت ہی ذہنی صلاحیتیں بیدار ہوئیں جب پندرہ سال سے بچھڑا ہوا بیٹا آکر مجھ سے لپٹ گیا۔ میرے گھر کی ویرانیاں مسکرانے لگیں سب گھر والے جمع ہو گئے۔ کچھ دیر

تک بچھڑے ہوئے آپس میں مل کر روتے رہے اور جب اچانک میسر آنے والے خوشی کے لمحے جذبات میں ہلچل مچا کر گزر گئے تو میں نے اپنے بیٹے واصف علی سے کہا اب تم مجھے بتاؤ گھر سے کیوں چلے گئے تھے؟ کہاں کہاں رہے اور واپسی کی کیا صورت ہوئی؟

واصف علی نے کچھ دیر اپنی یادداشت کو مرتب کیا اور کہا اجمیر شریف میں غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں لوگ جے پور سے جا رہے تھے میرے دل میں بھی حاضری کا شوق پیدا ہوا اور ٹکٹ لئے بغیر ہی ٹرین میں بیٹھ گیا نہ ٹرین میں کوئی ٹکٹ پوچھنے آیا نہ پلیٹ فارم سے باہر نکلنے میں کوئی دشواری پیش آئی۔ زائرین کے ریلے کو ٹکٹ کلیکٹر قابو میں نہ رکھ سکا تھا۔ اجمیر شریف پہنچ کر میں نے درگاہ شریف میں حاضری دی۔ حاضری کے بعد بے پناہ ہجوم میں مجھے تنہائی کا احساس ستانے لگا نہ میرے پاس پیسے تھے نہ رہنے کو جگہ نہ کوئی آشنا میں نے اِدھر اُدھر گھوم کر کوئی آشنا چہرہ تلاش کرنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے میں اس وقت اکبری مسجد میں تھا یہاں سب ایک دوسرے سے بے نیاز تھے مگر ایک بزرگ نے میری کمر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا" صاحبزادے اپنے والدین کی اجازت کے بغیر تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا تم بھی پریشان ہو اور وہ بھی۔ عرس میں تمہاری حاضری ہو چکی اب تم گھر لوٹ جاؤ تمہاری جیب میں اتنی رقم موجود ہے کہ اب تمہیں کوئی پریشانی نہ ہوگی اور ہاں اگر تم نے میری بات پر عمل نہ کیا تو بہت پچھتاؤ گے۔

میں ان سے یہ کہنے ہی والا تھا کہ میری جیب خالی ہے مگر وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی ایک سمت بڑھ گئے اور بھیڑ میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے بڑی بے یقینی سے اپنے پہلو کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ خالی نہ تھی جیب سے ہاتھ نکالا تو میری چٹکی میں دس دس کے پانچ نئے نوٹ تھے۔ مجھے نوٹ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور میں نے اس بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی کہ نوٹ کہاں سے آئے اور نصیحت کرنے والے بزرگ کون تھے۔ میں نے درگاہ بازار میں جا کر پہلے کھانا کھایا۔ ہوٹل سے باہر نکلا تو جے پور کے لڑکے مل گئے پھر ان کے ساتھ تفریح میں مصروف ہو گیا۔ چار دنوں میں سب پیسے ختم ہو گئے اور جب ساتھیوں نے یہ دیکھا کہ میری جیب خالی ہو چکی ہے تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ اب میں پھر پریشان ہو گیا ماں باپ شدت سے یاد آنے لگے۔ میں سولہ کھمبے کی طرف جا نکلا وہاں فقیر دھوئیں کے مرغولے بنا کر قلندرانہ نعرے لگا رہے تھے وہاں ایک ادھیڑ عمر کا فقیر مجذوب تھا جس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سُرخ تھیں اس نے مجھ سے کہا" بچہ میرے ساتھ آ تیرے سارے دکھ دور ہو جائیں گے"۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا لنگر خانے کی گلی میں پہلے اس نے مجھے کھانا کھلایا اور پھر مجھے لے کر دولت باغ میں پہنچا وہاں ایک جگہ دوب پر مجھے اپنے سامنے بٹھا کر اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں مجھے اس کی آنکھوں سے دہشت

ہو رہی تھی مگر میرے بس میں یہ بات نہ تھی کہ اپنی نگاہوں کا زاویہ تک بدل سکوں مجھے جلد ہی دماغ سے نیند کی ایک لہر ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی جو آہستہ آہستہ میرے تمام اعصاب پر چھا گئی۔ جب میں جاگا تو اس نے کہا: "اب تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے اور وہی کرو گے جس کا میں تمہیں حکم دوں گا۔" اس کی یہ بات سنکر میں نے اس شخص کے لئے پہلی مرتبہ دل میں شدید نفرت محسوس کی مگر میں نے دیکھا کہ میں اس کے خلاف سوچ تو سکتا ہوں مگر اس کا حکم نہیں ٹال سکتا مجھے اس نے ایسی زنجیروں میں کس دیا تھا جو نہ حرکات و سکنات میں مانع تھیں نہ مجھے نظر آتی تھیں نہ کوئی اور انہیں دیکھ سکتا تھا

اس فقیر کا نام جاموٹ تھا ہندوستان بھر میں وہ مجھے لئے گھومتا پھرا۔ کل رات میں جاموٹ کے ساتھ کلکتہ میں تھا سرائے کی اس کوٹھری میں جس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے اور جاموٹ سے کہا: "بدبخت اس آدمی کو تو نے قید کر رکھا ہے اور اس کے ماں باپ اس کے لئے بے قرار ہیں۔ جاموٹ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ کوٹھری کا دروازہ بند ہے اور بند دروازے سے آنے والا کوئی معمولی شخص نہیں ہو سکتا اس لئے اس نے مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا "میں اس سے محبت کرتا ہوں اگر میں اسے آزاد کر کے اس کے ماں باپ کو خوش کر دوں تو مجھے اس کی جدائی میں رونا پڑے گا۔ میں اپنی مسرتیں دوسروں میں تقسیم کرنے کا قائل نہیں ہوں۔" بزرگ نے جاموٹ کی یہ بات سنکر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ کوٹھری میں ایک دیا ٹمٹما رہا تھا اس کی مدہم روشنی اس وقت محسوس ہی نہ ہوئی جب شعلہ بار نگاہوں کا تصادم ہوا۔ اس تصادم نگاہ کے نتیجے میں جاموٹ کی چیخ سنائی دی "ہائے میری آنکھیں" بزرگ نے مجھ سے فرمایا آنکھیں بند کر لو اور جب میں کہوں آنکھیں کھول لو اسی وقت آنکھیں کھولنا میں نے ان کے حکم کے مطابق آنکھیں بند کیں اور حکم کے تحت ہی جب آنکھیں کھولیں تو خود کو رام نواس باغ میں پایا اب وہاں سے میں سیدھا گھر آ گیا۔"

ارادت مندوں نے عاشق علی سے جب واصف علی کا احوال سنا تو جھوم اٹھے۔ ان کے سر فخر سے اونچے ہو گئے کیوں کہ وہ ایسے عظیم المرتبت مرشد کے زیر سایہ آ چکے تھے جو غوث الاعظم دستگیر کا مظہر کامل تھے۔

الہ آباد کے حاجی تقی کراچی سے پینسٹھ سال کی عمر میں فریضۂ حج ادا کرنے گئے تو وہاں کی پُر نور فضاؤں میں انہیں اپنے شیخ مکرم کا چہرۂ پرنور قدم قدم پر یاد آیا۔ مناسک حج ادا کرتے ہوئے شیخ مکرم کی ادائیں ذہن پر ابھرتی چلی جا رہی تھیں کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حاضر ہونے تو روضۂ رسول کریم پر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے بعد سب سے پہلی درخواست یہی کی: "آپ کی محبت کو جس نے میرا ایمان کامل بنا دیا ہے اُن کی زیارت کو آنکھیں ترس رہی ہیں اگر اُن کی زیارت ہو جائے تو ان سے آپ کے جلوؤں کی بھیک مانگ لوں اس دعا کے بعد

M/S. KATCHHI TRADERS

DEALERS IN ALL KINDS OF SCRAPS

MOUDHAPARA, RAIPUR - 492001 (M. P.)

تمام دعائیں اشکوں میں ڈھل گئیں۔

مسجد نبوی سے عصر کی نماز پڑھ کر حاجی تقی نکلے تو دیکھا مفتئ اعظم سامنے سے چلے آرہے ہیں دوڑ کر ان کی دست بوسی کی معانقے سے سرفراز ہوئے تو آپ نے فرمایا مسجد میں چلو یہ وقت باہر جانے کا نہیں ہے مسجد میں ایک جگہ قبلہ رو بیٹھا کر حاجی تقی سے کہا آنکھیں بند کر لو تاکہ دیدۂ باطن کھل جائے۔ حاجی تقی نے حکم کی تعمیل کی تو دیکھا کہ بغداد شریف میں غوث اعظم کے مزار اقدس کے سامنے موجود ہیں۔ ابھی مزار غوث الاعظم کو عقیدت و محبت سے دیکھ ہی رہے تھے کہ غوث الاعظم مزار اقدس سے باہر تشریف لے آئے حاجی تقی نے بڑھ کر قدم بوسی کرنا چاہی تو سرکار بغداد نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا" مصطفے رضا کے لاڈلے آمیں تجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلوں دوسرے لمحے میں ہم ایک عالی شان دربار میں تھے ہر طرف انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی صف بصف صحابۂ کبار بیٹھے تھے اور شہ نشیں پر آفتاب ہدایت اپنی جمالی تجلیات کے ساتھ رونق افروز تھے حاجی تقی نے کچھ دیر تو سرکار کے جمالِ جہاں آرا سے کسب نور کیا اور پھر شدتِ جذبات میں "یا رسول اللہ" کا ایک بلند بانگ نعرہ لگایا اور اس نعرے کے ساتھ ہی جگمگاتا ہوا منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اپنے اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا احتجاج سنا۔ کوئی کہہ رہا تھا جذبات پر قابو رکھو کوئی کہہ رہا تھا دوسروں کے معمولات میں کیوں رخنہ ڈالتے ہو۔ کسی نے کہا یہ کلمہ شرک ہے اور حاجی تقی دعا کرنے لگے۔

مرا نورِ بصیرت عام کر دے

حاجی تقی کو شیخ مکرم کا خیال آیا تو آنکھیں کھول کر پہلو میں دیکھا جہاں بیٹھ کر آپ نے حاجی تقی کو آنکھیں بند کر لینے کا حکم دیا تھا مگر شیخ مکرم کو وہاں نہ پاکر ہر بات ان کی سمجھ میں آگئی تھی۔ سرکارِ مدینہ کا کرم ہو چکا تھا جو تمنا کی تھی وہ پوری کر دی گئی تھی مگر حاجی تقی یہ بات بربنائے مشاہدہ بڑے وثوق سے کہتے تھے کہ جس نے غوث اعظم کو نہ دیکھا ہو شہزادہ اعلیٰحضرت کو دیکھ لے ان دونوں میں ایسی کمال مشابہت ہے جیسے کسی صورت کی اپنی عکس آئینہ سے ہوتی ہے۔

مفتئ اعظم کی ہمہ گیر شخصیت مینارۂ نور تھی جس سے ہر ارادت مند نے بقدرِ ظرف کسب ضیاء کیا۔

داماں نگہ تنگ گل حسن تو بسیار

جو چند واقعات آپ کے روحانی فیوض کے بیان ہوئے ہیں ان واقعات کو عنوانِ فکر بنا کر اگر غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ سلف صالحین کی جو کرامات روحانی دورِ تنزل میں افسانہ معلوم ہونے لگی تھیں آپ کی کرامات نے انہیں از سر نو ایسا اعتبار فراہم کیا کہ صرف مادی نقطۂ نظر رکھنے والوں کو بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ منکرین فیضانِ ولایت کو بھی یقین آگیا کہ معجزات نبوی کا پرتو جمیل کرامات اولیاء کی صورت میں جاوداں ہے۔ مادی ارتقاء اپنے وسیع تر امکانات کے باوجود روحانی تصرفات کے تجزیے سے عاجز ہے۔

رانچی میں آپ کے ایک مرید مولوی محمد صالح
کی بیوی کو جب ڈاکٹروں اور طبیبوں نے لاعلاج
قرار دیدیا تو ان کا ذہن مایوسیوں کے اندھیروں
میں بھٹکنے لگا. رات دیر تک بے قراری میں کروٹیں
بدلتے رہے. پچھلی رات آنکھ لگی تو پیر و مرشد کو خواب
میں دیکھا وہ فرما رہے تھے "مولوی صاحب ہمیں تم نے
تو بھلا دیا مگر ہم تمہیں کیسے فراموش کر سکتے ہیں.
ہمارے تمہارے تعلقات کی سرحدیں تو عالم آخرت
سے ملتی ہیں. ڈاکٹروں اور طبیبوں نے اگر تمہاری
اہلیہ کو لاعلاج قرار دیدیا ہے تو اس کا یہ مطلب تو
ہرگز نہیں ہے کہ تمہاری بیوی اچھی نہیں ہو سکتی.
اللہ تعالےٰ بڑا صاحبِ قدرت ہے. اب تم اپنی بیوی
کا کوئی علاج نہ کرنا ایک ہفتے میں جب وہ بالکل
تندرست ہو جائے تو اسے لے کر ان ڈاکٹروں
اور طبیبوں کے پاس ضرور جانا جو لاعلاج قرار
دے چکے تھے.

مولوی صالح محمد صبح بیدار ہوئے تو انہیں
خواب اچھی طرح یاد تھا اور وہ اس خواب کی صحت
پر شک بھی نہیں کر سکتے تھے کیوں کہ یہ ایک بشارت
تھی جو معتبر حوالے سے انہیں ملی تھی. بشارت کے
مطابق صرف ایک ہفتے میں بیگم مولوی محمد صالح نے
غسل صحت کیا. اب انہیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا
تھا کہ وہ تین سال تک بیمار رہی ہیں. شیخ مکرم کے
حکم کے مطابق جب مولوی محمد صالح نے ڈاکٹروں اور
طبیبوں سے بیوی کا معائنہ کرایا تو وہ حیران رہ گئے
انہیں اپنا شعور طبابت ناقص نظر آنے لگا سب
نے پوچھا تھا کہ کیا دوا دی کس سے علاج کروایا کر
جواب میں یہ بات سنکر کہ نہ کسی طبیب کو دکھایا نہ
کوئی دوا دی بلکہ صرف اپنے شیخ مکرم کے حکم کی
تعمیل کی تو انہیں ماننا پڑا کہ دعا، دوا پر ہر طرح تفوق
رکھتی ہے دوا کا تعلق بالواسطہ مسبب سے ہے اور
دعا کا تعلق براہِ راست مسبب سے ہے.

آپ کی متعدد کرامات میڈیکل سائنس کے لئے
چیلنج ثابت ہوئی ہیں مادیت نے کئی بار روحانیت
کی بارگاہ میں سجدۂ اعترافِ عظمت کیا ہے ۱۹۵۲ء میں
ایک دن آپ مسجد رضا میں ارادت مندوں کے جھرمٹ
میں فروکش تھے کہ ایک عورت اپنے ایسے مفلوج بیٹے
کو لے کر حاضر خدمت ہوئی جو نہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو
سکتا تھا نہ بات کرنے کے قابل تھا اور مزید برآں
ذہنی اعتبار سے بھی ناکارہ تھا بچے کی ماں نے رو
رو کر حضرت سے التماس دعا کی تو آپ نے لڑکے
سے کہا: "اٹھ" مگر اس پر اس حکم کا کوئی اثر نہ ہوا
آپ نے پھر کئی بار لڑکے سے کہا "اٹھ" مگر اس نے
اپنی جگہ سے جنبش نہ کی چنانچہ آپ نے جلال میں
آکر لڑکے کے گال پر ایک طمانچہ مارا. حاضرین یہ
منظر دیکھ کر ششدر رہ گئے مگر دوسرے ہی لمحے
طمانچے کے نتیجے میں جب بچہ کھڑا ہو کر ماں کہتے
ہوئے ماں کی طرف لپکا تو ہر طرف ایک مسرت
کی لہر دوڑ گئی.

کرامت ولایت کی خوشبو ہے جہاں ولایت
ہوتی ہے کرامت ضرور ہوتی ہے محلہ سوداگران بریلی
کا ایک ہندو جس کا ایک پیر مفلوج تھا وہ رات

دن دیکھتا تھا کہ لوگ آپ کی خدمت میں آرہے ہیں اور بامراد لوٹ رہے ہیں اس نے کئی بار آپ کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا مگر کبھی ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ ایک دن آپ مسجد سے گھر کی طرف جا رہے تھے تو وہ اپاہج راستے میں لکڑی کے سہارے کھڑا ہوا ملا۔ آپ جب اس کے قریب پہنچے تو رک کر اس کے مفلوج پاؤں پر دم کیا اور آگے بڑھ گئے۔ مفلوج ہندو یقین وعدم یقین کی ملی جلی ذہنی کیفیت کے ساتھ لکڑی کے سہارے اپنے گھر پہنچ کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں ہی اس نے محسوس کیا کہ منقطع دوران خون مفلوج پیر میں اپنی راہ ہموار کر رہا ہے۔ وہ فرط مسرت میں چارپائی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پورے گھر میں بغیر سہارے کے دوڑنے لگا۔

ابر کرم جب برستا ہے تو سب پر ہی برستا ہے آپ سے تمام مذاہب کے لوگ فیض حاصل کرتے تھے۔ تقریباً موضع بریلی سے گاؤں والے ایک لڑکی کو آپ کی خدمت میں لائے جس کی ایک آنکھ پھول کر بھیانک انداز میں حلقۂ چشم سے باہر نکل آئی تھی اور یہ آنکھ بصارت سے بھی محروم ہو چکی تھی لڑکی کے باپ نے روتے ہوئے آپ سے التجا کی "حضور! میں تباہ ہو گیا دیکھئے تو ہی اس حالت میں اسے کون قبول کرے گا خدا کے لئے اسے اچھا کر دیجئے مجھ سے اس کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی!"

آپ نے لڑکی کی آنکھ کو بغور دیکھتے ہوئے

وارث علم نبوت الوداع

محمد نظام الدین
مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ملحقہ درگاہ بابا منشا شاہ شمسا
بہرا پچ

وارث علم نبوت الوداع
زینت بزم ولایت الوداع

حامل قرآن و سنت الوداع
چشمۂ رشد وہدایت الوداع

اے رضائے مصطفےٰ محبوب حق
اے شہید عشق والفت الوداع

مہر تابان شریعت الفراق
نیر چرخ ولایت الوداع

چھپ گیا خورشید تسلیم و رضا
اے سراپا استقامت الوداع

مرد حق آگاہ اور قدسی صفات
محرم راز مشیت الوداع

نہ صرف آنکھیں ہی روشن ہوں دل بھی بینا ہو — مفتی اعظم علیہ الرحمہ — اگر وہ آئیں کبھی ایک بار آنکھوں میں

مقوی چشم

لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ٥ پڑھ کر سیاہ سونف کے عرق پر دم کرے پھر اس عرق میں سرمہ میلا کر لگائے۔ انشاء اللہ آنکھ کی روشنی برقرار رہے گی۔

اے مولائے قدیر! اس وظیفہ و آیت پاک کے ورد و تلاوت کا ثواب فخر ملت عالم شریعت استاذ القرا حضرت علامہ حافظ قاری الشاہ **محمد ابوالہاشم** صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کو عنایت فرما۔ اور عارف باللہ سیدی مرشدی حضور **مفتیٔ اعظم ہند** رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کو ہم عقیدتمندوں، مریدوں اور خلفاء پر عام و تام فرما۔ آمین۔

منجانب: سید سراج اظہر قادری رضوی خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند
خطیب و امام پھول گلی عطاری مسجد بمبئی

خبر لیجے خدارا میرے مولا جلد سے کس کی — مفتی اعظم علیہ الرحمہ — کہ ہر بے کس کے کس بے بس کے بس روحی فداکم ہو

مرگی

كٓهٰيٰعٓصٓ

مریض کے ماتھے پر لکھنا بفضلہ تعالیٰ دردِ سر، مرگی اور بے ہوشی سے صحت بخشتا ہے۔

اے علیم و خبیر! آیت مذکورہ کا ثواب

مرحوم حاجی چاند صاحب ملا، مرحوم دونڈی بھائی، مرحوم یعقوب بھائی

مرحوم داؤد بھائی، شہاب الدین و عبدالقادر مرحومین و انور مرحومہ کو عطا فرما!

نیز کاروبار میں ترقی اہل و عیال کو صحت و سلامتی سے نواز دے آمین!

منجانب: نذیر الدین حاجی چاند صاحب ملا، ڈبہ والے ۱۴۲- زینی شاہ مارگ کھڑک بمبئی ۹

زیرلب کچھ پڑھا اور آنکھ پر دم کیا اور پھر سب نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ پھولی ہوئی آنکھ آہستہ آہستہ حلقۂ چشم میں سمٹ گئی۔ گاؤں والے تو اسی بات پر خوش تھے کہ لڑکی کو بدصورتی سے نجات مل گئی تھی مگر آپ نے انہیں یہ مژدہ بھی سنایا "اسے لے جاؤ اس کی آنکھ میں بینائی بھی آجائے گی۔ اور آپ نے جو مژدہ سنایا تھا چند دن ہی میں ایک حقیقت بن گیا۔

غوث الاعظم کی نسبتِ کامل ہی کا یہ اعجاز ہے کہ حضرت مفتئ اعظم سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا مگر آپ کی حیات طیبہ خود بھی ایک کرامت تھی۔

آپ کا قرب وسیلۂ قرب خدا تھا، آپ کو دیکھ کر خداشناسی کا ذوق بیدار ہوتا تھا۔ آپ کی باتیں سنکر دینی شعور میسر آتا تھا۔ آپ کی نشست و برخاست سے آدابِ تواضع مرتب ہوتے تھے آپ کی آنکھیں میخانۂ عرفاں تھیں آپ کی پیشانی افقِ سعادت تھی۔ چہرۂ اقدس تجلیات کا آئینہ تھا رفتار صراطِ مستقیم کی نشان دہی کرتی تھی جھکتے ہوئے دن جگمگاتی ہوئی راتیں آپ کا خیر مقدم کیا کرتی تھیں آپ اپنے خیال کے ساتھ سفر پر قدرت رکھتے تھے ہر حال میں مریدوں کی دستگیری اور نگہداری کرتے تھے تمام فاصلے آپ کی روحانی توجہ عبور کر لیتی تھی ــــ!

ماہتابِ ہدایت نے ۹۲ سال تک ویران دلوں کی آبیاری کی آپ کے دامنِ کرم سے وابستگی رکھنے والوں کی تعداد لاکھوں تک ہے اور اہل ارادت کا تو شمار ہی ممکن نہیں۔ مریدوں اور ارادت مندوں کی یہ کثرت اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ غوثیت اپنے ہر مرحلۂ فیض میں عالم گیر ہوتی ہے اور قبولِ عام کا معیار ہر حال میں برقرار رہتا ہے۔

ملک الموت جب پیغامِ وصالِ یار لے کر آیا تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی استعداد اور صلاحیت عطا فرمائی تھی وہ سب اسی کی راہ میں صرف کر کے آپ سرخرو ہو چکے تھے۔ آپ نے اہلِ ارادت سے فرمایا کہ جو سعید روحیں مجھ سے بیعت کرنے کی آرزو رکھنے کے باوجود مجھ تک نہیں پہنچ سکی ہیں میں نے آج انہیں بھی بیعت کر لیا ہے اس غائبانہ بیعت کا بہت سے افراد کو علم بھی ہو چکا ہے اور باقی افراد کو بھی ایک نہ ایک دن یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے۔

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۸۱ء کو طلوع ہونے والا یوم چہارشنبہ اہل ارادت کے لئے سخت تشویش کا دن تھا آپ کی نقاہت اور بڑھ گئی تھی۔ آپ نے مگر اپنے طرز عمل سے بے قراروں کو حوصلہ دیئے رکھا اپنے سفرِ آخرت کی اطلاع بھی دی تو اس طرح کہ اضطرابِ خلق اعتدال کی حدیں نہ پھلانگ سکے۔ اپنی توانائیاں سمیٹ کر فرمایا: "نماز نو محلہ مسجد میں ہوگی" پھر ایک طویل وقفۂ سکوت کے بعد فرمایا: "کیا کسی نے نماز کے لئے کہہ دیا جمعہ کی نماز نو محلہ مسجد میں پڑھوں گا"

آپ ہمیشہ مسجد میں نماز ادا کرتے تھے مگر

بدھ کے دن ظہر اور عصر کے لئے جب آپ مسجد نہ
پہنچے تو لوگوں کے دل اس احساس سے دھڑکنے لگے
کہ آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی ہے اسی لئے
خلاف معمول نمازیں گھر پر ہی ادا فرمائی ہیں، مغرب کی
اذان ہوئی تو آپ نے تیمار داروں سے کہا: "آپ
سب مسجد میں جا کر مغرب ادا کریں" لوگ چلے گئے تو
آپ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ تازہ وضو کروں گا آپ کی
حالت دیکھ کر لوگ آبدیدہ ہو گئے مگر تین افراد نے
سہارا دے کر اٹھایا اور وضو گاہ تک لے گئے ہاتھ
پیروں پر لرزہ طاری تھا بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا
ایک صاحب نے وضو کرانے کے لئے لوٹا اٹھایا تو
ان سے کہا: لوٹا رکھ دو وضو میں خود کروں گا۔ اور پھر
بدقت تمام وضو کیا اور مصلے پر کھڑے ہو کر نماز ادا
کی اور خادم پاس ہی کھڑے رہے کہ سہارے کی
ضرورت پڑے تو سنبھال سکیں مگر نماز آپ کے لئے
سرچشمۂ توانائی تھی اس طرح ادا کی جیسے آپ بیمار ہی
نہ ہوں مگر جب دعا سے فارغ ہو گئے تو لوگوں کو
سہارا دے کر اٹھانا پڑا۔ آپ کو بستر پہ لٹا دیا گیا
ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ آپ نے بستر سے اٹھنے
کی کوشش کی مگر جسم نے ارادے سے تعاون نہ کیا
تو لیٹ گئے اور پھر آپ نے رجال الغیب اور ان
جنوں کو بیعت کیا جو دنیا کے دور دراز علاقوں سے
آئے تھے حاضرین بیعت ہونے والوں کو تو نہ دیکھ
سکے مگر آپ کو دیکھ رہے تھے آپ کا ہاتھ اٹھا
ہوا تھا بالکل اس انداز سے جس انداز سے آپ کسی
کو بیعت کیا کرتے تھے آپ بار بار فرما رہے تھے
"میں نے تمہارا ہاتھ غوث اعظم کے ہاتھ میں دیا تم بھی کہو
"میں نے اپنا ہاتھ سیدنا غوث اعظم کے دست مبارک
میں دیا" بیعت ہونے والے کو جیب سے تعویذ بھی
نکال کر دیتے جاتے تھے۔ جیب سے جب ہاتھ نکلتا
تھا اس میں تعویذ موجود ہوتا تھا مگر جب ہاتھ غیر مرئی
مرید کو تعویذ دے کر اٹھاتے تو ہاتھ خالی ہو جاتا
تھا۔

عشاء کی نماز بستر پہ ہی ادا فرمائی اور خاموشی
سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے تاکہ معمولات مکمل
کر لیں نصف شب گزر گئی تو آنکھیں کھول کر بڑے
ضبط سے مغموم چہروں پر نظر ڈالی اور پھر بطور وصیت
فرمایا سنت مصطفےٰ پر ہر حال میں عمل پیرا رہنا کہ
یہی راہ نجات و کامرانی ہے۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا ہر کڑے وقت میں
حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہنا۔ ان دو
اہم وصیتوں کے بعد پہلے سورۂ ملک کی تلاوت
فرمائی اس کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ کر کلمۂ طیبہ کا
ورد کرتے ہوئے سفر آخرت کا آغاز فرمایا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون ہ

ماہتاب ہدایت شہزادۂ اعلیٰحضرت مجدد وقت
حامی اہلسنت آج بظاہر نظروں کے سامنے نہیں
ہیں مگر ان کی پھیلائی ہوئی روشنی انہیں کے قرب
کی نشان دہی کرتی ہے آپ نے جو علم و عرفاں کے
چراغ روشن کئے ہیں ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت علامہ ظہیر الدین صاحب قادری ادام اللہ فیوضہم

سلام و رحمت

ایک منقبت تاجدار اہلسنت غوث الامت غیاث ملت مظاہر نور نشان رضا فانی فی اللہ باقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ قطب وقت سیدنا الحاج مفتی عالم نائب رسول الاعظم ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمن مرشدی و سیدی سرکار مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیحضرت سندی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان اقدس میں حاضر خدمت کر رہا ہوں آپ کے کرم پر یقین ہے کہ ماہنامہ استقامت میں ضرور جگہ عنایت فرمائیں گے۔

آپ کے خلوص کا اسیر

(خلیفۂ مفتی اعظم ہند) مولانا تسنیم محبوبی نوری مدرس مدرسہ سلطان الہند جنڈن یا کجو

فانی فی اللہ باقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ

۱۴۰۲ ہجر

اُجڑ گئی بزم اہلسنت سماں عجیب پُر ملال ہوگا
نہ دورِ ساغر رہے گا یارو نہ رنگِ محفل بحال ہوگا

ترے جنازے کے ساتھ لاکھوں دلوں کی میت چلی ہے پیچھے
پلٹ کے آجاؤ جانے والے نہیں تو جینا محال ہوگا

تمہارے داغِ مفارقت نے وہ زخم کاری کئے ہیں دل پہ
نہ کھل سکیں گے گلِ تبسم نہ زخم کا اندمال ہوگا

مظاہرِ نور سالِ رحلت فلک سے کتنے ستارے ٹوٹے
جمعہ کی شب نے بتایا آکر وصال نوری جمال ہوگا

سہاگ رو کر پکارتا ہے کہاں چلے میرے نوری دولہا
سوا تمہارے ہمیں بتا دو کسے ہمارا خیال ہوگا

تصور شیخ ہی سے اب تو میں دل کو بہلا رہا ہوں تسنیم
کہاں سے پاؤں وہ شکلِ نوری بڑا کٹھن جب انتقال ہوگا

مفتی اعظم کے

مرشد اعظم

سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ

ولادت ۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء — وفات ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

مولانا محمد احمد مصباحی بھیروی
رکن المجمع الاسلامی مبارک پور

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین (اعلیٰحضرت)

مزار پر انوار حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ
(پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند)

مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ کے مرشد گرامی سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ خاندانِ برکاتی کے چشم و چراغ حضرت سید شاہ ظہور حسن (ف/۱۲۲۶ھ) قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ سید شاہ آل رسول بن سید آل برکات قدس سرہما (ف/۱۲۹۶ھ) کے پوتے مرید و خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔ علم و فضل میں نابغۂ روزگار تصوف و سلوک میں یکتائے زمانہ التزام شریعت و طریقت میں فرد وقت اخلاق و اعمال میں نمونۂ سنت اور کرامات و تصرفات میں بے مثال تھے۔ عہد طفلی سے عہد پیری تک علم و فن ریاضت و مجاہدہ ذکر و عبادت اور تصنیف و تبلیغ میں مصروف رہے۔ ایک جہان نے آپ سے فیض پایا اور ایک عالم آپ کے انوار باطنی سے سیراب ہوا۔ ان ہی خوش بختوں میں ایک سیدی مفتیٔ اعظم آل الرحمٰن محی الدین جیلانی مولانا شاہ مصطفےٰ رضا قدس سرہٗ ہیں۔

خاندانِ رضوی کا خانوادۂ برکاتی سے دیرینہ تعلق رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ) کے والد ماجد امام المتکلمین علامہ

نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ (ت / ۱۲۹۷ھ) مارہرہ شریف حاضر ہو کر ۱۲۹۴ھ میں علامہ سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے دست پاک پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ اسی روز اعلیٰحضرت قدس سرہ بھی بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعد میں حضرت سید المشائخ علیہ نے بھی امام احمد رضا قدس سرہ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

حضرت مفتئ اعظم قدس سرہ کی ولادت سے پہلے ہی سید المشائخ علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں اعلیٰحضرت کو ان کے تولد و سعادت کی بشارت دیدی تھی۔ اور ولادت کے چھ ماہ بعد بریلی تشریف آوری ہوئی تو بیعت سے نوازا، پھر خلافت و اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ سید المشائخ کی رحلت ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ، ۳۱ راگست ۱۹۰۶ء شنبہ کی شام کو ہوئی اس وقت حضور مفتئ اعظم قدس سرہ کی عمر مبارک چودہ سال ہوگی ـــــ دیگر تفصیلات مفتئ اعظم قدس سرہ کے حالات میں دیکھیں۔ یہاں اس اجمالی تذکرۂ تعلق کے بعد حضرت سید المشائخ قدس سرہ کا تذکرہ مقصود ہے۔ میری کوشش یہ ہوگی کہ حضرت کے حالات کی ایک ہلکی جھلک قارئین کے سامنے آجائے۔ تفصیل کے لیے کتب سوانح کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

سلسلۂ نسب

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب ابن (۱) سید شاہ ظہور حسن ابن (۲) سید شاہ آل رسول ابن (۳) سید آل برکات عرف ستھرے صاحب ابن (۴) سید شاہ حمزہ ابن (۵) سید شاہ آل محمد ابن (۶) سید شاہ برکت اللہ صاحب سلسلۂ برکاتیہ ابن (۷) سید شاہ اُویس ابن (۸) سید شاہ عبدالجلیل ابن (۹) سید شاہ عبدالواحد صاحب سبع سنابل شریف ابن (۱۰) سید شاہ ابراہیم ابن (۱۱) سید شاہ محمد قطب الدین ابن (۱۲) سید شاہ محمد ماہرو شہید ابن (۱۳) سید شاہ بڈھ ابن (۱۴) سید شاہ کمال الدین ابن (۱۵) سید قاسم ابن (۱۶) سید حسین ابن (۱۷) سید نصیر ابن (۱۸) سید حسین ابن (۱۹) سید عمر ابن (۲۰) سید محمد صغریٰ جد اعلیٰ قبائل سادات بلگرام ابن (۲۱) سید علی ابن (۲۲) سید حسین ابن (۲۳) سید ابوالفرح ثانی ابن (۲۴) سید ابوفراس ابن (۲۵) سید ابوالفرح واسطی جد اعلیٰ قبائل سادات زیدیہ بلگرام و بارہا وغیرہا ابن (۲۶) سید داؤد ابن (۲۷) سید حسین ابن (۲۸) سید یحییٰ ابن (۲۹) سید زید سوم ابن (۳۰) سید عمر ابن (۳۱) سید زید دوم ابن (۳۲) سید علی عراقی ابن (۳۳) سید حسین ابن (۳۴) سید علی ابن (۳۵) سید محمد ابن (۳۶) سید عیسیٰ ملقب بہ مؤتم الاشبال ابن (۳۷) حضرت زید شہید ابن (۳۸) امام زین العابدین علی ابن (۳۹) حضرت امام حسین شہید کربلا ابن (۴۰) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم، زوج (۴۱) سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بنت (۴۲) سید الانبیاء احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار کھلا دروازہ مارہرہ مطہرہ

خاندانی حالات

حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۳۸ھ / ۱۲ محرم ۹۴ھ) کے فرزند حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی مدنی ہیں۔ ۸۰ھ میں ولادت ہوئی۔ جب بنی امیہ کا ظلم وستم اور فسق وفجور حد سے آگے بڑھا تو حضرت زید نے ہشام بن عبدالملک مروانی کے خلاف کوفہ میں علم جہاد بلند کیا۔ پھر اس کے عامل یوسف بن عمر ثقفی کی اجازت سے مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ لیکن دوبارہ بہت سے اہل کوفہ اپنی نصرت دوفا کا یقین دلا کر حضرت کو باصرار کوفہ لے گئے۔ وہاں پہنچنے پر پندرہ ہزار کوفیوں کی جمعیت ان کے ہمراہ ہوگئی مگر بعد میں ساتھ چھوڑنے کی یہ تدبیر نکالی کہ حضرت سے کہا:۔ آپ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا کریں۔ حضرت نے فرمایا: ہم اس سے برأت ظاہر کرتے ہیں جو حضرات شیخین پر تبرا کرے۔ کوفیوں نے کہا اِذَنْ نَرْفِضُكَ تب ہم آپ کو چھوڑتے ہیں فرمایا:۔ دور ہو جاؤ تم رافضی ہو۔ اسی وقت سے اس لقب کی ابتدا ہوئی۔ اب حضرت کے ساتھ بہت مختصر سی جماعت رہ گئی جو ظالم وقت کے مقابلے کے لئے کافی نہ تھی۔ ایک وقت آیا کہ ظالموں نے حضرت کو سخت اذیتوں کے ساتھ شہید کیا۔ یہ ۱۲۲ھ کا واقعہ ہے۔ پھر بدبختوں نے قبر شریف سے حضرت کی نعش مبارک نکال کر اسے سولی دی اور ان مظالم وشقاوت کا مظاہرہ کیا جن کا تصور بھی ایک مسلمان کو لرزہ براندام کر دینے کیلئے کافی ہے۔

مدینہ منورہ سے واسطہ تک

ان کے فرزند حضرت عیسیٰ (ابتدائی نام عمارہ بن زید) جن کا لقب مُوتم الاشبال (شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والے) تھا، حکومت کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہنے کی خاطر زیادہ تر واسطہ وغیرہ کے جنگلوں میں رہتے۔ منصور عباسی برابر آپ کی تلاش کراتا رہا لیکن ناکام ہوا۔ کوفہ کے اندر ۱۶۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ والد گرامی حضرت زید کی شہادت (۱۲۲ھ) کے وقت آپ کی عمر ایک برس تھی۔ مگر چونکہ آپ اپنے

والد ماجد سے روایتِ حدیث کرتے ہیں اس لئے یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ تحقیق یہ ہے کہ ۴۰۰ھ کے اواخر یا ۴۰۰ھ کے اوائل میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے اخلافِ کرام حکومتوں کے ظلم و تعدی سے پریشان ہو کر اپنے عزیز آبائی وطن مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے چنانچہ حضرت موتم الاشبال کے پڑپوتے حضرت علی عراقی نے عراق کے مشہور شہر واسط میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

پھر ان کی نسل میں سید ابو الفرح واسطی کو واسط بھی چھوڑنا پڑا، جس کا سبب صرف یہ ہوا کہ فرمانروائے واسط کو کسی خلاف شرع امر سے روکا اور وہ باز بھی آگیا۔ مگر کم بخت مصاحبین کے اکسانے پر بعد میں حضرت کو اپنا قلم رَد سے باہر ہونے کا حکم دے دیا۔ حضرت نے اپنے بیٹوں، پوتوں، لڑکیوں، نواسے نواسیوں، داماد ول غرض پورے کنبے قبیلے کو لے کر سلطان محمود غزنوی کے عہد سلطنت میں غزنی پہنچے وہاں حضرت کی ولایت کا امتحان لینے اور ان سے روشناس ہونے کے بعد لوگوں نے بجا اعزاز و اکرام کیا اور نیازمندانہ پیش آئے۔

پھر حضرت وہاں سے ہندستان تشریف لائے۔ جب آپ سرہند کے قریب پہنچے اور حاکم سرہند کو اطلاع ملی تو حاضر خدمت ہو کر اعزاز و اکرام کے ساتھ لے گیا اور کئی مواضع بطور جاگیر دئے۔ ایک عرصہ تک ان مقامات میں حضرت اپنے اہل خاندان کے ساتھ مقیم رہے۔ بعد میں حاکم واسط اپنے فعل پر پشیمان ہوا اور معافی مانگ کر حضرت کو پھر واسط بلا لیا۔ وہیں حضرت کی وفات ہوئی۔ مگر آپ کے سید معزالدین کے سوا باقی اہل قبیلہ ہندوستان ہی میں رہ گئے جن کی اولاد فتوحِ سندیلہ، بلگرام، بارہا، مارہرہ وغیرہ مقامات میں آج بھی موجود ہے۔

واسط سے بلگرام تک

سید ابو الفرح قدس سرہ کے پڑپوتے سید ابو الفرح ثانی کے فرزند سید حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلگرام کا قصد کیا اور موضع "بیتوڑی" میں خیمہ زن ہوئے۔ تسخیر بلگرام کے اسباب اسی وقت پیدا ہو چکے تھے۔ تھوڑی معرکہ آرائی بھی ہوئی لیکن اس کام کی تکمیل آپ کے پوتے سید محمد صغریٰ بن سید علی کے ہاتھوں ہوئی۔ ان کا اصل نام سید محمد ہے اور صاحبُ الدعوۃِ الصغریٰ لقب تھا۔ کثرت استعمال سے جزء اول حذف ہو کر صرف جزء آخر "صغریٰ" زبان عوام پر باقی رہ گیا اور نام کے ساتھ بولا جانے لگا۔

سید محمد صغریٰ حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ سلطان شمس الدین التمش کی رفاقت و ملازمت کے پردے میں اپنے باطنی کمالات نگاہ عوام سے مخفی رکھتے۔ انہوں نے ۶۱۴ھ میں بلگرام فتح کیا اور علامہ میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ تک خاندان برکاتی کے اجدادِ کرام وہیں سکونت پذیر

خدا شاہد رضا سکا آپ کی طالب خدا ہوگا
تعالیٰ اللہ رتبہ میرے حامی میرے یاور کا
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
مجرب عمل
اسم یا سلام ۱۱ بار پڑھے اول
آخر درود شریف ۳-۳ بار اور
مریض پر دم کرے۔ انشاء اللہ صحت ہوگی
خدائے عزوجل کے اسم پاک اور درود
شریف کی برکت سے ہمارے کاروبار
میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔
عبدالوہاب بھائی
ٹرک اونر
مودھاپارہ
رائے پور — ایم، پی

رہے۔

بلگرام سے مارہرہ

سب سے پہلے سید شاہ عبد الجلیل ابن سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہما باشارۂ غیبی ورضاء نبوی مارہرہ تشریف لائے بہت سے اہل خاندان اور سادات زیدیہ بلگرام ہی میں مقیم رہے۔ حضرت شاہ عبد الجلیل قدس سرہ بتاریخ ۲۰ رجب ۱۰۹۵ھ بروز پنجشنبہ اول وقت ظہر بلگرام میں رونق افزائے فرش گیتی ہوئے اور بعد نماز فجر بروز دوشنبہ بتاریخ ۸ صفر المظفر ۱۰۵۷ھ مارہرہ شریف میں محبوب حقیقی سے جاملے۔ وہیں اپنی خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔

اس خاندان عالی میں سبھی ارباب فضل وکمال نظر آتے ہیں اور بعض حضرات کو خاص شہرت ومقبولیت حاصل ہے چند نمایاں اسمار گرامی یہ ہیں (۱) سیدنا زید شہید مدنی تابعی جو سیدنا امام زین العابدین علی کے بیٹے اس خانوادہ کے جد اعلیٰ اور تاریخ اسلام کی ناقابل فراموش شخصیت ہیں (۲) سید علی عراقی جو عراق میں سکونت کے باعث اہل حجاز کے نزدیک عراقی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ۱۳۰۰ھ میں سید شاہ اسمٰعیل حسن مارہروی قدس سرہ سفر حج کے درمیان قرنطینہ کے لئے جزیرہ کامران میں اترے تو انہیں تھوڑے فاصلے پر ایک مزار نظر آیا۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ یہ سید علی عراقی کا مزار مبارک ہے۔ حضرت فاتحہ وزیارت سے شرفیاب ہوئے۔ (۳) سید ابو الفرح واسطی جو خاندان میں سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے (۴) سید محمد صغری قدس سرہ (ف ۶۴۵ھ) جد اعلیٰ قبائل سادات بلگرام وغیرہ (۵) سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ صاحب سبع سنابل شریف وتصانیف کثیرہ مبارکہ (۶) سیدنا شاہ عبد الجلیل قدس سرہ (۷) آپ کے پوتے سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ (۱۰۷۰ھ / ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ) صاحب سلسلۂ برکاتیہ۔

سید المشائخ کی ولادت تعلیم وتربیت

سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ بروز پنجشنبہ بتاریخ ۱۹ شوال المکرم ۱۲۵۵ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۸۳۹ء مارہرہ مقدسہ میں پیدا ہوئے۔ ڈھائی برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ نے رحلت فرمائی اور جدہ ماجدہ نے تمام کفالت اپنے ذمہ لے لی عمر شریف کا گیارہواں سال تھا کہ والد گرامی سید شاہ ظہور حسن علیہ الرحمہ کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ مگر یہ حضرت کی خوش نصیبی ہے کہ پورے اکتالیس برس اپنے جد گرامی سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کی خصوصی تربیت اور تعلیم وہدایت سے سرفراز ہوئے اور ان کے زیر عنایت رہ کر سلوک وعرفان کی بلند منزلوں پر فائز ہوئے۔

اساتذۂ علوم ظاہری

سب سے پہلے حضرت خاتم الاکابر علامہ شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ نے حسب قاعدہ سورۂ اقرا شریف کی چند آیتیں پڑھائیں سینۂ مبارک

سے لگایا، رَبِّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ کے ساتھ خاص دعائیں دیں۔ پھر درگاہ شریف کے مدرسۂ فارسی میں داخل کر دیا۔

حضرت سید المشائخ نے "الصلوٰۃ البہیۃ علی اساتذتی واساتذۃ اجدادی" میں اپنے جن اساتذۂ کرام کے اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں ان میں سے اکثر حضرات کے متعلق یہ سراغ نہیں ملتا کہ حضرت نے اُن سے کیا پڑھا، قیاس یہ ہے کہ وہ حضرات چونکہ درگاہ معلّٰی کے مدرسہ میں رہتے تھے اس لئے باضابطہ نہ سہی اتفاقاً ہی کچھ اخذ و تعلّم کا موقع آیا ہوگا۔ ان بزرگوں کے طرز عمل سے یہ کبھی ظاہر نہ ہوا کہ استاد ہیں بلکہ سید المشائخ سے ہمیشہ خادمانہ و مؤدبانہ ہی ملتے دیکھے گئے۔ یہ حضرات ان ارشادات کو پیش نظر رکھتے تھے۔

لَا تَؤُمُّوْا قُرَیْشًا وَائْتَمُّوْهَا وَلَا تُعَلِّمُوْا قُرَیْشًا وَتَعَلَّمُوْا مِنْهَا، فَاِنَّ اَمَانَۃَ الْاَمِیْنِ مِنْ قُرَیْشٍ تَعْدِلُ اَمَانَۃَ اَمِیْنَیْنِ۔

(ترجمہ) قریش کو اپنا تابع نہ بناؤ، ان کی اتباع کرو۔ قریش پر دعوئی استادی نہ رکھو اور ان کی شاگردی کرو کہ قریش میں ایک امین کی امانت دو امینوں کے برابر ہے (حدیث نبوی، ابن عساکر بروایت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ)

قاضی القضاۃ مولانا شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ رسالہ مناقب السادات میں فرماتے ہیں۔

"ہر کہ پیش شاگرد پدر خود خواند شاگرد نباشد و اورا نشاید کہ بنظر استادی نگرد، از آنکہ نعمتے کہ اورا از پدرش رسیدہ بود ہماں نعمت بہ پسرش رسانیدہ امین و مبلغ باشد نہ ولی نعمت ــــ فَهُمْ مَنْ فَهِمَ وَجَهِلَ مَنْ جَهِلَ"۔

(ترجمہ) جو اپنے باپ کے شاگرد سے پڑھے شاگرد نہ ہوگا، پڑھانے والا اپنے کو استاد نہ کہے اور اسے نظر استادی سے نہ دیکھے کیونکہ جو نعمت اسکے والد سے ملی تھی وہی اس کے فرزند کو پہنچا کر وہ امین و مبلغ ہوا محسن و آقا کے نعمت نہ ہوا جس نے سمجھا سمجھا جو نادان تھا نادان رہا۔

لیکن یہ شرافت نفس اور علوِ ہمت کی بات ہے کہ حضرت سید المشائخ نے کسی سے اگر کچھ بھی سیکھ لیا تو کوئی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اُسے اپنے اساتذہ میں ذکر فرمایا۔ ان کی نظر میں یہ ارشادات تھے۔

(۱) مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَقَدْ صَیَّرَنِیْ لَهٗ عَبْدًا، اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ۔
(مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ طبرانی شریف)

(ترجمہ) جس نے مجھے ایک حرف پڑھا دیا، تحقیق اس نے مجھے اپنا بندہ و غلام بنا لیا۔ اگر چاہے فروخت کرے اور اگر چاہے آزاد کرے۔

(۲) مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ هُوَ مَوْلَاهُ۔ (حدیث نبوی طبرانی شریف)

(ترجمہ) جس نے کسی بندے کو کتاب اللہ کی کوئی آیت سکھا دی تو وہ اس کا آقا ہو گیا۔

(۳) تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّکِیْنَۃَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ
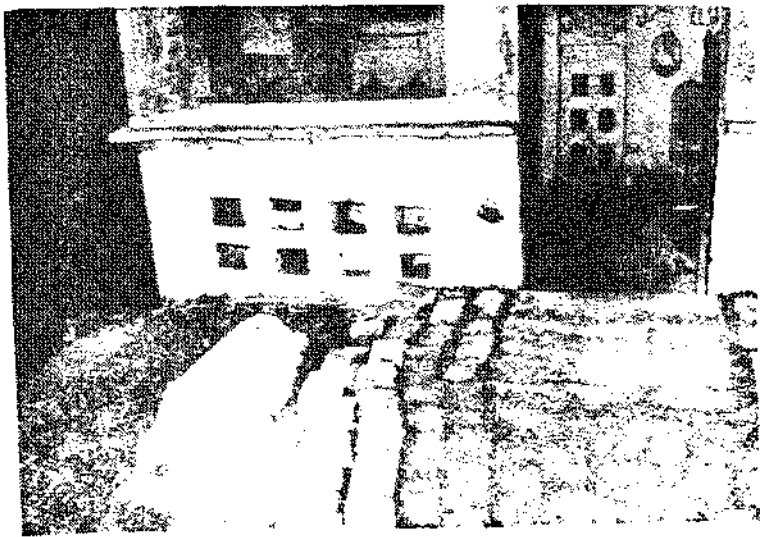
مفتی اعظم کے اجداد کرام کے روضہ کے باہر بائیں میں انوار رضا صاحبزادہ مفتی اعظم کا مزار جن کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ واقع سٹی قبرستان بریلی شریف

منفق (حدیث نبوی، طبرانی و ابن عدی)

(ترجمہ) علم حاصل کرو اور علم کے لئے سکون و وقار سیکھو اور جس سے تم حاصل کرو اس کے سامنے تواضع و عاجزی اختیار کرو۔

(۳) مَا كَتَبْتُ عَنْ اَحَدٍ حَدِيْثًا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ عَبْدًا مَّا اَحْيٰى ۔ (حدیث جلیل حضرت شعبہ بن حجاج، مقاصد حسنہ امام سخاوی)

(ترجمہ) میں نے جس سے ایک حدیث بھی لکھی تا حیات اس کا بندہ و غلام ہو گیا۔

مگر اب تو وہ زمانہ ہے کہ بعض حضرات شرف استاذی پر فخر کرتے نہیں تھکتے۔ اور بعض حضرات باضابطہ اخذ و تعلم اور ممنون تربیت ہونے کے باوجود بھی اپنے واقعی اساتذہ کو استاذ بتاتے ہوئے کسر شان محسوس کرتے ہیں باقی آداب استادی و شاگردی کا لحاظ تو دور کی بات ہے۔

حضرت سید المشائخ نے اپنے اساتذہ کی ایک طویل فہرست تحریر فرمائی ہے یہاں چند اسماء گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ (۱) میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمہ غالباً یہ حضرت کے پہلے استاذ ہیں (۲) مولانا محمد سعید صاحب خراسانی بدایونی مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہ معلی حضرت نے آپ سے ابتدائی رسائل صرف و نحو پڑھے ۲۴؍ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ کو بدایوں میں وصال ہوا۔ (۳)

میاں جی جمال روشن صاحب (۴) حافظ قاری محمد فیاض صاحب رامپوری۔ حضرت کے معلم قرآن کریم ہیں۔ مدرسہ قرآنیہ درگاہ معلی میں ایک عرصہ تک مسند نشین رہے رامپور میں انتقال فرمایا (۵) مولوی فضل اللہ صاحب جالیسری۔ مدرس مدرسہ عربیہ درگاہ معلی۔ بماہ ذوالحجہ ۱۳۰۸ھ جالیسر میں انتقال ہوا (۶) استاذ الاساتذہ مولانا نور محمد صاحب عثمانی بدایونی۔ بمقام بدایوں ۱۳۰۱ھ وصال ہوا (۷) محب رسول مولانا عبدالقادر عثمانی بدایونی۔ سید المشائخ نے فہرست اساتذہ میں ان کا نام درج نہیں کیا ہے غالباً بطور درس ان سے کچھ نہیں پڑھا تھا۔ لیکن برابر انہیں استاذی کہا کرتے جس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ہدایت حضرت خاتم الاکابر قدس سرہ سید المشائخ مسائل دینیہ میں علامہ سے مشورہ کرتے اور ان کے مشورہ و معاینہ کے بغیر اپنی تصانیف شائع کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ اسی استفادہ کو شاگردی سے تعبیر کیا۔ اور علامہ کو ہمیشہ "استاذی" کہہ کر پکارا۔ علامہ رد وہابیہ و رد تفضیلیہ میں یکتائے زمانہ تھے۔ امام احمد رضا نے قصیدہ مدحیہ میں آپ کی محبت کو علامت سنت قرار دیا ہے۔ علامہ سے اعلیٰحضرت قبلہ کے بڑے اچھے تعلقات تھے اکثر مسائل و معاملات دینیہ میں باہم مشورہ بھی ہوا کرتا تھا۔ بتاریخ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ بمقام بدایوں شریف انتقال فرمایا۔

اساتذۂ علوم باطنی

حضرت سید المشائخ کو علم باطن میں اپنے جد امجد سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل ہے مگر علم ظاہر کی طرح علم باطن میں بھی جن بزرگوں سے حضرت سید المشائخ نے کسی مسئلہ یا درود و دعا میں کوئی استفادہ کیا اور کوئی فیض پایا ان کے اسماء ذکر فرمائے چند نام تبرکاً یہاں بھی لکھے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت سید غلام محی الدین صاحب قدس سرہ سید المشائخ کے چھوٹے دادا ہیں۔ ان سے اجازت اوراد و اشغال اور اکثر خاندانی چیزیں حاصل ہوئیں فن تکسیر بھی اولاً آپ ہی سے سیکھا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) حضرت شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ان سے بعض اعمال و اشغال لئے۔ (۳) مفتی سید عین الحسن بلگرامی قدس سرہ نہایت مرتاض اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ درگاہ شریف کے مدرسہ حقائق میں تصوف و حقائق کے معلم اور سید المشائخ کے استاذ تھے۔ (۴) مولانا احمد حسن صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ سید المشائخ نے آپ سے علم تصوف کے بعض فوائد حاصل کئے اور ۶ شعبان ۱۲۸۵ھ کو سند مسلسل بالاولیت بھی حاصل کی۔ ۱۶ صفر ۱۲۹۹ھ یکشنبہ کے دن اشراق کے وقت وصال ہوا (۵) حضرت حافظ شاہ علی حسین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ۔ انہیں خاندان برکاتی سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ آپ سے سید المشائخ کو اجازت حرز یمانی و سلسلہ قادریہ منوریہ اور سند تسبیح حاصل ہے۔ مرادآباد میں انتقال فرمایا اور محلہ کٹگھر میں دفن ہوئے۔

تصانیف

اگرچہ تصنیف اور شہرت مصنفی سے حضرت کو خاص دلچسپی نہ تھی

لیکن ضرورت و ہدایت کے پیش نظر بعض کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں سے بیشتر شائع ہو چکی ہیں چند نام یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) القسل المصفیٰ فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ۔ بیان عقائد اہل سنت۔ (مطبوعہ)

(۲) سوال و جواب۔ اردو۔ رد تفضیلیہ مطبوعہ۔

(۳) تحقیق التراویح۔ بیس رکعت تراویح کا ثبوت۔

(۴) دلیل الیقین من کلمات العارفین حضرات صوفیہ کرام کا مسلک بھی تفضیل شیخین ہی ہے (مطبوعہ)

(۵) عقیدۂ اہل سنت (محاربین جمل وصفین و نہروان کے بارے میں) غیر مطبوعہ۔

(۶) لطائف طریقت، کشف القلوب۔ بیان سلوک۔ مع بعض اوراد و اشغال۔ مطبوعہ۔

(۷) النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء۔ اسانید احادیث سلاسل اولیاء سلاسل بعض اوراد وغیرہ۔

(۸) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف۔ فقر کلام حدیث تصوف سیر اور سلوک کے متفرق فوائد کا خزینہ۔ مطبوعہ۔

(۹) الجفر۔ علم جفر کا ایک خاص قاعدہ غیر مطبوعہ۔

(۱۰) النجوم۔ علم نجوم سے متعلق وہ معلومات جن کا جاننا عامل و حقبار کے لئے ضروری ہے۔

(۱۱) اسرار برکاتیہ۔ آخری تصنیف مبارک صدہا نکات و اسرار پر مشتمل۔ غیر مطبوعہ۔

(۱۲) تخییل نوری۔ عربی، فارسی، اردو اشعار کا مجموعہ (جو اتفاقیہ نظم ہوگئے) (مطبوعہ) نوری اور نوری تخلص فرماتے چند اشعار یہ ہیں۔

دور آنکھوں سے ہیں اور دل میں ہے جلوہ ان کا
ساری دنیا سے نرالا ہے یہ پردہ ان کا
حشر کے غم میں مبارک ہو عدو کو ماتم
عید ہے ہم کو کہ دیکھیں گے تماشا ان کا

نگاہوں میں سب ہیں جو پردے کیا تو ہے
چھپے سب نظر سے کہ تو رو برو ہے
موحد ہیں نوری اتحادی ہیں ملحد
نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

دل عشاق میں لے جاں مکیں کیوں نہ ہوئے
یہ بھی تو عرش ہے تم عرش نشیں کیوں نہ ہوئے
نام جب دیکھتے ہیں تیرا خطوں میں عاشق
رشک کرتے ہیں کہ قرطاس ہمیں کیوں نہ ہوئے
غم فرقت کی بلاؤں میں پھنسا ہے نوری
حیف صد حیف کہ تم اسکے امیں کیوں نہ ہوئے

خلفاء سید المشائخ کے خلفاء پچاس سے زائد ہیں۔ مفتی اعظم قدس سرہ کی خلافت و اجازت کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں چند اسماء ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس

سرہ (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ) (۲) حضرت سید شاہ مہدی حسن برکاتی قدس سرہ۔ (۳) سید شاہ ظہور حیدر مارہروی قدس سرہ (م ۱۸ شعبان ۱۳۲۴ھ)۔ (۴) سید شاہ حامد حسن مارہروی قدس سرہٗ۔ (۵) سید ابن حسن مارہروی قدس سرہ (م یکم ربیع الاول ۱۳۲۶ھ) (۵) سید شاہ اسمٰعیل حسن مارہروی قدس سرہ (۶) سید شاہ خفیر عالم مارہروی قدس سرہ (۷) حضرت سید محمد میاں اولاد رسول مارہروی قدس سرہٗ۔

عام حالات

عقائد یہ خاندانِ عالی ہمیشہ اہل سنت کے مسلک محقق و منقح کا پابند رہا ہے اکابر خاندان خصوصاً سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ کی تصانیف جلیلہ سبع سنابل شریف وغیرہ اس پر روشن دلیل ہیں۔ وہابیت تو بعد کی پیداوار ہے اور اس کی ضلالت اتنی عیاں ہے کہ کسی ولی اللہ کا اس سے تعلق ہونا ممکن نہیں۔ بعد کے اکابر خاندان نے اس فرقہ کے رد و ابطال میں نمایاں کردار انجام دیا ہے۔ خصوصاً فرقہ تفضیلیہ کا رد بلیغ اس خاندانِ عالی کا مبارک شعار رہا ہے جس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تفضیلیہ کے بعض شبہات ایسے ہیں جن کا کما حقہ رد ان ہی سادات کرام کا حصہ ہے۔ مثلاً تفضیلیہ کا یہ کہنا کہ (۱) ہم اولاد علی ہیں لہٰذا ان کی محبت فطری امر ہے اور یہ محبت ان کی تفضیل کی مقتضی ہے (۲) جملہ سلاسل کے مرجع وہی ہیں لہٰذا سب سے افضل وہی ہیں (۳) فرزند کو اپنے پدر کی برتری ماننا بجا ہے (۴) فضیلت نسب وغیرہ وغیرہ۔

اکابر مارہرہ قدست اسرارہم جملہ اصول و فروع میں اہل سنت کے بالکل موافق ہیں حتیٰ کہ یزید کے بارے میں بھی مسلک امام اعظم ہی کے قائل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں خود سید المشائخ تحریر فرماتے ہیں۔

"دریں زمان مردمان اہل سنت وجماعت از محاورات رافضیان وصحبت ایشاں از حال امیر معاویہ وغیرہ صحابہ سوء ظن می دارند ایں خود رفض جلی است" (سراج العوارف ص ۲۹)

ترجمہ: "اس دور میں کچھ اہل سنت وجماعت رافضیوں کی صحبت اور ان کی باتوں سے متاثر ہوکر حضرت امیر معاویہ وغیرہ صحابہ کرام کی بارگاہ میں سوء ظن رکھتے ہیں یہ خود کھلا ہوا رفض ہے"۔

سید المشائخ نے اس سلسلہ میں محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی دہلوی قدس سرہ کی کتاب مبارک فوائد الفواد شریف سے سند بھی ذکر فرمائی ہے حضرت نے مراسم تعزیہ داری کی بھی سخت تردید فرمائی ہے اور اپنے جد امجد سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کے ارشادات نقل کئے ہیں۔

یہ حضرات صرف فضیلت شیخین ہی نہیں بلکہ تفضیل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی قائل و معتقد ہیں۔ سید المشائخ فرماتے ہیں۔

"آنکہ می دانند کہ افضلیت بر ترتیب خلافت است غلط است بلکہ خلافت بر ترتیب افضلیت است وہم چنیں واقع شدہ یعنی ہر افضل بر غیر خود در

مزارات مقدسہ حضرت مولانا رضا علیخاں و مولانا نقی علیخاں علیہما الرحمہ مفتی اعظم کے اجداد کرام
واقع سنی قبرستان بریلی شریف

خلافت مقدم شد۔ بدلیل آنکہ افضلیت ایشاں بہ ہمیں ترتیب در عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متحقق بود، حالانکہ دراں زمان ہیچ یکے از ایشاں خلیفہ نبودند۔ پس چوں بہ ترتیب معلوم بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفہ شدند بظہور پیوست کہ خلافت بہ ترتیب افضلیت واقع شد۔ نہ آنکہ افضلیت بہ ترتیب خلافت باشد۔ (سراج العوارف)

ترجمہ: یہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ افضلیت بترتیب خلافت ہے غلط ہے۔ بلکہ خلافت بترتیب افضلیت ہے یہی واقع ہوا کہ ہر افضل خلافت میں غیر افضل سے مقدم ہوا۔ دلیل یہ ہے کہ ان حضرات کی افضلیت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اسی ترتیب پر متحقق تھی جبکہ ان میں سے کوئی بھی خلیفہ نہ تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد یہ لوگ بترتیب معلوم خلیفہ ہوئے تو ظاہر ہوا کہ خلافت افضلیت کی ترتیب پر واقع ہوئی نہ یہ کہ افضلیت خلافت کی ترتیب پر رہی ہو۔

سید المشائخ نے ایک بار اپنے عقائد سے متعلق اشتہار شائع فرمایا جس میں لکھتے ہیں:

" امابعد فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافۂ انام

اہلِ اسلام وخصوصاً مریدانِ خاندان ومریدانِ ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ: عقیدہ اس فقیر کا اور اسلاف فقیر کا اور اساتذۂ فقیر کا وہی ہے جس کو فقیر نے سرِدیا "عسل مصفیٰ" اور "دلیل الیقین" میں ظاہر کر چکا۔ اب جو صاحب کہ خلاف اس کے ہوں اُن سے فقیر بری ہے وما علینا الا البلاغ۔ تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ از مقام گجرات پنجاب دو۔

خدام سے ارشاد ہوتا: کسی بدمذہب سے دوستی بری بات اور حرام ہے۔ ان لوگوں کی مجالس مذہبی اور خاص صحبتوں میں ہرگز شرکت نہ کرو کہ کم از کم یہ صورت مداہنت وسستی اعتقاد ہے — مدارج العوارف میں فرماتے ہیں۔

واجبِ اوّل: تصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت وجماعت اگر حق منحصر دراں است، بعزت وجلال خداوندی کہ ما ومشائخ ما وسائر اولیاء کرام در ظاہر وباطن وخلوت وجلوت بر مذہب اہل سنت وجماعت بودہ اند وہستند و خواہند بود، ہمبریں زئیم وہمبریں میریم وہمبریں برانگیختہ شویم ان شاء اللہ تعالیٰ (ملخصاً)

ترجمہ **پہلا فرض:** مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق عقائد درست کرنا کہ حق اسی میں منحصر ہے خدائے عزوجل کے عزت وجلال کی قسم، ہم اور ہمارے مشائخ اور تمام اولیاء کرام ظاہر وباطن اور خلوت وجلوت میں اسی مذہب اہل سنت وجماعت پر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ اسی پر جئیں گے اسی پر مریں گے اور اسی پر اٹھیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اعمال: اس مختصر تحریر میں اعمال کی تصویر کشی سخت مشکل ہے۔ مختصر یہ کہ ظاہر شریعت کی پابندی کے ساتھ طریقت وسلوک کی پابندیوں کے بھی حامل تھے — التزام شریعت کی چند مثالیں یہ ہیں۔

(۱) وقت بیعت نہ کبھی مریدہ کا ہاتھ چھوتے نہ کبھی روبرو آنے کی اجازت دیتے۔

(۲) آیات اسماء لکھ کر چراغ جلانے کی اجازت نہ دیتے، فلیتہ میں صرف اعداد تحریر فرماتے۔

(۳) زبانی سریانی کی محض وہ دعائیں عمل میں لاتے جن کے معنی معلوم ہوں، باقی سے ممانعت فرماتے۔

(۴) بعض مشائخ نے کچھ نقوش خون سے لکھنا تجویز کئے ہیں، سید المشائخ خون سے کبھی نہ لکھنے دیتے مشک وزعفران سے لکھتے۔

(۵) حمایت ظالم سے بہت بیزار تھے — حضرت کے مرید خاص مولوی غلام شبیر بدایونی علیہ الرحمہ اپنے ایک پیر بھائی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غازی آباد ضلع میرٹھ میں ملازم تھے۔ ان پر مقدمہ فوجداری چلا۔ حضرت کی خدمت میں انہیں لے کر پہنچے۔ ابھی عرض حال کر ہی رہے تھے کہ حضرت لیٹے سے اٹھ بیٹھے اور جلال میں فرمایا: تم لوگوں کو جس وقت کوئی ظاہری حکومت مل جاتی ہے خدا کو بھول جاتے ہو اور غرباء پر سخت ظلم کرتے ہو۔ جب خدا پکڑتا ہے اس وقت فقراء کے پاس دوڑتے ہو۔ کیا یہ لوگ

ایک اہم ادر

تیربہدف وظیفہ

بڑی سے بڑی مشکل درپیش ہو تو یہ وظیفہ کم از کم اکیس (۲۱) یوم ورنہ چالیس یوم روزانہ بعد نماز مغرب پڑھے۔ اور بعد فراغت وظیفہ مبارکہ کے وسیلہ سے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی مراد پیش کرے۔ جملہ مرادات میں اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وظیفہ یہ ہے

"سَہِّلْ بِفَضْلِكَ يَا عَزِيْزُ" داہنے پیر کو کھڑا کرکے بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ اور کھڑے پیر کے گھٹنے پر اپنی ٹھوڑی کو خوب جمالے۔ پھر یہ وظیفہ۔ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اول آخر ۱۱۔ ۱۱ مرتبہ درود شریف

مالک و مولیٰ! جب تک یہ وظیفہ پڑھا جاتا رہے اور صبح قیامت تک اس عمل کا فیض جاری رہے۔ اس کا ثواب میرے والد مرحوم **حسین عیسیٰ** اور میرے چچا **عبد الستار عیسیٰ • اسمٰعیل عیسیٰ • علی محمد عیسیٰ** مرحومین کی ارواح کو عطا فرما۔ اور انہیں اپنا قرب خاص مرحمت فرما۔ اور اس وظیفہ و عمل کے طفیل ہمارے کاروبار میں برکت و ترقی عطا فرما۔ صحت و سلامتی ایمان و عافیت اور برکتوں رحمتوں سے نواز دے

تیرے کرم کا سائل

حاجی عبد الغفار بھاٹے والے

۱۲۰۔ اے۔ رام نگر رانی باغ کے سامنے بائیکلہ بمبئی نمبر ۲۷

خدا کے بگاڑے ہوئے کو بچا سکتے ہیں؟ کیا یہ کچھ زبان ہلا سکتے ہیں؟ — اس معاملے میں حکم ہو چکا ظالم کو قید ہو گی اب کیا کہتے ہو؟ مولوی غلام شبیر صاحب بعد میں حضرت سے اکیلے ملے تو اب وہ غصہ نہ تھا، مگر پھر بھی یہی فرمایا:— بہت افسوس ہے کہ اس نے غریبوں پر سخت ظلم کیا، اور حکم سزا ہو گیا مجبوری ہے۔ نتیجہ یہی ہوا کہ سخت کوشش کے باوجود سزا ہو گئی۔

دوسرا واقعہ موصوف ہی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کے ایک مرید نے اپنے بعض اہل قرابت کی شکایت کرتے ہوئے درخواست کر ڈالی کہ کوئی ایسا عمل مرحمت ہو جس سے میرے مخالفین کو تکلیف پہنچے فرمایا:۔ متنازعہ فیہ معاملات میں ان کا کچھ شرعی حق ہے یا نہیں؟ بولے:۔ ضرور ہے مگر اس پر تمادی قانون عارض ہے عرصے سے قبضہ نہیں۔ اتنا سننا تھا کہ جلال آگیا۔ فرمایا:۔ فقرا ظالم کو بھی ایذا دینا گوارا نہیں کرتے چہ جائیکہ صاحب حق کو طلب حق پر ایذا پہنچائیں۔ ہم سے کبھی ایسا سوال نہ کرنا۔

لکھتے ہیں کہ:۔ خادم عاجز نے ہر چند کوشش کی کہ حضرت کا غصہ کم ہو جائے لیکن جب کسی پہلو سے ان کا تذکرہ آتا فوراً ان کا وہ سوال یاد آجاتا اور فرماتے:۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے ناجائز خلاف شریعت درخواست کی تھی اور اس معاملہ میں ہم سے معاونت چاہی تھی۔ شیخ کی اس برہمی مزاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ سائل مذکور تین برس سخت امراض میں مبتلا محتاج ضروریات، صاحب فراش رہ کر انتقال کر گئے۔

سید الملت شیخ کو دینی کتابوں کے مطالعہ سے خاص شغف تھا۔ کوئی وقت بیکار نہ جانے دیتے روزانہ اوراد و اشغال حسب معمول رکھتے۔ خدام کی خبرگیری، سائلوں کی حاجت روائی، مہمانوں کا انتظام تمام امور وقت پر بخوبی انجام پاتے۔ رب کریم نے وقت میں کافی برکت رکھی تھی۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور تعلیل دائم کو پسند فرماتے۔ حافظ قرآن ہونے کے باوجود ہمیشہ دیکھ کر بآواز تلاوت کرتے حروف و سطور پر انگلیاں بھی چلتی جاتیں، تاکہ زبان، آنکھ کان، ہاتھ سب برکت تلاوت سے بہرہ ور ہوتے جائیں سہولت کے لئے ۲۳ منزلیں مقرر فرمائی تھیں تاکہ روزانہ کچھ ہوتا رہے۔ پاروں کے بجائے سورتوں پر تلاوت ختم کرتے۔ سورۂ اعراف تک ایک ایک سورہ پر منزل ہے پھر انفال و توبہ۔ پھر دو چار سورتوں کی ایک ایک منزل۔ پھر سورۂ قیامہ سے آخر قرآن تک ایک منزل۔ (سراج العوارف)

اطوار طریقت: میں بھی چند نمایاں باتیں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) اخفاء حال حد درجہ تھا۔ تعلیم و ہدایت کے لئے اگر تذکرہ کرتے تو اس طرح کہ عام سامعین سمجھتے کسی دوسرے کا ذکر ہے مگر راز آشنا خدام اکثر سمجھ جاتے کہ خود اپنا تذکرہ فرما رہے ہیں مثلاً ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "مریدین حضور خاتم الاکابر قدس سرہ میں اس شخص کو جانتے ہیں کہ وہ نتیجۂ شغل میں اپنے جسد کو بے روح معاینہ کرتا۔ اور فلاں شغل کے زمانے میں اس کو عالم ناسوت اس قدر تنگ

ومختصر نظر آتا کہ اگر چاہے ایک مشت دست میں لے لے۔

(۲) توحید میں حسب صوفیۂ کرام وحدت وجود کے قائل تھے۔ لیکن فرماتے یہ مسئلہ حالی ہے قالی نہیں۔ بطور قال وحدت شہود والوں کا مسلک خوب بیان ہو سکتا ہے۔ البتہ اتحاد کے منکر تھے اور اتحادیوں سے بیزار فرماتے ہیں ؎

موحد ہے تو ،اتحادی ہے ملحد
نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

(۳) ہر وقت یاد الٰہی سے دل کو آباد رکھنا فرماتے ہیں :۔

"مدام بیاد الٰہی مشغول باشند، از خدا بجز خدا طلب نکنند۔ چوں خدا را یافت ہمہ اشیا را یافت یک لحہ از یاد او تعالیٰ غافل نمانند۔"

(سراج العوارف ص۷)

(ترجمہ) ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہیں۔ اور خدا سے صرف خدا کو طلب کریں۔ جب خدا کو پا لیا سب پا لیا..... ایک لمحہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہیں۔

(۴) راضی بقضا ہونا۔ اپنے مرید خاص مولانا غلام شبر صاحب بدایونی کے نام ایک خط میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس سال سفر حج میں ہمارے خاص اعزہ تھے۔ حضرت پھوپھی صاحبہ مکرمہ، خالہ صاحبہ محترمہ ہمشیرہ صاحبہ محترمہ۔ یہ سب اسی سفر مبارک میں مقامات متبرکہ میں انتقال کر گئیں۔ رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ۔ ہم یکہ و تنہا ہیں۔ بڑا سفر، درپیش ہے۔ دعا کرو انجام بخیر ہو۔"

تصرفات و کرامات

حضرت سید المشائخ قدس سرہ کو اگرچہ ہمیشہ اخفاء حال منظور و ملحوظ تھا۔ مگر کچھ حالات و اسباب ایسے درپیش ہوتے ہیں کہ تصرفات و کرامات کا اظہار ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بطور نمونہ صرف دو واقعے درج کرتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد ناصر خاں مارہروی کسی موضع میں بسلسلہ علاج تشریف لے گئے تھے۔ ایک شخص نے ان کے یہاں حاضر ہو کر کہا قریب ہی ایک موضع میں ایک مریض کی حالت سخت خراب ہے آپ چل کر دیکھ لیں معقول فیس بھی پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب اس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ چند کوس چلنے کے بعد کنارۂ دریا پر واقع ایک وحشت ناک جنگل میں پہنچے شخص مذکور نے یہاں ٹھہر کر آواز دی اور فوراً دو شخص لاٹھیاں لئے ہوئے آ گئے تینوں بدمعاشوں نے چاہا کہ ڈاکٹر صاحب کا سامان و نقد چھین لیں اور قتل کر کے دریا میں ڈال دیں ___ ڈاکٹر صاحب کو سخت خوف لاحق ہوا۔ قریب الموت ہو گئے۔ حضرت سید المشائخ قدس سرہٗ کو دل میں یاد کر کے استغاثہ کیا کہ قبلہ مدد فرمایئے۔ اس خیال کے ساتھ ہی دیکھا کہ حضرت ایک جانب سے تشریف لائے اور اشارہ فرمایا گھبراؤ نہیں ہم آ گئے۔ حضرت کے آنے سے وہ تینوں دفع ہو گئے۔ اب ڈاکٹر صاحب پریشان تھے کہ اس اندھیری رات میں کہاں جاؤں۔ ارشاد ہوا ہمارے ساتھ چلے آؤ۔ تھوڑی

دیر میں اسی آبادی کے قریب پہنچ گئے جہاں سے وہ بدمعاش لے گیا تھا۔ آبادی کے قریب پہنچ کر حضرت نے فرمایا تم آبادی میں چلو۔ اور خود علیحدہ ہو گئے۔ انہوں نے خیال کیا شاید رفع حاجت کے لئے ٹھہرے ہیں راستے بھر ہیبت واقعہ کے سبب سے حضرت سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ گاؤں میں پہنچ کر شدید بخار اور غشی میں مبتلا رہے۔ دوسرے دن وہاں سے روانہ ہو کر اپنے گھر مارہرہ شریف پہنچے۔ معلوم ہوا کہ آج صبح سے کئی بار حضرت کے خادم آ کر دریافت کر گئے ہیں کہ ڈاکٹر آئے یا نہیں؟ یہ بھی حکم ہے کہ آنے کے بعد فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ حسب حکم حاضر خدمت ہوئے اور قدم بوس ہو کر خاموش کھڑے ہو گئے۔ حضرت نے تبسمانہ ارشاد فرمایا۔ الحمدللہ! انجام بخیر ہوا۔ گھبراؤ نہیں — یہ بات قابل تذکرہ نہیں عرض کیا۔ اگر یہ قصہ اپنے دوستوں سے نہ کہوں گا مر جاؤں گا۔ فرمایا اچھا جب ہم مارہرہ سے چلے جائیں مختصراً کہنا۔ یہ تمہارا حسن اعتقاد اور حضرات پیران سلسلہ کا کرم تھا۔

ایک بار شاہجہاں پور سید المشائخ قدس سرہٗ کی تشریف ارزانی ہوئی۔ ایک خادم کے مکان پر دعوت تھی۔ قریب قاضی محمود رشی کا مکان تھا۔ یہ صاحب شاہجہاں پور میں وکالت کرتے تھے۔ حضرت کی دعوت کا حال معلوم کر کے مشائخ پر طعن کیا اور ان کے تصرفات سے منکر ہو گئے۔ یہ بات حضرت تک پہنچی تو وکیل مذکور کو بلا کر ارشاد فرمایا۔ ہر چند کہ ہم میں کوئی قابلیت نہیں لیکن بزرگ خاندان سے منتسب ہیں۔ کہو کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے قلت آمد اور کثرت خرچ کا حال ذکر کر کے خرچ نہ چلنے کی شکایت کی۔ فرمایا۔ اچھا یہ نقش لکھ دو اور یہ چراغ اس ترکیب سے جلاؤ۔ یہ پڑھو۔ تعمیل حکم پر ان کی آمدنی بڑے بڑے وکلاء سے بڑھ گئی اور فارغ البال ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد مطمئن ہو کر وظیفہ چھوڑ دیا۔ اور چراغ باندھ کر اندرونی دالان کے اندر ایک بلند طاق پر رکھ دیا۔ ایک دن علی الصباح ایک کوا آیا اور دالان میں جا کر چراغ اٹھا لے گیا۔ ان کے کام کا وہی پہلا سا حال ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد سید المشائخ جب شاہجہاں پور میں رونق افروز ہوئے تو وکیل مذکور حاضر ہو کر بکمال تواضع اس نقش کے طالب ہوئے۔ حضرت نے فرمایا: الحمدللہ تم نے اکابر مارہرہ کا تصرف دیکھ لیا لیکن تم نااہل ثابت ہوئے اس لئے ہم بھی معذور رہیں۔

اخلاق حسنہ سید المشائخ قدس سرہٗ کی سیرت میں یہ بات بہت وسیع ہے۔ اور حالات زمانہ کے پیش نظر اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے تفصیل سے بیان کیا جائے لیکن یہاں اس کی گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ اعمال کی طرح اخلاق میں بھی اتباع سنت آپ کی فطرت ثانیہ تھی مساکین پر رحم، غرباء کی قدر، امارت سے استغنا، سخاوت کا کمال، بخل سے ملال، اہل تعلق کا خیال وغیرہ اخلاق حسنہ کے جامع تھے تبرکاً و تعلیماً چند واقعات بھی لکھے جاتے ہیں۔

دوجہاں میں بٹتا ہے باڑہ اسی سرکار کا
دونوں عالم پاتے ہیں صدقہ اسی دربار کا

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

شیطان کے اغواء سے حفاظت کی دعا

اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

اے عذاب و ثواب کے مالک! آیت و دعائے مذکور کا ثواب مولانا یٰسین بیگ مرزا اور ان کی صاحبزادی عابدہ بی دلدار خان اور ان کی صاحبزادی مہر النساء اور میرے نانا غازی خان نانی وزیرن بی مرحومین و مرحومات کی ارواح کو عطا فرما اور انہیں جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرما۔ آمین۔

محمد مرزا اشرف

مین روڈ شہادہ
ضلع دھولیہ
مہاراشٹرا

عرشِ اعظم پہ پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

طلب مغفرت اور دوزخ سے نجات کی دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اے موت و حیات کے مالک! کلام مقدسہ کے ورد کا ثواب میرے والد

ابراہیم قاسم مرحوم

اور والدہ

ہاجرہ بائی مرحومہ

کو بخش دے اور ان کی برکت سے ہمارے کاروبار میں ترقی عطا فرما۔

منجانب

اشرف ابراہیم عارف ابراہیم پالا

گونڈل والے

بمبئی ناولٹی اسٹور

پلاٹ گلی ۱۱
مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹرا)

نذر و ہدیہ میں جو کچھ آتا صرف ہو جاتا کبھی جمع کر کے نہ رکھتے۔ موروثی مکان کے حصہ سے دستبردار ہو گئے فرمایا: ہمارے قیام کو خانقاہ شریف کافی ہے۔ کسی جگہ خود کوئی مکان تعمیر نہ کرایا۔ ایک سوداگر نے ایک عمدہ گھڑی نذر کی صاحبزادہ صاحب کو پسند آئی مگر سوچا کسی دوسرے وقت مانگ لوں گا۔ شام کو حضرت سے دریافت کیا گھڑی کہاں ہے؟ فرمایا وہ تو دیدی۔ تم نے اسی وقت کیوں نہ لے لی۔ اسطرح کے واقعات روزانہ پیش آتے۔ کبھی کچھ ذخیرہ نہ کرتے۔

غرباء کی ہم نشینی محبوب تھی۔ جو شفقت بے تکلفی ان کے حصہ میں آئی امراء اس سے محروم تھے قبول دعوت میں امراء پہ غرباء کو ترجیح ہوتی۔ فرماتے ہمارے فلاں خادم نے بہت خلوص و کوشش سے سامان کیا ہے۔ اس کی دل شکنی اور نقصان ہو گا۔ خاندان کے مرید امراء ہمیشہ کوشش کرتے کہ حضرت ان کے مکان پر رونق افروز ہوں لیکن ان کے یہاں تشریف ارزانی کا اتفاق بہت کم ہوتا۔ جن امراء کو بیعت نہ ہوتی ان کے یہاں نہ جاتے نہ ان کا نذرانہ قبول کرتے۔

خانوادۂ برکاتیہ کے دیرینہ خادم سید سردار علی خاں صاحب کے یہاں بمبئی میں ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء میں سید المشائخ قیام پذیر تھے۔ سید صاحب نے عرض کیا۔ بزرگان مارہرہ کے تصرفات میں نے بہت سنے ہیں لیکن آنکھوں سے بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور نظام بادشاہ دکن (میر محبوب علی خاں

متوفی ۱۳۲۹ھ) میرے والد مرحوم اور مجھ سے ناخوش ہیں آپ سے میری استدعا ہے کہ وہ بمبئی تشریف لائیں میرے مکان پر ٹھہریں میری خطا معاف کریں۔ حضرت نے فرمایا: ہم نے کب آپ سے کہا ہے کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم کو یہ دعویٰ ہی نہیں۔ سید صاحب مُصر ہوئے تو فرمایا۔ ممکن ہے کہ وہ بمبئی تشریف لائیں۔ اس میں کوئی تعجب بھی نہیں کیونکہ اکثر وہ سیر و سفر کیا کرتے ہیں۔ یہ بھی بعید نہیں کہ آپ کے مکان پر ٹھہر لیا آخر آپ بھی معزز متوسل سلطنت ہیں۔ کچھ انتظار کیجئے لیکن شرط یہ ہے کہ اگر نظام تشریف لائے اور آپ کے حسب مراد نتیجہ نکلا تو ہمارے ایک خادم کی سفارش کر دیجئے گا۔ سید صاحب نے وعدہ کر لیا۔

چند روز بعد سید صاحب کے نام بادشاہ دکن کا تار آیا کہ معلوم ہوا ہے ہندوستان کے کوئی بزرگ تمہارے مکان پہ تشریف فرما ہیں۔ تم انہیں لے کر فوراً حیدر آباد پہنچو۔ سید صاحب نے تار حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ارشاد فرمایا: جواب دیدو فقیر کو حیدر آباد حاضری کی کوئی ضرورت درپیش نہیں۔ جلد وطن کو واپسی کا قصد ہے۔ یہ جواب دکن پہنچا تو وہاں سے دوسرا تار آیا کہ ہم خود بمبئی آتے ہیں۔ حضرت کو مقیم رکھو۔ نظام فوراً اسپیشل ٹرین سے بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب سید صاحب کو اطلاع روانگی کا تار ملا تو پورے مطمئن ہو گئے۔ اور سید المشائخ سے کئے ہوئے وعدہ پر غور کرنے لگے۔ آخر یہ قصد کیا کہ حضرت کو کیا خبر ہو گی۔ عرض کر دوں گا کہ میں نے کہہ دیا۔ دوسرے دن تار پہنچا کہ حضور نظام
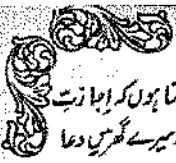
بمبئی کے لئے روانہ ہوئے تھے لیکن فلاں اسٹیشن سے اسپیشل حیدرآباد کو واپس ہو گیا۔ یہ معلوم کرکے سید صاحب بہت مایوس ہوئے اور حاضر ہو کر عرض کیا۔ سید المشائخؒ نے ارشاد فرمایا: سید صاحب! فقیر کو آپ کی معاونت درکار نہیں لیکن حال معلوم ہو گیا۔ خیر چندے اور انتظار کیجئے۔ نظام ضرور تشریف لائیں گے۔

کچھ وقفے سے نظام تشریف لائے، اور سید صاحب کے اسی مسافر خانہ میں ٹھہرے جس میں سید المشائخؒ فروکش تھے۔ دوسرے دن بادشاہ نے ایک مصاحب کے ذریعے خدمت اقدس میں استدعا بھیجی کہ سلام کو حاضر ہونا چاہتا ہوں تخلیہ کی ضرورت ہے۔ حضرت نے جواب دیا:۔ فقیر ہر وقت تخلیہ میں ہے۔ میرے یہاں حاجب دربان نہیں نہ کسی آنے جانے کے لئے کوئی روک ٹوک ہے ہر شخص کو اجازت ہے جس وقت چاہیں تشریف لائیں۔ نظام آئے بکمال ادب ملے اور چارپائی پر حضرت کے پائیں بیٹھے حضرت نے کرسی طلب فرمائی اور یہ کہہ کر اس پر باصرار بٹھایا کہ آپ سلطان اسلام ہیں۔ ہر مسلمان کو آپ کی عزت کرنا ضروری ہے۔ مزاج پرسی وغیرہ کے بعد نظام نے عرض کیا: میں حضور کو حیدرآباد چلنے کی تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ فرمایا مجھ کو وطن میں چند ضرورتیں ہیں اس وقت معذور ہوں۔ فرمائیں کہ اس تکلیفِ سفر کی وجہ اور فقیر سے غرض کیا ہے؟

نظام نے عرض کیا:۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خانوادۂ برکاتیہ میں دعائے سیف الرحمٰن ہے اور حضور اس کے حاکم ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اجازت دعا مرحمت ہو۔ فرمایا: یہ سچ ہے کہ میرے گھر میں دعا ہے، نیز مجھ کو اپنے اکابر سے اجازت ہے اور میں پڑھتا ہوں۔ لیکن یہ چیز فقراء کے کام کی ہے۔ بادشاہوں کے لائق نہیں۔ دعا ترک خلائق چاہتی ہے اور آپ کے دامن دولت سے ایک عالم وابستہ ہے۔ تاہم مجھ کو دعا کی اجازت دینے میں عذر نہیں۔ اگر صرف اجازتِ قرارت درکار ہے میں اجازت دیتا ہوں آپ پڑھئے۔ اگر باقاعدہ اجازت عمل مطلوب ہو آپ کو تکلیف ہو گی۔ اس دعا کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ طالبِ اجازت دینے والے کے پس پشت کھڑا رہے یہاں تک کہ اجازت دینے والا قرارتِ دعا کے بعد وہ نسخہ طالب کو مرحمت فرمائے۔ یہ سنکر حضور نظام فوراً حضرت کے پس پشت کھڑے ہو گئے۔ سید المشائخ نے وظائف میں سے دعا سیف الرحمٰن نکال کر قرارت فرمائی۔ درمیان قرارت بادشاہ کو رعشہ پیدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے پھر باادب کھڑے ہو گئے حضرت نے دعا ختم کرکے حسب قاعدہ خرقہ کے ساتھ حضور نظام کو مرحمت فرمائی۔

بادشاہ نے آداب عرض کرکے شکریہ ادا کیا اور ایک بڑی شاندار نذر پیش کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میرے آبار واجداد قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُم مریدوں سے نذر لیتے تھے اور میں بھی لیتا ہوں لیکن آپ مرید نہیں ــ اور آپ نے مجھ سے دعائے یمانی (اسی دعا کا ایک نام یہ بھی ہے) کی اجازت لی ہے۔ فقیر دعا کو فروخت نہیں کرتا۔ اب یہ قیمت دعا ہو جاتی

ہے۔ اگر طلب دعا سے پہلے فقیر کو کچھ مرحمت ہوتا عذر نہ ہوتا کہ شاہانِ اسلام فقراء پہ مہربانیاں کرتے اور ان کے مصارف کی کفالت فرماتے رہے ہیں۔ لیکن میں اس شاہانہ عطیہ کے قابل نہیں ہوں اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ البتہ فاتحہ اکابر بشرط اجازت ہے اپنے خادم سے اشارہ فرمایا شیرینی حاضر ہوگئی حضرت نے فاتحہ کی اور اس میں سے ایک حصہ سلطان کو مرحمت فرمایا حضور نظام نے بکمال ادب و اخلاص حصہ لیا اور اسی وقت تناول فرمایا جو قطعاً دستور سلطنت کے خلاف تھا۔

اس واقعہ سے کئی سبق حاصل ہوتے ہیں: (۱) بادشاہ دکن میر محبوب علی خاں نظام حیدرآباد کو سلطنت اور علوِ مرتبت کے باوجود مشائخ کرام کے ساتھ حد درجہ اخلاص و ادب ملحوظ تھا (۲) انہوں نے ایک فقیر کی بارگاہ میں حاضری دی تو آج کے لوگوں کی طرح کسی دنیاوی غرض کے طالب نہ ہوئے بلکہ فیض و دعا کے طالب ہوئے (۳) اپنے دولت کدہ پر سید المشائخ کی حاضری کے لئے مصر نہ ہوئے۔ بلکہ ضرورت تھی تو خود حاضر ہو گئے (۴) سید المشائخ کو درباروں کی حاضری سے گریز تھا (۵) غیر مرید سے نذر قبول نہ فرمائی (۶) نظام کی آمد و واپسی پھر آمد وغیرہ میں حضرت کے تصرف کو ضرور دخل تھا۔ بایں ہمہ اخفاء حال کیلئے حتی الامکان کوشاں رہے (۷) سید سردار علی خاں رئیس بمبئی کے اخلاص کا امتحان ہو جانے کے باوجود انہیں نظر انداز نہ کیا بلکہ صاف فرما کر ان کی استدعا پوری کی اور نظام سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سید سردار علی خاں جو آپ کا نمک خوار قدیم ہے اس کی خطا معاف کیا جائے حسب حکم حضور نظام نے خطا معاف کر کے انہیں اپنی ملازمت میں لے لیا۔

ضروری نوٹ: مسترشد کی عظمت سمجھنے میں عظمت مرشد کی معرفت بھی مددگار ہوتی ہے۔ اسی لئے برادر گرامی مولانا عبد المبین نعمانی زید فضلہ و فیضہ رکن المجمع الاسلامی مبارکپور و صدر المدرسین دار العلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڑھ نے راقم الحروف کو "مرشد مفتی اعظم" کے عنوان پر کچھ لکھنے کا حکم دیا۔ افسوس کہ مجھے فرصت بہت کم رہتی ہے اور وقت میں برکت کا بھی وہی حال معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ہفتہ عشرہ بدایوں اور مارہرہ شریف میں قیام کر کے خود حضرت سید المشائخ کی تصنیفات اور دیگر مراجع و مآخذ سے استفادہ کرتا تو اس مضمون کی شان کچھ اور ہی ہوتی۔ سلسلہ کے کوئی فاضل اسطرف توجہ کریں اور جدید طرز پر ایک ضخیم سوانح مرتب کریں تو ان کا بڑا کرم ہوگا۔ چند پی ایچ ڈی کرنے والے اپنے مقالۂ تحقیق کا موضوع حضرت سید المشائخ اور اکابر مارہرہ کی شخصیات کو منتخب کریں تو یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں خاندانی حالات تاج العلماء حضرت مولانا سید محمد میاں برکاتی مارہروی قدس سرہ کی اصح التواریخ (۱۳۴۷ھ) سے اور سید المشائخ قدس سرہ کے حالات ان کے قریبی خادم و مرید مولانا غلام شبر بدایونی کی "نور دلائل حضور" سے ماخوذ ہیں۔ یہ کتاب پروفیسر محمد ایوب قادری کے تحشیہ و تقدیم کے ساتھ ۱۹۶۹ء میں مکتبہ علویہ رضویہ کراچی سے پہلی بار تذکرہ نوری کے نام سے شائع ہوئی
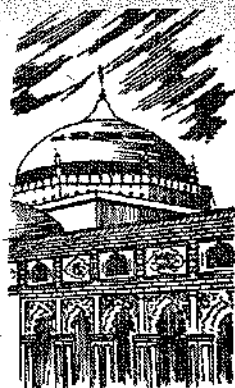
ہے۔ وہی نسخہ راقم کے پیش نظر تھا جہاں تک ہو سکا اختصار در اختصار کی کوشش کی ہے۔ اصل مقصود عام قارئین کی تعلیم و افادہ ہے۔ خدا کرے یہ مقصد بر آئے اور یہ حقیر کاوش بارگاہ کریم میں بار قبول پائے آخر میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی نظم کردہ "منقبت نوری" کے چند اشعار استناداً اور تبرکاً ہدیۂ قارئین ہیں۔ یہ شخصیت کی معرفت میں میرے مضمون سے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں کیونکہ "عالم را عالم می داند و ولی را ولی می شناسد۔

فٹ نوٹ:

(۱) اس مضمون میں ہر جگہ "سید المشائخ" سے میری مراد صاحب تذکرہ سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ ہیں ۱۲ محمد احمد۔

(۲) قبل ولادت اور بعد ولادت عہد طفلی و شیر خوارگی میں کسی کو داخل سلسلہ کرنے اور خلیفہ دجا زبنانے کا مسئلہ میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ (۹۱۵ھ/۱۷-۱۰ھ) سبع سنابل شریف وغیرہ میں منقح فرما چکے ہیں ۱۲۔

میرِ کارواں خاموش ہے

از نتیجۂ فکر جناب لطافت علی خاں نشاطؔ بیلی بھیتی ایجوکیشن سپرنٹنڈنٹ بریلی

ہر گلی سونی پڑی ہے ہر مکاں خاموش ہے
بات کیا ہے آج ہر پیر و جواں خاموش ہے

مضطرب ہیں خانقاہیں اور سب علمائے دیں
کس کا غم ہے آج رضوی آستاں خاموش ہے

کان میں آواز یہ آئی کہ سن اے بے خبر!
اک بریلی ہی نہیں سارا جہاں خاموش ہے

پیکرِ انسانیت دنیا سے رخصت ہو گیا
یوں زمیں تصویرِ غم ہے آسماں خاموش ہے

ہند کا وہ مفتیٔ اعظم وہ اللہ کا ولی
جو نگہبانِ شریعت تھا نگہباں خاموش ہے

ہندو مسلم سکھ عیسائی سب ہی جس کے معتقد
آج وہ انسانیت کا پاسباں خاموش ہے

وہ مساوات و اخوت کا علمبردار تھا!
وہ حدیثِ زندگی کا رازداں خاموش ہے

اب سنائیں گے کسے ہم دکھ بھری روداد غم
جو سنا کرتا تھا سب کی داستاں خاموش ہے

آنکھ ویراں دل پریشاں ہر کوئی تصویرِ غم
ہو نہیں سکتا بیاں دردِ نہاں خاموش ہے

حسبنا اللہ کی صدائیں گونجتی ہیں چار سو
بولتا ہے اب بھی وہ لیکن زباں خاموش ہے

ساری دنیا میں اندھیرا سا نظر آنے لگا!
روشنی کا تھا جو بحرِ بیکراں خاموش ہے

منزلِ مقصود کو اب کس طرح پہونچیں گے ہم
کارواں بے چین میرِ کارواں خاموش ہے

روک لے اپنے قلم کو اے نشاطؔ خستہ جاں
منقبت سن کر ہر اک جادو بیاں خاموش ہے

پیشکش کردہ
سراج علی خاں
اردو ٹیچر سٹھریا نجابت خاں بریلی

اَفتخارِ ثقافت و صحافت مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ استقامت زیدت مکارمکم ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
فقیر رمضان المبارک حسبِ معمول بنگلور میں گذار کر مکان پہنچا تو آپ کا فرمائش نامہ مفتی اعظم نمبر کے لئے کچھ لکھنے کا منتظر نواز ہوا۔ معمولاتِ رمضان کی تکان، دارالعلوم ربانیہ کی بیجد مصروفیات اور چند دنوں سے اپنی علالت کی تکلیف کے باعث حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہِ قدس میں قلم اٹھانے کی جرأت و ہمت بالکل نہیں پاتا۔ لیکن ؎

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

کے مصداق چند سطور لکھ کر آپ کے ارشادِ سبیل الرشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔

سید مظہر ربانی غفرلہٗ

مفتی اعظم ہند

زہد و تقویٰ کا نورانی پیکر

حضور سیدی و سندی شاہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنت حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند نوری برکاتی قادری بریلوی قدس سرہ العزیز سے میری نیازمندانہ وابستگی کا تعلق ۱۹۴۰ء سے ہے جس وقت میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علیگڈھ میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ تعلیم میں مصروف تھا اور تقریباً ہر سال حضور سیدی و استاذی صدر الشریعہ کے ہمراہ بریلی شریف عرس رضوی میں حاضری کا شرف حاصل کرتا تھا۔

عرس رضوی کا نورانی اجتماع میرے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا کیونکہ فیضانِ اعلیٰحضرت سے مستفیض ہونے کے علاوہ شہزادگانِ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام

حضرت علامہ سید مظہر ربانی صاحب
دارالعلوم ربانیہ باندہ
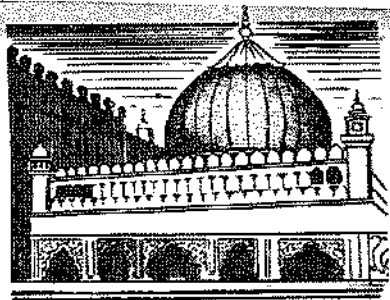
حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب و مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب" ان شہزادوں کے سوا صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی" ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور اسی صف کے دیگر اکابرین و اعیانِ اہلسنت" و اساطین ملت اسلامیہ کی زیارت کا شرف اور ان کا فیض صحبت یکجائی طور پر یہیں نصیب ہوتا تھا۔

اپنے ہمعصر اور ہم مرتبہ بزرگوں کے درمیان حضور مفتی اعظم ہند کی منکسر المزاجی" تواضع" اور اعلیٰ ترین اخلاقی رعایت کے ساتھ ساتھ فقیہانہ بالغ نظری اور شریعت مطہرہ کے انتہائی باریک مسائل پر بے لاگ گرفت دیکھنے کے قابل تھی۔

جن لوگوں نے بزرگوں کے اجتماع کا وہ نورانی و روحانی ماحول اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور چند لمحات بھی اس مقدس ترین علم و نور سے جگمگاتی ہوئی فضا میں گزارے ہیں وہ حضور مفتی اعظم کی جلالت علمی "دیانت فقہی" خوف الٰہی" عشق رسول" تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ ترین مقام کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔

ایک وقت آیا جب سیدی و استاذی حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی آنکھوں کے آپریشن کے باعث درس و تدریس کا سلسلہ بند کر دیا اس وقت میں اور میرے ساتھی حضرت صدر الشریعہ سے ہدایہ اخیرین" و ملا حسن" پڑھ رہے تھے حضرت کا قیام ان دنوں منظہر العلوم کالج کچی باغ بنارس میں بحیثیت صدر المدرسین کے تھا۔ حضرت کی معیت میں طلبا کا ایک اچھا خاصہ قافلہ داروں علیگڑھ سے آکر بنارس میں مقیم ہو گیا تھا۔ ہندوستان کے علاوہ افریقہ وغیرہ ممالک کے طلبا ہمارے ساتھ تھے۔

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد میں نے کچھ دن جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں اور کچھ دن مفتی اعظم کے مدرسے منظر اسلام مسجد بی بی جی محلہ بہاری پور بریلی میں گزار کر اپنی تعلیم کی تکمیل کی۔

بریلی شریف کے زمانۂ قیام میں وہ نعمت جو سال میں ایک بار عرس رضوی میں ملتی تھی اب باربار نصیب ہونے لگی۔ تعلیم سے فارغ وقت کا اکثر حصہ حضور مفتی اعظم کی خدمت میں گزارنے کا موقع ملا اور خلوت و جلوت حضور مفتی اعظم کے وہ اسرار و نکات بخوبی سمجھ میں آنے لگے جن کا مشاہدہ نزدیک رہ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

حضور مفتی اعظم وقت کے عظیم المرتبت علماء و جلیل القدر مشائخ کے پیچیدہ مسائل کا علمی و عرفانی حل فرماتے دوسری طرف عوام و خواص کی تکالیف و دکھ درد کا دعا تعویذ یا اوراد و وظائف کے ذریعے روحانی

علاج فرما دیتے۔

صبح سے شام تک عقیدت کیشوں وحاجتمندوں کا ایک جم غفیر حضرت کو پروانوں کی طرح گھیرے رہتا تھا۔ دن کا بیشتر حصہ خدمت خلق میں رات کا عبادات ومناجات میں گزارنا حضرت کا مستقل معمول تھا۔

علماء کی توقیر، طلباء سے شفقت ومحبت جو آجکل بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی جارہی ہے اہلسنت کی اشاعت کے علاوہ وہاں کے مشاہیر علماء کرام ومشائخ عظام سے ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل کرتا رہا۔ جہاں کبھی جب کبھی حضور مفتی اعظم کا تذکرہ آیا اکابرین اہل حق کی آنکھیں فرط عقیدت سے روشن اور ان کے نورانی چہرے فخر وانبساط سے شگفتہ ومسرور نظر آئے۔

علم وعمل، فضل وکمال، زہد وتقویٰ، دیانت

> **علم وعمل، فضل وکمال، زہد وتقویٰ، دیانت وثقاہت ولایت وکرامت غرضکہ جملہ محاسن دینیہ وفضائل شرعیہ کے ایک مجموعہ کا نام "محمد مصطفےٰ رضا خاں" تھا جو قرب قیامت کی فتنوں سے بھری ہوئی لادینیت ودہریت میں ڈوبی ہوئی چودھویں صدی ہجری کی تاریکیوں میں اپنے اسلاف کا نام روشن کر گیا۔**

حضرت کا طرۂ امتیاز تھا۔

بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میں نے چند سال درس وتدریس میں گزارے اس کے بعد وعظ وتقریر، خطابت وسیاحت کے میدان میں قدم رکھ دیا اور بفضلہ تعالیٰ نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے طول وعرض میں تقریباً ہر صوبہ اور ہر ضلع میں پہنچ گیا بلکہ بیرون ملک پاکستان، بنگلہ دیش، سیلون (سری لنکا) ملائشیا، انڈونیشیا، ہانگ کانگ، ایران، عراق کویت، سعودی عرب، یمن وغیرہا بہت سے ممالک کے دورے کئے اور ہر جگہ دینی خدمت، ومسلک وثقاہت، ولایت وکرامت، غرضکہ جملہ محاسن دینیہ وفضائل شرعیہ کے ایک مجموعہ کا نام "محمد مصطفےٰ رضا خاں" تھا جو قرب قیامت کی فتنوں سے بھرا ہوئی لادینیت ودہریت میں ڈوبی ہوئی چودھویں صدی ہجری کی تاریکیوں میں اپنے اسلاف کا نام روشن کر گیا۔ اور اعلیٰحضرت مجدد دین وملت کے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا گیا جس کی بنیاد خوف الٰہی، عشق رسول اور احترام ومحبت اولیاء اللہ پہ رکھی گئی تھی۔

اعلیٰحضرت کے دیدار پر انوار کی سعادت جن خوش نصیبوں کو میسر ہوئی ان کے بیان کے مطابق

حضور مفتی اعظم ہند اعلیٰحضرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے ــ سر سے پیر تک ان کی ہر ادا اپنے والد محترم کی عظمتِ علمی و سطوتِ فقہی کا آئینہ تھی جس کی چمک دمک سے اہل عقیدت کے دلوں کی دنیا جگمگاتی تھی اور ارادت مندوں کے قلوب منوّر و مجلّٰی ہو جاتے تھے، ان کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے سے مسائل دینیہ کا علم و عمل آشکارا ہوتا تھا اور ہر حرکت و سکون سے اتباع سنّت و احکام شریعت کے جذبات پروان چڑھتے تھے۔

اہل علم و اہل بصیرت کو اوامر و نواہی کی بجا آوری کے معتدل اسلوب اور مناسب طریقۂ کار کا سبق ملتا تھا۔

ہندوستان کے سیکڑوں دینی جلسوں اور آل انڈیا سنّی جماعتوں کی کانفرنس میں مجھے حضرت کی سرپرستی میں تقریریں کرنے کا اتفاق ہوا۔ میرا خیال ہے کہ نہ صرف مجھے بلکہ اسٹیج کے ہر قادر الکلام خطیب و مقرر کو عام سامعین کی فکر سے زیادہ حضور مفتی اعظم کے بروقت شرعی مواخذہ کی فکر رہتی کہ کہیں کوئی لفظ زبان سے تقریر کی روانی میں ایسا نہ نکل جائے جس پہ حضرت کا فقیہانہ احتساب حرکت میں آجائے۔

آہ صد آہ وقت کا وہ عظیم المرتبت وارث انبیاء، عصر حاضر کا نائب امام اعظم، دور موجودہ کا خلیفۂ غوث الوریٰ چودھویں صدی کا جانشین مجدد مائۃ حاضرہ، اب ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا جس نے مداہنت فی الدین، مکر وہ سیاست ابن الوقتی، مصلحت پرستی، صلح کلیت وغیرہا جیسی

سر سے پیر تک ان کی ہر ادا اپنے والد محترم کی عظمت علمی و سطوتِ فقہی کا آئینہ تھی جسکی چمک دمک سے اہل عقیدت کے دلوں کی دنیا جگمگاتی تھی اور ارادت مندوں کے قلوب منوّر و مجلّٰی ہو جاتے تھے۔

ہر منافقانہ روش کی دھجیاں بکھیر دیں اور بلاخوف لومۃ لائم ہمیشہ حق کا سر بلند رکھا۔ دین و دیانت کے معاملے میں اپنے پرائے کبھی کسی کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ رضائے الٰہی کے لئے ساری دنیا کی ناراضگی کو کبھی خاطر میں نہ لایا عشق رسول کے لئے پورے جہان باطل کی دشمنی مول لی۔

اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعون ؕ آج پوری دنیائے سنیت یتیم ہو چکی ہے۔ ملت اسلامیہ کا وہ سرپرست اعلیٰ جاتا رہا جس کے آگے عرب و عجم کے اکابرین امت و اساطین ملت ادب سے سر جھکاتے تھے۔ زہد و اتقا کا وہ نورانی پیکر روپوش ہو گیا جس کی مقناطیسی شخصیت عوام و خواص کے دلوں پر حکومت کرتی تھی۔

در مدحت شہزادۂ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ حجۃ اللہ فی الخلق مخزن لطف ربی مجدد دین و ملت

مکرم و معظم حضور مفتی اعظم ہند الحاج الشاہ علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

گلہائے عقیدت

سید اعجاز علی منظر ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر بریلی شریف

وہ مفتی تھے وہ منصف تھے انہیں حق آشنا کہئے
بہ آوازِ دُہل پیہم مسلسل برملا کہئے

بٹا کرتی تھی دولت انکے در پہ دونوں عالم کی
امیرِ قوم کہئے ان کو اور خود کو گدا کہئے

کتاب رخ وہ پڑھ کر دل کا منشا جان لیتے تھے
نہ کہتے تھے کبھی عاصی سے حرف مدعا کہئے

فلاحِ دیں کی خاطر وقف تھا ہر لحظۂ ہستی
مناسب ہے کہ ان کو رہبر راہ خدا کہئے

رضا ان کی بھی شامل تھی رضائے حق تعالیٰ میں
اجل کی کیا خطا ہے کیوں اجل کو پھر بُرا کہئے

ملی جب رب کی قربت چودھویں شب تھی محرم کی
پہ ایں نسبت انہیں بھی غم گسارِ کربلا کہئے

انہیں انکی ہی بخشش ہے جو کچھ ہے میرے دامن میں
میرے دامن میں کیا کیا ہے یہ اب دنیا سے کیا کہئے

نظر تھا ان کا لطفِ خاص ہر اپنے پرائے پر
تو محروم قدمبوسی رہا قسمت کو کیا کہئے

ہوائے خلد تجھ سے صرف اتنی سی گزارش ہے
سلامِ شوقِ منظر کا درِ اقدس پہ جا کہئے

اہلسنت کا وہ تاجدار رخصت ہو گیا جس کے ایک اشارہ پر اقلیم علم و فضل کے بڑے بڑے تاجور ایک صف میں کھڑے نظر آتے تھے۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

ملک و ملت کے درد مند رہنماؤں اور اہلسنت کے مقتدر پیشواؤں کو اگر اس نقصان عظیم کا احساس ہے جو مفتی اعظم کے وصال سے پیدا ہوا تو ان کا پہلا فرض ہے کہ ملت کے منتشر شیرازہ کو منظم و مربوط کریں اور علماء و مشائخ کے باہمی اعتماد کو بحال فرمائیں۔

حریمِ دل میں تھا روشن محبتوں کا چراغ
تری ہی ذات سے ملتا تھا رفعتوں کا سراغ

ہر ایک بزم کی زینت سے تھے مفتیِ اعظم　　نقیبِ دین و شریعت تھے مفتیِ اعظم
سراپا جانِ ولایت سے تھے مفتیِ اعظم　　نثارِ حق و صداقت تھے مفتیِ اعظم

چمن چمن میں اُداسی کی چار سُو ہے گھٹا　　نہ بلبلوں میں چہک ہے نہ بانکپن نہ ادا
نہ عندلیب کے نغموں میں دلفریب نشہ　　ہر ایک پھول ہے پژمردہ تجھ سے ہو کے جُدا

تری جبیں سے تھی شرمندہ کہکشاں کی چمک　　قدم پہ تیرے خمیدہ تھا رفعتوں کا فلک
جبینِ ناز پہ کرتے تھے رشک حور و ملک　　کہ تیرے عشق میں عاشقِ بلال کی تھی جھلک

ہمیشہ پیشِ نظر آبروئے الفت تھی　　زباں پہ سایۂ خنجر میں بھی شریعت تھی
دل و نگاہ میں اک مستیِ حقیقت تھی　　وہ ذات جس پہ فدا عقل اور عقیدت تھی

بہ پیشِ قوتِ اغیار ہر کمال جھکا　　مگر کہیں بھی نہیں وقت کا بلال جھکا
نہ اس کے علم و فضیلت کا ہی ہلال جھکا　　نہ اس کی غیرتِ توحید کا جمال جھکا

وہ زندگی جو تھی میزان اک شرافت کی　　وہ زندگی جو تھی تہذیبِ علم و حکمت کی
وہ زندگی جو ضمانت تھی امن و راحت کی　　وہ زندگی جو تھی تصویر اعلیٰحضرت کی

غضب کہ آج وہی جانِ زندگی نہ رہی
چمن میں پہلی سی اکمل شگفتگی نہ رہی

خانوادۂ رضویہ اور دائرہ شاہ اجمل کے باہمی روابط

(مولانا شاہ سید احمد اجملی)
سجادہ نشین
دائرہ شاہ اجمل الہ آباد

حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر سن کر میرے دل پر جو گذری اس کا اظہار احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جس وقت مجھے اس حادثۂ فاجعہ کی اطلاع ملی میری نگاہوں میں پوری تاریخ گھوم گئی میرے خاندان اور مرحوم کے خاندان سے جو روابط رہے وہ سب روز روشن کی مانند عیاں ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان تین ایسے اہم روابط ہیں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتے پہلا ربط یہ کہ ان کے والد محترم مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور میرے والد حضرت مولانا سید نذیر احمد اجملی الہ آبادی بے حد اچھے دوستوں میں تھے چنانچہ جب حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد و آستانہ جنیدیہ شہر غازی پور و آستانہ حضرت سید شاہ ولی سکندر پور ضلع بلیا کا [illegible] میں وصال ہوا تو آپ کی تعزیت کے لئے حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ میرے والد حضرت مولانا سید نذیر احمد اجملی الہ آبادی کے پاس تعزیت کے سلسلہ میں الہ آباد تشریف لاتے والد علیہ الرحمۃ کی جانب سے آپ کی آمد پر اسٹیشن پر استقبال کے لئے ایک اشتہار شائع ہوا اور والد محترم نے مع اپنے خاندان کے جملہ افراد و عوام کے ساتھ الہ آباد کے اسٹیشن پر مولانا کا استقبال کیا

مولانا دائرہ شاہ اجمل حاضر ہوئے حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھی اور دیگر بزرگان خاندان کے مزار پر حاضری دی اور بحیثیت سجادہ نشین کے میرے پاس کبھی رسم تعزیت کے لئے آئے یہ انکی محبت اور خلوص تھا میں کبھی والد بزرگوار کے ساتھ بحیثیت ان کے فرزند اور بحیثیت سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل اسٹیشن پر حضرت کے استقبال کے لئے موجود تھا مجھے ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جب آپ رسم تعزیت ادا کر رہے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جیسے اپنے مربی اور بزرگ کی موت پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

مولانا موصوف دو دن میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز رہے اور محفلیں منعقد ہوتی رہیں حضرت مولانا موصوف نے اس فقیر کے خاندان میں موجود تبرکات مثلاً موئے مبارک، دستار سرور کائنات تسبیح غوث پاک، جا نماز حضرت غوث پاک اور دیگر بزرگان دین بزرگان خاندان و پیران سلسلہ کے تبرکات کی زیارت کی غالباً آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ بھی تھے یہ ایسا ربط ہے جو ان دونوں بزرگوں کے درمیان تھا اور یہ ہمیں بتا گئے کہ ہم یہ ربط ہمیشہ قائم رکھیں چنانچہ جب میرے مریدین کے گاؤں موضع ہند ضلع غازی پور حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے تو اسی تعلق کو مد نظر رکھتے ہوئے جیسے ہی انھیں اس گاؤں میں میری موجودگی کا علم ہوا بہ نفس نفیس مجھ سے ملنے میرے حجرہ میں تشریف لائے اور میں بھی جہاں وہ تشریف فرما تھے ان سے ملاقات کے لئے گیا۔ اس وقت جب میں یہ سطور رقم کر رہا ہوں میری نگاہ میں مولانا علیہ الرحمۃ کا چہرہ گھوم رہا ہے کس محبت کس خلوص کس پیار اور کس مسحور کن انداز سے مولانا علیہ الرحمۃ مجھ سے ملے ؎

خاک میں کیا صورتیں ہونگی جو پنہاں ہو گئیں

دوسرا ربط حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے یہ ہے کہ حضرت سلسلۂ برکاتیہ مارہرہ شریف میں مرید و خلیفہ تھے یہ سلسلہ حضرت غوث الاولیاء پیر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات والا صفات میں پیوست ہو جاتا ہے ہمارے جد حضرت سیدنا شاہ محمد افضل الہ آبادی قطب الاقطاب بانی دائرہ بھی حضرت پیر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اجل خلفاء میں سے ہیں غرض کہ جہاں سے ہمیں روشنی ملی وہیں سے حضرت مولانا کے اکتساب فیض کی کڑیاں بھی مل جاتی ہیں حضرت مولانا نے اس ربط کا بھی ہمیشہ خیال رکھا اور فرماتے تھے جسکی دعا قبول نہ ہوتی ہو دائرہ شاہ اجمل میں بانی دائرہ قطب الاقطاب حضرت سیدنا شاہ محمد افضل الہ آبادی کی بارگاہ میں جاوے اسکی دعا مقبول ہوگی۔

تیسرا ربط جسکا اظہار ہمیشہ فاضل بریلوی نے کیا وہ حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی اور میری دادی مرحومہ کے جد امجد پیر فقیر اللہ سکندر پوری کی ذات ہمہ صفات ہے حضرت سید فقیر اللہ سکندر

پوری سجادہ نشین آستانہ حضرت شاہ دلی سکندرپور و آستانہ جنیدیہ غازی پور کے جدِ امجد اور حضرت پیر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلسلہ نسب بھی مل جاتا ہے اس تعلق پر فاضل بریلوی کی گہری نظر تھی چنانچہ جب بھی اور جہاں بھی جدی حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوتی ان کی دست بوسی فرماتے اور اس محبت وعقیدت سے جدی علیہ الرحمۃ سے ملتے جو عقیدت ومحبت ایک مرشد زیادہ سے ہوتی چاہیئے۔ جدی علیہ الرحمۃ بھی مولانا سے بے حد محبت کرتے اور مثل اپنے فرزند اور مثل اپنے بھائی یعنی والد علیہ الرحمۃ کی مانند مولانا سے ملتے میں نے ان واقعات اور حقائق کو اس لئے رقم کیا کہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ اور میرے خاندان کے درمیان جو روابط رہے اور ہیں وہ واضح ہوجائیں۔

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ خصوصیات کا مجموعہ تھے ان خصوصیات کا اظہار ان سے ملاقات پر ہوا۔ مرحوم ایک صاحب نظر عالم۔ ایک محتاط مفتی اور ایک مرشد کی حیثیت سے اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی موت "موت العالم" کی مصداق ہے ایسے دور میں جب ایسے بے باک ترجمان کی ضرورت تھی ان حالات میں جب ایسے باعمل عالم کی ضرورت تھی وہ ہم سے بچھڑ گئے۔ لیکن ان کی موت سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ناممکنات میں سے ہے۔ اس خاندان نے جو خدمات کی ہیں اور خاص طور سے ناموس رسول

اور عشق رسول کی مے تقسیم کرنے میں اس خاندان نے جو کردار ادا کیا وہ لائق ستائش ہے۔ مرحوم اپنے خاندان کی تمام روایات کے امین تھے اولادِ رسول سے انھیں اپنے والد کی مانند محبت تھی سادات کرام کا وہ جس جذبہ سے استقبال کرتے تھے جس محبت سے ملتے تھے اب شاید اسکی نظیر نہ مل سکے عشق رسول نے ہی حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ کو بریلی کی سرزمین سے اٹھا کر شہرت کے آسمان پر چمکا دیا اور عشق رسول و اولادِ رسول نے ہی حضرت مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کو وہ شہرت دوام عطا کی جو مشکل سے ہی کسی کو ملتی ہے۔ میری دعا ہے پروردگار اُن کے مزار پر ہمیشہ انوار کی بارش فرماتا رہے اور ان کے نائبین مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا ازہری میاں اور ان کے خاندان کے جملہ افراد کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت اس ربط کو ہمیشہ قائم رکھیں جو میرے خاندان اور ان کے خاندان کے درمیان رہا ہے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین)
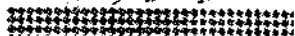
حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی کامیاب زندگی
کا ہر پہلو انتہائی روشن و تابناک اور ان کی حیات
پاک کا ہر لمحہ عامۃ المسلمین کے لئے بہترین سامانِ
ہدایت ہے ـــــ انہوں نے اپنی بانوے ۹۲ سالہ
زندگی کے طویل سفر میں صرف اور صرف اشاعت
دین، خدمت خلق اور رشد و ہدایت کے فرائض
انجام دیئے ـــــ اور جہاں انہوں نے اپنے علم و
فضل، تصنیف و تالیف اور تصوف و معرفت
کو ذریعۂ تبلیغ بنایا وہیں تعویذات و نقوش کی شکل
میں خدا کے مقدس کلام کے ذریعہ ہزاروں انسانوں
مفتی اعظم کی
تعویذ نویسی
ایک بہترین ذریعۂ تبلیغ
ان کے تعویذ و نقوش جسمانی
علاج کے ساتھ ساتھ روحانی
انقلاب پیدا کرنے کا بہترین
ذریعہ تھے۔
از: محمد میکائیل ضیائی

کے تیرہ وتار دلوں میں عشق و وفا کے فانوس روشن کئے۔

اللہ والوں کی زندگی اور ان کے شب و روز کچھ اور ہی ہوا کرتے ہیں جنہیں دیکھ کر بندگان خدا دم بخود اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کو سفر و حضر میں قریب سے دیکھنے والوں کا مشاہدہ ہے کہ آپ چاہے کتنے ہی ضروری کام میں مصروف ہوں اگر کوئی درد کا مارا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا تو تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہو کر سب سے پہلے اس پریشان حال و دل طلب کی خیریت دریافت فرماتے اور پھر پھونک جھاڑ دعا و تعویذ سے اس کی تسکین کا سامان فراہم کرتے یہی وہ ادائے دلبرانہ تھی جس پر لاکھوں دل نثار ہو گئے آپ کی زندگی کا سب سے اہم مقصد تبلیغ دین تھا۔ اور زندگی کے آخری لمحے تک یہی عنصر غالب بھی رہا۔ اور چونکہ آپ روحانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اس لئے آپ کے تعویذات و نقوش نہایت ہی مفید اور بامقصد ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ خواہ بریلی شریف کی مقدس خانقاہ میں جلوہ افروز ہوں، ملک کے کسی گوشے میں قیام پذیر ہوں یا آپ سفر کے دوران ٹرینوں یا بسوں پر تشریف فرما ہوں۔ پروانوں کو آپ کی موجودگی کا علم ہوتے ہی وہ آپ کے قدموں پر نثار ہونے کے لئے بے تحاشا دوڑ پڑتے تھے۔ اور دست بوسی و قدم بوسی کے بعد اپنا دکھ درد بیان کر کے تعویذ ضرور حاصل کرتے تھے۔ اب ان پروانوں میں ہر طرح کے لوگ شامل ہوتے۔ کچھ پابند شرع بھی اور کچھ اس کے برعکس بھی۔ اس ہجوم میں بھی حضور مفتی اعظم ہند کا جذبۂ تبلیغ فرو نہیں ہوتا تھا۔ اگر اس وقت موقع نہ مل سکا

* —— * —— * —— * —— *

حضور مفتی اعظم ھند نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندی خواجہ بایزید بسطامی و دیگر اکابر و اجلہ اولیاء اللہ کی قدم بقدم پیروی کی ھے۔ آپ نے تعویذات و نقوش کے ذریعے روحانی دولت تقسیم فرما کر لاکھوں بندگان خدا کو اسکی بارگاہ کے قریب لا کھڑا کیا۔ اور اب وہ وھیں کے ھو کر گئے ہیں

* —— * —— * —— * —— *

تو بعد میں تعویذ عطا فرماتے وقت غیر متشرع لوگوں کو ضرور ہدایت فرماتے۔ اور اس خوش طبعی کے ساتھ کہ لوگوں کو برا بھی نہ معلوم ہو۔ آپ کے اس انداز ہدایت سے نہ جانے کتنے لوگ راہ ہدایت پر

نقشہ نعل مبارک حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
ماشاء اللہ

گامزن ہو گئے۔

آپ کی تعویذ نویسی نے جانے کتنے بے نمازی کو نمازی بنادیا۔ اس لئے کہ آپ تعویذ کے ساتھ ہی اکثر و بیشتر لوگوں کو کچھ وظائف بتاتے اور ان وظائف کو نماز کے بعد پڑھنے کی تاکید فرماتے اور فرماتے کہ اگر تم اس کی پابندی کروگے تو تمہاری تمام تکالیف دور ہو جائیں گی ان شاء اللہ۔ اور وہ اس لالچ میں مصلّے پہ جہاں پہنچے کہ پھر وہ مصلّے ہی کے ہو کر رہ جاتے تھے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ شیخ بہاؤ الدین نقشبند کی حضرت بایزید بسطامی و دیگر اکابر اولیاء کرام صبح سویرے شاہراہ عام کے کنارے کھڑے ہو جایا کرتے اور تمام گزرنے والے مزدوروں کو ان کی دن بھر کی مزدوری دے کر خدا کی بارگاہ میں جھکا دیا کرتے تھے۔ اور ایک ہی سجدے میں دل کی دنیا میں ایسا انقلاب پیدا ہو جاتا کہ وہ مزدور سے ولی بن جایا کرتے ہے

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضور مفتی اعظم ہند نے بھی انہیں اسلاف اولیاء اللہ کی قدم بقدم پیروی کی ہے۔ اور چونکہ مفتی اعظم ہند کے پاس مادی دولت اتنی نہیں تھی کہ وہ اسے تقسیم فرماتے البتہ خداوند عالم نے آپ کو روحانی دولتوں سے نوازا تھا۔ اس لئے آپ نے تعویذات و نقوش کے ذریعے روحانی دولت تقسیم فرما کر لاکھوں بندگان خدا کو اس بارگاہ کے قریب لا کھڑا کیا۔ اور اب وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے ہیں ہے

آپ کی خدمت میں اگر کوئی غیر محرم عورت تعویذ لینے حاضر ہوتی۔ اور اس کا لباس شریعت کے مطابق نہ ہوتا یا پردہ پوری طرح نہ ہو رہا ہوتا تو آپ انتہائی غضبناک انداز میں فرماتے۔ "شریعت کی پیروی کریں گی نہیں اور کہیں گی مرے گھر میں یہ بلا ہے یہ مصیبت ہے پہلے شریعت کے احکام کی پابندی کیجئے پھر دیکھئے ساری بلائیں خود بخود دور ہو جائیں گی" اس ارشاد سے حاضر ہونے والی پہ عجیب گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور وہ لرزہ براندام ہو کر وہاں سے ہٹنا چاہتی کہ حضور مفتی اعظم ہند تعویذ لکھ کر عنایت فرماتے اور شفقت و محبت کے ساتھ فرماتے یہ تعویذ لیجئے! اور فجر کی نماز کے بعد یہ پڑھئے ظہر کے بعد یہ اور اسی طرح پانچوں نمازوں کے بعد اوراد و وظائف کی تعلیم فرماتے ۔۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ ہدایت بھی فرماتے اپنے گھر کو پاک صاف رکھئے! جاندار کی تصویر نہ لگائیے گھر میں تمام لوگوں کو نماز کی تاکید کیجئے! گویا صبح سے شام تک ہزاروں مسلمانوں کو اسی طرح تعویذ بھی عنایت فرماتے اور ہدایت بھی فرماتے جاتے۔

یہ آپ کی تعویذ نویسی اور روحانی توانائیوں ہی کا فیضان ہے کہ آپ کے دست حق پرست پہ ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ بہت سے لوگ ایسے لاعلاج مرض لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تمام ڈاکٹر و حکیم جس کے علاج

ہمدردانِ قوم وملت الحاج عبدالباری و الحاج نثار احمد صاحبان کی ایک عظیم و بےمثال تعمیری یادگار

آزادنگر ۔ باری مسجد ۔ جمشیدپور، بہار
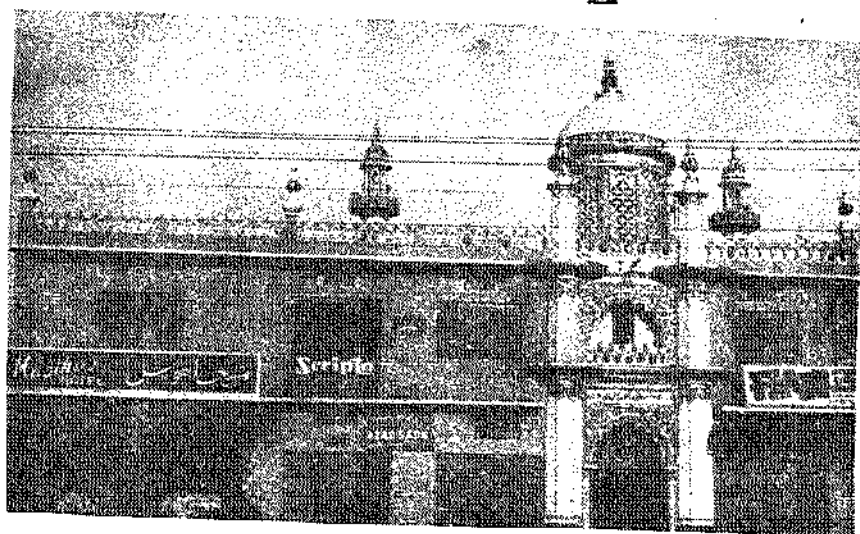
حاجی عبدالباری و حاجی نثار احمد صاحبان قوم وملت اور مسلک سنیت کے عظیم معاون ومعمار تھے۔ باری مسجد کے علاوہ آزادنگر کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم فیض الباری ان کے بے انتہا جذبۂ دینی کی اعلیٰ مظہر ہے۔ تمام قومی وملی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کا انتقال ملت وقوم کے عظیم نقصان کا باعث ہے مولیٰ تعالیٰ ان کے مرشد حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے اور بلندی درجات سے نوازے۔ آمین۔

باری مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض نقیب الاسلام حضرت مولانا حافظ قاری مبین الہدیٰ صاحب نورانی انجام دے رہے ہیں۔

عبدالباری اینڈ سنس لسٹوپور، جمشیدپور، بہار

جس مقصد کے لئے نقش درکار ہو اس کی خانہ سے شروع کریں خانہ مقصد سے نقش پُر کرکے
تعویذ تیار کریں اور لپیٹ کر اپنے بازو پر باندھیں۔

سے عاجز ہو جاتے تھے۔ اور آپ کے روحانی
تصرفات اور تعویذات ونقوش انہیں اس مرض
سے نجات دلا دیتے۔ پھر وہ جذبۂ تشکر سے
نہال ہو کر اگر غیر مسلم ہوتے تو ایمان لے آتے
اور اگر مسلمان ہوتے تو بیعت کے لئے بے اختیارانہ
ہاتھ بڑھا دیتے ـــ یعنی آپ کے تعویذات
ونقوش پہلے تو جسمانی تکالیف دور کرتے پھر
رفتہ رفتہ اس مریض کے روحانی مرض کی دوا
بھی فراہم کر دیتے اور اس طرح دل کی کدورتوں
کو نکال کر اسے پاک وصاف کر کے اسمیں ایمان
وعمل کی شمع جلا دیتے جس کے اجالے میں انہیں
اپنا وجود نظر آنے لگتا۔

تاریخ کی اکثر وبیشتر کتابوں میں اولیاء
کرام سے متعلق تعویذ نویسی کا ذکر کثرت سے ملتا
ہے۔ اس کی وجہ کسی بزرگ نے یہ بھی بیان فرمائی
ہے کہ چونکہ ذکر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ذکر جلی
ذکر خفی، ذکر بالجہر اور ذکر بالسر وغیرہ وغیرہ انہیں
اذکار میں ایک ذکر یہ بھی ہے کہ تعویذات ونقوش
میں بھی خدا و رسول ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ اسلئے
اولیاء اللہ کی مصروفیات میں تعویذ نویسی کو بڑا
دخل رہا ہے۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوتے
ہیں، ذکر الٰہی بھی اور خدمت خلق بھی ـــ جو خدا
کے نزدیک انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔ اور جس سے
لوگوں کی نگاہ میں اس کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھ دیکھ کر لوگ
تعجب کرتے کہ ہم لوگ اگر قلم کاغذ لے کر تھوڑی
دیر بیٹھ جائیں تو اکتا کر قلم کہیں اور کاغذ کہیں
پھینک دیا کرتے ہیں۔ مگر حضور مفتی اعظم صبح سے
بیٹھ کر تعویذ لکھنا شروع فرماتے تو رات کا
آدھا حصہ اسی میں گزر جاتا۔ صرف نماز کے لئے
اٹھتے اور پھر بیٹھ جاتے اور کبھی تکان محسوس
نہ فرماتے۔ اس لئے کہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک
دل کو سکون اور جسم کو راحت اسی سے ملتی تھی۔
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ ساتھ ہی آپ
کی پابندی شرع کی خصوصیت یہاں بھی نمایاں نظر
آتی ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا ہے کہ ہر کام داہنے سے شروع کرو یہاں
تک کہ جوتا پہننا بھی ـــ بسم اللہ کی عدد ۷۸۶
جسے عام لوگ اس طرح لکھتے ہیں پہلے سات پھر
آٹھ اور اس کے بعد چھ ـــ حساب کے قاعدے
سے یہ بالکل صحیح ہے لیکن اگر مفتی اعظم ایسا کرتے
تو ایک افضلیت باقی رہتی اور سرکار کی اس
حدیث پاک پر عمل نہیں ہو پاتا۔ حضور مفتی اعظم ہند
اس عدد کو ہمیشہ اس طرح لکھا کرتے تھے، پہلے
چھ پھر آٹھ اور اس کے بعد سات۔

تعویذات ونقوش کا یہ کارنامہ بھی آپ کے
دیگر دینی کارناموں میں سے ایک ہے اور آپکے
حسن اخلاق کا ایک اہم گوشہ بھی ـــ کبھی آپ نے
کسی ضرورت مند کو محروم واپس نہیں فرمایا۔ بعض واقعات
ایسے بھی ہیں کہ تعویذ لکھنے میں کئی کئی ٹرین آپنے
چھوڑ دیئے ہیں۔ اس میں کسی مذہب وملت کی کوئی
تخصیص بھی نہیں تھی۔ تمام پیاسے اس چشمۂ شیریں
سے خوب خوب سیراب ہوئے اور آج بھی ہو رہے
ہیں ـــ !

ناظرین کرام! حضور مفتی اعظم کی حیات ظاہری ہی میں برصغیر ہند و پاک کے اصحاب قلم نے ان کے حالات زندگی پر متعدد کتابیں لکھیں اور نہ صرف یہ کہ ماہناموں اور رسالوں میں مضامین لکھے گئے بلکہ ملک کے بعض رسائل نے عظیم الشان مفتی اعظم ہند نمبر شائع کر کے بھی بارگاہ مفتی اعظم میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کیا یہ حضور مفتی اعظم کی عظمت شان کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی پردہ فرمانے کے بعد تو بہت ساری کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جن سے حضرت کی عظیم شخصیت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔
میں نے انہیں میں سے بعض کتابوں کو ماخذ بنا کر یہ مضمون مرتب کیا ہے اور آخر میں صفحہ نمبر کے ساتھ حوالہ بھی دیدیا ہے گویا کہ یہ مضمون بہت سی کتابوں کا عطر اور خلاصہ ہے۔ امید کہ اہل نظر اس انداز کو پسند فرمائیں گے۔ مبین الہدیٰ نورانی خطیب باری مسجد آزاد نگر جمشید پور (بہار)

از: مولانا مبین الہدیٰ نورانی — خطیب باری مسجد جمشید پور

نماز سے عشق

ممانعت کے باوجود وضو فرمایا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

نقش دافع چیچک

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم	بل ایاہ	تدعون
اللہ	الرحمٰن	الرحیم	بل ایاہ	تدعون	فیکشف
الرحمٰن	الرحیم	بل ایاہ	تدعون	فیکشف	ما تدعون الیہ
الرحیم	بل ایاہ	تدعون	فیکشف	ما تدعون الیہ	ان شاء
بل ایاہ	تدعون	فیکشف	ما تدعون الیہ	ان شاء	وتنسون
تدعون	فیکشف	ما تدعون الیہ	ان شاء	وتنسون	ما تشرکون

اگر چیچک نکل آئی ہو تو یہ نقش زعفران یا پاک سیاہ روشنائی سے لکھ کر مریض کے گلے میں باندھے جس کی برکت سے آسانی سے چیچک ڈھل جائے گی۔ اگر قدرت کی طرف سے وقت پورا نہیں ہوا ہے تو اس نقش کی برکت سے مریض صحت یاب ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہے کہ اس نقش کو دھو کر پلائیں۔

نقشِ مستخرجہ حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
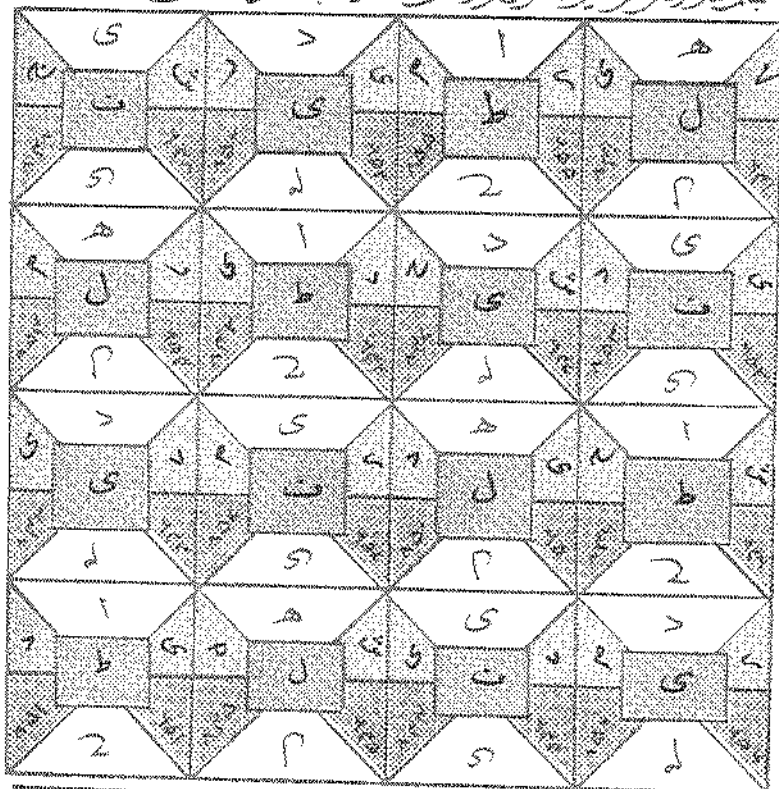
یہ مبارک نقش بدکار کو نیک صالح بنانے میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ دق اور سل کے مریض کو اس کا پانی دھو کر پلانا اور مریض کے گلے میں رہنا انشاء اللہ شفاء کا ضامن ہے۔ مندرجہ ذیل نقش سفور پہ کندہ کرا کے حاجت مند کو اس کا پانی پینے کو دیا جائے۔

حضرت کے پیر کا آپریشن ہوا تھا تکلیف تو اسقدر شدید تھی کہ پیروں پر کھڑا ہونا در کنار لیٹنے پر بھی چین نہیں ملتا تھا ڈاکٹروں نے پیر پر پانی پڑنے کو بھی منع کر دیا تھا لیکن حضرت بھلا بغیر وضو نماز کیسے پڑھتے لوگوں نے بہت درخواست کی کہ حضور تیمم کر لیں اور نماز بیٹھ کر پڑھ لیں مگر واہ رے سرکار مفتی اعظم سردی کے موسم میں سرد پانی سے وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی

ایک دن حضرت گر پڑے اور شدید چوٹ آئی جسکی وجہ سے پاؤں میں فریکچر ہو گیا پلاسٹر وغیرہ بندھا اور ڈاکٹروں نے کھڑے ہونے اور چلنے پھرنے سے منع کر دیا عالم یہ تھا کہ حضرت بمشکل تمام چھڑی کے سہارے کھڑے ہو پاتے تھے لیکن ہر وقت کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی

آخری وقت کی نماز مغرب

لوگ عرض کرتے ہیں کہ حضور بیٹھ کر نماز پڑھ لیں لیکن حضرت نے اس عالم میں بھی کھڑے ہو کر ہی نماز نماز ادا کی ہے جبکہ ضعف اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا

آخر وقت سردی میں تکلیف کے باوجود خود سے وضو فرمایا

نقاہت بہت زیادہ ہے چارپائی سے اٹھ نہیں سکتے لیکن فرما رہے ہیں مجھے وضو کراؤ غلام عرض کرتے ہیں سرکار آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے سردی بھی ہے تیمم کر لیں لیکن حضرت منع کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں وضو کراؤ۔ ایک صاحب لوٹا اٹھا کر پانی ڈالنا چاہتے ہیں مگر حضرت منع فرما دیتے ہیں وضو خود اپنے ہاتھوں سے کرونگا (۱۴)

کمزوری میں بھی باجماعت نماز مسجد میں ادا کرتے

بیماری اور کمزوری میں بھی یہ عالم تھا کہ قریب قریب ہر وقت کی نماز رضا مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ۵

کرفیو میں بھی مسجد جانا نہیں چھوڑا

تقسیم ہند کے بعد کا واقعہ ہے محلہ سوداگران میں کرفیو نافذ تھا مگر حضور مفتی اعظم ہند نماز کے لئے باقاعدہ مسجد میں جایا کرتے تھے ۔ا

استغراق کے باوجود نماز ترک نہیں ہوتی

حضرت چونکہ عالم استغراق میں رہتے تھے اس لئے لوگ سمجھتے تھے کہ شاید نسیان کا غلبہ ہے کیونکہ حضرت نماز پڑھنے کے باوجود بھی پوچھ لیا کرتے تھے کہ نماز پڑھی یا نہیں۔ جب دو یا تین آدمی کہہ دیتے کہ سرکار نے نماز پڑھ لی تب جاکر انھیں اطمینان ہوتا تھا ۔ یعنی نماز کے بعد اکثر دوبارہ سہ بارہ نماز ادا فرمانے کا قصد کرتے تو لوگ کہتے کہ حضرت نے نماز پڑھ لی ہے تب حضرت کو اطمینان ہوتا۔ مگر کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ نماز کا وقت گزر گیا ہو اور حضرت نے بھول کر نماز نہ ادا فرمائی ہو، کبھی کسی کو نماز کے لئے کہنے کی بھی ضرورت نہ پڑی۔

عرشِ اعلیٰ سے کہیں بالا ہے رتبہ اس کا — مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ — آپ کے قدموں سے سر جس کا لگا ہوتا ہے

دانت کی حفاظت کے لئے دعا اور دوا

ف ر ع و ن غ ر ق ش د (فرعون غرق شد)

ترکیب: یہ حروف یاد کرلئے جائیں اگر ڈاڑھ یا دانت یا منہ کے اندر کسی جگہ درد ہو تو اسی طرف کے رخسار پر کلمہ کی انگلی سے یہ حروف لکھئے تین مرتبہ لکھنے سے انشاء اللہ درد دفع ہو جائے گا۔ اس دعا کے ساتھ ہی ہمارا

تیارکردہ **چمک منجن استعمال کیجئے**

جو دانتوں کو صاف اور مضبوط بناتا ہے

اے خدائے حی وقیوم! عمل مذکور کے استفادہ کا ثواب مخیر قوم جناب **احمد ایوب تابانی** مرحوم کو عطا فرما۔ اور انہیں جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرما۔ (منجانب)

حاجی داؤد بھائی صدیق بھائی محمد ہارون عبدالرؤف گونڈل والے

تابانی مینوفیکچرنگ کمپنی

سوموار پیٹھ، مالیگاؤں، ضلع ناسک۔ فون رہائش ۱۷۸۳، دوکان ۳۲۷

TABANI	ताबानी	તાબાની
CHAMAK	चमक	ચમક
BLACK	काळी	કાળી
R.T.M.No.	R.T.M.No.	R.T.M.No.

D.L.No.c/564

نقش دافع اختلاج قلب

بسم الله	الرحمن الرحیم	لا حول	ولا قوة	الا بالله	العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم
الرحمن الرحیم	لا حول	ولا قوة	الا بالله	العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک
لا حول	ولا قوة	الا بالله	العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم
ولا قوة	الا بالله	العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم	ایاک نعبد
الا بالله	العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم	ایاک نعبد	وایاک
العلی العظیم	یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم	ایاک نعبد	وایاک	نستعین
یا الله	یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم	ایاک نعبد	وایاک	نستعین	یا هادی
یا رحمن یا رحیم	یا مالک	مستقیم	ایاک نعبد	وایاک	نستعین	یا هادی	یا هادی الهادی

گھبراہٹ، انتہائی خوف و ہراس، پریشانی، بدگمانی، خوفِ موت، وسوسہ، بے خوابی، ڈراؤنے خواب، احتلام وغیرہ امراض اختلاج قلب کے باعث رونما ہوتے ہیں۔ جملہ امراض موذی کے دفع کے لئے یہ نقش لکھ کر گلے میں ڈالیں انتہائی مجرب و مفید ہے۔

نماز کے لئے بس چھوڑ دی

راقم الہ آبادی رقم طراز ہیں، ایک بار بلرام پور سے حضرت کو لے کر بذریعہ بس الہ آباد آ رہا تھا حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب جو ایک زبردست عالم ہیں وہ بھی ہمراہ تھے الہ آباد کے قریب بس سپھا پھا متو کے پل پر آ کر رک گئی دریائے گنگا پر پل ہے چونکہ پل پر ایک بس آ جا سکتی ہے اس لئے بس رک گئی تھی کہ ادھر سے آنے والی بسیں نکل جائیں تو یہ جائے حضرت نے سامنے دیکھا کہ سورج ڈوبنے والا ہے حضرت نے فرمایا کہ نماز عصر کہاں پڑھی جائے گی میں نے کہا کہ حضرت الہ آباد میں. حضرت نے فرمایا کہ الہ آباد پہونچتے پہونچتے سورج غروب ہو جائے گا اور یہ کہہ کر حضرت بڑی تیزی سے جانماز لوٹا لے کر بس سے اتر گئے سڑک کے کنارے بہت گہرے غار میں برسات کا پانی جمع تھا حضرت نے اس پانی کو دیکھ کر فرمایا کہ میں وہیں وضو کروں گا اور یہ کہہ کر اس گہرائی میں تیزی سے اترنے لگے اور اس قدر مزاج برہم تھا کہ میں اور مفتی رضوان الرحمٰن ڈرنے لگے کہ آج تک حضرت کو اس قدر برہم ہوتے نہیں دیکھا بس حضرت کی زبان سے یہی جملہ بار بار نکلتا تھا "ارے میری نماز عصر ارے میری نماز عصر یا اللہ کرم فرما دے اور میں نماز ادا کر لوں کیا غضب ہے کہ سورج ڈوبا جا رہا ہے" یہ کہتے ہوئے حضرت بے تحاشہ گہرائی کی طرف اترنے لگے راہ چلنے والے روک رہے ہیں پولیس والا آواز دے رہا ہے کہ آپ گر پڑیں گے مگر وہ اسی تیزی سے نیچے اترے جا رہے تھے میں نے دوڑ کر حضرت کا ہاتھ کسی طرح پکڑا مگر اس قدر قوت کہ میں بتا نہیں سکتا بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم لوگ اب گرے تب گرے مگر حضرت پانی کے قریب پہنچ گئے اب جب پانی میں اپنا لوٹا ڈالا تو کیچڑ اور پانی کنارے پر ایک ساتھ نکلا میری طرف حضرت نے اپنا رومال پھینک کر فرمایا. کہ تم تو اپنی نماز پڑھو تم وضو سے ہو میں نے حکم کی تعمیل کی اور نماز پڑھنے لگا اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اچانک حضرت اس پانی میں چل کر بیچ میں پہنچ گئے اور ایک پتھر بیچ پانی میں ابھر آیا اس پر بیٹھ کر وضو فرمانے لگے میری آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں یا اللہ یہ نحیف و کمزور بزرگ اور کس طرح بیچ پانی میں پہنچ گئے اور یہ پتھر بیچ پانی میں کس نے اور کب رکھ دیا حضرت نے وضو کیا اور واپس کنارے تشریف لائے حضرت نے مصلے پر نماز عصر شروع کر دی ادھر میں نے دیکھا اور سڑک پر لوگ حیرت سے یہ تمام منظر دیکھ رہے تھے. بس چونکہ میل تھی وہ چلی گئی۔

نماز کے لئے ٹرین چھوڑ دی

ایک بار ناگپور سے آکولہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا اس ڈبہ میں کئی مسلمان حضرت کے ساتھ بیٹھے تھے جو ساتھ چل رہے تھے.

دو مسلمان بدعقیدہ قسم کے پتلون کوٹ

پہنے بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا کہ اب گاڑی
کہاں رُکے گی نماز مغرب کا وقت ہو گیا میں
نماز پڑھونگا اور گاڑی ایک اسٹیشن پر اس وقت
کھڑی تھی لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ میل ہے بہت
دیر دیر کے بعد رکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ پھر
نماز قضا ہوگی کیوں نہ یہیں پڑھ لی جائے ایک
صاحب جو ماڈرن مسلمان تھے. انہوں نے
کہا کہ حضرت یہ میل ہے آپ چلتی گاڑی میں نماز
پڑھ لیجئے کیوں پلیٹ فارم پر اتر رہے ہیں. آپ
کی نماز کا انتظار گاڑی نہ کر سکے گی بس ان کا اتنا
کہنا تھا حضرت کو جلال آ گیا حضرت نے فرمایا کہ
میری نماز کا انتظار ٹرین نہ کرے گی تو کیا ہوا....
...خدا حافظ...... اور یہ کہہ کر حضرت مصلّے اور
لوٹا لے کر غصہ میں اتر پڑے اب سب لوگ جو حضرت
کے ساتھ تھے اتر گئے اور حضرت نے وضو
کیا جیسے ہی مغرب کی نماز کی نیت کی گئی ٹرین
چھوٹ گئی حضرت کا سارا سامان ٹرین میں رہ گیا
۹ (اس واقعہ کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے)

آخری نماز عشاء بستر پر ادا کی

حضرت نے پوچھا کیا میں نے نماز عشاء پڑھ
لی لوگ خاموش رہے اس طرح حضرت نے تین
بار پوچھا لوگوں کی خاموشی سے حضرت یہ سمجھ گئے کہ
نماز نہیں پڑھی ہے لہٰذا بستر پر ہی نماز عشاء
کی ادائیگی کی گئی۔ ۱۰

تبلیغ و ارشاد

سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام

بلاشبہ آپ کی نگاہ فیض بخش سے لاکھوں
گمراہ انسان دین و سنیت پر گامزن ہوئے اور ہو رہے
ہیں آپ نے سینکڑوں غیر مسلم مرد و عورتوں کو حلقہ
بگوش اسلام کیا ۱۱ اس کے بہت سے واقعات
سوانح کی کتابوں میں مندرج ہیں

آریہ کا مقابلہ آگرہ میں اور ارتداد کا انسداد متھرا میں

آپ جماعت رضائے مصطفےٰ کے بنیادی اور
فعال رکن تھے آپ اسکی صدارت کے عہدے پر بھی
فائز رہے اور ناظم کی حیثیت سے بھی خدمت اسلام
فرماتے رہے جماعت رضائے مصطفےٰ کا قیام ۱۳۳۹ھ
میں ہوا تھا اور اسوقت تبلیغ دین کی یہ واحد جماعت
تھی اور اسمیں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ مسلمانوں میں
حفاظت اسلام کا احساس جماعت رضائے مصطفےٰ
نے پیدا کیا بیداری کی لہر یا اسکی حرکت سے پیدا ہو گیا
تبلیغی جماعتیں اسکے کارناموں کو دیکھ کر میدان میں
آئیں پہلی بار جب ساڑھے چار لاکھ راجپوت آگرہ
میں آریوں کا شکار ہوئے تو اسی جماعت نے اپنے
وفود بھیج کر ان کو آغوش اسلام میں واپس کیا اسی
طرح ۱۹۲۳ء میں متھرا ضلع میں ارتداد کو روکا ۱۲

ایک سکھ کس طرح مسلمان ہوا

سفر میں نماز کے لئے حضرت کا کسی اسٹیشن
پر اترنے اور ٹرین چھوٹنے کے بعد راقم الہ آباد کی صاحب
لکھتے ہیں۔

جیسے ہی مغرب کی نماز کی نیت کی گئی ٹرین چھوٹ
گئی حضرت کا سارا سامان اور ساتھ والوں کا سارا سامان
ٹرین میں رہ گیا تھا جب گاڑی چلنے لگی تو کسی نے

نقش ام القرآن — برائے دفع میعادی بخار

بسم اللہ	الرحیم الرحمن	الحمد للہ	العلمین رب	الرحیم الرحمن	ملک یوم الدین	ایاک نعبد	نستعین وایاک
الرحیم الرحمن	الحمد للہ	العلمین رب	الرحیم الرحمن	یوم الدین ملک	ایاک نعبد	وایاک نستعین	الصراط اھدنا
الحمد للہ	العلمین رب	الرحیم الرحمن	ملک یوم الدین	ایاک نعبد	وایاک نستعین	الصراط اھدنا	المستقیم
العلمین رب	الرحیم الرحمن	ملک یوم الدین	ایاک نعبد	وایاک نستعین	اھدنا الصراط	المستقیم	الذین صراط
الرحیم الرحمن	ملک یوم الدین	ایاک نعبد	نستعین وایاک	اھدنا الصراط	المستقیم	صراط الذین	انعمت علیھم
ملک یوم الدین	ایاک نعبد	وایاک نستعین	اھدنا الصراط	المستقیم	صراط الذین	انعمت علیھم	غیر المغضوب
ایاک نعبد	وایاک نستعین	اھدنا الصراط	المستقیم	صراط الذین	انعمت علیھم	غیر المغضوب	علیھم
وایاک نستعین	اھدنا الصراط	المستقیم	صراط الذین	انعمت علیھم	المغضوب غیر	علیھم	الضالین ولا

چیچک، موتی جھالا، خسرہ وغیرہ موذی امراض جن میں مریض کے ہاتھ پاؤں یا صورت بگڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس کے لیے نقش ام القرآن بغیر نقطے کے لکھ کر گلے میں پہنائیں۔ اگر دانے نکلنے سے قبل یہ نقش لکھ کر ڈال دیا جائے تو نہ نکلیں گے اور اگر نکل آئے ہوں تو آسانی سے ڈھل جائیں گے

یا عظیم ذوالثناء القاهر والعز والمجید والکبریاء فلا یذل عزه یا عظیم
اجب یا جبرائیل بحق
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار پر انوار حضرت شاہ ابو الطاہر محمد طیب صاحب سابق مفتیٔ اعظم جاورہ رحمۃ اللہ علیہ (جاورہ ضلع رتلام)

اندر ڈبے سے بھبتی کسی کہ میاں گاڑی گئی میاں گاڑی گئی مگر اس بدنصیب کو کیا معلوم تھا کہ یہ کون ہے جماعت سے نماز پڑھی گئی اور سنت ادا کی گئی نفل پڑھ چکے پلیٹ فارم خالی تھا مگر لوگ حضرت کو دیکھ رہے تھے اور آپس میں بات کرتے تھے کہ دیکھو مولانا صاحب نماز کے لئے اترے اور گاڑی چلی گئی مگر حضرت اس طرح مطمئن تھے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں مگر اور لوگ پریشان تھے کہ سب کا سامان گیا ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے گارڈ صاحب اپنی لالٹین لئے بھاگے آرہے ہیں ان کے پیچھے پچاسوں آدمی بھاگے آرہے ہیں گارڈ نے آکر کہا حضور گاڑی رک گئی حضرت نے کہا گاڑی رک گئی یا انجن خراب ہوا گارڈ نے گھبرا کر کہا کہ حضرت انجن ہی نہیں چلتا ہم لوگوں سے بڑی گستاخی ہوئی معاف فرما دیں یہ میل ٹرین ہے ہم روک نہیں سکتے تھے ہم مجبور تھے حضرت نے فرمایا میرے ڈبہ میں ایک نام کا مسلمان بیٹھا ہے کہتا ہے کہ نماز کے لئے گاڑی کیا انتظار کرے گی اسٹیشن ماسٹر نے کہا کہ اب دوسرا انجن لگایا جائے حضرت نے فرمایا کہ اگر گاڑی پیچھے لاؤ تو انجن چلے گا ویسے ہی

رہے پیش نظر وہ روئے انور
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
ترستی آنکھوں کی یہ التجا ہے
۷۸۶
۸ ۱۱ ۱۴ ۱
۱۳ ۲ ۷ ۱۲
۳ ۱۶ ۹ ۶
۱۰ ۵ ۴ ۱۵
الٰہی درد سر درد میم سر دفع شود
نقش درد سر
یہ نقش لکھ کر موم جامہ کر کے درد کی جگہ باندھے درد رفع ہو۔
اے خدائے بزرگ و برتر! اس نقش کے استفادہ کا ثواب میرے والد عبدالرحمٰن مرحوم کو عطا فرما اور انہیں بخش دے میری اولاد کو نیک و صالح بنا صحت و سلامتی اور بلند درجات کی دولتوں سے مالا مال فرما اور اپنے اسلام اور والدین کے نقش قدم پر چلنے کی انہیں توفیق عطا فرما۔ نیز میری فرم اور کاروبار میں برکت و ترقی عطا فرما۔ آمین
سیٹھ غلام نبی ولد عبدالرحمٰن سروے ۵۷ نیا اسلام پورہ پلاٹ ۸۵ مالیگاؤں ضلع ناسک
نوری پاٹر ساڑی سینٹر
नूरी

نقش اسمائے اصحابِ کہف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰہی بحرمت این نقش معظم

۱ یملیخا	۴۳ مکسلمینا	۳۵ کشفوطط	۱۸ اذرفطیونس	۴۰ کشافطیونس	۱۳ تبیونس	۲۵ یوانس بونس
۴۹ یوانس بونس	۱۵ یملیخا	۳۷ مکسلمینا	۱۰ کشفوطط	۳۲ اذرفطیونس	۵ کشافطیونس	۲۷ تبیونس
۴۱ تبیونس	۱۴ یوانس بونس	۲۹ یملیخا	۳ مکسلمینا	۲۳ کشفوطط	۳۴ اذرفطیونس	۱۹ کشافطیونس
[illegible] کشافطیونس	۹ تبیونس	۲۸ یوانس بونس	۴۴ یملیخا	۱۷ مکسلمینا	۳۸ کشفوطط	۱۱ اذرفطیونس
۲۵ اذرفطیونس	۴۷ کشافطیونس	[illegible] تبیونس	۴۳ یوانس بونس	۸ یملیخا	۳۰ مکسلمینا	[illegible] کشفوطط
[illegible] کشفوطط	۳۹ اذرفطیونس	۱۲ کشافطیونس	۳۳ تبیونس	[illegible] یوانس بونس	۳۳ یملیخا	۳۴ مکسلمینا
۹ مکسلمینا	۳۱ کشفوطط	۴ اذرفطیونس	۲۶ کشافطیونس	۴۸ تبیونس	۲۱ یوانس بونس	۳۶ یملیخا

المحبت فلاں بن فلاں علیٰ قلب فلاں بن فلاں

خاوند اور بیوی میں محبت و اتحاد و محبت کیلئے اسمائے اصحابِ کہف کا عجیب نقش ہے۔ فلاں بن فلاں کی جگہ محبوب کا نام
اور ... کا نام اور اس کی ماں کا نام لکھیں۔ اس نقش کو ... کر ... پلائیں۔

ہوا گاڑی پیچھے لائی گئی اور انجن کی خرابی دور ہو ہوگئی مگر اس درمیان میں گاڑی پون گھنٹہ لیٹ ہو گئی گاڑی کے تمام مسافروں کو یہ واقعہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور عبرت بھی ان دونوں ماڈرن مسلمانوں کی آنکھیں کھل چکی تھیں جیسے ہی حضرت کو دیکھا ان لوگوں نے معافی مانگی اور حضرت نے معاف فرما دیا اس واقعہ سے اسلام کی حقانیت کا اندازہ کر کے ایک سکھ ایمان لائے ۱۳

ایک غیر مسلم کے مسلمان ہونے کا واقعہ

ناگپور میں کچھ لوگ حضرت کا نام سن کر دور سے آئے اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گئے حضرت کو جیسے ہی ایک صاحب نے دیکھا اپنے دوستوں سے کہا کہ بھائی یہ چہرہ بڑا خوبصورت لگتا ہے جیسے ہی جلسہ ختم ہوا وہ حضرت کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ حضرت نے انکا نام غلام محی الدین رکھا ۱۴

ہزاروں بدعقیدہ دولت ایمان سے مالامال

نہ جانے کتنے بدمذہب و بدعقیدہ حضرت کے ہاتھوں اسلام لائے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر ایمان کی دولت سے مالامال ہو گئے

جدھر گئے ایمان کا چشمہ ابلنے لگا۔

راز الہ آبادی صاحب رقم طراز ہیں حضرت مفتی اعظم ہند کو کئی شہروں میں دیکھا کہ جدھر جدھر تشریف لے جاتے تھے اُدھر ایمان کا چشمہ ابلنے لگتا تھا۔ ان کے قدموں کی برکت سے فروغ سنیت ہوتا تھا اور ہر جگہ ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوتے تھے ۱۵

تبلیغ کے اچھوتے انداز

حضرت نے صرف اپنی نورانی شکل دکھلا کر وہ کام انجام دیا اور دین و سنیت کی وہ تبلیغ جو بڑے بڑے علماء تقریر و تحریر اور تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ نہ کر پائے۔ سرکار اعلیٰحضرت نے تبلیغ دین و سنیت کا جو کام تصنیف و تالیف کے ذریعہ کیا وہ کام مفتی اعظم نے تبلیغی سفر میں لوگوں کو داخل سلسلہ کر کے کیا۔ اپنا جلوۂ زیبا دکھا کر کیا لوگوں کو نقوش عطا کر کے کیا۔ لوگوں کو اپنی محفلوں ہی میں جو دینی مسائل بتائے وہ بڑے بڑے خطیبوں کے خطبات اور مقررین کی تقریروں سے لوگوں کو نہ معلوم ہو سکے ۱۶

تبلیغ ایسی کہ کوئی بھی اسکی مثال قائم نہ کر سکا

(اسلام کی) تبلیغ و اشاعت کی جو مثال حضرت نے قائم کی ہے وہ کوئی بھی عالم بزرگ یا شیخ اس دور میں نہ کر سکا ۱۷

تبلیغ میں محنت اپنی نظیر آپ

حضرت نے اشاعت و تبلیغ دین جیسے اہم فریضہ کو جتنی مشقت، محنت اور جانفشانی سے انجام دیا وہ اپنی نظیر آپ ہے ہندوستان جیسی عظیم سلطنت کے دور دراز مقامات ریگستانوں کہساروں شہر شہر قریہ قریہ میں جا کر اسلام و سنیت کا پیغام پہنچایا اور بعض اوقات مہینوں کا طویل سفر بھی فرمایا ۱۸

آخری وصیت بھی ایک زبردست تبلیغ

وصال سے قبل حضرت نے سب کو وصیت کی

کہ سنت مصطفےٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اسی میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے سنت مصطفےٰ سے ایک سر مو انحراف نہ کرنا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ہر مصیبت کے وقت پڑھا کرنا ہے

● حضرت کے کچھ مریدین اور دوسرے مسلم نوجوانوں نے اس منظر کے بعد جب یہ بھی سنا کہ حضرت فرما گئے ہیں کہ سنت مصطفےٰ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور کسی سنت کو مت ترک کرنا تو انہوں نے داڑھیاں چھوڑ دیں اور جو مساجد کی طرف رُخ نہیں کرتے تھے وہ نمازی بن گئے کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی جدید تہذیب کی دلدادہ کئی مسلم لڑکیوں نے اسی روز سے بے پردہ نکلنا چھوڑ دیا اور برقعہ اوڑھنا شروع کر دیا کئی دیوبندی اور غیر مقلد لوگ بھی تائب ہو گئے۔ ۲۳

خدمت خلق

آپ کے دربار میں مسلم غیر مسلم سبھی آتے

حضرت خدمت خلق کے لئے مقرر فرمائے گئے ہیں ان کے دربار میں مسلم سکھ عیسائی سبھی آتے ہیں یہ سبکی جائز مرادیں پوری کرتے ہیں ۲۲

غیر ممالک سے حاجتمندوں کا ورود

دور دور سے اور غیر ممالک سے دعا کے واسطے خطوط بھی آتے ہیں اور لوگ خود بھی آتے ہیں اور حضرت کی دعا کے بعد بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں ۲۳

صرف خدمت خلق کی فکر

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خدا آپ کی تربت اطہر پہ رحمتوں کے پھول صبح قیامت تک برسائے آج آپ کا یہ شہزادہ گلی گلی شہر شہر گاؤں گاؤں روحانیت کے سوتے چشموں کو جگا رہا ہے جس کو نہ ایک پیسے کی لالچ ہے نہ جس کو دنیا کی کسی چیز کی خواہش ہے بس خدمت خلق ہے ۲۴

بے مثال خدمت خلق۔

خدمت خلق اور خدمت دین کی اور تبلیغ و اشاعت کی جو مثال حضرت نے قائم کی ہے وہ کوئی عالم بزرگ یا شیخ اس دور میں نہ کر سکا ۲۵

شان تواضع

دستخط میں فقیر لکھتے خاں نہیں لکھتے

ہمارے حضور مفتی اعظم ہند کی انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ دستخط کے مقام پر ہمیشہ "فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ" لکھتے تھے ۲۶ بعض لوگوں نے حضرت کے دستخط کو نقل کرنے میں غلطی سے قادری کو خاں سمجھ کر چھاپ دیا ہے جو بالکل غلط ہے (نورانی)

میں اس لائق کہاں

اکثر لوگ حضرت کی شان میں منقبت پڑھتے لیکن حضرت انھیں اس سے روکتے اور یہی فرماتے "میں اس لائق کہاں اللہ اس لائق بنائے" ۲۷

کرامت

قرآن و سنت کی پیروی

نقش برائے دفع دشمن

۷۸۶

الله	فی دین	یدخلون	الناس	ورأیت	والفتح	نصر الله	اذا جاء
افواجا	الله	فی دین	یدخلون	الناس	ورأیت	والفتح	نصر الله
فسبح	افواجا	الله	فی دین	یدخلون	الناس	ورأیت	والفتح
بحمد	فسبح	افواجا	الله	فی دین	یدخلون	الناس	ورأیت
ربک	بحمد	فسبح	افواجا	الله	فی دین	یدخلون	الناس
واستغفره	ربک	بحمد	فسبح	افواجا	الله	فی دین	یدخلون
انه کان	واستغفره	ربک	بحمد	فسبح	افواجا	الله	فی دین
توابا	انه کان	واستغفره	ربک	بحمد	فسبح	افواجا	الله

جب کوئی دشمن در پے آزار ہو سورۃ نصر کو ایکبار ایک سو مرتبہ پڑھے۔ دشمن پر فتح پائے اور نقش اذا جاء کو زرد کپڑے پر جمعہ کے وقت ساعت عطارد میں لکھے اور ٹوپی میں رکھے۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوگا۔

نقش برائے ادائے قرض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من الظالمین ۲۲۱ ۱۳۲	انی کنت ۲۲۴ ۱۲۵	انت سبحانک ۲۲۷ ۱۲۸	لا الٰہ الا ۲۱۳ ۱۱۵
لا الٰہ الا ۲۲۶ ۱۲۷	انت سبحانک ۲۱۲ ۱۰۶	انی کنت ۲۳۰ ۱۱۱	من الظالمین ۲۳۵ ۱۱۶
انی کنت ۲۱۵ ۱۱۴	من الظالمین ۲۲۹ ۱۲۰	لا الٰہ الا ۲۲۲ ۱۱۳	انت سبحانک ۲۱۹ ۱۱۰
انت سبحانک ۲۲۳ ۱۱۲	لا الٰہ الا ۲۱۸ ۱۰۹	من الظالمین ۲۱۷ ۱۰۸	انی کنت ۲۲۰ ۱۱۹

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

[illegible]
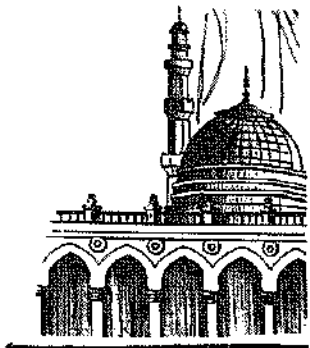
مفتی اعظم ہند سراپا کرامت ہیں آپ کی زندگی کا ہر لمحہ کرامت سے پُر ہے آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپنے قرآن و سنت کے منافی کوئی کام نہیں کیا ۲۸ اور اگر کسی کو کرتے دیکھتے تو منع کرنے میں تاخیر نہ فرماتے۔

ہر لمحہ سنت پہ عامل

حضرت مفتی اعظم ہند کے قریب بیٹھ جایئے اور دن بھر بیٹھئے رات بھر بیٹھئے اور یہ دیکھئے کہ کون سا کام خلاف سنت ہوتا ہے آپ کی آنکھوں پر اگر تعصب و تنگ نظری کی عینک نہیں لگی ہے اور اگر واقعی منصف مزاج ہوں گے تو آپ یقین جانئے آپ حضرت کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں نکال سکتے جسمیں وہ یاد خدا سے غافل ہوں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوگا جسمیں ترک سنت ہو ۲۹

کیمرہ میں تصویر آہی نہ سکی

اب تک حضرت کی تصویر لینے کی بے شمار لوگوں نے کوشش کی لیکن کیمرہ میں ان کی تصویر آہی نہ سکی تیسرے حج سے واپسی پر بمبئی میں پریس والوں نے کوشش کی لیکن کمرہ کھول کر دیکھا تو ریل سادی پائی ۳۰

حج کیلئے بغیر فوٹو پاسپورٹ مل گیا

سرکار مفتی اعظم ہند کا تیسرا حج و زیارت ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے اور یادگار حج ہے جو انہوں نے بغیر فوٹو کے پاسپورٹ حاصل کر کے ادا کیا اور ساتھ میں ان کی اہلیہ محترمہ مادر اہلسنت کو بھی بغیر فوٹو کے پاسپورٹ ملا ۳۱

چہرہ دیکھا اور دل کا عالم زیر و زبر ہو گیا

کتنے انسان تو ایسے بھی نظر آئے جن کی عمر فسق و فجور اور معصیت کیشی میں گذریں مگر آپ کے چہرۂ پر انوار کی ایک جھلک دیکھی اور دل کا عالم زیر و زبر ہو گیا۔ خود حضرت راز الہ آبادی بھی آپ ہی کی نگہ التفات سے بدلے ہوئے انسان ہیں ۳۲، ۳۳ آپ کی کرامت کے محیر العقول واقعات سوانح کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں اور خود واقعات کو دیکھنے والے بھی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔

دنیوی اقتدار اور آپ کی ذات

انقلاب زمانہ میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم

ملک میں ہزاروں انقلاب آئے اور بہت سے علمائے ظاہر نے اپنا ضمیر بیچ دیا مگر شہزادہ اعلیٰ حضرت ایک پہاڑ کی طرح اپنی جگہ مصلحتوں کے طوفان کے سامنے کھڑے رہے۔ ۳۴

ایمرجنسی میں آپ کا جرأتمندانہ کردار

ایمرجنسی کے تاریک دور میں جب حکومت

فیضانِ نوری دشمنوں پر غلبہ اور کامیابی مقدمہ
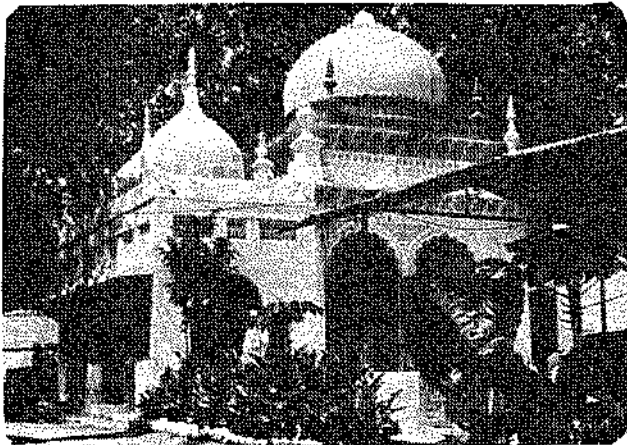
مزار پر انوار سراج السالکین نور العارفین پیر طریقت حضرت مولانا شاہ

نور محمد شاہ عرف نوری شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری شکوری

(جن کا مزار پر انوار پریل بمبئی ۱۲ میں مرجع خلائق ہے)

ان کے عمل خاص کا ایک نورانی تبرک مفاد عامہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے

دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے اور کامیابی مقدمہ کے لئے یہ عمل بے نظیر اور تیر بہدف ہے

رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اول آخر درود شریف ۱۱-۱۱ مرتبہ چالیس یوم تک روزانہ ایک سو ایک مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھے۔ مذکورہ مقاصد میں انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی یقینی ہے۔

پیر طریقت عارف باللہ حضرت اقدس الحاج قبلہ وزیر محمد شاہ نوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوری بابا علیہ الرحمہ کی جانب سے بہ نیت خیر عمل مذکور کی اجازت عام ہے فوٹو۔ دیگر مقاصد جائزہ میں کامیابی کے واسطے پیر طریقت موصوف سے رابطہ قائم فرمائیں۔

منجانب: **خدام محفل فیض نوری** ——— دھرتی سینما کے سامنے پریل بمبئی ۱۲

نقش تحفہ نوری
منجانب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
یا وہاب
یا فتاح
یا لطیف
یا اللہ
جملہ مطالب مقاصد جائزہ کے حصول وکامیابی کے لئے یہ نقش انتہائی مفید و مجرب ہے۔ نقش دھو کر پئیں۔

وقت نے جبری نس بندی کا قانون نافذ کر کے براہ راست مسلم پرسنل لا میں مداخلت کی جسارت کی تو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند نے ایک تاریخی فتویٰ صادر فرمایا جس میں نس بندی جیسے مذموم فعل کو دلائل شرعیہ فقہیہ سے ناجائز و حرام قرار دے کر حکومت کو چیلنج کیا کہ اسکا یہ اقدام اور طریقہ کار جمہوریت کی روح کے منافی ہے اور اس سے مسلمانوں کی مذہبی قدریں مجروح ہو رہی ہیں بس پھر کیا تھا ضلع کلکٹر نے مسلح فورس کے ساتھ حضرت کی محبوسی کے لئے سخت ہدایات جاری کر دیں لیکن ایک صوبائی وزیر اور سابق اسپیکر یو پی نے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کر کے صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر حضرت مفتی اعظم کو گرفتار کیا گیا تو پورے ملک میں بے چینی اور تشدد کے شعلے بھڑک اٹھیں گے دیگر ذرائع نے بھی یہی خبر دی کہ حضرت کی گرفتاری سے حالات مزید ابتر ہو جائیں گے اس لئے کہ کسی بھی حال میں وہ اپنا فتویٰ واپس نہیں لیں گے لہٰذا مرکزی حکومت نے مجبور ہو کر مداخلت کی اور بریلی کی انتظامیہ کو ہدایت کی کہ گرفتاری کے احکامات ختم کر دیئے جائیں۔ بریلی کے اس مرد آہن نے جس جرأت مندانہ اقدام کا مظاہرہ کیا اس کا ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں نے بلا تفریق خیر مقدم کیا جب کہ اسوقت علماء سو کا تو کہنا ہی کیا اس لئے کہ ان کی اکثریت نے کھلے عام یا دبی زبان سے نسبندی مہم کی تائید و حمایت کر دی تھی۔ بہت سے علماء حق بھی خاموش بیٹھے رہے کیوں کہ میسا جیسے سخت احکامات نافذ العمل تھے اور عوام و خواص کو قید و بند جیسی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا حضرت مفتی اعظم کی جسارت اسلامی کو دیکھ کر مجاہدین اسلام کی زندگی کا نقشہ آنکھوں میں سما جاتا ہے۔ حضرت کے اس دینی و ملی کردار کے خلاف اہل دیوبند کے معتمد و مستند قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کے نمائندے مصطفےٰ علی اکبر کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں کہا "علماء کو اس (نسبندی) کے سہل پہلو کی طرف جانا چاہیئے۔ اور اس بارے میں لچک پیدا کرنی چاہیئے۔" موصوف کا یہ بیان تین دن متواتر ریڈیو پر نشر ہوا جسکا صاف مطلب یہ ہے کہ قاری صاحب اور مفتیان دیوبند نے اس فعل حرام اور مسلم کش مہم کو سراہ کر حکومت کی جی حضوری اور پامالی آئین اسلام کا ثبوت دیا۔ بہر فرق ہے ایک مرد حق آگاہ اور ایک ملت فروش میں ۳۵

بلا فوٹو حکومت نے پاسپورٹ تسلیم کر لیا

واہ رے پاکباز مرد مومن حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کر لیا اب نفل حج کے لئے اتنا بڑا ناجائز کام کر کے میں دربار مصطفوی میں کیسے حاضر ہو سکتا ہوں میں تصویر ہرگز نہ کھنچواؤں گا جب اس سے قبل گیا تھا اس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت
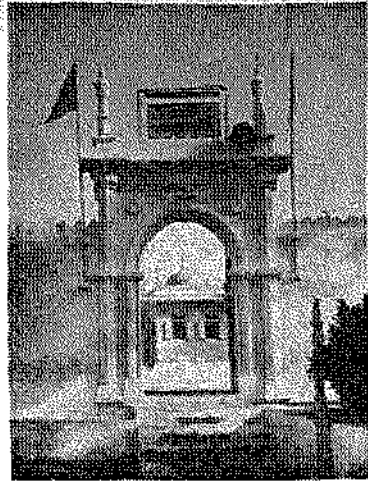
باب تبرکات قادریہ جام کنڈہ شریف
(فوٹو: بشکریہ حافظ بشیر احمد کاموکی)

مطہرہ میں تصویر کھنچوانا، رکھنا بنانا سب حرام ہے
میں اس رسول محترم کی بارگاہ میں تصویر کھنچوا کر
جاؤں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا چنانچہ ایک
عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شریعت
کی پابندی کی تو اللہ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
اس کا کرم ہوا اور حضرت کو بلا فوٹو پاسپورٹ بنائے
جانے کی اجازت حکومت ہند نے دیدی ۳۶

نجدی حکومت اور آپ کا اعلان حق

دوسرے حج کے موقع پر حضرت نے طرد الشیاطین
نامی ایک کتاب لکھی جس کا دوسرا نام عمدۃ البیان
بھی ہے یہ کتاب نجدی حکومت نے حج کے سلسلہ
میں جو ٹیکس لگایا تھا اس کے رد میں لکھی اور
مکہ شریف ہی میں لکھی اس موقعہ پر بھی حضرت کی بے خوفی
کا مظاہرہ دیکھئے نجدی حکومت نے اس سلسلہ میں
بہت سختی کر رکھی تھی کہ اس ٹیکس کی جو مخالفت کرے
اسے سخت ترین سزا دی جائے نجدی حکومت اسکی
مخالفت کرنے والے کو صحرا میں ایک بہت ہی گہرے
اور تنگ و تاریک غار میں چھوڑ دیتی تھی جس میں
سے نکلنا ناممکن ہوتا تھا صرف کبھی کبھی روٹی کا ایک
ٹکڑا اور ایک پیالی پانی حکومت کا آدمی غار
کے اندر آکر ڈال دیا کرتا تھا اور روزانہ آکر دیکھتا
تھا کہ قیدی مرا یا نہیں جب قیدی اس غار میں گھٹ
گھٹ کر بھوک و پیاس سے مرجاتا تھا تو اس کو وہیں
چیل کوؤں کی خوراک کے لئے چھوڑ دیتے تھے
مگر حضرت نے اعلان حق اور رد باطل کے لیے جان
کی پرواہ نہ کی کتاب لکھی اور رد فرمایا مگر گنبد خضری
والے آقا کے کرم سے نجدی آپ کا بال بیکا نہ کر
سکے ۳۷

حکومت پاکستان نے آپ کے آگے سر جھکا دیا

جنرل ایوب خاں کے دور میں پاکستان میں
حکومت کی طرف سے ایک "رویت ہلال کمیٹی" قائم
کی گئی تھی جس کے عہدیداران عید و بقرعید کے موقع
پر خاص طور سے مشرقی و مغربی پاکستان میں
جہاز کے ذریعہ چاند دیکھتے تھے اور پھر ان کی تصدیق
پر حکومت کی جانب سے ملک میں رویت کا اعلان
کیا جاتا تھا ایک بار عید کے موقع پر ۲۹ رمضان کو
اس کمیٹی کے افراد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے
کو اڑے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان جاتے

ہوئے انہیں چاند نظر آگیا اور انہوں نے اسکی اطلاع حکومت کو دیدی اور پھر حکومت کی جانب سے رویت کا اعلان کر دیا گیا مگر وہاں کے سنی علما نے اسکو نہ مانا اور انہوں نے دنیا کے تمام اسلامی ملکوں شام اردن، عرب مصر وغیرہ کے مفتیان کرام سے اس سلسلہ میں فتویٰ مانگا. اور ایک استفتا سرکار مفتی اعظم ہند کے پاس بھی روانہ کیا تقریباً دنیا کے سبھی مفتیان کرام نے رویت ہلال کمیٹی پاکستان کی تائید کی مگر علم و فضل کے تاجدار فقیہہ اعظم، مفتی اعظم عالم شہزادہ اعلیٰ حضرت نے اسے نہیں مانا اور اپنا فتویٰ دیا جس کا مضمون اس طرح ہے۔

"چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی شرع حکم دے گا چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے کہ جو زمین سے ملی ہوئی ہو وہاں سے دیکھنا چاہئے رہا جہاز سے چاند دیکھنا یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا اسی لئے کہیں ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ کو نظر آتا ہے۔ اور اگر جہاز اڑا کر چاند دیکھنا شرط ہو تو اور بلندی پر جانے کے بعد چاند ۲۷ اور ۲۸ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷ اور ۲۸ کو بھی چاند کا حکم دیا جائے گا اور نہ ہی کوئی عاقل اس کا اعتبار کرے گا ایسی حالت میں جہاز سے ۲۹ کے چاند کو دیکھنا کب معتبر ہوگا۔"

حضرت کے اس جواب کو پاکستان کے ہر اخبار میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس فتوے کے پاکستان میں جانے کے بعد اگلے مہینہ میں ۲۷ اور ۲۸ تاریخوں میں حکومت کی جانب سے جہاز کے ذریعہ اس بات کی تصدیق کرائی گئی تو بلندی پر پرواز کرنے پر چاند نظر آیا تب حکومت نے حضرت مفتی اعظم ہند کے فتوے کو تسلیم کر کے اس رویت ہلال کمیٹی کو توڑ دیا اور دنیا کے تمام مفتیان کرام نے انکی بارگاہ علم و فضیلت میں سر عقیدت خم کر دیا ۲۸

کورٹ میں آپ کے فتوے پر فیصلہ

آج بھی مسلم پرسنل لا یا ترکہ وغیرہ سے متعلق جب کوئی مقدمہ کورٹ میں آتا ہے تو اس سلسلہ میں حضرت کا جو فتویٰ ہوتا تھا اسی پر کورٹ میں عمل ہوتا تھا ۲۹ اور اس دنیاوی کچہری کو مجال نہیں ہوئی کہ کسی طرح حضرت کے فتوے کے خلاف فیصلہ دے سکے (نورانی)

پیری مریدی

مرید کو ایک سچا مسلمان بنا دیتے۔

یہ بے نمازی پیر نہیں کہ جاؤ بس مرید ہو جاؤ نماز روزہ سب معاف بلکہ اپنے مرید کو ایک سچا مسلمان بنا دیتے زندگی کا رخ بدل دیتے دل میں خوف الٰہی پیدا کر دیتے یہی لوگ

صحیح معنی میں پیر و مرید کہلانے کے مستحق تھے جو شریعت و طریقت کے سنگم تھے بغیر شریعت کے طریقت کہاں ۴۰

حضرت مفتی اعظم ہند کے قدموں کی برکت سے فروغ سنیت ہوتا تھا اور ہر جگہ ہزاروں لوگ داخل سلسلہ ہوتے تھے اور دیندار نمازی بن جاتے تھے (۴۱)

نماز قضا کر دینے پر مرید سے ناراضگی

حضور مفتی اعظم ہند کو اگر یہ پتہ چل جاتا کہ ان کے کسی مرید نے نماز قضا کر دی تو اسکی طرف التفات نہیں فرماتے اور اس سے سخت ناراض ہوتے ۴۲

عورت کو سامنے بیٹھا کر مرید نہیں کرتے

کسی عورت کو پردہ میں ہوتے ہوئے بھی سامنے بٹھا کر مرید نہیں کرتے حضرت شرم و حیا اور پاکیزگی کے پیکر۔ قدم قدم پر شریعت کا پاس اور سنت کا اتباع کرتے تھے ۴۳ حضرت کا یہ طرز عمل آج کے ان بدعمل پیروں کے لئے نمونہ ہے جو بے پردہ عورتوں سے اختلاط رکھتے ہیں اور بے پردہ سامنے بٹھا کر مرید کرتے ہیں (نورانی)

مریدین میں کون؟

بڑے بڑے علماء و مشائخ

حضرت کے مریدوں میں بڑے بڑے علماء و صلحا مشائخ ادبا شعرا مریدین مفکرین و قائدین اسکالر و پروفیسر بھی ہیں اور وہ حضرت کی غلامی پر فخر کرتے ہیں تاہم بڑے بڑے مغرور اور ایجوکیٹیڈ لوگوں کو میں نے حضرت کے سامنے بھیگی بلی کی طرح متواضع دیکھا جو خداداد ہیبت و جلال کی نشانی تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جسے کوئی پیر پسند نہیں وہ آپ کے سامنے آتا تو دل دے بیٹھتا اور داخل سلسلہ ہو جاتا (نورانی)

خدام مدینہ اور اہل مدینہ

آپ کے سفرنامہ حرمین طیبین کو بیان کرتے ہوئے جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی رقم طراز ہیں اس واقعہ کی دوسری شب کو نماز عشاء کے بعد حرم شریف کے کچھ خدام نے حضرت سے شرف بیعت حاصل کیا اسکے بعد حضرت مواجہ شریف میں مشغول صلوٰۃ و سلام ہو گئے۔ ۴۵

حرمین شریفین میں بھی ان کے مریدین ہیں اور وہاں کے کچھ خدام بھی حضرت کے مریدوں میں ہیں ۴۶

مدینہ شریف میں ایک شخص حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سے مرید ہونے کو آیا تو انہوں نے اس کو ڈانٹا کہ شہنشاہ کی موجودگی میں مجھ سے طالب ہوتے ہو اور اسے حضرت سے بیعت کرایا۔ مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ حضرت سے مرید ہوئے ۴۷

علماء حلب

ایک دن حلب کے علما کرام حضرت کی ملاقات کو آئے حضرت نے انھیں چائے پیش کی تو انہوں نے اس شرط پر چائے پی کہ حضور جوٹھا تبرک کر دیں

برباد نہ ہو مٹی اس خاک کے پتلے کی ؛ اللہ مجھے ان کی خاکِ کفِ پا کرنا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
زیارت جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اگر کوئی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی باتیں دریافت کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ جمعہ کے پہلے جمعہ کی رات میں غسل کرے اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ مزمل شریف ایک بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اکیس بار درود شریف پڑھے پھر باوضو سوئے جب خواب میں زیارت جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو تو جو چاہے عرض کر سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نیک کام ہو
اے خدائے غفار و ستار! عمل اور وظیفہ مذکور کے طفیل اور اپنے پیارے رسول کے صدقے میرے والد محترم
جناب حاجی بشارت علی صاحب مرحوم
اور میرے بھائی
حاجی بابو شرف الدین صاحب مرحوم
کو اپنے عفو و کرم کے وسیع دامن میں چھپا کر ان کی مغفرت فرما!
تیرے کرم کا سائل
بابو معین الدین احمد صاحب (رئیس اعظم) راج گانگپور ضلع سندر گڑھ (اڑیسہ)

حضور آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ سب اعلیٰ حضرت کا کرم ہے کہ آپ لوگ مجھے اس لائق سمجھتے ہیں۔ بعد میں ان حضرات میں سے کچھ حضرت کے مرید ہوئے اور کچھ نے خلافت واجازت حاصل کی۔ ۴۸

مخدوم زادگان مارہرہ

خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے کچھ لوگ حضرت سے بیعت بھی ہوئے ہیں حضرت کے منع کرنے کے باوجود وہ حضرات حضرت کا احترام اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے ایک مرید اپنے مرشد کا ۴۹۔

خود حضرت کے شیخ طریقت حضرت نوری میاں مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خانوادے کے کچھ شہزادگان اور شہزادیوں نے بھی حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کی جبکہ حضرت منع فرماتے رہے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے آپ ہی کے گھر سے ملا ہے میں اس لائق کہاں لیکن وہ لوگ حضرت سے اصرار کر کے بیعت ہوئے ۵۰۔

خدام اجمیر شریف

درگاہ اجمیر مقدس کی جامع مسجد کے امام صاحب بھی حضرت کے مرید ہیں ان میں سے کچھ حضرات کو خلافت بھی حاصل ہے (۵۱)

ائمہ اجمیر مقدس

سلطان الہند حضور خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پر جو سنگ اکبری ہے اس کے امام قاری محمد شبیر صاحب ہیں جناب حضرت مفتی اعظم ہند کے دامن سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب

(امام شاہجہانی مسجد) کو بھی شرف بیعت سے نوازنے کے بعد خلافت سلسلہ عالیہ رضویہ قادریہ سے نوازا (۵۲)

رجال الغیب

حضرت کی زندگی کے آخری لمحات کے واقعات لکھتے ہوئے جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی رقم طراز ہیں۔

حضرت نے بہت سے ان دیکھے لوگوں کو بیعت فرمایا اور تعویذات عطا کئے یہ معلوم نہیں کہ کون تھے لوگوں کا قیاس ہے کہ یا تو جنوں کو مرید کیا یا رجال الغیب کو ۵۳۔

اجنہ

حضرت کے مریدین میں اجنہ بھی ہیں اور اکثر وہ حضرت سے ملنے کے لئے آیا بھی کرتے تھے ۵۴

پورا عالم اسلام

آپ کے مریدین وخلفاء ہند و پاک تک ہی محدود نہیں بلکہ پورے عالم اسلام ایشیا افریقہ اور یورپ تک آپ کے فیض کا دریا جاری وساری ہے ۵۵۔

تعداد مریدین

عرب میں

سرزمین عرب پر تقریباً سات سو خوش نصیب حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے اور جن میں مقتدر علماء بھی ہیں اور صلحا بھی ۵۶ھ

بمبئی میں

بمبئی کیطرف چلئے اور دیکھئے جہاں حضرت کے مریدین کی تعداد کم سے کم ۱۵/۲۰ ہزار ہوگی ۵۷ھ

کسی شیخ کے آج اتنے مرید نہیں

آج جتنے مرید حضور مفتی اعظم ہند کے ہیں اتنے شاید ہی کسی شیخ کے ہوں ۵۸

یہ وہ فضیلت و عطیہ خداوندی ہے جسمیں حضرت بالکل منفرد نظر آتے ہیں (نورانی)

بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ آج جس تعداد میں آپ کے مرید موجود ہیں روئے زمین پر کسی دوسرے شخص کے اتنی تعداد میں مرید نہیں پائے جاتے ۵۹ھ

آپ کے مریدین کی تعداد

آپ کے دامن سے لپٹنے والوں کی تعداد کروڑ سے بھی زائد ہے جسمیں ہندو پاک کے علاوہ حجاز مقدس مصر و عراق انگستان افریقہ، امریکہ ترکستان و دیگر ممالک بھی شامل ہیں ۶۰ھ

آپ کے خلفاء

تعداد خلفاء

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء ہی کی تعداد اتنی ہے جتنی بڑے بڑے پیروں کے مریدوں کی تعداد نہ ہوگی یہ تعداد ہزاروں میں

خانقاہ بیت الانوار گیا کی مسجد

ہے ۶۱ھ

حضرت کے خلفاء جو آج ہندو بیرون ہند مثلاً سری لنکا، بنگلہ دیش، پاکستان، ترکی، ممالک عربیہ، افریقی ممالک، انگلینڈ اور دیگر مغربی ملکوں میں اشاعت اسلام و سنیت کی پر خلوص خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں مفتیان کرام مبلغین مدرسین اور واعظین کی تعداد زیادہ ہے ۶۲ھ

اقوال وارشادات

سب سے بڑا مجاہدہ کیا ہے ؟

لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا ۶۳ھ یہ سب سے بڑی عبادت سب سے بڑا مجاہدہ اور سب سے عظیم ریاضت ہے جیسا کہ خود حضرت نے بھی اس کا سب سے زیادہ اہتمام فرما کر دکھایا (نورانی)

امیری فقیری کس سے بدنام ؟

جاہل پیروں پر ایک بار فرمایا

بس کچھ جاہل مولویوں نے مولویت کو بدنام کیا ہے اور ہرا پیلا کپڑا پہن کر بال بڑھا کر لوگوں نے پیری فقیری کو بدنام کیا ہے جو منہ میں آیا بک دیا اور پیسے حاصل کرکے چلتے بنے ۶۵

گھروں میں بے برکتی کیوں ؟

ایک بار لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ بس صبح و شام ڈاڑھی منڈانا اور بس صبح و شام ڈاڑھی صاف کرانا انکا معمول بن گیا ہے اور اپنے گھروں میں برکت تلاش کرتے ہیں بے برکتی کی شکایت کرتے ہیں ۶۶

کیا توبہ کے لئے اجازت ضروری ہے

توبہ کرنے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ۶۷

حضرت دن رات سفر حضر ہر حالت میں نیکیوں کا حکم دیتے برائیوں سے روکتے اور احکام شرع سے لوگوں کو آگاہ فرماتے اس طرح کے ارشادات لاکھوں ہیں جن کا احصا مشکل ہے (نورانی)

آپکی چند خصوصیات

نماز تہجد اور رجال الغیب کی امامت

مسجد خیر اللہ شاہ بیلی بھیت کے امام مولوی اشرفی صاحب جو عامل بھی ہیں ایک شخص کو جس پر جن آتا تھا دیکھنے گئے جن نے ان سے کہا کہ اگر مجھ سے پیچھا چھڑانا ہے تو اسے حضور مفتی اعظم ہند کے پاس لے جایئے۔ امام صاحب کو بڑی حیرت ہوئی اور پوچھا تم مفتی اعظم کو جانتے ہو وہ بولا نہیں کون نہیں جانتا آپ لوگ انکی عظمت اور ان کے مرتبہ سے واقف نہیں ہیں مفتی اعظم تو وہ ہیں جو تہجد میں رجال الغیب کی امامت کرتے ہیں ۶۸

فیض رسانی جس کی مثال تاریخ عالم میں نادر

شیخ طریقت قطب وقت اور ولی کامل حضرت نوری میاں علیہ الرحمۃ کے ایک جملہ پر (مخلوق خدا کو اسکی ذات سے بڑا فیض پہنچے گا یہ فیض کا دریا بہائے گا) غور فرمایئے تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ حضرت مفتی اعظم نے اپنے پیر و مرشد (حضرت نوری میاں) کے مقبول اسلام و سنیت کی بیش بہا خدمات انجام دیں ——— اور اس زمانے میں بھی آپ کی ذات بابرکت سے مخلوق خدا کو جسقدر فیض پہنچا ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں کم ہی ملتی ہے ۶۹

اعتراف عظمت

موجودہ دور کے کوئی عالم دین ایسا نہیں جو آپ کی علمیت و دانائی کا معترف نہ ہو کوئی شیخ ایسا نہیں جو آپ کی صداقت و حق گوئی کو تسلیم نہ کرتا ہو ۶۹

آپ کی بے مثال شہرت و مقبولیت

خداوند تعالے نے جو شہرت اور مقبولیت عامہ آپ کو عطا فرمائی ہے وہ آج برصغیر تو کیا پوری دنیا کے علماء مشائخ پیران طریقت اور بزرگوں میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔ ۷۰

یہاں سے کب کوئی خالی پھرا ہے مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ سخی داتا کی یہ دولت سرا ہے

برائے درد نصف سر

لو انزلنا هذا القرآن

سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی بل

دم کرے اسی وقت شفا ہو

ہم حضور مفتیٔ اعظم ہند کی پُر عظمت بارگاہ میں نیاز مندانہ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں. اور آپ کے وسیلے سے خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ہمارے کاروبار میں برکت و ترقی عطا فرمائے آمین۔

محمد اسرائیل

ناز فش کمپنی

بسٹوپور مارکٹ جمشید پور (بہار)

آپ کے نزدیک رہ کر بھی عقیدت میں کمی نہیں

دنیا میں بہت سے مرشد و رہنما گذرے اور ہیں مگر شب و روز ساتھ رہ کر بھی جن کے یہاں عقیدتوں کی کمی محسوس نہیں ہوتی ان میں مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند کی ذات گرامی تھی [۱۱]

دنیا کے مفتیوں کی نظر آپ کے فتویٰ پر

کسی مسئلہ پر ساری دنیا کے مفتیان کرام آپ کے جواب فتویٰ پر نظر لگائے رہتے تھے اسی لئے آپ کو مفتی اعظم کا خطاب ملا [۱۲]

کوئی دقیق اور کتنا ہی اہم مسئلہ آجائے تو تمام مفتیان کرام و علما کی نظریں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں [۱۳]

وقت کے اکابر علما ر آپ کے قول کو اپنی تمام باتوں پر حرف آخر کی حیثیت دیتے تھے [۱۴]

چنانچہ کسی فتوے کے ساتھ آپ کا اسم گرامی ہی ایک زبردست حوالہ کا درجہ رکھتا تھا۔ (نورانی)

مفتی اعظم ہند ہی مفتی عالم ہیں

کہنے کو تو سیدی مفتی اعظم مفتی اعظم کہلاتے تھے لیکن درحقیقت وہ مفتی عالم تھے یعنی دنیا کے سب سے بڑے مفتی نہ کہ صرف ہندوستان کے [۱۵]

جیسا کہ مسلمانان عالم کا بکثرت آپ سے رجوع اور فتاویٰ کی مقبولیت شاہد ہے (نورانی)

حضور مفتی اعظم کے انہیں اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر اگر آپ کو مفتی عالم کہا جائے تو اس میں ذرا مبالغہ نہ ہوگا۔ [۱۶]

ہند و پاک کے علاوہ ممالک افریقہ مشرق وسطیٰ ایشیا و یورپ تک سے آپ کی خدمت میں استفسار آتے رہے [۱۷]

نماز جنازہ ایسی کہ تاریخ مثال سے قاصر

تاریخ کے صفحات ایسی روایت سے خالی ہیں کہ کسی کے جنازے میں شرکت کے لئے ۲۵ لاکھ انسانوں کا سیلاب آگیا ہے [۱۸]

اخباری نمائندوں اور دیگر سیاح صفت لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا جم غفیر جو حضرت کے جنازہ میں تھا کئی سو برسوں میں کسی کے جنازے میں نظر نہیں آیا اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے شاہی جلوس میں دیکھنے کو ملا چشم فلک نے ایک وقت میں اور ایک مقام پر اتنا مجمع بہت کم دیکھا ہوگا۔

بریلی شہر میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی وفات کے بعد اتنا بڑا مجمع آج تک نہیں دیکھا گیا [۱۸]

مفتی اعظم علیہ الرحمہ
خاتمہ بالخیر کے لئے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ہ
ہر روز ایک سو گیارہ بار پڑھے ایمان کی حفاظت ہوگی اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔
اے جبروت و لاہوت کے خالق و مالک!
درود مذکور کی فضیلت کے صدقے تو میرے والد ماجد
جناب
احمد علی صاحب
مرحوم کے اوپر
اپنا فضل فرما اور انہیں بخشدے
جو حالت نماز میں تجھ سے
واصل ہو گئے!
راجگانگپور قبرستان کا خوبصورت دروازہ جسے مرحوم احمد علی صاحب نے تعمیر کروایا اور بعد انتقال مرحوم کا جنازہ سب سے پہلے اسی دروازے سے نکالا گیا (فوٹو بشکریہ محمد مصطفٰی)
: درخواست کنندہ :
محمد مصطفٰی راجگانگپور۔ ضلع سندرگڑھ (اڑیسہ)
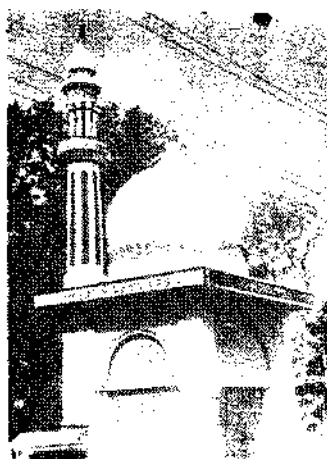
پندرہویں صدی کے

خورشید ہدایت

مولانا یٰسین اختر رضوی الجمع الاسلامی مبارکپور حال مقیم ریاض سعودی عرب

ہندوستان کا وہ علاقہ جسے آجکل اتر پردیش کہا جاتا ہے اس کی مردم خیز سرزمین سے بڑے بڑے نامور علماء و فضلاء، ادباء و شعراء اور محققین و مؤرخین پیدا ہوئے ہیں جن کی دینی، علمی، مذہبی، اصلاحی، سماجی اور سیاسی خدمات کو تاریخ میں نمایاں مقام ملا ہے اور یہاں سے اٹھنے والی ہر آواز اور ہر ایک تحریک نے اہل ملک کو اپنی جانب متوجہ کیا بیشتر مذہبی و سیاسی امور و معاملات میں اسے مرکزیت حاصل رہی اور بے شمار مسائل میں اس نے پورے ملک کی قیادت اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ رام پور، بدایوں، بریلی، خیرآباد، جونپور، لکھنؤ اور الہ آباد جیسے تاریخی شہر مسلمانوں کے تہذیبی، تمدنی اور مذہبی گہوارے رہے ہیں اور ان کی نمائندہ حیثیت

سے تعلیم یافتہ طبقہ اچھی طرح واقف اور باخبر ہے۔
علاقہ روہیل کھنڈ اپنی شجاعت و بہادری میں ممتاز اور نہایت مشہور تھا سلطنت مغلیہ کے عہد میں سعادت یار خاں بن سعید اللہ خاں (جاگیردار شیش محل لاہور و صاحب منصب شش ہزاری دہلی) کو اسے فتح کرنے کی مہم سپرد ہوئی۔ چنانچہ انہیں کے ہاتھوں یہ علاقہ فتح ہوا اور صوبہ دار بریلی کا فرمان شاہی ان کے حق میں صادر ہوا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے محمد اعظم خاں کئی گاؤں کے جاگیر دار اور ایک عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے آپ کا میلان شجاعت کے ساتھ دینداری کی طرف زیادہ تھا۔ پھر آپ کے فرزند ارجمند حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار بدایوں میں یہ رنگ اور نکھر آیا۔

مگر خانوادۂ علم وفضل کی حیثیت سے اس کی شہرت کا باعث مولانا رضا علی خاں بریلوی (ابن حافظ کاظم علی خاں) متولد ۱۲۲۴ھ متوفی ۱۲۸۲ھ ہوئے چنانچہ مشہور مؤرخ مولانا رحمٰن علی خاں ممبر کونسل ریاست ریواں اپنی مشہور تاریخ میں لکھتے ہیں۔

"مولوی رضا علی خاں بریلوی
ابن محمد کاظم علی خاں بن محمد اعظم شاہ
ابن محمد سعادت یار خاں بہادر از
اجلۂ علمائے بریلی ملک روہیلکھنڈ
از عائلہ افاغنہ بڑہیچ است۔ بزرگان
شان پیش سلاطین دہلی بہر عہد ہائے
جلیلہ بمنصب شش ہزاری سرفراز و
ممتاز بودند۔۔۔۔ بعمر بیست و سہ سالگی
از اکتساب علوم متداول فراغ یافتہ
مشار الیہ اوائل در قرآن گشت خصوصاً
در علم فقہ مہارت کاملہ داشت۔ تذکیر
پر تاثیر وے مشہور و معروف است
بالجملہ لینت کلام و سبقت سلام و زہد
وقناعت وحلم وتواضع و تجرید از
خصائص وے توان شمرد۔ الخ (ص ۶۴
تذکرۂ علماء ہند مطبوعہ نولکشور لکھنؤ
۱۹۱۴ء)

خاندانی شجاعت و بہادری کا جوہر بھی آپ کے اندر بے مثال تھا۔ چنانچہ ایک مؤرخ آپ کے بارے میں لکھتا ہے "آپ جنگ آزادی ہند کے عظیم رہنما تھے عمر بھر فرنگی تسلط کے خلاف برسرپیکار رہے آپ ایک بہترین جنگ جو اور بیباک سپاہی تھے لارڈ ہسٹنگ آپ کے نام سے کانپتا تھا۔ جنرل ہڈسن جیسے برطانوی جنرل نے آپ کا سر قلم کرنے کا انعام پانچسو روپے مقرر کیا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں عمر بھر ناکام رہا جب آپ نے برطانوی حکام کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تو انگریزوں نے آپ کے احاطے میں نقب زنی کرا کے ۲۵ عدد گھوڑے چوری کرا لئے کیونکہ اپنے تمام گھوڑے تحریک آزادی کے کارکنوں کو انگریزوں پر شب خون مارنے کے لئے مفت دیتے تھے اور آپ کی حویلی اکثر مجاہدین کی پناہ گاہ تھی۔ یہاں تک کہ مجاہدین کے کھانے کا بھی آپ خود ہی انتظام فرماتے۔ (جنگ آزادی نمبر ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی شمارہ جولائی ۱۹۷۵ء)

مولانا نقی علی خاں (ابن مولانا رضا علی خاں) متولد

دم نکل جائے مرا راہ میں ان کی نورمی | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | ان کے کوچہ میں رہوں نقش قدم کی صورت

۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۶ھ جنہیں شیخ الحرم سید احمد زینی دحلان شافعی قاضی القضاۃ سے سند حدیث اور مولانا سید آل رسول مارہروی (تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) م ۱۲۹۶ھ سے جمیع سلاسل کی اجازت خلافت حاصل تھی ان کے بارے میں مولانا رحمن علی لکھتے ہیں

"خالق تعالیٰ ویرا بعقل معاش و
معاد ممتاز اقران آفریدہ بود۔ علاوہ
شجاعت جبلی بصفت سخاوت و تواضع
و استغنا موصوف بود۔ و عمر گرانمایۂ خود
باشاعت سنت و ازالۂ بدعت بسر بردہ
(ص ۴۴ تذکرہ علماء ہند)

ان کے نامور اور بلند اقبال فرزند شہیر عرب و عجم مولانا احمد رضا قادری فاضل بریلوی متولد ۱۸۵۶ء ۱۲۷۲ھ متوفی ۱۹۲۱ء ۱۳۴۰ھ کے بارے میں حکیم عبدالحی رائے بریلوی لکھتے ہیں۔

واشتغل بالعلم علی والدہ ولازمہ
مدۃ طویلۃ حتی برع فی العلم وفاق اقرانہ
فی کثیر من الفنون لاسیما الفقہ والاصول۔
(ص ۳۸ نزہۃ الخواطر جلد ثامن مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۷۰ء) اور مولوی ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں
وکان عالماً متبحراً کثیر المطالعۃ واسع
الاطلاع له قلم سیال و فکر جائل فی التالیف
(ص ۔ نزہۃ الخواطر)

آگے چل کر ان کی فقہی بصیرت کا اعتراف کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

یوجد نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ (ایضاً)

مولانا احمد رضا قادری فاضل بریلوی نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ "اے رب کریم مجھے ایسی اولاد سے سرفراز فرما جو عرصۂ دراز تک تیرے دین اور تیرے بندوں کی خدمت کرے" ایک بار جبکہ آپ اپنے مشائخ سلسلہ کے آستانے پر (مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ) حاضر تھے وہیں خواب دیکھا کہ ان کے گھر فرزند تولد ہوا ہے اور آپ نے خواب ہی میں اس کا نام آل الرحمن رکھا اسی دوران مولانا سید شاہ ابوالحسین نوری مارہروی م ۱۳۲۴ھ نے بعد نماز عصر اچانک آپ سے فرمایا مولانا صاحب بریلی میں آپ کے گھر ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کا نام آل الرحمن رکھا جائے جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا۔ دوسرے روز بریلی سے ولادت کی خبر پہونچی تو شاہ ابوالحسین نوری میاں نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی" نام تجویز فرمایا۔ محمد کے نام پر عقیقہ کیا گیا اور مصطفےٰ رضا کے عرف سے مشہور روزگار ہوگئے۔

سید شاہ نوری میاں جب بریلی تشریف لائے تو اس وقت کل عمر چھ ماہ تھی اسی وقت آپ نے پیشنگوئی فرمائی کہ "یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کریگا اور خدا کی مخلوق کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہ کیمیا اثر سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر واپس آئینگے اور یہ فیض کا دریا بہائے گا" یہ جملے ارشاد فرماتے ہوئے آپ کے دہن میں اپنی مبارک انگلیاں ڈالکر

زیر تعمیر

مزار پر انوار
غازی اہل سنت
حضرت مولانا الحاج
الشاہ محمد محبوب
علی خان صاحب
قدس سرہ

(ناریل باڑی
قبرستان
بمبئی)

مرید فرمایا اور اسی وقت جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا اور اس طرح سید شاہ نوری میاں نے مولانا مصطفیٰ رضا نوری کو اپنی نسبت بخشیں۔ ے گویا نورٌ علیٰ نور بنا دیا۔

حضرت فاضل بریلوی نے اپنی نگرانی میں آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔ مولانا رحم الٰہی منظفر نگری م ۱۳۶۱ھ (تلمیذ مولانا سید عبد العزیز انبیٹھوی م ۱۳۴۴ھ تلمیذ علامہ عبد الحق خیرآبادی م ۱۳۱۶ھ) اور مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی (تلمیذ مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی م ۱۳۳۴ھ) آپ کے خصوصی اساتذہ کرام ہیں۔

مولانا محمود احمد قادری حضرت مفتی اعظم کی تقریر کے ... میں مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا سید شاہ مبارک ... میں کام کر رہے تھے۔ ایک دن آپ دار الافتاء میں پہنچے۔ مولانا ظفر الدین صاحب کچھ لکھ رہے تھے۔ وہ ان کے لئے اٹھ کر فتاوی رضویہ الماری سے نکالنے گئے۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا، نو عمری کا زمانہ تھا میں نے کہا فتاوی رضویہ دیکھ کر جواب لکھتے ہو؟ مولانا نے فرمایا اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو تو جانوں۔ میں نے فوراً لکھ دیا۔ وہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔ یہ آپ کا پہلا جواب تھا۔ یہ

واقعہ ۱۳۲۲ھ کا ہے۔ اصلاح کے لئے اعلیٰحضرت (فاضل بریلوی) کی خدمت میں پیش کیا بحث جواب پر امام اہلسنت بہت خوش ہوئے اور صح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب لکھکر دستخط ثبت فرمایا اور ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا" کی مہر مولانا حافظ یقین الدین (بریلوی) سے بنواکر عطا فرمائی (ص ۲۲۳، ۲۲۴ تذکرہ علمائے اہلسنت مطبوعہ کانپور ۱۹۷۱ء ۱۳۹۱ھ)

حج وزیارت حرمین شریفین کی سعادت دوبار آپ کو تقسیم ہند سے قبل حاصل ہوئی تیسری بار ۱۹۷۱ء ۱۳۹۱ھ میں اس شان کے ساتھ عازم حرمین شریفین ہوئے کہ باوجودیکہ بہت سے علماء کرام کے نزدیک حج کے لئے فوٹو جائز ہے مگر آپ کی عزیمت کی بنیاد پر بین الاقوامی رائج الوقت عمل کے خلاف بغیر فوٹو کے پاسپورٹ حاصل ہوا اور سفر حج کے دوران جہاز میں کوئی ٹیکہ وغیرہ بھی نہ لگوا کر احتیاط وتقویٰ کی اس دور میں ایک روشن مثال قائم کر دی اور ضعف و نقاہت کے باوجود جس نشاط اور مستعدی اور شیفتگی و وارفتگی کے ساتھ مناسک حج ادا کئے وہ ہم سب کے لئے قابل رشک ہے مولنا خالد علی خاں بریلوی اور مولانا عبدالہادی افریقی بریلی سے مکمل طور پر شریک سفر رہے۔ یہ حضرات ارض حجاز کے ایمان افروز اور رقت انگیز واقعات بتلاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عاشق وارفتہ جگر ہے جو مکہ مکرمہ کے اماکن مبارکہ اس کی شاہراہوں اور مدینہ طیبہ کے مقامات مقدسہ اور اس کی روح پرور گلیوں اور اس کے درودیوار پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کی آرزو میں تڑپ رہا ہے اور دیوانہ وار ہر طرف اس کی نگاہیں اٹھ رہی ہیں۔

خانوادۂ رضویہ جو عشق ومحبت رسول کی سرشاری میں ممتاز اور شہرۂ آفاق ہے اس کے آپ سراپا نمونہ تھے۔ کیونکہ آپ کا دل بھی کشتۂ تیغ ابروئے محمد تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

چارہ گر ہے دل تو گھائل عشق کی تلوار کا
کیا کروں میں لیکے پھایا مرہم زنگار کا
از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
ہو چکا تجھ سے مداوا عشق کے بیمار کا

جان ایماں ہے محبت تری جان جاناں
جس کے دل میں یہ نہیں خاک مسلماں ہوگا
آہ پورا مرے دل کا کبھی ارماں ہوگا
کبھی دل جلوہ گہ سرور خوباں ہوگا

میرا گھر غیرت خورشید درخشاں ہوگا
خیرے جان قمر جب کبھی مہماں ہوگا
ظلمت قبر کا کیا خوف مجھے اے نوری
جب مرے قلب میں ایمان کا لمعاں ہوگا

سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہایت گہرا تعلق خاطر اور والہانہ قلبی لگاؤ تھا چنانچہ آپکی شان میں عرض گزار ہیں۔

ترا جلوہ نور خدا غوث اعظم

ترا چہرہ ایماں فزا غوثِ اعظم
خدا ساز آئینۂ حق نما ہے
ترا چہرۂ پر ضیا غوثِ اعظم
جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر
تو نوری کو نوری بنا غوثِ اعظم

کھلا میرے دل کی کلی غوثِ اعظم
مٹا قلب کی بے کلی غوثِ اعظم
قدم گردنِ اولیاء پر ہے تیرا
تو ہے رب کا ایسا ولی غوثِ اعظم
خدا ہی کے جلوے نظر آئے جب بھی
تری چشم حق بیں کھلی غوثِ اعظم

تجلیٔ نورِ قدم غوثِ اعظم
ضیائے سراج الظلم غوثِ اعظم
ترا حل ہے تیرا حرم غوثِ اعظم
عرب تیرا تیرا عجم غوثِ اعظم
کرم آپ کا ہے اعم غوثِ اعظم
عنایت تمہاری اتم غوثِ اعظم
چلا ایسی تیغ دو دم غوثِ اعظم
کہ اعدا کے سر ہوں قلم غوثِ اعظم
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہیں رکھیں قدم غوثِ اعظم
تمہارے کرم کا ہے نوری بھی پیاسا
ملے یم سے اس کو بھی نم غوثِ اعظم

الحاج حافظ نواب رحمت نبی خاں برکاتی، (ساکن کلا ہیر و بارگ سول لائن بریلی) بیان فرماتے ہیں کہ انہیں مدتوں سے ایک شیخ کامل کی تلاش تھی متعدد خانقاہوں اور مقامات مقدسہ کی زیارت کو گئے لیکن ان کا دل کہیں جم نہ سکا مرشد طریقت بھی قادری سلسلہ کا ہونا چاہئے تھا اس لئے تلاش شیخ میں بے قرار ہو کر بغداد معلی پہنچے کہ وہاں کے سجادہ نشین سے بیعت ہو جائیں مگر عقیدت کیش مسافر کو جس طرح کے رہنما و راہبر کی ضرورت تھی وہ یہاں بھی میسر نہ آسکا اور ان کا دل مطمئن نہ ہوا اور جب اضطراب دل حد سے سوا ہوا تو محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں ان کے مچلتے ارمان کو قرار بخشا اور ہونے والے مرشد کامل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "جاؤ ان سے بیعت ہو جاؤ یہ میرے نائب ہیں۔" چنانچہ ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ کو آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں حاضری دی اور بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا یہ سچا واقعہ جناب نواب رحمت نبی خاں نے رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ میں جبکہ میں خانقاہ رضویہ بریلی سے ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا تو بیان کیا اور اسے اپنی ایک کتاب میں تحریر بھی فرما دیا ہے۔

سادات کرام سے بھی بے پناہ عقیدت تھی تیسرے سفر حج ۱۳۹۱ھ میں آپ کو معلوم ہوا کہ خانوادہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بزرگ حضرت سید عبدالمعبود الجیلانی البغدادی جن کی عمر اس وقت ایک سو انچاس (۱۴۹) سال کی تھی وہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں
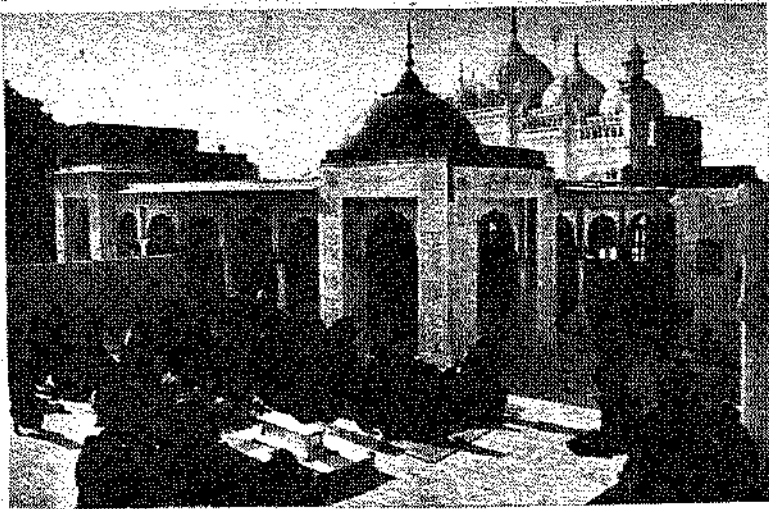
آستانہ مبارک حضرت داتا گنج بخش لاہور (پاکستان)

آپ بصد شوق ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کمرے میں پہونچے سید صاحب استقبال کے لئے اُٹھنے لگے تو آپ نے ان کا قدم چوم لیا، اور پھر احتراماً عام لوگوں کی صف میں بیٹھنا چاہا مگر انہوں نے آپ کو اپنی مسند سے قریب بغل میں بٹھا لیا۔ سید صاحب نے اثنائے گفتگو میں ارشاد فرمایا "بفضلہٖ تعالیٰ میں نے ۸۰ حج کئے ہیں۔ اعلیٰحضرت شیخ احمد رضا قادری سے بریلی میں میری ملاقات بھی ہوئی ہے وہ مجھ سے عمر میں تیس سال چھوٹے تھے یہ واقعہ آپ کی ولادت سے قبل کا ہے۔" اس کے بعد سید صاحب نے حضرت فاضل بریلوی کی دینی و علمی خدمات پر روشنی ڈالی اور پھر یہ خواہش ظاہر کی کہ شیخ احمد رضا قدس سرہ کی یہ نعت شریف سہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کسی کو یاد ہو تو سنائے۔ چنانچہ مولنا عبدالہادی افریقی و دیگر حضرات نے ترنم سے پڑھا تو ساری فضا جذب و عشق کے عطر و عنبر سے مہک اٹھی۔ دوزانو بیٹھ کر سید صاحب نے سر جھکا کر پوری نعت سماعت فرمائی اور آخر میں بزبان عربی اپنی ایک نعت شریف سنا کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

احترام سادات کا ایک دوسرا واقعہ بھی نہایت ایمان افروز ہے انتقال کی شب جبکہ لوگ تیمار داری میں مصروف تھے ایک سید صاحب بھی وہاں تھے اور

وہ بھی خدمت میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک آپ نے آنکھ کھولی اور فرمایا یہاں کوئی سید صاحب ہیں؟ مجھے خوشبو محسوس ہو رہی ہے لوگوں نے عرض کیا جی حضور! فلاں سید محمد حسین صاحب ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدمت کرکے مجھے گنہگار نہ بنائیں آپ صرف میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور بس!

احترام نسبت کا یہ عالم تھا کہ دوسرے سفر حج میں جب آپ غار ثور کی زیارت کے بعد غار حرا کے قریب پہنچے تو اپنا عمامہ مبارک، جبہ، صدری، کرتہ سب اتار کر زمین پر رکھدیا۔ اس وقت سوزش عشق سے آپ کا قلب تپاں تھا اور آنکھوں سے اشک رواں غار کے اندر گئے تو اس کی پاک مٹی بدن پر ملنے لگے اور اس کے ذرات سے اپنی پیشانی کو اس طرح چمکایا کہ کہکشاں کا جمال اور آفتاب نیمروز کی شعاعیں بھی اس کی تابانیوں پر قربان ہونے لگیں۔ اور چہرۂ مبارک لطافت و رعنائی اور طلعت و زیبائی کا ایک خوبصورت مرقع بن گیا۔

ایک بار مواجہۂ اقدس میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے بعد حرم شریف کے ایک خادم سے جھاڑو لے کر درود و سلام پڑھتے ہوئے اس مبارک سرزمین کو بہارا۔ اس وقت کے آپ کے جذب و شوق کا کیف و سرور ناقابل بیان ہے۔ آپ نے ایک بار نعت پاک میں فرمایا تھا سے

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں

اس کو سچ کر دکھایا۔

اس سفر میں آپ نے مکہ معظمہ میں ان علماء حرمین سے بھی ملاقات کی جنہوں نے حضرت فاضل بریلوی سے ان کے وقت میں حرمین طیبین میں ملاقات و استفادہ کیا تھا۔ یہ حضرات سید یحییٰ عمان علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں سے ہیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) سید امین قطبی (۲) سید عباس علوی (۳) سید محمد نور۔ ان تینوں حضرات نے حضرت فاضل بریلوی کے دور کے حالات و واقعات بتلائے ان کے علم و فضل کی تعریف و توصیف کی، اور حضرت مفتئ اعظم سے خلافت حاصل کی۔

خاندانی بزرگوں کی طرح آپ کی نعتیہ شاعری بھی بڑے پائے کی ہے اخلاص قلب اور عشق صادق جو معنوی لحاظ سے نعتیہ شاعری کے اجزائے ترکیبی ہیں وہ آپ کے اندر بدرجۂ اتم تھے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

طبق پر آسماں کے لکھتا میں نعت شہ والا
قلم لے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا
جو آب و تاب دندان منور دیکھ لوں نوری
مرا بحر سخن سرچشمہ ہو خوش آب گوہر کا
وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہر و مہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا مرے سرکار کا
دو جہاں میں بٹتا ہے باڑا اسی سرکار کا
دونوں عالم پاتے ہیں صدقہ اسی دربار کا
جاری ہے آٹھوں پہر لنگر سخی دربار کا
فیض پر ہر دم ہے دریا احمد مختار کا
فق ہے چہرہ مہر و مہ کا ایسے منہ کے سامنے

میرا بیڑا کسنارے لگے پیارے مفتی اعظم علیہ الرحمہ نوح کی ناؤ کس نے ترائی ہے

امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ نقش پاک سیاہ روشنائی سے لکھ کر تعویذ بنائے اور موم جامہ کر کے گلے میں باندھے۔

٧٨٦

١١١٦	١١١٩	١١٢٣	١١٠٩
١١٢٢	١١١٠	١١١٥	١١٢٠
١١١١	١١٢٥	١١١٧	١١١٤
١١١٨	١١١٣	١١١٢	١١٢٤

اے غفور و رحیم! اس نقش کے استعمال اور استفادہ کا ثواب

○ مرحوم فتح محمد عرف فتا ○ گمانہ مرحوم ○ مرحومہ جیونی بائی

○ جیون مرحوم ○ نوری مرحومہ ○ چاند مرحوم ○ حورا مرحومہ ○

مرحوم پانچو جی ○ فاطمہ مرحومہ ○ علاء الدین عرف دین محمد مرحوم

وحید اعوان لوہار خاندان کے ارواح کو عطا فرما اور انھیں بخش دے۔ آمین

محمد یسین پانچو لوہار نزد ایس ٹی اسٹینڈ شیرپور ضلع دھولیہ مہاراشٹر

M/S. MAHARASHTRA TRAILERS

❖ SPECIALIST IN ❖ ☎ 160

Tractor, Jeep & Power Tiller Trailers & Tankers Manufacture

Near S. T. Stand, SHIRPUR. Dist. Dhule (Maharashtra)

جسکو قسمت سے ملے بوسہ تری پیزار کا
کعبہ واقصیٰ و عرش و خلد ہیں نوری مگر
ہے نرالا سب سے عالم جلوہ گاہِ یار کا

قفسِ جسم سے چھٹتے ہی یہ پرّاں ہوگا
مرغِ جاں گنبدِ خضرا پہ غزل خواں ہوگا
جانِ ایماں ہے محبت تری جانِ جاناں
جسکے دل میں یہ نہیں خاک مسلماں ہوگا
نورِ ایمان کی مشعل رہے روشن پھر تو
روز و شب مرقد نوری میں چراغاں ہوگا

اپنے والد ماجد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی فقہ و افتاء میں کمال حاصل کیا۔ ایک لاکھ سے زائد فتاویٰ آپ کے قلم سے نکلے جن کے کچھ نمونے فتاویٰ مصطفویہ اول و دوم میں موجود ہیں۔ ہند و پاک کے طول و عرض میں سیکڑوں اہل نظر فقیہ و مفتی اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے جاکر حل کراتے اور ہر پیدا ہونے والے مسئلے میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کے دور میں پاکستان کی ایک سرکاری رویت ہلال کمیٹی کے بارے میں مولانا سید ریاست علی قادری (کراچی) کی کتاب "مفتیٔ اعظم ہند مدظلہٗ" سے ماخوذ ایک مسئلہ ملاحظہ فرمائیں جس سے عالم اسلام میں آپ کی مرکزیت و مرجعیت واضح ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ عید کے موقع پر ۲۹ رمضان المبارک کو اس کمیٹی کے چند افراد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے گئے ان لوگوں کو چاند نظر آ گیا اور انہوں نے اس کی اطلاع حکومت کو دیدی جس کے نتیجے میں حکومت نے رویت ہلال کا اعلان کر دیا۔ بعض علماء کی مخالفت کی بناء پر دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک کے مفتیان کرام سے فتویٰ مانگا گیا اور ایک استفتاء مفتیٔ اعظم ہند (بریلی شریف) کی خدمت میں بھی روانہ کیا گیا دنیا کے تمام مفتیوں نے رویت ہلال کمیٹی (پاکستان) کی تائید کی مگر مفتیٔ اعظم ہند نے اس کے خلاف یہ فتوے صادر فرمایا۔

چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے وہاں شرعی شہادت پر قاضی حکم دیگا۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو دیکھنا چاہیئے رہا جہاز سے دیکھنا تو یہ غلط ہے کیونکہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہیں چاند ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ تاریخ کو نظر آتا ہے اور جہاز سے چاند دیکھکر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جانے کے بعد چاند ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷ اور ۲۸ تاریخ کو چاند دیکھ کر یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقرعید جائز ہے اسطرح جہاز سے چاند دیکھ کر یہ فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ کا چاند دیکھنا معتبر ہے بھلا کس طرح صحیح ہوگا:

یہ تحقیقی فتویٰ چونکہ دوسرے مفتیوں کی رائے کے خلاف تھا اس لئے نہایت تہلکہ خیز ثابت ہوا تقریباً سارے پاکستانی اخبارات نے اسے جلی سرخیوں کے

ساتھ شائع کیا۔ حکومت پاکستان نے ۲۷، ۲۸ تاریخوں میں اگلے ماہ ہوائی جہاز سے اس کی تصدیق کرائی تو مزید بلندی پر ان تاریخوں میں بھی چاند نظر آگیا۔ تب سے ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کا سلسلہ منسوخ ہو گیا اور رویت ہلال کمیٹی ہی توڑ دی گئی اور حضرت مفتی اعظم کی دقت نظر اور فقیہانہ بصیرت کو گویا عالمی سطح پر ایک سے تسلیم کر لیا۔ اس کے علاوہ موجودہ پیدا شدہ حالات کے پیش نظر سیکڑوں مسائل پر حضرت کے تحقیقاتی فتاویٰ موجود ہیں اور جنہیں پوری دنیا کے اہلسنت و جماعت تسلیم کرتے ہیں۔

مطبوعہ تصنیفات و تالیفات آپ کی بہت زیادہ نہیں مگر جو ہیں ان سے آپ کے بے پناہ علم و فضل اور ذہانت و طباعی و دور اندیشی و ژرف نگاہی کا اندازہ ہوتا ہے چند کتابیں یہ ہیں۔

(۱) فتاویٰ مصطفویہ اول و دوم (یہ دونوں حصے مکتبہ رضا جبل پور بیلی بھیت سے شائع ہوئے ہیں باقی حصص زیر طبع ہیں ۱۲) (۲) الملفوظ اول تا چہارم (۳) حاشیہ الاستمداد (۴) الموت الاحمر (۵) ہشتاد بید و بند (۶) وقعات السنان (۷) ادخال السنان (۸) طرق الہدیٰ والارشاد (۹) مسائل سماع (۱۰) القول العجیب (۱۲) الحجۃ الباہرۃ (۱۳) طرد الشیطان (۱۴) تنویر الحجہ (۱۵) وقایۃ اہل السنہ (۱۶) مقتل کذب و کید (۱۷) کشف ضلال (۱۸) سیف الجبار (۱۹) نور الفرقان (۲۰) سامان بخشش (مجموعہ کلام) (۲۱) الطاری الداری تین حصے۔

آپ کے اندر ایمانی جرأت ایسی تھی کہ بلاخوف لومۃ لائم ہر صحیح اور سچی بات برملا کہتے اور اس میں کسی طرح کی مداہنت اور بے جا رعایت کے قائل نہ تھے جب کوئی خلاف شرع کام دیکھتے فوراً ٹوکتے بے داڑھی والا مسلمان سامنے آتا تو اس کو سختی کے ساتھ داڑھی رکھنے کی تاکید کرتے محافل میلاد اور جلسوں میں کوئی نعت خواں غلط شعر پڑھ دیتا جس میں شرعی سقم ہوتا یا کوئی خطیب و واعظ غلط مسئلہ یا روایت بیان کرتا تو فوراً وہیں مجمع عام میں اس کی اصلاح کرتے اس سے توبہ کراتے۔ اگر کوئی ننگا سر سامنے آتا اس کو بھی برداشت نہ فرماتے۔ اس طرح کے نہ جانے کتنے واقعات پیش آئے جن سے قریب رہنے والے ہزاروں علماء و عوام بخوبی واقف ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد جب کہ مسلمان اور ہندو دونوں ایک دوسرے کے خلاف سخت مشتعل تھے اور برصغیر ہندوستان میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی تھی اور صبح و شام خوف و ہراس کے گزر رہے تھے بالخصوص ان علاقوں میں جہاں مسلمان تعداد کم تھی بجا کہ اپنا رخت سفر باندھ رہے تھے ایسے ہنگامہ خیز دور میں آپ مسجد میں ہی نماز ادا کرتے جاتے، اور لوگوں کے منع کرنے کے باوجود اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرتے اور وقت پر مسجد پہنچ جاتے۔ دنیا آج بھی جاکر دیکھ سکتی ہے کہ محلہ سوداگران بریلی میں صرف آپ کا ایک خاندان آباد ہے بقیہ سب ہندو ہیں جن میں کثیر تعداد شرنارتھیوں کی ہے۔

آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے عظیم الشان دینی خدمات انجام دی ہیں۔ ہمیشہ گمراہوں کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اور اپنے چند جملوں سے قلوب کی تسخیر کا آپ وہ کارنامہ انجام دیتے جو اوروں کی سیکڑوں تقاریر پر بھاری ہوتے۔ آپ کی دلکش اور مقدس صورت دیکھ کر بے شمار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہزاروں بدعقیدہ آپ کی صورت زیبا دیکھ کر آپ کے تبلیغی جذبے سے متاثر ہو کر بدعقیدگی سے تائب ہوئے۔

بیعت و ارشاد کے سلسلے میں تو آپ نے دور میں آپ بے مثل و بے نظیر تھے اور ایسا عارف کامل و مرد مومن جس کی نگاہ حق بیں شریعت و طریقت کے اسرار و رموز اور ان کی تہہ تک فوراً پہنچ جاتے اور جس کے دامن کرم سے وابستہ مریدوں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد اور دلوں پر اس کی سلطانی و حکمرانی مسلّم ہو اس کی مثال عالم اسلام میں کہیں نظر نہیں آتی۔

افسوس کہ عرب و عجم کا یہ فقید المثال مرشد و شیخ طریقت شب یکشنبہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء ایک بجکر چالیس منٹ پر مسلمانان عالم اور کروڑوں عقیدت مندوں کو اچانک داغ مفارقت دے گیا بی بی سی لندن آل انڈیا ریڈیو پاکستان ریڈیو اور اخبارات و رسائل نے اس المناک و دہشت ناک حادثہ کی خبر ساری دنیا میں پھیلادی۔ جس سے مسلمانوں پر ایک بجلی سی گر پڑی اور سوگواروں کے قافلے بریلی کی جانب چل پڑے کاروں بسوں ٹرینوں اور ہوائی جہازوں سے علماء و فضلاء مختلف ممالک کے سفراء و نمائندگان حکومت تقریباً دس لاکھ کی تعداد میں جمع ہو گئے تین بجکر بیس منٹ پر بعد نماز جمعہ اسلامیہ کالج بریلی کے وسیع و عریض میدان میں حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب مدظلہ سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد خانقاہ عالیہ رضویہ میں حضرت فاضل بریلوی کے پہلو میں آپ کو سپرد لحد کیا گیا۔ جہاں کے انوار و تجلیات کا چشم سر سے مشاہدہ کر کے زبان خلق پکار اٹھی کہ

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

بسم اللہ شریف کا خاص عمل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہر روز فجر کی نماز میں سنت و فرض کے درمیان صرف ۹۰ بار پڑھ لیا کریں۔ اول و آخر درود شریف ۳۰۳ بار پڑھ کر اپنے جملہ مقاصد کی دعا کر لیا کریں اخذ نہ کریں نیز طلوع و غروب و زوال کے وقت۔ ۹ بار روزانہ کا ورد مع اول و آخر درود شریف ۲۲ - ۲۲ مرتبہ۔

الٰہی!

تیرے جس محبوب بندے کی یاد میں ادارہ استقامت نے یہ شاندار نمبر شائع کیا ہے ان کی پاک زندگی کے وسیلے نیز اوراد مذکورہ کے تصدق ہمارے کاروبار میں برکت و ترقی عطا فرما۔

بنا گیا ہے اُسی در کا سب کو دیوانہ

نذرانۂ عقیدت

بحضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

(پروفیسر مجسم عرفانی گورکھپوری)

وہ آبشارِ کرامت وہ نہرِ جود و سخا
وہ کوہِ عزمِ مصمم وہ خلق کا دریا
وہ ایک ابرِ کرم بے نیازِ ماہ و سال
ہر ایک دشت پہ برسا ہر ایک موسم میں
شریکِ حال رہا ہے ہر ایک کے غم میں
وہ ایک برقِ تجلائے عشقِ مصطفوی
چمک چمک کے صفِ تیرگی مٹاتا رہا
کڑک کڑک کے دلِ دشمناں ہلاتا رہا

وہ حق پرست حق آگاہ حق نظر حق دوست
ہر ایک سانس رہی وقفِ دینِ حق کیلئے
ہر ایک لفظ ہوا صرفِ دعوتِ حق میں
بسر ہوا ہے ہر اک لمحہ حق پرستی میں
ہے غرق بادۂ وحدت کی کیف و مستی میں

کھلا وہ شاخِ ولایت پہ غنچۂ تازہ
رخِ حیات پہ قدرت نے مل دیا غازہ
ہوائے گلشنِ دیں عطر بار گزری ہے
ادائے نو سے عروسِ بہار گزری ہے
مہ و نجوم نے دیکھا اُسے عقیدت سے
شعاعِ مہر نے چوما اُسے محبت سے
ملی جلالتِ ایماں کی جلوہ آرائی
نگاہِ نور نے نوری لقب کیا اُس کو
دلی کا عہدہ لڑکپن میں دیدیا اُس کو

امامِ عصر کا ہمنا کہ وہ ایک پیرو کار
نکاتِ فقہ کی باریکیاں سمجھتا رہا
حضورِ عابدِ شب زندہ دار میں رہ کر
وہ زہد و تقویٰ کی بھٹی میں روز تپتا رہا
رگوں میں جسکی لہو کی جگہ تھا عشقِ نبی
بلالِ ہند سے وہ درسِ عشق لیتا رہا
گدازِ رومیؔ، علومِ غزالی و رازیؔ
وہ اپنے سینۂ مشتاق میں سموتا رہا
نظر وسیع، عزائم بلند، قلب غنی
لہو میں جوشِ عمل، روح مست ذکرِ خفی
اگر پدر کو طلب تھی " رضائے احمدؐ کی
"رضائے مصطفویؐ" آرزو پسر کی تھی
علاوہ اس کے تمنا نہ مال و زر کی تھی

خطیبِ شعلہ نوا تھا، نہ وہ شرر گفتار
نہ وہ مقررِ جادو بیاں نہ وعظ آثار
شگفتہ طرزِ تبسم، حیات بخش ہنسی
بہار بارِ تکلم، سکوں طرازِ سکوت
وہ شہرِ لطف و کرم تھا جس کا دروازہ
نہ امتیاز کوئی درمیانِ شاہ و گدا
وہ بارگاہِ محبت، پناہ گاہِ وفا
کہ قدسیانِ فلک کو بھی آرزو جسکی
وہ خانقاہِ طریقت کی کیف بار فضا
نگاہِ چشتی و غوث الوریٰ کی فیض رسی
علومِ شرعِ مبیں کا وہ مدرسہ جس میں

ادائے مصطفوی کی رہی عملداری
فدا ہے تختِ جم و کے وہ اک گلیمِ فقر
وہ ایک حجرۂ سادہ کہ جس پہ زہد نثار
فقیہ و مفتی و صوفی و باعمل عالم
وہ متقی، وہ شریعت پہ کاربند ولی
وہ قطبِ وقت، وہ ابدال، وہ فقیرِ عشق
ملا تھا حلمِ ابوبکر و عدلِ فاروقی
حیا غنی کی نگاہِ جلالِ مرتضوی
ابوحنیفہ کا ادراک، حنبلی جذبہ
لے تھا مالکی لہجہ تو شافعی انداز
جنید و شبلی و سرمد کا دل میں سوز و گداز
نگاہِ فیض رساں خاص غوثِ اعظم کی
جبھی تو خم تھی جبیں اسکے آگے عالم کی

بساطِ خاک پہ رہ کر فلک نصیب تھا وہ
حرم سے دور بھی رہکر حرم قریب تھا وہ
دیارِ عشق و محبت کا شہریار تھا وہ
فدائے شیخِ رسالتؐ کی یادگار تھا وہ
لباسِ خاک میں رہ کر بھی نور بار تھا وہ
قسم خدا کی عجب فخرِ روزگار تھا وہ
نفاذِ شرعِ مبیں میں جنوں شعار تھا وہ
کہ سنیت کی قلمرو کا تاجدار تھا وہ

وہ کیا گیا کہ زمانہ اداس اداس ہے اب
عروسِ زیست کا ہر لمحہ وقفِ یاس ہے اب
فلک فسردہ، سرو مہر و نجم در ماندہ

برہنہ سر ہیں ہوائیں فضائیں روتی ہیں
شجر ملول کی دل گرفتہ، گل صد چاک
خمیدہ ہے سر کہسار، وادیاں غمناک
اسیر آہ و فغاں آبشار و جوئے رواں
ہے غرق رنج و الم جھیل، چشم نم چشمہ
حواس باختہ پھرتی ہے بوئے گل ہر سو
کسی نے جیسے جگایا ہو یاس کا جادو
محیط غم نے ہر اک شے کو گھیر رکھا ہے
خوشی نے زیست سے منہ اپنا پھیر رکھا ہے

○

مگر اسی نے کہا تھا اسی کا ہے فرمان
کہ طاقِ دل میں جلا رکھنا شمعِ ایمان
ہر ایک حال میں کرنا اطاعتِ قرآن
ادائے عشقِ نبی خاص ہو تری پہچان
چلا تھا دینے وہ جس در پہ سر کا نذرانہ
بنا گیا ہے اسی در کا سب کو دیوانہ

○

چمک جائے دلِ نوری تمہارے پاک جلووں سے — مٹا دو ظلمتیں دل کی مرے نور الہدیٰ تم ہو

حصولِ اولاد کے لئے دعا

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط

باوضو اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف پڑھ کر ایک سیاہ مرچ پر سات بار دم کر کے ۴۰ روز تک روزانہ کھلائیں حصول اولاد کیلئے اکسیر ہے۔

جناب عبد النعیم عزیزی (علیگ) محلہ سوداگران بریلی شریف

عظیم وہ نہیں جس کی زیارت احساس کمتری میں مبتلا کر دے۔ عظیم وہ ہے جس کا دیدار احساس کمتری کے گرداب سے نکال کر یقین و اعتماد کے ساحل پر کھڑا کر دے۔ عظیم وہ ہے جس کے جلووں کی تابانی حسرت و یاس کی تیرہ شبی میں امید و آرزو کی ان گنت شمعیں روشن کر دے۔ عظیم وہ ہے جس کی دید کا نظارہ رب کائنات کی یاد میں ایسا گم کر دے کہ اس کی نگاہ خدا کی عظمت و قدسیت کے جلووں میں محو ہو جائے۔

عظمت بذات خود حسن ہے، جمال ہے، جاہ و جلال اور کمال ہے۔ عظمت ایسی طاقت ہے جو نہ تو تخت شاہی کے اوپر پیدا ہوتی ہے اور نہ شہنشاہی کے عظیم الشان قصروں اور محلوں میں۔ یہ وہ طاقت ہے جس کی فرمانروائی کے آگے شاہوں کی پوری سلطنت بھی ہیچ ہے۔ اس کا گھر ٹوٹا ہوا دل ہے۔ اس کا محل ایمان باللہ کی روح ہے۔ اس کی اقلیم سلطنت پر کسی کی فرمانروائی نہیں چل سکتی۔ وہاں صرف خدا ہے بلکہ حق کی خسروی ہے۔ اس کی صداقت اور راستی کی حکومت ہے اور وہاں حق و معرفت کے ایک ہی فرمانروائے اعظم کا حکم ہے۔

انسانیت کی تاریخ نے نبوت و رسالت کے بعد اب تک عظمت کی جو کتاب مرتب کی ہے اس میں ایک زریں باب کا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ فاروق اعظم، شہید اعظم، امام اعظم، غوث اعظم اور مجدد اعظم کے بعد عظماء کی فہرست میں ان اعاظم کے ایک نائب ایک اور اعظم کا نام جڑ گیا ہے۔

چودھویں صدی کی پہلی دہائی سے پندرھویں صدی کی دوسری اکائی تک اس اعظم کی عظمت کا چراغ آفتاب نصف النہار کی طرح جگمگاتا رہا جس سے جانے کتنی شمعیں روشن ہوتی چلی گئیں اور آج اسکی شمع حیات گل ہو جانے کے بعد بھی اس کی تابانی اسی طرح جلوہ گر ہے۔

زمانہ اسے مفتی اعظم کے نام سے جانتا تھا اور آج بھی دنیا اسے مفتی اعظم ہی کہتی ہے وہ یقینا کرۂ ارضی کا موجودہ عہد کا سب سے بڑا مفتی تھا۔

مفتی اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا لخت جگر ان کا فرزند اصغر، حضرت نوری کا کر و فر اور غوث اعظم کا مظہر بڑی برکتوں والا، نوری چہرہ اور پھول کے بدن والا مصطفےٰ کی رضا عطائے کبریا، ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خان المتخلص بہ نوری علیہ الرحمۃ والرضوان۔

مفتی اعظم چرخ اسلام کا مہر درخشاں سنیت کی سرزمین کا آسمان، استقامت کا کوہ گراں، عقیدت کا جہاں، مومنین کا امن وامان، گنجینۂ روحانیان، قبلۂ ایمانیان، صاحب احسان و کثیر الاحسان تھا۔

مفتی اعظم اقلیم طریقت و شریعت کا تاجدار ولایت و کرامت کا بحر ذخار، فضل و کمال کا بحر ناپیدا کنار، شہر علم و عمل کا شہریار، باغ زہد و تقویٰ کی بہار، عروس تقدس و حیا کا سنگھار، زمانے کی صدف کا گوہر انجم شکار، نادر روزگار، بیقرار دل کا قرار، چارہ ساز و غم گسار تھا اور حق یہ ہے کہ وہ حق کا معیار تھا۔

مفتی اعظم ملت کی آبرو، سنیوں کی آرزو، علماء کا موضوع گفتگو اور ولیوں کی جستجو تھا۔ اس کے علم و قلم کو دیکھکر رازی و غزالی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور حلم و کرم کو دیکھکر حسنین کریمین کی۔ وہ شرع کے نوری پیکر تراشنے والا، جریدۂ دل پر سرمدی مضراب سے توحید و رسالت کے نغموں کو چھیڑنے والا تھا اس کی نوک قلم سے نکلنے والا ہر نقطہ قانون ہوتا تھا اور اس کی زبان سے نکلنے والی ہر بات اٹل ہوتی تھی۔

مفتی اعظم اس کی دید و زیارت کے فیض کا عالم کیا کہنا کہ جس نے دیکھا وہ خود قابل دید بن گیا۔ کل آنے والی نسلیں اس کے دیکھنے والوں پر فخر کریں گی اور پوچھیں گی اے سعیدو کیا تم نے مفتی اعظم کو دیکھا ہے؟ وہ زندگی، پبلسٹی نہ ہٹو بچو کا شور اور نہ ہی باادب با ملاحظہ ہوشیار کی صدا، لیکن دھرتی کے

> **وہ بذات خود ایک دانش کدہ اور چلتا پھرتا ٹریننگ کالج تھا۔ اس کے اعمال کو دیکھکر مسائل معلوم ہوتے تھے۔ اس کے طور و طریقہ کو دیکھ کر زندگی کے طور طریقے کا علم ہوتا تھا۔**

کسی گوشہ میں قدم رکھ دیا تو عشاق کو اس گل نکہت کی بو مل جاتی اور دیکھتے دیکھتے پروانوں کا وہ ہجوم اس کے گرد جمع ہو جاتا کہ شمع کو اپنی محبوبیت اور گل کو اپنی رعنائی ہیچ نظر آنے لگتی۔

وہ عظیم الشان کہ جس کے دیوانے اس کے لئے نظروں کو فرش راہ بنائے رکھتے تھے اور یہ تمنا کرتے تھے کہ سرکار آئیں قلب و جگر پر چل کر آئیں وہ

جاہتا تو ہواؤں میں اُڑتا۔ اس کے ایک اشارے پر اپنی گردنیں کٹوانے والے اس کے جاں نثار اسی کی خواہش پر قصروں اور محلوں کی قطار لگا سکتے تھے۔ اس کے ہر ہر قدم پر لعل وگہر نچھاور کر سکتے تھے لیکن اس نے شکستہ مکان میں رہنا پسند کیا۔ زمین پر پیر رکھ کر چلنا پسند کیا اور سفر کیا تو معمولی سواری اور عوام درجہ میں وہ ملک کے اس گوشے سے اس گوشے تک گھومتا رہا۔ سدا بیقرار و مضطرب رہا قوم کے غم میں گھلا رہا۔ ملت کے درد میں اپنا درد وغم بھول کر گھر کی

اس کی مثال اس جانباز عاشق کی سی تھی جو اپنے محبوب کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے گویا اس کے پہلو میں خنجر سے شگاف کر دیا ہے۔

فکر چھوڑ کر۔ اسے فکر تھی تو اسلام کی سربلندی کی تڑپ تھی تو شریعت کی سرخروئی کی وہ ہر سمت قانون الٰہیہ کا نفاذ کرنا چاہتا تھا۔ ہر ذہن میں خوف خدا بسا دینا چاہتا تھا۔ ہر گھر میں سنت مصطفےٰ کی خوشبو اور ہر دل میں عشق محبوب خدا کی روشنی پھیلا دینا چاہتا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ اور رسول کا شیدائی اور اسلام کا ایک سچا مجاہد تھا۔ جو راہ اسلام میں ایک تنکے کے حائل ہو جانے کو بھی بہت بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ عظمت مصطفےٰ پر معمولی سا حرف

آجانے سے بیقرار ہو اٹھتا تھا۔ اس کی مثال اس جانباز عاشق کی سی تھی جو اپنے محبوب کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے گویا اس کے پہلو میں خنجر سے شگاف کر دیا ہے وہ اسلام کی راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بھی اسی طرح بے چین ہو جاتا تھا گویا اس کے بستر پر دہکتے ہوئے انگارے رکھ دیے گئے ہوں۔

(۱) جبری نسبندی کے دور میں جب ہر زبان گنگ تھی ہر قلم مفلوج ہو گیا تھا اور ہر کلیجہ خوف سے تھرا رہا تھا اس وقت مفتی اعظم نے زبان ہمت اور قلم بیباک سے کام لے کر اس فتنہ کو فاش کیا۔

(۲) ۱۹۲۳ء میں پھیلے ہوئے فتنہ ارتداد کے سد باب میں حضرت مفتی اعظم نے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ پیدل چلکر بھوکے پیاسے رہ کر گھر بار چھوڑ کر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور بے شمار مسلمانوں کو دام ارتداد سے نکال کر انہیں اسلام کے آغوش میں پہنچا دیا۔

(۳) نجدی حکومت نے بہت پہلے حجاج کرام پر ٹیکس (حج ٹیکس) کا قانون بنا دیا تھا۔ جو شرعاً جائز نہیں تھا اس سے عالم اسلام میں بڑی بے چینی پھیل گئی۔ لیکن کسی بھی ملک کے کسی عالم یا مفتی نے اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی اور نہ ہی کوئی فتویٰ دیا۔ مفتی اعظم نے اپنے پہلے حج و زیارت کے موقع پر نجد کی دھرتی ہی پر نجدی حکومت کے اس ٹیکس کی کھل کر مخالفت کی۔ نجدی حکومت میں اس سے سراسیمگی پھیل گئی اور اس کے لئے سخت خطرہ لاحق ہو گیا مگر اللہ کا

محلہ سوداگران
میں واقع
وہ مکان جس
میں حضور
مفتیٔ اعظم ہند کی
ولادت
ہوئی تھی۔

یہ شیر کسی خطرہ کو خاطر میں کہاں لاتا حکومت نجد اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکی۔ اور اسے یہ قانون واپس لینا پڑا۔

اس کی استقامت پر اس کی کرامت بھی قربان جاتی تھی۔ کوئی بھی باطل طاقت اس کے پائے ثبات میں لغزش تو لغزش لرزش تک نہ ڈال سکی۔
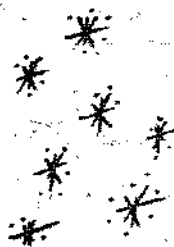
تقسیم ملک کے وقت ہندوستان کے ہر شہر خصوصاً یو۔پی کے مغربی اضلاع میں کیسی قیامت خیز حالت تھی۔ اس کو محلہ سوداگران چھڑانے کے لئے ہر طرح کی طاقت استعمال کی گئی کہ اگر ایک مسلح فوج بھی ہوتی تو میدان چھوڑ دیتی مگر یہ مردِ مومن ڈٹا رہا۔ اور تن تنہا آستانہ عالیہ رضویہ کی حفاظت کرتا رہا۔ دشمنوں کو بھی اس کی بے خوفی، توکل علی اللہ اور مومنانہ شان کا اعتراف کرنا پڑا۔

مفتیٔ اعظم بے شک لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کی تفسیر تھے۔

مفتیٔ اعظم دشمنانِ خدا اور رسول کیلئے برہنہ شمشیر تھے مگر بندگانِ خدا اور غلامانِ مصطفیٰ کیلئے رحم و کرم کی تنویر تھے

مفتیٔ اعظم کی دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے لئے تھی الحب للہ والبغض فی اللہ ان کی محبت اور نفرت کا اصول تھا۔

اگر کسی مسلمان نے اس سے عداوت رکھی تو اس نے اس کو دشمن نہیں سمجھا۔ اس نے اپنی سمت پتھر اُچھالنے والے کے ہاتھ میں پھول دیا۔ اپنی راہ میں کانٹے بچھانے والے کے لئے نرم و سبک روش بنائی یہ بیشک ملت کا قائد اور اہلسنت کا امام تھا اسکی شخصیت اہل سنت و جماعت کی سرحدی سچائیوں کی ضمانت تھی۔

اس نے اپنے کردار و عمل سے یہ ثابت کر کے دکھا دیا کہ دور کوئی بھی ہو سائنس یا ٹکنالوجی کا دور ہو یا جدید تہذیب اور فیشن کا یا فلسفہ اور تصوریت کا ہر دور میں دین فطرت اسلام ہی کی تصوری باقی ہو گی اسی کے فلسفہ پر عمل کرنا ہو گا اور ہمیشہ اسی کی بالا دستی قائم رہے گی اور اس کے اصولوں پر عمل کئے بغیر دنیا میں امن و آشتی اور حق و راستی کی حکمرانی نہیں ہو سکتی۔

شرافت و انسانیت، مساوات و تہذیب اور ادب و کلچر صرف اور صرف اسلامی نظریات ہی کے زیر سایہ پروان چڑھ سکتے ہیں۔ اس نے اپنی آخری سانس تک قوم مسلم کو اسلامی تہذیب اپنا کر اور اسی کے اصولوں پر چل کر باوقار طریقے سے زندہ رہنے اور سرخروئی و سربلندی حاصل کرنے کا درس دیا وہ بذات خود ایک دانش کدہ اور چلتا پھرتا ٹریننگ کالج تھا۔ اس کے اعمال کو دیکھکر مسائل معلوم ہوتے تھے۔ اس کے طور و طریقہ کو دیکھ کر زندگی کے طور و طریقے کا علم ہوتا تھا۔

اس نے کروڑوں افراد کو اپنے دامن سے وابستہ کر کے غلامی مصطفیٰ کی ڈور میں باندھ کر عقیدہ و ایمان کی دولت عطا کی۔

اس نے چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرایا جن کو بڑے بڑے نظر انداز کر جاتے تھے اگر کوئی بھی کام کرو تو داہنے ہاتھ سے ہر وقت خلوت میں یا جلوت میں رہو تو اسلامی طور طریقے کے ساتھ گلا نہ کھلا ہو آستین نہ چڑھی ہو سر ننگا نہ ہو انگلیوں میں ایک سے زائد انگوٹھی نہ ہو اور ہو تو صرف چاندی کی اور ساڑھے ۴ ماشہ سے کم وزن کی۔ اس کے سامنے جو بھی اسلامی آداب کے خلاف آیا اسے ٹوک دیا زندگی کا ہر لمحہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزرا۔ امراء اور رؤساء و حکام سے دور بھاگتا رہا۔ ناموں کو بگاڑ کر بولنے سے منع کرتے۔ غرضیکہ اس دور میں اس نے اسلامی کلچر کی نشاۃ ثانیہ کی اور لوگ اسے "بریلوی کلچر" کے نام سے جاننے لگے۔

اس نے نعت و میلاد کی محفلوں کو آراستہ کر کے رنگ و ناچ کی محفلوں کو بند کرا دیا۔ اس نے مسلم معاشرے کے تحفظ کی اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو سیاسی بصیرت بھی عطا کی۔ علماء کے احساس کمتری کو دور کیا اور

گنہگار بلا حاضر ہوئے ہیں ٹوٹے دل لے کر
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
کہ ہر بے کل کی کل ٹوٹے دلوں کا آسرا تم ہو
سرخ بادا
یَا عَفُوُّ
اس اسم پاک کی خاصیت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو سرخ بادا مرض ہو گیا ہو تو سات مرتبہ اس کے ماتھے پر اس نام مبارک کو زعفران سے لکھ دینے سے انشاء اللہ چوبیس ۲۴ گھنٹے میں آرام ہو جائے گا
اے خدائے ذوالجلال!
اس وظیفہ کا ثواب
حاجی عمر ڈوسا مرحوم • مرحومہ زلیخا بائی
حسن عمر ڈوسا مرحوم • رحیمہ بائی مرحومہ
کو عطا فرما کر
ان کی مغفرت فرما!
نیز ہمارے کاروبار میں برکت و اہل و عیال
و متعلقین کو صحت و سلامتی عطا فرما!
آمین
منجانب
ابراہیم عمر ڈوسا ۳۶/۳۴ پابے اسٹریٹ، کراس لین بمبئی ۹
فون ۸۶۵۸۵۵ ، ۸۶۳۳۶۸

قوم کو آگاہ کیا کہ یہ علما یہ حفاظ و قرا جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو جنہیں تم نے بھلا دیا ہے یہی حقیقی معنوں میں تمہارے رہنما ہیں اور یہ لیڈر یہ ممبران اسمبلی و پارلیمینٹ اور وزرا جنہیں تم قوم کا قائد اور اپنے درد کا درماں اور پاسبان سمجھتے ہو یہ قوم کے پیشوا اور مسیحا نہیں ہیں۔

وہ صحیح معنوں میں مصلح نہیں تھا اور آج کے سماج سیوکوں، لیڈروں، مغرب پرست زیاخت دانشوروں کو بھی یہ بتا دیا کہ تم ابھی سیوا، خدمت انسانیت، شرافت، تہذیب، مساوات اور اس کا مفہوم بھی نہیں سمجھتے ہو، مکمل انقلاب صرف نظام مصطفےٰ سے ہی لایا جا سکتا ہے۔

اس نے مارکس و لینن کے نظریات سے لے کر مودودیا، غلیب جیب اور دوسرے دینی دانشوروں، لیڈروں اور مدعیان اصلاح کی تحریروں کو بھی اپنے عمل و کردار اور ارشاد و تحریر سے کنڈم کر کے دکھا دیا۔

وہ نسلی امتیاز کا قائل نہیں تھا۔ اس نے کبھی بھی اپنے نام کے آگے لفظ "خان" نہیں لگایا۔ وہ اس کو عظمت اور برتری نہیں سمجھتا تھا۔ وہ موروثی عظمت پہ نازاں نہیں تھا۔ ارجود عظمت و برتری حاصل کی جا سکے علم و عمل اور اخلاق و کردار سے وہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔

آج وہ ہمارے بیچ نہیں۔ بظاہر ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں لیکن آج بھی وہ اپنے مرقد میں ہمیں یہی پیغام دے رہا ہے کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(اقبال)

آج بھی اس کے دولت کدہ پر اس کا تخت اور اس کی چارپائی جس پر لیٹ کر اس نے پائے یار پر جان دیدی۔ ہمیں اس کی یاد دلاتی ہے اور یہ احساس دلاتی ہے کہ رضا کی گلی سونی نہیں ہوتی ہے۔ آج بھی

وہ اسلام کی راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بھی اسی طرح بے چین ہو جاتا تھا گویا اس کے بستر پر دہکتے ہوئے انگارے رکھ دیئے گئے ہوں

اس کے مکان کے صحن میں نعت کی بزم ہر جمعرات اور جمعہ کو اسی طرح آراستہ ہوتی ہے جیسی اس کی حیات ظاہری میں سجا کرتی تھی۔

وہ عظیم تھا۔ عظیم ہے۔ اور اس کی عظمت برقرار رہے گی۔ اس کی قیادت اور امامت کل بھی ہمارے لئے مشعل راہ تھی اور آج بھی ہے اور آنے والے کل میں بھی رہے گی ؎

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

مفتی اعظم کی ذات
محمد عبدالمبین
نعمانی رضوی
شمع بزم اہلسنت مفتی اعظم کی ذات
فخر دوراں فخر ملت مفتی اعظم کی ذات
جانشین غوث اعظم بھی جو ذات باصفات
پیکر رشد و ہدایت مفتی اعظم کی ذات
فخر کرتا ہے زمانہ جس کی ہر اک بات پر
باکرامت باوجاہت مفتی اعظم کی ذات
جس نے اکناف جہاں میں علم دیں پھیلا دیا
مصدر علم شریعت مفتی اعظم کی ذات
مفتی عالم بھی بیشک ذات والا آپ کی
صدر بزم علم و حکمت مفتی اعظم کی ذات
زہد و تقوی کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا
عامل دین و شریعت مفتی اعظم کی ذات
تھی ثنائے مصطفےٰ جن کی غذائے قلب و روح
غرق در مدح رسالت مفتی اعظم کی ذات
کردیا جس نے تہ و بالا جہان کفر کو
قاطع کفر و ضلالت مفتی اعظم کی ذات
"درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق"
جامع شرع و طریقت مفتی اعظم کی ذات
ایک نعمانی ہی کیا سارا جہاں ہے معتقد
مرکز عشق و عقیدت مفتی اعظم کی ذات

خصوصیات

مولانا شبنم کمالی دربھنگہ

ہمارے واسطے وجہ سعادت

حضور تاجدارِ اہلسنت

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر حضرت امیر خسرو نے فرمایا تھا ؎

سونا لاون پیو گئے اور سونا کر گئے دیس
سونا لانہ پیوے روپا ہو گئے کیس

اور اُن کے چہرہ پر بکھری ہوئی زلفوں کا نقشہ اس طرح کھینچا تھا۔

گوری سوئی سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو اب اور کہیں اندھیاری بھئی چو دیس

اپنے پیر و مرشد کی وفات پر امیر خسرو کی نگاہ میں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جاتا ان کے انتہائی غم و افسوس اور قلبی رنج و الم کی صحیح تصویر کشی ہے۔ یہ کیفیت لاکھوں مریدین کی رہی ہوگی۔ گر وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار الفاظ کے ذریعہ نہ کر سکے ہوں گے اُن کے انداز و اطوار اور اُن کی حرکات و سکنات نے شاہدین پر اُن کی اندرونی کیفیات غم کو ضرور واضح کر دیا ہوگا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ انہیں احاطۂ تحریر میں بھی لایا گیا ہو۔ کیونکہ اکثر و بیشتر فرطِ غم میں زبانیں گونگ ہو جاتی ہیں۔ اعضا تصویرِ حیرت بنکر ساکت و صامت ہو جاتے ہیں پھر وہ اپنے اظہارِ خیال پر قدرت نہیں پاتا البتہ آنکھوں کے بہتے ہوئے آنسو زبانِ حال سے داستانِ غم و اندوہ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ فرطِ غم میں آنسو بھی جم جاتے ہیں۔ یا حرارتِ قلبی سے خشک ہو جاتے ہیں ؎

محبت میں اک ایسا وقت بھی آتا ہے انساں پر
کہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں طغیانی نہیں جاتی

اسی طرح حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر برصغیر ہند و پاک اور دیگر ممالک میں پھیلے ہوئے تقریباً ڈیڑھ کروڑ مریدین اُن کے علاوہ معتقدین پھر خلفاء کے ذریعہ متوسلین کے غم و اندوہ کا عالم خود اُن حضرات کے لئے قیامت سے کم نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کسی عاشقِ صادق کی زبان پر اُردو کے ایک مشہور شاعر مرزا غالب کا یہ شعر آجائے ؎

کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

تو یہ شعر جہاں اُس کے غمِ دل کا ترجمان ہوگا وہیں حقیقت حال سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔

مرزا غالب نے یہ شعر اپنے منہ بولے (لے پالک) بیٹا عارف کی وفات پر مرثیہ کے انداز میں کہا تھا رشتہ کے کسی عزیز یا گھر کے کسی فرد کی موت کا رشتہ مندوں کے لئے قیامت کا دن ہونا مبالغہ کے طور پر رنج وغم اور حزن و یاس کی عکاسی تو ہو سکتی ہے لیکن عین حقیقت ہرگز نہیں۔ اسی طرح کسی بھی انسان یا ذی روح کا دنیا سے جدا ہونا قیامت کی یاد دلانے کا پیش خیمہ تو بن سکتا ہے مگر بہ طور واقعی قیامت کا دن نہیں ہو سکتا۔ ہاں کسی اہل علم اور صاحب فضل کی موت کے دن کو قرب قیامت کی واضح علامت ہونے کی وجہ سے اگر قیامت کے دن کے ساتھ تشبیہ دے دی جائے تو اسے مبالغہ آمیزی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے کہ کسی عام فرد کی موت صرف ایک آدمی کی موت ہے لیکن کسی ایسے عالم دین کی موت جو اعمال صالحہ، اخلاق جمیلہ، اوصاف حسنہ اور افعال عظیمہ کے ساتھ ساتھ مرشد کامل، معلم صادق، ہادی برحق اور رہبر قوم کی حیثیت بھی رکھتا ہو کسی ایک فرد کی موت نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک قوم، ایک جماعت اور ایک انجمن کی موت ہوتی ہے۔

آثار قیامت :

حضور مفتی اعظم ہند کی ذات گرامی بھی انہیں غنیمت ہستیوں میں سے تھی جن کا انتقال پُر ملال قیامت کی یہ مقولہ دور اول ہی سے مشہور ہے "موت العالِم موت العالَم" (عالم کی موت ایک عالم (جہان) کی موت ہے) خصوصاً یہ دور پُرفتن جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی قرب قیامت کی اکثر علامتیں تقریباً پائی جا رہی ہوں۔ ایک مصلح قوم، مرشد طریقت، ہادی شریعت، عالم باعمل اور ولی کامل کا پردہ فرما جانا قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔

نبی مکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک علامت یرفع العلم ویکثر الجهل (علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی) پر غور و فکر کیجئے اس کے ساتھ ایک مکمل حدیث کا ترجمہ پیش نظر رکھئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ علم کو (آخر زمانے میں) کھینچنے کے طریقے سے واپس نہیں لیگا کہ بندوں کے ہاتھ سے اسے کھینچ لے اور واپس لے لے بلکہ عالموں کو وفات دے کر علم کو واپس لے لیگا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ ان سے (مسائل اور فتویٰ) پوچھے جائیں گے اور وہ علم و دانش کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

زیب نظر حدیث حضور کے معائنہ پھر حالات حاضرہ کے مشاہدہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی دشواری

سارا عالم ہے رضا جسے خداوند جہاں | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | اور خدا آپ کا جو یائے رضا ہوتا ہے

لاعلاج امراض

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ؕ

جو مریض لا علاج ہو اور حکیم و ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آگئے ہوں اس آیت مبارکہ (جو اسم اعظم بھی ہے) کا اکیس روز تک برابر پڑھنا نہایت مجرب عمل ہے انشاء اللہ بہت جلد مریض تندرست ہوگا۔

کریما بندہ نوازا! اس عمل اور وظیفہ کی مداومت کا ثواب ہمارے پیر و مرشد حضور تاج العلماء مولانا حافظ قاری مفتی **سید شاہ اولاد رسول محمد میاں** صاحب قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ العزیز کی روح مقدسہ کو پہنچا کر ان کے صدقے میں

- حاجی حبیب جیوا بھائی مرحوم
- حاجی عبدالشکور جیوا بھائی مرحوم
- حاجی عبدالعزیز جیوا بھائی مرحوم
- حجیانی مرحومہ حور بائی
- حجیانی زینت بائی مرحومہ
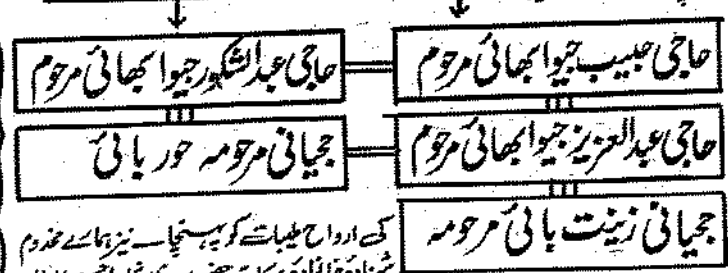
کی ارواح طیبات کو پہنچا ــــ نیز ہمارے مخدوم شہزادہ خانوادہ برکات حضور سیدی شاہ احسن العلماء **سید حسن میاں** صاحب قبلہ سجادہ نشین مارہرہ شریف کو صحت و عافیت عطا فرما ــــ اور ہم سبھوں کے سروں پر حضرت کا سایۂ عاطفت دراز فرما۔

ــــ منجانب ــــ

▲ بالو سیٹھ ▲ عبدالستار حاجی عبدالحبیب ▲ حاجی ہارون عبدالعزیز

▲ مصطفےٰ حاجی عبدالشکور ــــ **بمبئی ۹**
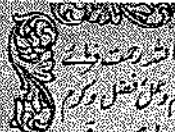
نہیں ہوگی کہ ہم لوگ شہر قیامت کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ علم اٹھتا جا رہا ہے اور جہالت بڑھتی جا رہی ہے۔ علماء وفات پاتے جا رہے ہیں جہلاء سردار بنتے جا رہے ہیں۔ ہدایت بتدریج کم ہو رہی ہے گمراہیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ حادثہ قیامت کا پیش خیمہ نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

ممکن ہے آپ یہ سوال کر بیٹھیں کہ پہلے کے مقابلے میں مدارس دینیہ کی تعداد بڑھ گئی۔ ان سے فارغ ہونے والے طلباء بڑھ گئے۔ دستار فضیلت اور سند فراغت پانے والے علماء بڑھ گئے پہلے کسی قصبے میں ایک دو اور کسی شہر میں دو چار علماء مشکل سے مل پاتے تھے مگر اب تو شہروں کی گلیوں میں، دیہاتوں کے کھردرے راستوں میں، آبادیوں کی ٹیڑھی میڑھی راہوں میں، گلستانوں میں اور ویرانوں میں، جنگلوں اور بیابانوں میں جدھر بھی نگاہ ڈالئے عالموں اور فاضلوں کی تعداد بکثرت نظر آئے گی پھر علم کی کمی اور جہالت کی کثرت پر رونا کیسا؟ تو میں جواباً یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

سورج کی کرنوں سے چمکنے والے صحرا کے ذرات بادی النظر میں آب رواں ہی معلوم ہوتے ہیں مگر کیا کوئی پیاسا اس کے قریب جا کر اپنی پیاس بجھانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ معاف کیجئے یہی حال آج کل کے اکثر و بیشتر نام نہاد علماء کا ہے۔ ہاں معدودے چند انگلیوں پر گنے جانے والے صاحب علم اور اہل علم و عمل علماء ہر دور میں ایسے ہوتے رہے ہیں جن کے فیوضات علمیہ اور برکات دینیہ سے اہل عالم ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔ اللہ رحمت فرمائے اُن علمائے حق پر جنہوں نے اپنے علم و عمل، فضل و کرم، تقدس و تقویٰ، راست گوئی اور دیانت داری سے قوم مسلم کے سفینہ کو ساحل ہدایت پر لگائے رکھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جس طرح آسمان کے ان گنت ستاروں میں چاند کا مقام ہے جس طرح زمین پر بکھرے ہوئے سنگریزوں میں لعل و گہر کی حیثیت ہے اسی طرح ان بے شمار عالموں میں کسی عالم ربانی اور مرشد کامل کا مقام ہے جس طرح لاکھوں کروڑوں ستارے آسمان کی وسعتوں میں چمک کر بھی چاند کی پوری نہیں کر سکتے اسی طرح لاکھوں علماء مل کر بھی مجموعی طور پر ایک اہل معرفت صاحب فکر و نظر اور جامع علم و عمل عالم دین کی جگہ کو پُر نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی عالموں کی وفات علم دین کے روئے زمین سے اُٹھنے کا سبب ہوتا ہے۔

یہ ایک امر مسلّم ہے کہ ایسے لوگ جو دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اُن کی جگہ صحیح معنوں میں خالی ہی رہ جاتی ہے۔ نعم البدل تو دور کی بات ہے بدل بھی نہیں مل پاتا۔ اسی طرح عالم اُٹھتے جا رہے ہیں اور علم رفتہ رفتہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ اور قیامت قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ اس دور انحطاط اور عہد پستی میں اگر واقعی کوئی صاحب عمل اہل فضل طبیب روحانی جامع شریعت و طریقت ہستی اہل عالم کو داغ مفارقت دے جائے تو اسے قیامت صغریٰ سے تعبیر کرنا کسی طرح بھی غیر مناسب نہیں ہو سکتا۔

دور موجودہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ

مسلمانوں کے لئے خالق کائنات کی ایک نعمت عظمیٰ
تھی۔ آپ اگر عالم شریعت تھے تو سالک طریقت بھی آپ
اگر مومن تقویٰ شعار تھے تو زاہد شب بیدار بھی اگر
ایک طرف آپ مسند افتاء کو زینت ووقار عطا فرماتے
تھے تو دوسری طرف بیعت وارشاد کی منزل کو
عرفان وآگہی کی روشنی بخشتے تھے۔ درس وتدریس
ہو یا تصنیف وتالیف، تفسیر وتحریر ہو یا ارشاد و
تبلیغ ہر شعبہ میں ایک مخصوص انداز اور ایک مخصوص
مقام رکھتے تھے آپ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ سامان بخشش
آپ کی فقیہانہ بصیرت کی ایک روشن دلیل ہے ہزاروں
مقررین کی تقریریں وہ کام نہیں کرسکیں جو آپ کی چند
لمحوں کی صحبت نے کر دکھایا۔ ہزاروں علماء کی قومی
زندگی لوگوں کے دلوں میں عمل کا وہ جذبہ نہ پیدا کرسکی
جو آپ کی عملی زندگی کے دیدار نے پیدا کر دیا۔ اسلئے
کہ آپ کی زندگی شریعت مطہرہ کا ایک اعلیٰ اور بہتر
نمونہ تھی۔

عمر طویل عمل کثیر

عصر حاضر کے اعتبار سے آپ کی عمر بھی کم نہیں
تھی اس زمانہ میں اتنی طویل حیات ظاہری کم ہی لوگوں
کو مل پاتی ہے۔ آپ کے ایام زندگی میں بچپن کے دس
سال کو چھوڑ کر ہی سہی آپ کے قول وعمل کا صحیح جائزہ
لیا جائے تو یہ بات بہ شان کمال صادق آئے گی کہ اللہ
عزوجل اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرامین مقدسہ کے مطابق آپ نے اپنی زندگی کے شب

روز لمحات گزارنے کی آخری حد تک کوشش کی اور بحمدہٖ
تعالیٰ وہ اس میں کامیاب بھی رہے اس لحاظ سے آپ
کی عمر کا نسبتاً طویل ہونا بھی آپ کے لئے باعث برکت
نیکیوں اور ثوابوں میں اضافہ کا سبب نیز ترقی درجات
کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اس کی تائید کے لئے سرکار دوعالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حدیثوں کا مطالعہ کیجئے۔ ترجمہ
ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) "حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
راوی ہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کون بہتر ہے
فرمایا من طال عمرہٗ وحسن عملہٗ (جس
کی عمر طویل ہو اور اس کا عمل اچھا ہو)
پھر کہا لوگوں میں کون برا ہے حضور نے
فرمایا جس کی عمر طویل ہو اور عمل برا ہو۔
احمد، دارمی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہا قبیلۂ عذرہ کے تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کون اُن کے اخراجات کی ذمہ داری لے گا۔ حضرت طلحہ نے کہا کہ میں کفالت کروں گا پس وہ تینوں حضرت طلحہ کے نزدیک رہنے لگے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے ایک جماعت بھیجی تو اُن تینوں میں سے ایک اُس جہاد میں نکلا اور وہ شہید ہو گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جماعت بھیجی اس میں دوسرا شخص نکلا وہ بھی شہید ہو گیا پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر (عام حالت میں بیمار رہ کر) مر گیا عبداللہ ابن شداد کہتے ہیں حضرت طلحہ نے کہا کہ میں نے خواب میں اُن تینوں کو جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ اپنے فرش پر وفات پانے والا سب سے آگے بعد میں شہید ہونے والا اس کے قریب پیچھے اور پہلا شہید ہونے والا دونوں سے پیچھے تھا تو میرے دل میں اس واقعہ سے تعجب وانکار کی کیفیت داخل ہو گئی اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا تو نے اس واقعہ سے کس لئے انکار کیا (کہ دل میں انکار کی کیفیت پیدا ہوئی) اللہ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں جو حالت اسلام میں ایام زندگی گزارے اللہ کی تسبیح تکبیر اور تہلیل کے ادا کرنے کی وجہ سے (اُسے افضل مقام حاصل ہوتا ہے)

تسبیح، تکبیر اور تہلیل ایک جامع لفظ ہے اس سے مُراد تمام عبادات قولیہ اور فعلیہ ہیں عام مومنین میں وہ شخص جو عمر طویل پائے اور خلوص قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر میں مشغول رہے اس کا مقام ثواب اور ترقی درجات میں اُن لوگوں سے یقیناً بلند ہے جن کو قلیل زندگی کے باعث اس کے مواقع کم ملے پائے۔ اگر اہل علم اور صاحب بصیرت حضرات ان حدیثوں کی روشنی میں حضور مفتی اعظم ہند کی عالمانہ عارفانہ زاہدانہ اور عابدانہ زندگی پر غور کریں پھر اُن کی ادیبانہ شاعرانہ مبلغانہ اور مربیانہ شخصیت کا جائزہ لیں پھر اُن کی حیات عزیزہ کے لمحات عظیمہ کا اپنی معلومات کے مطابق ہی مشاہدہ اور معائنہ کریں تو اُن کا ضمیر فیصلہ کریگا۔ اُن کی روح انصاف کرے گی اُن کا دل معترف ہوگا اور اُن کی زبان پکار اُٹھے گی کہ دورِ موجودہ میں یہ ہستی گزشتہ سلف صالحین کی ایک قولی و عملی تصویر تھی اکابرین متقدمین کے اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کا ایک زندۂ جاوید نمونہ تھی ایسی صورت میں آپ کی زندگی کے لمحات آپ کے لئے باعث رحمت، وجہ سعادت سبب خیر و برکت اور رفعت و عظمت کا ذریعہ تھے۔

قبولیت فی الارض

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں قبولیت فی الارض

والی حدیث مشہور و معروف ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں "الحب فی اللہ" کے باب اور فصل اول میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ (ترجمہ پیش نظر رکھیں)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے پھر کہتا ہے۔ میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ حضور نے فرمایا جبرئیل اس بندہ کو (ثنا، دعا و استغفار اور اس کی ملاقات کی محبت کے ساتھ) دوست رکھتے ہیں، پھر آسمان میں امرالٰہی سے ندا کرتے ہوئے کہتے ہیں بے شک اللہ فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان کے فرشتے اسے دوست رکھتے ہیں۔ ثم یوضع لہ القبول فی الارض پھر اس بندہ کی قبولیت و محبت زمین والے (جن وانس) کے درمیان رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب کسی بندہ سے اللہ بغض فرماتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے۔ اور کہتا ہے میں فلاں کو دشمن رکھتا ہوں تم بھی اس کو دشمن رکھو پس جبرئیل اس کو دشمن رکھتے ہیں اور آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں بے شک اللہ فلاں بندہ کو دشمن رکھتا ہے۔ تم بھی اسے دشمن رکھو۔ حضور نے فرمایا وہ تمام فرشتے اسے دشمن رکھتے ہیں پھر اس کی دشمنی زمین والوں کے دلوں میں رکھ دی جاتی ہے۔

حدیث مذکورہ بالا کے مطالعہ اور حضور مفتی اعظم ہند کی زندگی کے مشاہدے کے بعد ہر وہ شخص جس کی آنکھوں نے آپ کی دیدار کا شرف حاصل کیا ہے اور جسے آپ کے ساتھ چند ساعت کے لئے بھی وقت گزارنے کا موقع مل گیا ہے وہ ایمانی فیصلہ یہی کریگا کہ عصر حاضر میں قبولیت فی الارض کی ایک بہترین مثال حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی۔

آپ جہاں اور جس جگہ بھی نظر آئے تنہا نہ آئے لوگوں کی ایک جماعت ہمہ آن آپ کے ارد گرد نظر آتی. خواہ آپ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ اپنی قیام گاہ پر ہوں یا کسی منزل راہ میں کچھ نہ کچھ احاطہ کئے یا پھیری کرتے ہوئے لوگ ضرور دکھائی دیتے حد تو یہ ہے کہ حاجت مخصوصہ کے علاوہ آپ کبھی تنہا نہ رہے۔ دور موجودہ کے مشائخ، علمائے کرام اور اساتذۂ عالی مقام عہد حاضر میں قبولیت فی الارض کا مصداق مکمل طور پر حضور مفتی اعظم ہند کو جانتے مانتے اور اعلان کرتے تھے مسلمان تو خیر مسلمان ہی ہیں اگر کسی کافر نے بھی آپ کو دیکھ لیا تو اس کے دل پہ آپ کی عظمت و ہیبت کا سکہ بیٹھ گیا۔

اب وہ ہم سے پردہ فرما چکے ہیں جنہیں اہل علم و دانش تاجدار اہلسنت کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

وہ ہماری چشم ظاہر سے اوجھل ہو گئے جنہیں عقیدتمند حضرات مرشد برحق، ہادی شریعت اور مقتدائے طریقت کہتے تھے۔

وہ دار فانی سے عالم باقی کی طرف انتقال کر گئے جنہیں صاحب فکر و نظر یادگار اعلیٰحضرت شہزادۂ مجدد ملت کے خطابات سے جانتے اور پہچانتے تھے۔

وہ ہم ہستیوں کو داغ مفارقت دے گئے جو درویش صفت ہونے کے باوجود سخاوت و عنایت میں ایک شہنشاہ عالی وقار کی طرح تھے۔

اب وہ اپنی قبر انور میں آرام فرما ہیں جن کی پوری زندگی لوگوں کے بخت ہائے خفتہ کو جگانے میں صرف ہوئی۔

نظام فطرت، دستور عالم اور قانون قدرت یہی ہے جو بھی دنیا میں آتا ہے وہ یہاں رہنے کے لئے نہیں آتا ہے۔ ہاں کچھ جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو دنیا سے رخصت ہو کر حیات سرمدی پالیتے ہیں وہ بعد وفات دائمی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ اُن کی تعلیمات اُن کے ارشادات اُن کے فرمودات رہ روان منزل کے لئے ظلمت شب میں ماہ و نجوم کا کام دیتے ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی اُن قدسی صفات ہستیوں میں سے ایک ہے، جن کی یاد، جن کے نام جن کی سیرت جن کے کردار کو مرور ایام اور گردش زمانہ کتابوں کے صفحات اور آنے والی نسلوں کے قلوب سے انشاء اللہ قیامت تک محو نہیں کر سکتے نہ فنا کر سکتے ہیں اور نہ ختم کر سکتے ہیں۔

جب تک آسمان کے نیلے سمندر میں چاند و سورج کی کشتی رواں دواں رہے، جب تک زندگی کی باد نسیم چمن عالم کے پھولوں کو گدگداتی رہے جب تک عالم انسانیت کے جسد خاکی میں طائر روح اپنی جولانیاں دکھاتا رہے، جب تک فضائے بسیط میں اللہ اور اس کے رسول کی عظمت کے نغمے اذان کی صورت میں فردوس گوش بنتے رہیں۔ اللہ رب العزت سرور عالم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت اطہار و اصحاب کبار اور شہدائے عظام کے طفیل آخرت کی پہلی منزل قبر سے لے کر آخرت کی تمام منزلوں میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہر ساعت اور ہر لمحہ کو نور علیٰ نور اور رحمتوں سے بھرپور بناتا رہے۔ آمین بہ طفیل رحمۃ للعالمین۔

عقیدت کے گلہائے

ساحل شاہجہانپوری

مرحبا صلِ علیٰ کیا ہے جمال مصطفےٰ
بے مثالی میں نہیں کوئی مثال مصطفےٰ

سنگ بزدل نے پڑھا کلمہ ہوئے پتھر بھی موم
اللہ اللہ رتبہ و شانِ کمال مصطفےٰ

اہل شک بیشک اسی شک میں پڑے رہ جائیں گے
ہم انہیں آنکھوں سے دیکھیں گے جمال مصطفےٰ

مذہب اسلام قائم بس انہیں دونوں سے ہے
ایک قرآن معظم ایک آل مصطفےٰ

فکر آلام و مصائب سے ہوئی اسدم نجات
آ گیا ساحل کو تھا جس دم خیال مصطفےٰ

پردہ میں جو بیٹھے ہو پردہ بے چلے آؤ
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
آنکھوں میں بسا کرنا تم دل میں رہا کرنا
درود غوثیہ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ہ
یہ درود شریف حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ جو شخص اس کی کثرت کرے گا حضور غوث اعظم سے حد درجہ محبت و انسیت ہوگی اور اسے بے شمار فوائد و برکات حاصل ہوں گے۔
خدائے سمیع و بصیر!
تو سب کی سنتا اور سب کو دیکھتا ہے میری بھی سن لے اور میرے اوپر بھی کرم فرما!
مذکورہ درود غوثیہ کے تصدق
محمد علی مرحوم اور زبیدہ بیگم مرحومہ
زوجہ محمود الحسن باری کو ثواب دائمی عطا فرما اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما!
شائع کردہ
محمد علی چوک رائے پور (ایم پی)

مفتی اعظم ہند

ہدایت و طریقت کے امام

رحمۃ الوکیل تعالٰی علیہ

۱۴۰۲ھ

— از —

مفتی مظفر احمد
[illegible]

عظیم البرکت شاہزادۂ اعلیحضرت عارف حق علامہ الحاج مولٰینا الشاہ مصطفٰے رضا خاں مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ سارا عرب و عجم آپ کے نسب و حسب اور مجد و شرف کے ساتھ آپ کو جانتا پہچانتا ہے بلکہ آپ کا تعارف کرانے والے خود اپنا تعارف کراتے ہیں۔

قدوۃ السالکین حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سیدی اعلیحضرت قدس سرہٗ کی تنہا یادگار رہ گئے عالم اسلام آپ کے خانوادے کا ممنون کرم ہے مذہب حق کی پاسبانی کا سب سے بڑا اعزاز اس کی طرف منسوب ہے۔

فقیر برکاتی غفرلہ المولی القوی کی نظر فی الحال امیر کشور ولایت نور العارفین قدوۃ الواصلین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دو ہی خلیفہ حیات تھے ایک تو سرکار مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفٰے رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ اور دوسرے حضرت بابرکت علامہ سید شاہ آل عبا صاحب قبلہ مارہروی مدظلہ والد ماجد سرکار سید العلماء علامہ آل مصطفٰے میاں مارہروی علیہ الرحمہ جو بقید حیات ہیں اور پچاسی برس کی عمر شریف موصوف کی چل رہی ہے۔

اس زمانہ قحط الرجال میں حضور نور العارفین مارہروی علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید و خلیفہ ارشد حضور مفتیٔ اعظم ہند سیدی علامہ مصطفٰے رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کیا نوے ۹۲ سال کی عمر شریف ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ شب جمعرات میں رات کے ڈیڑھ بجے وصال فرما گئے وا استرجعنا بلاشبہ آپ ہادی احق فاتح عرب و عجم

صمصام اسلام ہیں۔
تاجدار اہل سنت حیات حق آہ امام ہدیٰ و طریقت مفتی ہند

۱۴۰۲ھ   ۱۴۰۲ھ

رحمت او کیل تعالیٰ علیہ "عرفان رضا" تھے۔

۱۴۰۲ھ   ۱۴۰۲ھ

اسم گرامی آل الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفےٰ رضا۔

وطن مالوف بریلی شریف محلہ سوداگران۔

ولادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء

وفات شب جمعرات ایک بجکر چالیس منٹ ۱۴ محرم ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء۔

مدفن روضۂ اعلیٰحضرت میں مزار اعلیٰحضرت سے متصل محلہ سوداگران بریلی شریف۔

پیدائش اور نگاہ ولایت

یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ حضور سیدی اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ بقید حیات تھے اور امیر کشور ولایت چشم و چراغ خاندان برکات امام العارفین قدوۃ الواصلین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ مسند برکاتیت پر رونق افروز تھے اور حضرت امام العارفین مارہروی قدس سرہٗ کی بزرگی و ولایت کا ڈنکا دنیائے اسلام میں غلغلہ مچا رہا تھا جدھر سے گزر جاتے تھے پروانوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ نگاہ پڑتے ہی دلوں کا نقشہ بدل جاتا تھا ایک روز کا ذکر ہے کہ سرکار امام العارفین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد برکات میں نماز ادا فرما کر زینے سے اتر رہے تھے اور پیچھے پیچھے سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ تشریف لا رہے تھے کہ اچانک حضرت امام العارفین مارہروی قدس سرہٗ نے متبسم ہو کر فرمایا مولانا! (اعلیٰحضرت سے مخاطب ہو کر) مبارک باد۔ بریلی آپ کے گھر پر ایک ولد متولد ہو گئے ہیں مجھے اس سلسلے میں بشارت ہوئی ہے آپ اس کا نام آل الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھنا اور میں بھی جلد بریلی آ کر اس بچہ کو دیکھوں گا۔ اور یہ چاند سا کے دوروپیہ میری طرف سے بچہ کو دینا۔

یہ تھی نگاہ ولایت کہ سرکار نوری میاں مارہروی قدس سرہٗ مارہرہ شریف ہی سے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت کو ملاحظہ فرما لیا۔ سبحان اللہ۔

جب سیدی اعلیٰحضرت اپنے پیر و مرشد مجدد برکاتیت قدوۃ العرفاء امام السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہٗ کے عرس سراپا قدس سے فارغ ہو کر مارہرہ مطہرہ سے رخصت ہو کر بریلی تشریف لائے تو گھر والوں نے بتایا ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو حضور علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کی ولادت ہوئی ہے۔ واقعہ بالکل سچا تھا۔

حسب ارشاد سرکار نوری میاں مارہروی آپ کا نام آل الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھا گیا اور محمد پر عقیقہ ہوا "مصطفےٰ رضا" عرف قرار پایا۔

بیعت و خلافت و فرمان پیر

حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ اپنے والد ماجد سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی دلی خواہش پر چھ ماہ کی عمر میں امام العارفین حضرت

ظلمت مرقد کا اندیشہ ہو کیوں نوری مجھے ؛ قلب میں ہے جب مرے جلوہ جمال یار کا
مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ
بڑی سے بڑی مشکل حل ہونے کا لاجواب عمل
منقول از سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بعد نماز عشاء تازہ وضو کر کے دو ہزار مرتبہ مع بسم اللہ شریف ایک ہی جلسے میں یہ بیت پڑھے فوراً مشکل حل ہو
سَہِّل یَا اِلٰہِی کُلَّ صَعْبٍ ؛ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَہِّل
یا رب رحیم غفور را
اس وظیفے اور عمل کا
ثواب مرحوم
حاجی ہاشم علی محمد غازی ویرتیا والا
پیش کنندہ
زکریا سیٹھ، جواہر مارگ، اندور

سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ بیعت ہوئے اور بیعت کے بعد ہی آپ کے پیرو مرشد امام العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ تمام سلاسل کی خلافت عطا فرمائی اور توجہ باطنی ڈال کر فرمایا یہ بچہ اپنے وقت کا جلیل القدر عالم اور ولی کامل ہوگا۔

آپ کا علم وفضل

آپ شہر یار علم وفضل ہیں اور آپ کے علم وفضل کا کیا کہنا کہ خود علم وفضل جن کے آستانے کا پہرہ دار ہے آپ جامع علوم وفنون ہیں۔ علوم شرعیہ فقہ، تفسیر و حدیث، ادب و منطق و فلسفہ، علم توقیت اور فن تاریخ گوئی میں آپ کو نہایت درجہ لیاقت تھی۔ اپنا جواب آپ تھے۔

آپ نے تیرہ سال کی عمر میں علامہ شاہ ظفر الدین صاحب بہاری اور حضرت علامہ سید عبد الرشید صاحب علیہما الرحمہ کی موجودگی میں مسئلہ رضاعت بغیر کسی کتاب کی مدد سے جو لکھا تھا اس پر مذکورہ علماء سراپا حیرت تھے مسئلہ کا جواب برائے اصلاح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اعلیٰحضرت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور صح الجواب بعون اللہ العزیز الوہاب لکھ کر دستخط فرماکر اپنی مہر ثبت کی اور مولانا حافظ یقین الدین صاحب کے بھائی سے ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن مصطفےٰ رضا۔ نام کی مہر بنواکر مرحمت فرمائی۔ یہ مہر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر گم ہوگئی۔

حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کا تاریخی فتویٰ رویت ہلال سے متعلق ایک خاص اہمیت رکھتا ہے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں فتاویٰ مصطفویہ اول دوئم دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ایک شعر کا مطلب

سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے قصیدہ غوثیہ کے مندرجہ ذیل شعر پر کافی دنوں کئی عالم دین الجھے رہے مگر صاف مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ شعر یہ ہے۔

اے بامصار کرم دو قرن پیشیں دو حرم

تو بملک اولیا چوں الیا امداد کن

(حدائق بخشش حصہ دوم ص)

اس شعر پر یہاں دو حرم آیا ہے اس کا کوئی ترجمہ کعبہ شریف اور بیت المقدس کرتا اور کوئی کچھ کرتا

ایک دن کچھ احباب نے حضور مفتی اعظم ہند سے عرض کیا۔ حضور اعلیٰحضرت کے اس شعر کا مطلب کیا ہے۔ اور دو حرم سے مراد کیا ہے؟ آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

یہاں دو حرم سے مراد حضرت امام حسین اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور الیا سے مراد حضرت الیا علیہ السلام ہیں اور تشریح یوں فرمائی کہ۔

"تو اپنے کرم کے شہروں سے ان دو حرم یعنی حضرات حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو دو قرن پہلے گذرے ان سے ملک اولیا کی مدد اس طرح فرما جس طرح حضرت الیا علیہ السلام کی مدد اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔

فتویٰ نویسی تو آپ کے خانوادے کے مزاج و سرشت میں ہے تفقہ فی الدین تو آپ کا آبائی ورثہ ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔

شعر و شاعری

آپ کا نعتیہ دیوان "سامانِ بخشش" ہے جو صرف عشقِ حبیب کی شعری تصویر ہے بلکہ نعتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا وہ آفتاب عالمتاب ہے جس سے عشقِ محبوب کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں جو آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر کر کائناتِ حیات کو روشن و منور کر دیتی ہیں۔ آپ کا دامنِ شاعری ایسے جواہر پاروں سے بھرا ہوا ہے جو کہیں اور مشکل سے ملیں گے۔ اس میدان میں جس نے بھی قدم رکھنے کی جسارت کی راہ بھول گیا (الا ماشاء اللہ) مگر حضور مفتی اعظم ہند شعور و آگہی کا چراغ، شریعت کی روشنی اور عشقِ حبیب کے اجالے میں ان دشوار منازل سے سلامت سے گزر گیا۔

تو شمعِ رسالت ہے عالم ترا پروانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

جس نعت شریف کا یہ مطلع ہے یہ نعت شریف ۲۲ اشعار پر مشتمل ہے جو عوام و خواص میں نہایت مقبول ہے میرے والد ماجد شفیق العارفین شاہ صوفی منور حسین صدیقی امداد ابوالعلائی داتا گنجوی قدس سرہٗ (جنہوں نے ۹۰ سال کی عمر میں بروز پیر مبارک دن کے سوا نو بجے ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۹۵ھ مطابق ۴ / ۱۳ جولائی ۱۹۷۵ء کو وصال فرمایا) مجھ سے کہا تھا کہ بیٹا میں نے ۲۵ مرتبہ حضور اعلیٰحضرت بریلوی کی بریلی جا کر زیارت کی اور بڑی کثرت سے بریلی شریف جا کر حضرت حجۃ الاسلام بریلوی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا تھا کبھی کبھی شب میں محلہ سوداگران رک جاتا تھا اور بعد نماز عشاء حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کی موجودگی میں نعت خوانی کا دور چلتا وہ دیدنی سے تعلق رکھتا تھا حضور مفتی اعظم ہند نعت پاک سن کر اس قدر حضور محبت میں مستغرق ہو جاتے تھے کہ آپ کو خود اپنا ہوش نہ رہتا تھا اور اشکوں کے موتی روئے انور پر اس قدر نچھاور ہوتے نظر آتے تھے کہ ہم لوگ یعنی سامعین پر ایک سکتہ سا طاری ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھی حضرت قبلہ خود بھی تحت لفظ میں اعلیٰحضرت کے اور اپنے اشعار سنایا کرتے تھے جب کبھی بھی حضور مفتی اعظم ہند قبلہ اعلیٰحضرت قبلہ کا یہ شعر سناتے تھے تو اس وقت عالم کچھ نہ پوچھو وہ شعر یہ ہے ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

قوتِ حافظہ

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا سینہ علوم و فنون کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جب کسی مسئلہ شرعیہ پر بات آجاتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شامی و عالمگیری وغیرہ جیسی کتابوں کے آپ حافظ ہیں اور دیگر ائمہ کرام کے اختلاف کو اس قدر وضاحت سے بیان فرماتے کہ علماء کرام سراپا حیرت ہو جاتے۔

امر بالمعروف

آپ کی ذاتِ مبارکہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، استغناء و توکل، عفاف و پاکبازی کی ایک ایسی مرتب اور مبسوط کتاب ہے جس کی ہر ہر سطر آنے والوں کے لئے درسِ عمل و مشعلِ راہ ہے آپ کی حیاتِ مقدس کا سب سے بڑا امتیاز امر بالمعروف نہی عن المنکر ہے حق گوئی میں آپ اپنا جواب آپ تھے یہ آپ کا وصف ایسا تھا کہ بڑے بڑے علماء، فضلاء، اربابِ جبہ و دستار اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس کے ثبوت کے لئے مسئلہ نس بندی وغیرہ ہمارے سامنے

ہے کسی نے سچ کہا ہے ؎

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

کشف و کرامت

حسنِ اعتقاد کے ساتھ اتباع سنت پابندی شریعت اور التزام تقویٰ ہی ہیں وہ چند علامات جن کے ذریعہ کسی ولی کی شناخت ہوتی ہے۔ کشف و کرامات اور خوارق عادات کا ظہور اگرچہ مدار ثبوت نہیں ہے لیکن سنتِ الٰہی اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ اپنے مقرب و مقبول بندوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے۔ اور وہ خدا کی عطا سے خلاف عادات امور کا اظہار فرماتے ہیں جن کو اصطلاح شریعت میں کرامت کہتے ہیں۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت استقامت تصلّب فی الدین آپ کا تقویٰ اور آپ کی متشرع زندگی ہے۔ آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی فرصت میں تحریر کروں گا۔

آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ایک کروڑ ہے اور ہند و بیرون ہند عالم اسلام میں آپ کے خلفاء کی بھی ایک کثیر تعداد ہے۔ اس فقیر قادری مظفر احمد بدایونی غفی عنہ کو بھی حضرت والا نے خلافت و اجازت سے تقریباً ۲۵ سال پہلے نوازا تھا۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کا اہل کرے اور دین و سنت کا سچا خادم بنائے آمین بجاہ النبی العربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بلاشبہ والاریب آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے قطبِ وقت تھے عارف باللہ تھے سیدی اعلیٰحضرت

اہلسنت کا ترے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا

ایم نسیم بریلوی کاتب ۷۸۵ بازار صندل خاں بریلی

میرے سرکار کا جو چاہنے والا ہوگا!
اس کے چہرے سے اندھیرے میں اجالا ہوگا
کس کو معلوم تھا اک ایسا سویرا ہوگا
اک بریلی نہیں دنیا میں اندھیرا ہوگا
قافلہ پیشِ خدا جب کہ روانہ ہوگا
اہلسنت کا ترے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا
حشر میں سایہ فگن ہم سے گنہگاروں پر
قادری رضوی و نوری کا پھریرا ہوگا
مفتی ہند کا ثانی نہیں ڈھونڈا تو بہت
بے نوا اس دور میں ایسا نہ اب ایسا ہوگا
سجدے کئے دین تو اس وقت لٹتے ہوں گے
مسکن خلد بریں جب کہ ہمارا ہوگا
کیوں نہ ہو اس کو شفا کھائے عقیدے سے اگر
ان کی تربت کا ہر اک پھول مسیحا ہوگا
ان کے بندوں کی سر حشر یہ ہوگی پہچان
ہاتھ میں شربتِ نوری کا پیالا ہوگا
روشنی دین کی دنیا کو عطا کی جس نے
اس کے مرقد پہ بھی دن رات اجالا ہوگا
رحمتِ شاہِ دو عالم سے رہے گا روشن
ان کی تحریر کا جس گھر میں بھی طغریٰ ہوگا
ہے یقیں خلد میں اس شان سے جاؤں گا نسیم
فردِ عصیاں کی جگہ دامنِ آقا ہوگا!

کے سچے جانشین تھے۔ عوام کا تو کچھ شمار نہیں اہل علم و فضل آپ کی ولایت کے قائل و معترف تھے اور ہیں اور حدیث پاک مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء میں ہے کہ اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یعنی تم بندگان خدا اَحد تعالیٰ کے گواہ ہو۔ حضرت سیدی ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ لسان الخلق اقلام الحق یعنی خلق کی زبان خالق کا قلم ہے۔ اور اَنْتُمْ کے خطاب سے سبھی اہل ایمان مراد تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ لہٰذا ہم بانگ دہل کہتے ہیں ھو ولیناً فی الدنیا والآخرۃ۔

وفات آپ کی عمر شریف اکیانوے (۹۱) سال کی ہوئی اور اسی طویل مدت حیات میں کروڑوں پروانوں کو بال و پر عطا فرمائے اور بے شمار لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائی اور طالب گاران منزل وصال معبود کو واصل معبود فرما کر شب جمعرات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر ۱۴ محرم سنہ ۱۴۰۲ھ کو وصال فرمایا۔

(استخراج) "رحمت الوکیل تعالےٰ علیہ"
۱۴۰۲ھ

دس بارہ لاکھ لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی آپ کو مزار اعلیٰحضرت سے متصل محلہ سوداگران بریلی شریف میں دفن کیا گیا۔ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ۔

قطعۂ تاریخ

شمع خاموش دل ہیں پژمردہ
مفتیٔ ہند تیری رحلت پر
سالِ رحلت مظفرِ عاصی
لکھدے "عرفانِ رضا" تربت پر
۱۴۰۲ھ

منقبت

در شان حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ
جلیل حشمتی کانپوری

نوید رحمت حق ہے بنام مفتیٔ اعظم
ہے کتنا محترم عالم میں نام مفتیٔ اعظم

نہیں بھولیں گے ہم اہل سنن صبح قیامت تک
دلوں پر نقش ہے ایسا پیام مفتیٔ اعظم

یہاں تو سر بہ خم ہیں اہل علم و عارفانِ حق
خدا ہی جانے کیا ہوگا مقام مفتیٔ اعظم

شراب معرفت بٹتی ہے ان کے آستانے پر
جسے دیکھو وہی ہے مست جام مفتیٔ اعظم

پڑھو اے مومنو گر لذت عشق نبی چاہو
کلام اعلیٰحضرت اور کلام مفتیٔ اعظم

مرا ایمان ہے آسان ہوں گی مشکلیں اسکی
مصیبت میں کبھی لے گا جو نام مفتیٔ اعظم

رہِ عرفاں میں خورشید و قمر بن کر چمکتے ہیں
بفیضِ سرورِ دیں نقش گام مفتیٔ اعظم

اجالا دے رہا ہے رہروانِ راہِ سنت کو
خدا کے فضل سے ماہِ تمام مفتیٔ اعظم

جلیل حشمتی کو ناز ہے ان کی غلامی پر
غلام غوث اعظم ہے غلام مفتیٔ اعظم

مولانا سبطین رضا
بریلوی

حضرت مجاہد ملت حضرت ضیاء الملت و حضرت شمس العلماء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی وفات حسرت آیات کے پیہم صدمات ہی کیا کم تھے کہ اس کے فوراً بعد ہی اہلسنت کے آخری تاجدار ہمارے محترم سیدی و مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی رحلت نے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہر طرف غم واندوہ کے بادل چھا گئے ظلمت و تاریکی نے ڈیرا ڈال دیا اور اب یہ حال ہو گیا کہ ؎

چراغ لاکھ ہیں لیکن کسی کے اٹھتے ہی!
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

یہ ضرور ہے کہ دارِ آخرت ہی اصل گھر ہے وہی منزل مقصود و مرجع نفوس ہے اور جو پہلے گئے ان کے لئے بشارت سابقون الاولون ہے لیکن پندرھویں صدی کے آغاز ہی میں از عرب تا عجم یکبارگی ان اساطین ملت کا سایہ سروں سے اٹھ جانا جہاں یقبض العلم بقبض العلماء کی نشاندہی کرتا ہے وہیں کسی ہولناک مستقبل کا پتہ بھی دیتا ہے۔ مولائے کریم اسوقت کی ہولناکیوں سے تمام مسلمانانِ عالم کو محفوظ رکھے آمین

قدر نعمت بس از زوال بود کے مصداق سرزمین بریلی کے اس گوشہ نشین ولی کامل کی عظیم المرتبت شخصیت اور انکی غیر معمولی مقبولیت کا صحیح اندازہ تو حضرت کی وفات کے بعد ہی ہوسکا جب کہ جنازۂ مبارکہ و عرس چہلم میں شرکت کے لئے شہر و بیرون شہر ملک و بیرون ملک ہر چہار طرف سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ دیوانہ وار ٹوٹ پڑے اور ان اجتماعات کو دیکھ کر اپنے تو اپنے غیر بھی ششدر رہ گئے اسوقت پتہ چلا کہ اس عارف حق نے جو مفتی اعظم ہند کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا مخلوق خدا کے دل جیت لئے ہیں اور ساری دنیا سے اپنی عظمت و عبقریت کا لوہا منوالیا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد، خدائے بخشندہ

افسوس کہ دین و ملت کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا علم کا ایک فانوس تھا جو بجھ گیا گلستان علم کا ایک مہکتا ہوا پھول تھا جو نذرِ خزاں ہوگیا تقوی و پرہیزگاری کا مجسمہ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہوگیا صدق و صفا کا پیکر تھا جو روپوش ہوگیا یا یوں کہو کہ سچا عاشقِ رسول تھا جو عشقِ رسول میں فنا ہوگیا ایک طالب دیدارِ الٰہی تھا جو اس کے جلووں میں کھو گیا حضرت تشریف لے گئے اور اپنی بے شمار یادگاریں چھوڑ گئے جو رہ رہ کر یاد آتی ہیں اور خون کے آنسو رلاتی ہیں۔

ایک ہنگامۂ محشر ہو تو اسکو بھولوں!
سینکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

لیکن نہ تو اس مختصر میں اس کی گنجائش ہے اور نہ ہی فقیر اپنے میں اس کی اہلیت پاتا ہے کہ اس فقید المثال شخصیت کی پاکیزہ زندگی پر تفصیلی روشنی ڈال سکے اگرچہ جی تو چاہتا ہے کہ شعور سنبھالنے کے بعد سے چالیس سال تک بصحت ہوش و حواس ان آنکھوں نے جو کچھ دیکھا اور کانوں سے سنا ہے اسے الفاظ کا جامہ پہناؤں اور موقع ملا تو انشاء اللہ کسی تیری فرصت میں ایسا کروں گا لیکن سردست تو مولانا ظہیر الدین صاحب ایڈیٹر استقامت کی اس مانگ کو پورا کرنا ہے جو موصوف نے مفتی اعظم نمبر کے لئے کی ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کا مطبوعہ خط جسمیں حضرت مولانا ارشد القادری صاحب کا سوال نامہ بھی شامل ہے جو ایک ڈیڑھ ماہ پہلے آیا تھا اور اسکو پڑھتے ہی سوال نمبر ۴ پر نگاہیں ٹھہر گئیں تھیں کہ "مفتی اعظم کی وہ خصوصیات جو ان کے ہمعصر علماء و مشائخ سے انہیں ممتاز کرتی ہوں۔ اس سلسلہ میں بلا خوف و تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر وہ خوبی جو بلا امتیاز ہو اور کچھ خصوصیت جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتی ہو حضرت میں بدرجۂ

پلتے ہیں ترے در کا کھاتے ہیں ترے در کا | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ

بھوک

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اگر کسی مریض کا دل کھانے سے ہٹ گیا ہو تو اس کو اکتالیس مرتبہ اس آیت شریف کا پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلانا نہایت مفید ہے۔ انشاء اللہ جلد مریض دانہ پانی خود مانگے گا۔

اتم موجود تھی اور انکیں ہمعصر اور دوسرے علماء و مشائخ
سے ممتاز کرتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر فرمائیں کہ
وہ کون تھا یا ہے جسے مفتی اعظم کے نام سے پکارا جائے
اور یہ پکارنا اس کو زیب دیتا ہو اب وہ کون ہے جو
اس شان سے دار الافتا کی زینت بن سکے کہ پیچیدہ
سے پیچیدہ مسائل میں اسکا فتوی حرف آخر کی حیثیت
رکھتا ہو اب کون ہے جسے تاجدار اہلسنت کہا جائے
اور یہ کہنا اس کے شایان شان ہو اب وہ کون ہے
جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ جسے چلتا پھرتا ولی دیکھنا
ہو وہ حضرت مفتی اعظم کو دیکھے اور یہ کہنا بالکل صحیح ہو
اب کون ہے جو علم کا کوہ گراں ہو کے ساتھ ساتھ تقوی
و پرہیزگاری کا پیکر بھی ہو اخلاق کا مجسمہ ہو جسکے دل میں
قوم و ملت کا صحیح درد ہو خدمت دین و خدمت خلق
کی سچی تڑپ ہو اب کون ہے جو اہلسنت کے اسٹیج پر رونق
افروز ہو تو سارے مجمع کا خواہ وہ ہزاروں کا ہو یا لاکھوں
کا سب کا رخ اپنی طرف پھیرے اور سب کا مرکز نگاہ بن
جائے جب کہ وہ اپنی زبان مبارک سے تقریر کا ایک
لفظ بھی نہ کہے جس کی ایک خاموشی ہزار گویائی پر بھاری
ہو۔

اب کون ایسا جری ہے جو بھرے ہزاروں و
لاکھوں کے مجمع میں علماء و مقررین سے ہونے والی
لغزشوں پر ان کی گرفت کرسکے روک ٹوک سکے اور
اس کے تنبیہ کرنے پر وقت کا بڑا سے بڑا عالم سر تسلیم
خم کردے۔ اور اگر اب ایسا ہو سکے گا اور اگر کسی
نے یہ جسارت کی بھی تو ڈر ہے کہ میدان اسی اسٹیج پر کہیں
بھی نہیں مناظرہ نہ ٹھن جائے۔

اب کون ایسا مصلح ہے جو دین کی باتیں بتلانے پر
آئے تو بچہ بوڑھا کر لوگوں کو دین کی باتیں بتائے مسجد میں
فرائض نماز ادا کرنے جائے تو بیٹھے گرد و پیش ہر نمازی پر
نگاہ رکھے کہ سجدے میں کس کی پیشانی زمین پر ٹک رہی
ہے کسکی نہیں کسکی ناک ٹک رہی کس کی اٹھی رہی کسی کی انگلیاں
زمین سے الگ رہی ہیں اور کس کی قمیص کس کی آستین بھی
ہے کس کے گلے کا بٹن نہیں لگا ہے اور پھر سب کو حسب
ضرورت ہدایت فرمائے کون ہے جو آج کے مسلمانوں
کی بگڑی ہوئی غیر اسلامی صورتوں کو دیکھ کر انہیں سر
زنش کرے اور وہ اسکی بات پر کان دھریں اور اپنی
اصلاح کی طرف قدم ہی نہ بڑھائیں بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے
ان کی شکل و صورت میں نمایاں تبدیلی آجائے اور وہ
اسلامی سانچے میں ڈھل جائیں۔

اب کون ہے جو کسی کی خلاف شرع بات دیکھ کر
پھڑک اٹھے اس پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرے لیکن
وہی شخص جس پر ناراضگی و غصہ کا اظہار ہو رہا ہو اسی
وقت اپنی کسی مصیبت کا حال بیان کرنے لگے دکھ درد
بتانے لگے تو سارا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے جلال جمال میں
تبدیلی ہو جائے۔

جلال و جمال کا حسین امتزاج حضرت مفتی اعظم
کی وہ خصوصیت تھی جو آئے دن دیکھنے میں آتی تھی
اس سلسلہ میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے جلال
و جمال کی کیفیت کا اندازہ تو ہوتا ہی ہے ساتھ ہی حضرت
کے بے پناہ تقوی و پرہیزگاری کا پتہ بھی چلتا ہے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف حضرت کی خدمت میں حاضر
تھا دوپہر کا وقت تھا تعویذ لینے کی بھیڑ لگی ہوئی تھی

جسمیں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ بے پردگی کی وبا آج کل عام ہے لیکن کیا مجال کہ حضرت کے سامنے کوئی عورت چہرا تو چہرا ہاتھ بھی کھول سکے ایک عورت جو برقعہ پہنے بیٹھی تھی حضرت نے تعویذ لکھ کر دے دینا چاہا تو شامت اعمال کہ اس وقت اس نے برقعہ سے ہاتھ نکال دیا بس پھر کیا تھا حضرت کو جلال آگیا اور سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا لاحول ولا قوۃ ہزار بار لاحول لاکھ بار لاحول کروڑ بار لاحول فرماتے ہوئے بایں الفاظ فرمایا کہ "ہم ویسے ہی گنہگار کیا کم ہیں جو تم اپنی کلائی دکھا کر ہمیں گنہگار کر رہی ہو" حضرت کا یہ جملہ خاص طور پر قابل غور ہے بالخصوص ان عورتوں کے لئے جو حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ کر بے حیائی کیا تھ غیروں کے سامنے اپنے چہرے تو چہرے پورے جسم کی نمائش کرتی پھرتی ہیں سخت تہدید ہے اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی آنکھیں غیر عورتوں کو دیکھتے دیکھتے نہیں تھکتیں درس عبرت ہے اور اس سے حضرت کے کمال تقویٰ کا بھی پتہ چلتا ہے کاش ہم کچھ سبق حاصل کرتے لیکن جو بات میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ عین اسی وقت جب حضرت سخت ناراضگی کا اظہار فرما رہے تھے وہ عورت رونے لگتی ہے اور اپنی مصیبت و پریشانی کا حال بیان کرنے لگی تو معاً دیکھنے میں یہ آیا کہ آنی لمحہ اور آنی آن حضرت کا غصہ کافور ہو گیا جلال کی جگہ جمال نے لی اور یہ معلوم ہوا کہ غصہ آیا ہی نہیں تھا زبان مبارک پر توبہ توبہ کے الفاظ جاری ہو گئے اور فرمانے لگے کہ کہو کیا پریشانی ہے اسکی بپتا کو غور سے سُنا اور پھر سے مزید تعویذ عنایت فرمائے۔

مزار پر انوار سیدنا ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ العزیز واقع مارہرہ شریف

اب کون ہے جو خدمت خلق کرنے پر آئے تو دن کا آرام اور رات کا چین گنوا دے جسکے دربار عالی وقار میں صبح سے شام تک لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہو دن کی بھیڑ لگی رہتی ہو اور آنیوالے اگرچہ اپنی ہی ضرورتیں لیکر آئے ہوں لیکن اس کے دربار میں آتے ہی سب کے سب اس کے مہمان قرار پائیں اور ان کے لئے اس کا خوان کرم بچھ جائے اور صبح تا شام ہر روز یہ سلسلہ جاری رہتا ہو۔

اب کون ایسا مہمان نواز ہے جو مہمانوں کی خاطرداری میں اتنا انہماک رکھتا ہو کہ برسہا برس دوپہر کا کھانا دن کے تین چار بجے تناول فرمائے

سچ پاک کے قربان کر جان دل و ایمان
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
ہمارے درد کے درماں طبیب اہل ایماں تم ہو
یا رقیبُ
زخم و ناسور وغیرہ
سات دن تک تین سو مرتبہ پڑھ کر ناسور پھوڑا پھنسی وغیرہ زخم پر دم کیا جائے بفضلہ تعالیٰ اس عرصہ میں زخم بالکل اچھا ہو جائے گا۔
ولی برحق عارف باللہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں
نیازمندانہ خراج عقیدت
جن کی توجہ خاص سے ہمارے دلوں کی دنیا آباد ہے
الٰہی! تو اس حقیر نذرانے کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کو پہنچا دے
نیز ان کے تصدق ہمارے کاروبار میں برکت اور ایمان میں پختگی و سلامتی عطا فرما!
منجانب
داؤد احمد رضوی
پرفیکٹ ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ ورکس
Phone : 396359
PERFECT DYEING & PRINTING WORKS
Specialist in :
BATIC, TIE & COL.DYE
Moosa Killedar Street, Comp. No. 7, K. Khade Marg,
Jacob Circle, Bombay-400 011.

صرف اس خیال سے کہ مہمان کھانے سے فارغ ہو جائیں اور وہ ان کی ضرورتوں کے پورا کرنے سے اوز اکثر و بیشتر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہو کہ بروقت کوئی آنیوالا آگیا اور گھر میں کھانا ختم ہو چکا ہے تو اپنے سامنے کا رکھا ہوا کھانا خندہ پیشانی کے ساتھ اس آنے والے کو بھیج دیا اور خود ایک پیالی چائے پیکر وقت گذار دیا اور اس طرح نبوت و خاندان نبوت کی اس سنت پر عمل کر کے دکھا دیا کہ

بھوکے رہتے تھے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے

اب کون غریبوں کا ایسا غمگسار ہے کہ رؤسا و امراء بلکہ وقت کا گورنر بھی اس کے دروازہ پر آئے تو وہ اس کی پرواہ نہ کرے لیکن غریب کی ادنیٰ دلمری میں فرق نہ ہونے دے کان لگا کر اس کا دکھ درد سنے اسے بھیک بھی دے اور دعائیں بھی اور اس طرح اس سنت رسول کی یاد تازہ کر جائے کہ

آئے ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

بڑوں کا ادب اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت جو اسلام کا ایک زریں اصول ہے اور جس پر عمل کر کے آج معاشرے کے بہت سے دلدر دور کئے جا سکتے ہیں بہت سی خرابیوں کا سد باب ہو سکتا ہے آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کی جا سکتی ہے یہ بات حضرت میں کس درجہ نمایاں تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ میرے والد ماجد حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت کے چچازاد بھائی تھے ساتھ کھیلے ساتھ پلے بڑھے ساتھ ہی پڑھا اس قربت و معیت کے باوجود (جو بے تکلفی کے لئے بہت کافی تھی) حضرت ان کا بڑے بھائی جیسا احترام فرماتے صرف اس لئے کہ وہ عمر میں حضرت سے کچھ ماہ بڑے تھے والد صاحب حضرت کے مرتبہ کا لحاظ فرماتے اور وہ ان کو بڑے ہونے کا اور ان دونوں کے آپس میں جو محبت تھی وہ آج سگے بھائیوں میں دیکھنے میں نہیں آتی بھتیجا ہے سگا بھتیجا نہیں مگر حضرت کی شفقت و محبت کہ سگے بھتیجوں سے زیادہ چاہتی تھی بلکہ اپنا بچہ سمجھتے تھے میرا زمانہ طالب علمی تھا لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھانے کے لئے مجھے اپنے ہمراہ عیدگاہ لے گئے تھے چلتے وقت فرمایا کہ گھر میں سے ایک عمامہ لے لو میں نے حضرت ہی کا عمامہ لے لیا اور ساتھ چلا گیا عیدگاہ پہنچنے پر جب نماز کا وقت قریب آیا تو فرمایا کھڑے ہو جاؤ میں کھڑا ہو گیا حضرت خود اٹھے تو سارا مجمع کھڑا ہو گیا میرے سر پر عمامہ باندھنے لگے اسی دوران ایک صاحب نے جو مجھ سے واقف نہ تھے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں تو حضرت نے بکمال شفقت فرمایا کہ آپ نہیں جانتے یہ میرا بچہ ہے پھر والد صاحب قبلہ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کا لڑکا ہے حضرت نے مجھ نا چیز کو بھی شرف خلافت سے نوازا ہے اور سند خلافت عطا فرماتے وقت میرا نام لکھنے سے پہلے اسمیں بھی اپنے دست کرم سے الولد العزیز لکھا ہے جس کے معنی ہی ہیں پیارا بچہ افسوس کہ نہیں وہ بچہ کہنے والے نہ رہے اور زندگی بے لطف ہو کر رہ گئی زندگی کا سارا مزہ جاتا

روضۂ اعلیٰحضرت
کا
صدر گیٹ
محلہ سوداگران
بریلی شریف

رہا اب جی تو رہے ہیں اور جب تک کی زندگی ہے جئیں گے لیکن یہ جینا کچھ اس انداز کا ہوگا کہ ؎

زندگی در گردنم افتاد بیدل چارہ نیست
شاد باید زیستین ناشاد باید زیستین

جی رہے ہیں اور اس امید پر جی رہے ہیں کہ کاش کل میدان قیامت میں جب اعمال کا محاسبہ ہو رہا ہو اسوقت بھی حضرت اپنے دامن کرم میں یہ کہہ کر چھپالیں کہ "یہ میرا بچہ ہے" تو بیڑا پار ہو جائے۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ؎

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
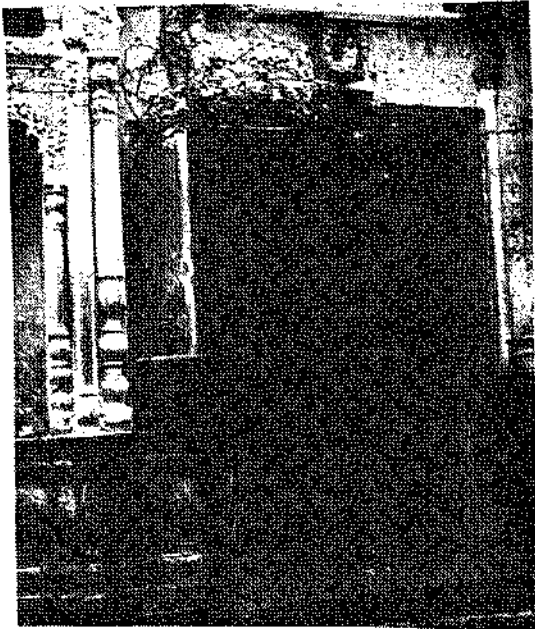
حضرت کا یہ انداز محبت میرے ہی ساتھ نہ تھا بلکہ میرے بھائیوں اور خاندان کے دوسرے بچوں کے ساتھ بھی یہی حال تھا بڑوں کا ادب اور چھوٹوں کیساتھ شفقت و محبت یہ حضرت کی عادت میں داخل تھا یہی وجہ تھی کہ نہ صرف اہل خاندان بلکہ کوئی بھی مسلمان خواہ وہ عالم ہوتا یا عامی مرید ہوتا یا نہ ہوتا معتقد ہوتا یا نہ ہوتا بریلی کا رہنے والا ہوتا یا کہیں باہر کا اگر وہ شریعت کا پابند ہوتا اور عمر میں بڑا ہوتا۔ تو اس کے مرتبہ کے لائق اس کی عزت فرماتے اور چھوٹا ہوتا تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آتے بلکہ عالم دین اگر کم عمر بھی ہوتا جب بھی اس کی عزت افزائی فرماتے یہی وجہ تھی کہ ایک دو مرتبہ ہی میں حضرت کی خدمت کا حاضر باش اور ان

کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضرت مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے ہیں اور آپ کی محبت کے پردہ میں وہ اللہ و رسول کی سچی محبت لوگوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھرتے رہے لیکن ان تمام خصوصیتوں سے بڑی خصوصیت جو ان سب پر بھاری ہے وہ حضرت کا بے پناہ اخلاق تھا جو کام بھی ہوتا خالصاً لِلّٰہ ہوتا۔

حرص و طمع نام و نمود خود ستائی و خود نمائی سے دور و نفور فروتنی اور عاجزی تواضع و انکساری سے معمور یہی حضرت کی زندگی کی سب سے بڑی خصوصیت جس کا اب وجود نظر نہیں آتا۔

آج تو عالم یہ ہے کہ کسی کو معمولی سی بڑائی حاصل ہوجاتی ہے تو وہ اپنے ہی منہ میاں مٹھو بننے کے بعد زبان و قلم کے زور پر سب سے بڑا بننے کی کوشش شروع کر دیتا ہے پھر وہ اپنے آگے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا چھوٹے تو چھوٹے بڑوں کا بھی بڑا ہوجاتا ہے لیکن حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ جو بلاشبہ پورے خاندان کے بڑے تھے اور نہ صرف خاندان کے بلکہ پوری قوم و ملت کے بڑے تھے جنکی بڑائی کو عرب و عجم نے تسلیم کیا۔ باایں فضل و کمال انہوں نے کبھی بھی زبان و قلم کے بل بوتے پر بڑا بننے کی کوشش نہیں فرمائی نہیں کوئی ایسی مہم چلائی اور نہ اسے پسند فرمایا وہاں تو انکساری کا یہ عالم تھا جو بارہا دیکھنے میں آیا اس لئے کہ بفضل تعالے سفر و حضر میں بے شمار جلسوں میں حضرت کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا سب سے پہلے بنارس کی کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء میں حضرت مجھے اپنے ہمراہ لے گئے تھے دار العلوم شاہ عالم احمد آباد

کے افتتاح کے موقع پر بھی میں حضرت کے ساتھ تھا تھا جس کے بعد گجرات کے دوسرے مقامات کا تقریبا ایک ڈیڑھ ماہ دورہ رہا تھا۔ کانکیر ضلع (بستر مدھیہ پردیش) جہاں حضرت ہی کے ایماء پر احقر عالم خواب میں فرمایا تھا احقر ایک عرصہ سے مقیم ہے اس علاقہ کا وہاں کے احباب کے اصرار پر حضرت نے کئی بار دورہ فرمایا اور میں حضرت کی خدمت میں ساتھ رہا ہر جگہ دیکھنے میں آیا کہ جلسوں اور کانفرنسوں میں کبھی تعارف کروانے والا جب حضرت کا تعارف کراتا اور بڑے بڑے القاب و آداب کے ساتھ حضرت کا نام لیتا تو فوراً حضرت کی زبان مبارک پر معاذ اللہ استغفر اللہ توبہ توبہ کے الفاظ جاری ہوجاتے تھے یہی کمال انکساری و تواضع کا یہ بدل تھا کہ قدرت نے انہیں وہ علو مرتبت عطا فرمایا جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ گئی۔ یہ ہے وہ بات کہ من تواضع للہ رفعہ اللہ

غرض یہ ہے کہ حضرت کی ذات والاصفات محاسن اور خوبیوں کا ایک ایسا حسین گلدستہ تھی جسکا اب کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ یہ اور بے شمار وہ خصوصیات تھیں جو انھیں اپنے ہمعصر علماء و مشائخ سے ممتاز کرتی ہیں لہٰذا یہ کہتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں کہ۔

عشق میرا سا تہائی دل بلبل میں نہیں
یوں تو پھولوں میں ہے مہک وہ کسی گل میں نہیں

شب و روز نہ جانے کتنے انسان پردہ عدم سے منصۂ وجود پر آتے ہیں اور پھر موت کی تاریک وادیوں میں گم ہو کر بے نام و نشان ہو جاتے ہیں مگر کبھی کبھی عالم وجود میں ایسی مقدس ہستیاں بھی رونق فزا ہوتی ہیں جو شہرت و دوام کے افق پر الیا ماہ تمام بن کر چمکتی ہیں کہ موت کے دبیز پردے بھی ان کو چھپانے میں ناکام رہ جاتے ہیں اور عالم برزخ میں پہنچنے کے باوجود بھی ان کے فیوض و برکات کا آفتاب دنیائے ہستی میں جگمگاتا رہتا ہے

ایسی ہی ایک ہستی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہے آپ ایک ایسے مقدس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس کے افراد علم و فضل زہد و تقویٰ طہارت و تقدس اور فیضان ظاہری و باطنی میں مشہور زمانہ رہے اور اپنے دور کی اس عظیم شخصیت کے فرزند ارجمند ہیں جس کو پوری دنیائے سنیت نے اپنا امام و پیشوا اور چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا شہرۂ آفاق علماء نے ان سے شرف تلمذ حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھا اور اکابر صوفیاء نے ان سے اکتساب فیض کرنا ذریعہ سعادت جانا۔
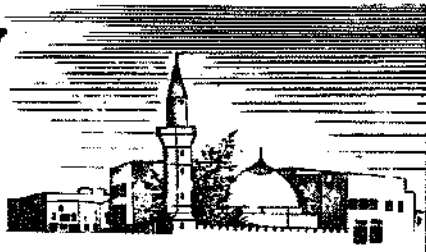
اس خاندانی وجاہت نسبی شرافت اور حسبی کرامت کے ساتھ ساتھ خالق عالم نے حضور مفتی اعظم کو ایسے گوناگوں اوصاف و فضائل عطا فرمائے جنکی ہمہ رنگی کو دیکھنے والا ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔

علم و فضل میں شہرۂ آفاق تفقہ و تدبر میں یگانۂ روزگار، شریعت و طریقت کے بحر زخار۔ ورع و تقویٰ کے شاہکار کشور شعر و ادب کے شہریار۔ مملکت سلوک و تصوف کے تاجدار زہد و استغناء میں یکتائے زماں۔ حق گوئی و اعلائے کلمۃ الحق میں وحید

جہاں۔ آسمانِ ولایت وکرامت کے نیرِ درخشاں فلکِ تقدس وطہارت کے ماہِ تاباں غرض کہ صناعِ مطلق نے آپ کی ذات کو سرچشمۂ فضائل وکمالات اور گلدستۂ محاسن ومحامد بناکر تخلیق فرمایا تھا۔

اگر مومنین پر آپ کی شفقت ونرمی صدیق اکبر کی یاد تازہ کراتی تھی تو دشمنانِ رسول پر آپ کی شدت وسختی شانِ فاروقی کے جلوے دکھاتی تھی اگر آپ کے انفاق فی سبیل اللہ میں پرتو عثمانی جھلکتا تھا تو باطل کے سامنے آپ کی شجاعت ودلیری میں عکسِ شانِ حیدری نظر آتا تھا اگر آپ سریر تفقہ وافتا پر مظہر امام اعظم نظر آتے تھے تو مسند رشد وہدایت پر پرتو غوث اعظم دکھائی دیتے تھے اگر آپ کے حکیمانہ طرز استدلال میں رنگ رازی جھلکتا تھا تو صوفیانہ نکتہ آفرینی میں انداز غزالی نظر آتا تھا اگر شاہانِ دور اور حاکمانِ وقت کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق میں آپکی جرارت وبے باکی مجدد الف ثانی کا کردار زندہ کرتی تھی تو احیائے دین حق کے لئے آپ کی بے پناہ مساعی اور عشق مصطفےٰ میں آپ کی کامل وارفتگی امام احمد رضا کا نمونہ پیش کرتی تھی۔ وہ بیک وقت علوم ظاہری کا بیکراں سمندر تھے اور فیضانِ باطنی کا اتھاہ ساگر بھی جس طرح ان کے تبحر علمی اور تفقہ دینی کا پھریرا جہات کائنات میں لہرا رہا ہے اسی طرح ان کے ورع وتقویٰ اور فیض روحانی کے شہرہ سے سارا عالم گونج رہا ہے دنیا نے آپ کو صرف مفتی اعظم کے خطاب سے پکارا مگر اہل بصیرت کی نگاہوں کے سامنے یہ حقیقت پوری طرح آشکارا تھی کہ آپ علم ظاہری وباطنی کے ہر شعبہ میں اعظم کہلائے جانے کے حقدار ہیں۔ اور ساری دنیا نے ان کے عرس چہلم کی نورانی محفل میں کھلی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ لیا کہ ان کی بارگاہ عظمت کے نیازکیش دیوانوں کی بھیڑ میں عقیدت ونیازمندی کی سوغات لئے صرف مفتیان دوراں ہی نہ تھے بلکہ زمانے کے عظیم المرتبت مفسرین بھی تھے اور محدثین بھی گرامی قدر متکلمین بھی تھے اور مناظرین بھی ماہرین نحو وصرف بھی تھے اور استاذان منطق وفلسفہ بھی واعظین خطبا بھی تھے اور شعرا وادبا بھی محققین ومدرسین بھی تھے اور ڈاکٹر وپروفیسر بھی عالمان علوم ظاہری بھی تھے اور کاملان اسرار باطنی بھی۔

ان سب چہروں سے ٹپکتے ہوئے جذبات نیازمندی اور زبانوں سے امنڈتا ہوا سیل عقیدت اس حقیقت کا اعلان کر رہا تھا کہ مفتی اعظم کے جانے سے صرف بزم افتا ہی سونی نہیں ہوئی بلکہ ہر علم وفن کی محفل اپنے صدر نشین سے محروم ہوگئی

اگر ایک طرف ارباب علم وشریعت کے سوگوار چہرے یہ ظاہر کر رہے تھے کہ کشور علم وفن کا شہریار چلا گیا تو دوسری جانب اہل تصوف ومعرفت کی اشکبار آنکھیں یہ پکار رہی تھیں کہ دنیا سے روحانیت کا تاجدار رخصت ہوگیا۔

مفتی اعظم کی یہ ہمہ رنگی اور اوصاف وکمالات کا تنوع ایک ایسا مستقل موضوع ہے جسکی تشریح کیلئے دفتر کے دفتر ناکافی۔ مگر ہمیں اس مقالہ میں انکی

مسیح پاک نے اجسام مردہ زندہ کئے
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
یہ جان جاں دل وجاں کو جلانے آئے ہیں
سانس
رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَيَسِّرْ لِیْ أَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝
جس شخص کا سینہ بولنے یا چلنے میں کمزور ہو سانس چڑھتا ہو یا اس کے مزاج میں رعب غالب رہتا ہو یا بحث کثیر سے گھبراتا ہو تو وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ اس آیت کو پڑھا کرے انشاءاللہ یہ سب باتیں جاتی رہیں گی.
الٰہ العالمین! آیت ودعائے مذکور کا ثواب
حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو عنایت فرما اور انکے صدقے میں
نبی بخش مرحوم، جمیاں بی مرحومہ، محمد منیر مرحوم
وخاندان کے جملہ مرحومین کی مغفرت فرما
نیز ظہور محمد صاحب کنٹریکٹر کو صحت وسلامتی، رزق وکاروبار میں
وسعت، بچوں کو نیک وایک رہنے اور والدین کی فرمانبرداری کی توفیق دے۔ آمین۔
منجانب
ظہور محمد
بلڈنگ کنٹراکٹر ــــ خواجہ غریب نواز سوسائٹی
کسیتیا روڈ ۵/۷ نسیم ہوٹل مقام وپوسٹ شہادہ۔ ضلع دھولیہ (مہاراشٹر)
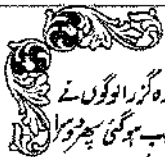
ذات کی صرف ایک حیثیت یعنی ولایت کو قرآن پاک کے معیار پر دیکھنا ہے تاکہ جو لوگ ان کی ولایت کے بارے میں شک وشبہ یا انکار کے اندھیروں میں سرگرداں ہیں وہ یقین واعتراف کے اجالوں میں آجائیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی آنکھوں پر تعصب وعناد کے اتنے گہرے پردے پڑ جاتے ہیں کہ وہ آفتاب سے زیادہ روشن حقیقتوں کے ادراک سے بھی عاجز رہ جاتا ہے یا ادراک کے باوجود اعتراف حق کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے ورنہ واقعہ یہ ہے کہ حضور مفتی اعظم کی ولایت اتنی واضح و تابناک حقیقت ہے کہ جس نے ایک بار بھی حقیقت شناس نگاہوں سے آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ لیا اسکا دل آپ کے ولی کامل ہونے کے اعتراف سے معمور ہو گیا اور جس کی نگاہیں حیات ظاہری میں آپ کے نورانی چہرے پر چمکتے ہوئے انوار ولایت کو محسوس نہ کر سکیں اسے آپ کے وصال کے بعد جنازۂ مقدسہ کے عظیم الشان جلوس میں لاکھوں سرشاران بادۂ عشق کے اجتماع کو دیکھ کر آپ کی کشش ولایت اور جذب روحانی کا قائل ہونا پڑا۔ اسی لئے ارباب بصیرت اور اہل نظر نے اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا کہ مفتی اعظم کی حیات و وفات ہی آپ کی ولایت وکرامت کے دو ایسے برہان کامل ہیں جن کو دیکھنے کے بعد آپ کی ولایت کے ثبوت کے لئے کسی دوسری دلیل کی حاجت نہیں۔

ایک بار حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اسکی تعریف کی حضور نے فرمایا واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ گزرا صحابۂ کرام نے اسکی برائی بیان کی حضور نے فرمایا واجب ہو گئی حضرت عمر نے دریافت کیا کیا واجب ہو گئی؟ سرکار نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی اس کے بعد آپنے ارشاد فرمایا المومنون شہداء اللہ فی الارض مسلمان زمین میں اللہ کے گواہ ہیں یعنی مسلمان جس کے بارے میں جیسی گواہی دیں وہ اللہ کے نزدیک بھی ویسا ہی ہوتا ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں جب ہم حضور مفتی اعظم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ آج صرف عام مسلمان ہی نہیں بلکہ علماء و مشائخ کی جماعت میں بھی کوئی ایسا نہیں جو آپ کی ولایت و کرامت کی شہادت نہ دے رہا ہو۔ چاہے اہل شریعت علماء ہوں یا ارباب طریقت صوفیا و خواص ہوں یا عوام سب کی زبانوں پر آپکی عظمت و ولایت کے خطبے ہیں اور یہ حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ حضور مفتی اعظم بارگاہ الٰہی میں بھی درجۂ تقرب و ولایت پر فائز ہیں۔ حضور کے فرمان پر ایمان رکھنے والا کوئی فرد اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

آیئے اب ہم حضور مفتی اعظم کی ولایت کو قرآنی کسوٹی پر جانچ کر دیکھیں تاکہ اس اذعان و ایقان کو مزید پختگی حاصل ہو اور کسی کو شک و شبہ کی

گنجائش نہ رہے۔

قرآن پاک اولیاء اللہ کی شان و عظمت کو بیان کرنے کے بعد ان کا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

یعنی اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو صاحب ایمان اور تقویٰ والے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے مطابق ولایت کا ثبوت صرف دو باتوں کے ذریعہ ہوتا ہے (۱) ایمان (۲) تقویٰ ان دو باتوں کے ثابت ہو جانیکے بعد قرآن کو ماننے والا کوئی فرد انکار ولایت کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کسی بھی شخص میں ان دونوں صفات کا اپنے تمام تر کمال کے ساتھ پایا جانا اسکے ولی کامل ہونے کی روشن دلیل ہے اور ان میں کسی قسم کا نقصان عدم ولایت کا واضح ثبوت ہے انھیں دونوں چیزوں کی تفصیلی بحث کرتے ہوئے ہمیں مفتی اعظم کی زندگی کا جائزہ لینا ہے۔

ولایت کی پہلی شرط

فرمان الٰہی کے مطابق ایمان ہے یہاں ایمان سے توحید و رسالت کا محض زبانی اقرار مراد نہیں بلکہ ایمان کا وہ درجۂ ارفع مراد ہے جس پر فائز ہو جانے کے بعد انسان تقدس و پاکیزگی کا شاہکار بن جاتا ہے اس کا ہر قول و فعل کمال ایمانی کا آئینہ دار ہوتا ہے اسکی ہر ادا میں باطن کی تطہیر اور روحانی پاکیزگی کا اثر نمایاں ہوتا ہے اس کی پیشانی انوار ایمانی کی شعاعوں سے درخشاں ہوتی ہے اسکے انگ انگ سے دارین کی سعادتیں ہویدا ہوتی ہیں اسکی آنکھیں عالم قدس کے انوار و اسرار کا مشاہدہ کرتی ہیں وہ

مزار سیدنا شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ
مارہرہ شریف

زمین پر رہتا ہے مگر آسمان کے فرشتے اسکی عظمتوں پر رشک کرتے ہیں مصائب و آلام کے ہولناک طوفان اٹھتے ہیں اور ظلم و جور کی ہوشربا آندھیاں چلتی ہیں مگر اس کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی

یہ مرتبہ ایمانی انسان کو اسوقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنے آپ کو عشق رسول اور محبت مصطفےٰ میں اسطرح فنا کر دیتا ہے کہ دنیا کی تمام محبتیں اس کے لیے ناقابل التفات ہو جاتی ہیں اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین ترجمہ: تم میں کا کوئی اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتا

جب تک وہ مجھے اپنے باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ کچھے اس حدیث نے پوری وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کو اجاگر کر دیا کہ ایمان کے درجہ کمال کی بنیاد محبت رسول ہے جب تک ایمان کا سونا عشق رسول کی بھٹی میں تپ کر کندن نہ بن جائے بازار شریعت میں ناقابل اعتبار ہے۔ جتنی محبت رسول راسخ ہو گی اتنا ہی ایمان کامل ہو گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون ایسا کلمہ گو ہو گا جو محبت رسول کا دعویدار نہ ہو پھر عقل انسانی کے پاس وہ کون سا معیار ہے جس پر کسی کے دعوی محبت کی صداقت کو جانچ سکے اور اس کے ذریعہ کمال انسانی کو پہچان کر ولایت کی شناخت کر سکے اس کی تشریح ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہر چیز کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن کے ذریعہ اسکی شناخت کی جاتی ہے محبت کی بھی کچھ علامات ہیں جنمیں سے بڑی اور نمایاں علامات چار ہیں۔ جن کو دیکھ کر عقل دعوی محبت کی صداقت کو تسلیم کر لیتی ہے اور ان کے بغیر دعوی محبت کو فریب زبانی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔

محبت کی پہلی علامت

اطاعت محبوب ہے محبت اگر صادق ہوتی ہے تو محب کا کوئی قدم محبوب کے حکم کے خلاف نہیں اٹھتا محبوب جو حکم دیتا ہے محب اس کو بجا لانے کے لئے جان تک کی بازی لگا دیتا ہے اور محبوب جس چیز سے روکتا ہے ذہن میں اس کا خیال لانے کو بھی جذبۂ محبت کی توہین سمجھتا ہے زندگی کی راہوں میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے وہ محبوب کے چشم ابرو کو دیکھتا ہے کہ کہیں میرے اس اقدام سے محبوب کے چہرے پر ناگواری کا تاثر تو نہیں ابھر رہا ہے

جب اس رخ سے ہم حضور مفتی اعظم کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے بانوے برس کی طویل زندگی میں ہمیں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ملتا جس پر انگلی اٹھا کر یہ کہا جا سکے کہ انہوں نے یہ لمحہ احکام مصطفےٰ کے خلاف گذارا ہے آخری ایام ضعف و نقاہت کا یہ عالم تھا کہ چند قدم چلنے کے لئے بھی سہارے کی ضرورت ہوتی تھی مگر یہ اطاعت مصطفےٰ کے جذبہ کا ہی اثر تھا کہ اسقدر ضعیفی اور کمزوری کے باوجود پنجوقتہ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے حکم مصطفےٰ کی تعمیل کے لئے ان کے دل کے جذبۂ اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ نماز کو جاتے ہوئے ان کے ہر قدم سے اضطراب اور بے چینی نمایاں ہوتی تھی اور نماز کی تکمیل کے بعد چہرے پر ایسی طمانیت اور سکون نظر آتا تھا جیسے کہ ان کے لئے کونین کا سب سے عظیم سرمایہ اور زندگی کا سب سے قیمتی سامان فرمان محبوب کی بجا آوری ہی ہے۔

اور اسے اطاعت محبوب کے جذبہ کی کرشمہ سازی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ عام حالات میں چلنے کے لیے سہارے کی احتیاج کے باوجود نماز میں کسی سہارے کی ضرورت در پیش نہ ہوتی تھی اور سارے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات بغیر کسی سہارے کے کھڑے ہو کر ادا فرماتے تھے آج کے دور میں اکثر و بیشتر پیروں کا یہ عالم ہے کہ غیر محرم عورتوں کو بے

بے زاکو بے صدا ملتا ہے اس سرکار سے | مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ | دودھ بھی بیٹے کو ماں سے بے صدا ملتا نہیں

نکسیر

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

جس شخص کی نکسیر بہتی ہو اس کے ماتھے پر زعفران سے اس مبارک آیت کا لکھنا نہایت مفید ہے

مذکورہ آیت کریمہ پیش کرتے ہوئے ہم عارف باللہ حضور مفتیِ اعظم ھند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اس کی تلاوت کا ثواب ممدوح علیہ الرحمہ کی روح پاک کو عطا فرما۔ نیز ہمارے کاروبار میں برکت، اہل وعیال کو خوشحالی صحت وسلامتی اور ایمان وعقیدے کی پختگی مرحمت فرما۔ اور حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ کے طفیل

مرحوم حاجی عبدالغفور ابراہیم دادر والے اور مرحوم محمد ہارون اشرفی

کی مغفرت فرما آمین!

منجانب

عبدالرزاق حاجی عیسیٰ عبدالغفور

کالونی آئیل ڈیپارٹ

COLONEY OIL DEPOT

Tel. C/O 44 35 09

ALL KINDS OF VEGETABLE OILS & SOAPS

(Welknown for) Fresh & Genuine quality

31 A, Katrak Road Near Wadala, Market, Wadala, BOMBAY-400 031.

۳۱ اے، کاترک روڈ

متصل وڈالا مارکیٹ

وڈالا بمبئی ۴۰۰۰۳۱

پردہ دیکھتے اور ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے مس کرنے سے کوئی پرہیز نہیں کرتے اور اس طرح حکم مصطفیٰ کی خلاف ورزی کا کھلے عام ارتکاب کرتے ہیں مگر اطاعت مصطفیٰ کے جذبہ کاملہ کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہوگا کہ مفتی اعظم کے قدم اس منزل پہ بھی کبھی نہ ڈگمگاتے اور آپ کبھی اپنے سامنے غیر محرم عورتوں کے ہاتھ تک کھلنے کے روادار نہ ہوئے اور اگر کبھی کسی عورت نے کھلا ہوا ہاتھ بڑھا کر تعویذ لینا چاہا تو اس کو اتنی سخت سرزنش فرمائی کہ اسکو ہمیشہ کے لئے عبرت و نصیحت حاصل ہوگئی اور دیکھنے والوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ ذات اطاعت مصطفیٰ کا ایسا گوہر نایاب ہے جسکی مثال موجودہ دور میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔

محبت کی دوسری علامت

اتباع محبوب ہے۔ عشق صادق اور محبت کامل کا یہ تقاضہ ہوتا ہے کہ محب کی زندگی محبوب کی زندگی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو وہ اپنی حیات کے ہر گوشے میں محبوب کے سنن و اطوار کو اس طرح بسا لے کہ اس کے معمولات و مشاغل عادات و خصائل اور اقوال و افعال کے آئینے میں محبوب کی زندگی کے خط و خال نمایاں ہوں۔

اس رخ سے جب ہم مفتی اعظم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ انہوں نے اتباع مصطفیٰ کی وہ عظیم مثال قائم کی کہ دنیا کو اتباع محبوب کا سلیقہ سکھا دیا آپ ان کی کتاب زندگی کے جس ورق کو الٹ کر دیکھیں سنن مصطفیٰ کے نقش و نگار سے مزین نظر آئے گا خلوت ہو یا جلوت محفل عام ہو یا خاص آرام و راحت کا وقت ہو یا مشغولیت و مصروفیت کا موقع مسند علم افتا ہو یا سجادہ رشد و ہدایت وعظ و خطابت کا اسٹیج ہو یا شعر و سخن کی نشست مشاغل دنیوی کا ہجوم ہو یا عبادت و ذکر کی یکسوئی مفتی اعظم جس جگہ نظر آئیں گے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں میں ڈھلے ہوئے نظر آئیں گے۔ انکا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا کھانا پینا میل جول عبادت و ریاضت رشد و ہدایت تلقین و بیعت گفتار و کردار غرض کہ ان کا ہر دینی و دنیوی مشغلہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کا ایسا کامل نمونہ ہے جس کو دیکھ کر نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ "اہلسنت" بن گئے نیز انہوں نے اپنے قول و عمل کے ذریعہ کتنی ہی ایسی متروک سنتوں کا احیا فرمایا جنہیں مسلمانوں نے بالکل فراموش کر دیا تھا ہزار کوششوں کے باوجود کبھی معاندو مخالف ان کے کسی بھی ایک ایسے قول و فعل کی گرفت نہ کر سکا جو راہ سنت سے سر مو بھی متجاوز ہوتا۔

محبت کی تیسری علامت!

عظمت محبوب ہے۔ جو دل عظمت محبوب سے خالی ہو وہ کبھی کاشانہ عشق و محبت نہیں ہو سکتا محبت بھرا دل اپنے محبوب کی شان عظمت کے خلاف نہ کوئی لفظ کہنا گوارہ کرتا ہے اور نہ سننا۔ محب صادق اگر محبوب کے بارے میں کوئی ایسا لفظ سن لے جس میں اہانت کا ایہام و شائبہ بھی ہو تو اس کے جذبات دل کی برہمی کا انداز قابل دید ہوتا ہے دنیائے عشق و محبت
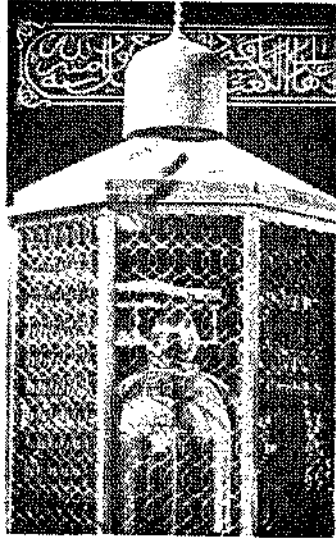
میں تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور دل میں امنڈتا ہوا سیل
جذبات زبان و قلم سے ٹپکنے لگتا ہے عظمت محبوب کی
حفاظت اسکی زندگی کا اہم ترین و اولین فریضہ بن جاتا
ہے اور اس راہ میں اسے اگر اپنی جان کا بھی نذرانہ پیش
کرنا پڑے تو وہ اسے اپنی سب سے عظیم سعادت
و اقبال مندی سمجھتا ہے۔

محبت کا یہ رُخ مفتی اعظم کی زندگی میں اسقدر
روشن ہے کہ اسکے لئے کسی تعارف و تبصرہ کی ضرورت
نہیں ہے عظمت مصطفےٰ کے پرچم کی سربلندی اور اسکی
حفاظت کے لئے مر مٹنے کا جذبہ ان کا وہ خاندانی ورثہ
تھا جو ان کے عظیم المرتبت والد گرامی مجدد مائۃ ماضیہ
امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت
سے ان تک پہونچا تھا۔ وہ ہمیشہ عظمت رسالت کی حفاظت
کیلئے سینہ سپر رہے اور اپنے شب و روز کا ایک
ایک لمحہ بارگاہ رسول کے گستاخوں کی زبانی و تحریری
سرکوبی کے لئے وقف کر دیا جس کا ثبوت آج بھی حضرت
کی تصنیفات کی شکل میں موجود ہے۔ اس راہ میں اگرچہ
انھیں شدید مخالفتوں کے طوفان سے گذرنا پڑا مگر وہ
ایک اٹل پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے اور کبھی بھی شان
مصطفےٰ کے خلاف کسی گستاخ کا ایک لفظ سننا گوارہ نہ
کیا اور صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی نظر کیمیا اثر کے
فیضان سے لاکھوں سرفروش و جوانوں کی ایسی جماعت
تیار کر دی جو عظمت مصطفےٰ کے لئے ہر وقت اپنا سب کچھ
لٹانے کو تیار رہتی ہے حضرت کی یہ ایک ایسی درخشاں
حقیقت ہے جس کا اعتراف صرف اپنوں کو نہیں بلکہ غیروں
کو بھی ہے حضرت کی کسی تصنیف و تالیف میں کوئی ایک
لفظ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں شان رسالت سے
منافات کا معمولی شائبہ بھی ہو اس کے برخلاف جا بجا
شان رسالت کا اعلان ہوگا۔ عظمت مصطفےٰ کے خطبے
ہوں گے فضائل رسول کے ترانے ہوں گے اور بارگاہ
رسول کی بے ادبی کرنے والوں کے لئے ان کے شدید
ترین قلمی تنفر اور غم و غصہ کا اظہار ہوگا جو محبت رسول کی
صداقت کی کھلی ہوئی نشانی ہے۔

محبت کی چوتھی علامت

محبوب کے متعلقین سے محبت۔ اور اس کے
دشمنوں سے نفرت ہے جب کسی کی محبت اپنے تمامتر
کمال کے ساتھ کسی کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو
محبوب سے نسبت رکھنے والوں کی الفت و ہمدردی اور
اس سے عداوت رکھنے والوں سے نفرت و دشمنی کا جذبہ

خود بخود اس کے دل میں نمودار ہو جاتا ہے محب صادق جہاں اپنے محبوب کے منتسبین کی معمولی سی دل شکنی گوارہ نہیں کرتا وہاں وہ محبوب کے گستاخوں اور اس کے معاندین کے ساتھ ادنیٰ سے تعلق و برتاؤ کا بھی روادار نہیں ہوتا یہ محبت کا وہ نمایاں خاصہ ہے جو عشق صادق اور بناوٹی محبت کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیتا ہے۔

اس معیار پر جب ہم مفتی اعظم کی زندگی کو پرکھتے ہیں تو حیرت و تعجب کی زیادتی سے عقل پہ سکتہ طاری سا ہو جاتا ہے۔ وابستگان مصطفےٰ سے محبت اور ان کے احترام کا یہ عالم کہ اگر کوئی سید زادہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے تو اپنی شان شخصیت و مقام و منصب کا لحاظ کئے بغیر اس کی راہوں میں اپنے قلب و نظر کا فرش بچھانے کو اپنا فخر و خوش بختی سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے ادب و احترام کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

جن لوگوں کو حضرت کی ہمراہی میں سفر حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ان کا بیان ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے مقامات پر آپ کے جو جذبات عشق بے اختیارانہ افعال کے پیکر میں ڈھل کر سامنے آتے تھے وہ صرف ان وارفتگان محبت کا حصہ ہوتے ہیں جو اپنی خودی کو عشق محبوب میں فنا کر دیتے ہیں اور محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے میں جمال محبوب کے جلوؤں کا نظارہ کرتے ہیں۔

دوسری طرف بارگاہ رسول کے دشمنوں سے اس درجہ متنفر کہ ان کے لئے کسی قسم کی نرمی و مداہنت گوارہ نہیں نام نہاد تہذیب نو کے دعویداروں نے ہر چند کوشش کی کہ بریلی کا دار الافتا مخالفین رسول کے بارے میں اپنا سخت رویہ چھوڑ کر نرم روش اپنا لے مگر مفتی اعظم کے قدموں میں ذرا بھی لغزش نہ آئی اور ہمیشہ ان کا قلم شاتمان رسول کے لئے شمشیر بے نیام بن کر مصروف جہاد رہا۔ راہ عشق میں یہ منزل اتنی کٹھن ہے کہ یہاں آکر بڑے بڑے دعویداران عشق کے قدم اکھڑ جاتے ہیں اور ان کے بلند و بانگ دعوہائے عشق کی قلعی کھل جاتی ہے اور سچ پوچھئے تو یہی عشق و محبت کی امتحان گاہ ہے جہاں سچے اور جھوٹے عشق کی صحیح آزمائش ہوتی ہے اور کھرے کھوٹے میں نمایاں امتیاز پیدا ہو جاتا ہے مگر اس نازک منزل سے مفتی اعظم اپنے والد گرامی کے قدم بہ قدم اسنے ثبات و استقلال اور کامیابی کے ساتھ گزرے کہ دیکھنے والوں کو سوائے ان کے عشق مصطفےٰ کی صداقت تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ انہوں نے دشمنان رسول اور غداران بارگاہ حبیب کے خلاف اپنی زبان و قلم کی تلوار کو استعمال کیا اور دنیا کو یہ اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا کہ اس دور میں عشق محبوب کبریا کے میدان میں صحابۂ کرام کے نقوش قدم پر چل کر اگر کسی نے حق محبت ادا کیا ہے تو وہ صرف مفتی اعظم کی عظیم شخصیت ہے۔ ان علامات محبت کی روشنی میں مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس زندگی کا جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ مفتی اعظم عشق رسول کی اس منزل اقصیٰ پر فائز تھے جو ولایت کی شرط اول اور ایمان کا مدار ہے

اور جس کے حصول کے بعد انسان الذین آمنوا کا مصداق کامل بن کر ولایت کا حقدار بن جاتا ہے۔

ولایت کی دوسری شرط

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔ وکانوا یتقون ۝ یعنی ولایت کی دوسری شرط تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا درجہ یہ ہے کہ انسان احکام شرعیہ اور امور دینیہ میں اسقدر محتاط ہو کہ ممنوعات و منہیات تو درکنار کبھی شبہات کے قریب بھی نہ جائے اور جو چیزیں خدا سے غفلت پیدا کریں ان سب سے کنارہ کش ہو جائے دنیا میں رہ کر معاملات دنیا کی بجا آوری کرے مگر اس کا کوئی کام حصول لذات اور خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے نہ ہو بلکہ اس کے ہر عمل کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

منکرات و فواحش سے بھرے ہوئے اس معاشرہ میں ممنوعات سے ہی بچ کر گذرنا مشکل ہو چکا ہے پھر شبہات اور خدا سے غافل کر دینے والی تمام چیزوں سے محفوظ رہنا کتنا دشوار ترین مسئلہ ہے یہ کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مفتی اعظم علائق میں ڈوبے ہوئے اس ماحول سے اتنی صفائی و پاکیزگی کے ساتھ گذر گئے کہ ان کے دامن پر ایک چھینٹ بھی نہ پڑ سکی دنیا سے راہ فرار اختیار کرنا بد ترین بزدلی ہے مگر اس کے حسین و دلکش نظاروں میں کھو کر خلاق عالم کی یاد سے غافل ہو جانا افسوس ناک ترین موت ہے اس لئے وہ دنیا میں رہے مگر یاد الٰہی سے غافل کرنے والے مناظر کی جانب ایک لمحہ کو بھی متوجہ نہ ہوئے دنیا اپنی دلفریب رعنائیوں اور آرائشوں کے ساتھ آپ کے سامنے رہی مگر کبھی آپ نے اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا پسند نہ کیا اور جہاد و عزیمت کے راستے پر چل کر اسقدر تقویٰ و احتیاط کے ساتھ آپ کے سامنے رہی کہ وہ باریک مسائل جن میں عوام تو عوام خواص بھی بے احتیاطی کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی بے انتہا اہتمام کے ساتھ ہمیشہ پابندی فرمائی۔

گورنمنٹ کو سرکار کہنا کبھی گوارہ نہ کیا اور نہ کچہری اور کورٹ کو عدالت کہنا پسند کیا بعض مواقع پر ڈاکٹروں نے پانی کے استعمال سے منع کیا مگر معتقدین کے ہزار اصرار کے باوجود تیمم کرنا گوارہ نہ کیا بلکہ وضو کر کے نماز ادا فرمائی اگر کبھی بعد وضو آنکھ میں کیچڑ یا پانی نکلنے کا احساس ہوا تو ضعف و نقاہت کے باوجود دوبارہ وضو کر کے نماز کا اعادہ فرمایا کبھی دعوت میں صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اپنے حصہ کا بچا ہوا شوربہ نہیں پیا شرکاء طعام میں سے اگر کسی نے اپنے حصہ کا کوئی کھانا حضرت کو پیش کرنا چاہا تو فوراً تنبیہ فرمائی کہ صاحب خانہ سے اجازت لئے بغیر دسترخوان سے کوئی کھانا اٹھا کر کسی کو دینا درست نہیں ہے۔ مسجد میں کھانے پینے سے ہمیشہ اجتناب کیا مدرسہ کے مطبخ کی آگ سے کبھی چلم نہ بھروائی اور اگر کوئی ناواقف بھر لایا تو اسی آگ کو مطبخ میں واپس کرا کے دوبارہ گھر سے آگ بھروائی پردہ میں ہونے کے باوجود کسی غیر محرم عورت کو سامنے بٹھا کر مرید نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آڑ میں بٹھا کر بیعت کرتے تھے زندگی بھر نہ کبھی قبلہ کی جانب تھوکا اور نہ پاؤں پھیلائے۔ اگر کسی نے اپنا کاغذ پیش کر کے
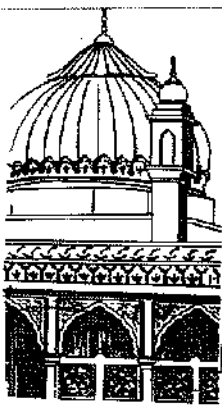
اسپر تعویذ لکھوایا تو اسکا بچا ہوا کاغذ اسی کو واپس کر دیا۔ اسے نہ اپنے پاس رکھنا گوارہ کیا اور نہ مالک کی اجازت کے بغیر اسپر دوسرے کو تعویذ لکھ کر دیا تعویذ کے طلب گاروں کی نذر کو کبھی قبول نہ فرمایا اور اگر کسی نے نذر پیش کرنے کے بعد بھی تعویذ کی فرمائش کر دی تو اسکی نذر فوراً واپس کر دی اس کے بعد تعویذ عطا کیا۔ ننگے سر یا آستینوں اور گریبان کے بٹن لگائے بغیر اگر کوئی غیر مسلم بھی سامنے آیا تو اسکو سخت سرزنش فرمائی

" قیاس کن زگلستان او بہار شس را "

حضرت کی زندگی میں بکھرے ہوئے بے شمار واقعات و حقائق میں سے یہ چند نمونے ہیں انھیں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت تقویٰ اور پرہیزگاری کے کتنے بلند درجہ پر فائز تھے۔ یہی وہ تقویٰ ہے جس کو قرآن عظیم نے وکانوا یتقون فرما کر معیار ولایت قرار دیا ہے قرآن پاک نے ایمان و تقویٰ دو ہی چیزوں کو معیار ولایت قرار دیا ہے اور دونوں چیزیں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ مفتی اعظم کی شخصیت میں جلوہ گر ہیں اب ہمارے سامنے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ قرآن کی روشنی میں مفتی اعظم کی ولایت کو تسلیم کر کے اپنی جبین عقیدت ان کی عظمت کے سامنے خم کر دیں

اس مقام پر پہونچ کر میں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں حضور مفتی اعظم کی زندگی کے جن گوشوں کو بیان کیا گیا ہے وہ محض جذبۂ عقیدت کی ایجاد اور ذہنی تخیل کی پیداوار نہیں بلکہ مفتی اعظم کی زندگی سے وابستہ انہا ہزاروں واقعات کا خلاصہ ہے جن کے عینی شاہدین و رواۃ کی تعداد حد تواتر و شہرت سے بھی متجاوز ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہماری مقدس شریعت نے روایات و شہادات کو پرکھنے کے لئے اصول و ضوابط کی جو کسوٹی مقرر کی ہے اس پر یہ واقعات و روایات بالکل پورے اترتے ہیں جس سے حکم شریعت کے مطابق یہ ہر شک و شبہ سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔

مضمون کے آخر میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ قرآن و شریعت پر یقین رکھنے والے انسان کے لیے مفتی اعظم کی ولایت سے کوئی انکار کی گنجائش نہیں ہے یا تو وہ قرآن کے بتائے ہوئے معیار ولایت سے انکار کر دے یا پھر روایت و شہادت کو جانچنے کے لئے شریعت کے مقرر کئے ہوئے اصول و قوانین کو ٹھکرا دے۔

اور ہمیں یقین ہے کہ کوئی مومن نہ یہ کر سکتا ہے نہ وہ کر سکتا ہے اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ولایت مفتی اعظم کے اعتراف کی روشنی سے اپنی دنیائے دل کو منور و معمور کرے اور دارین کی سعادتوں کا حقدار بن جائے۔

پیغام

سوگواروں کے نام

جب وہ لاشعور کی دنیا میں پہنچ گئے

وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ!

از: سید محمد اکمل اجملی
ایم اے ریسرچ اسکالر الہ آباد یونیورسٹی
الہ آباد

کسی سے متاثر کسی خاص وجہ سے ہوا جاتا ہے یا تو اس سے مل کر یا اسکی تعریف دوسروں کی زبانی سُن کر یا اس کے حالات زندگی پڑھ کر اور مجھے یہ تینوں مواقع مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں کبھی حاصل نہ ہوئے مجھے کبھی یہ موقع نہ ملا کہ بریلی انکی خدمت میں حاضر ہو کر نیاز حاصل کرتا یہ بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ الہ آباد تشریف لائے ہوں تو ان سے ملتا ہو سکتا ہے میرے ملنے ملانے کی عادت نہ ہونے کے باعث بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہو مگر یہ میری سرشت ہے کہ خود سے کسی سے بھی جا کر نہیں ملتا ہاں کوئی موقع ہوتا ہے جب کسی سے ملاقات ہو جائے تو دوسری بات ہے مگر بدقسمتی سے ایسا کوئی موقع ہی دستیاب نہ ہوا دوسری وجہ کسی سے انکی تعریف سن کر متاثر ہوتا تو حضور صاف صاف ہی کیوں نہ عرض کر دوں شیخ کو اس کے مرید دو جو نہیں ہوتا وہ بھی
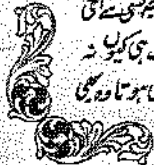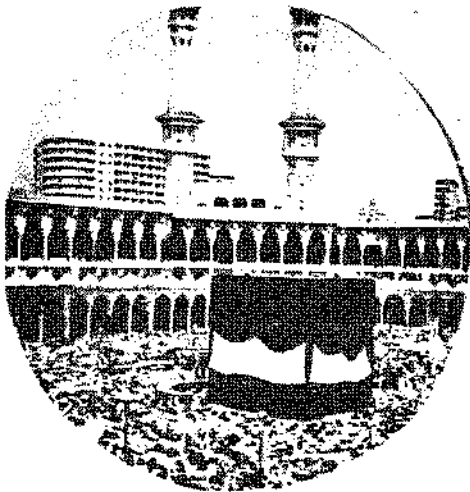
بناکر پیش کر دیتے ہیں اس لئے کہی سنی باتوں پر یقین ہی نہیں کرتا اب حضرت علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہ خبر سنی کہ انکی تصویر ہی نہیں آئی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ حج کے سلسلہ میں حضرت علیہ الرحمۃ نے تصویر کھنچوا کر پاسپورٹ پر لگانے سے انکار فرما دیا تھا صرف اتنی سی بات تھی بیسویں صدی کا انسان یہ بات یقین کرنے سے رہا یہ معجزہ تو صرف نبی کا ہے جسکا سایہ ہی نہیں تو پھر تصویر کا کیا سوال بزرگوں نے بھی تصویر بنوانے سے احتراز کیا وہی عمل حضرت علیہ الرحمۃ کا بھی رہا اور لوگوں نے رائی کا پہاڑ بنا دیا اسی لئے لوگوں کی باتوں کا زیادہ یقین بھی نہ کر سکا پھر ملنے والے میرے ہی شیوخ پیر و مرشد اور آباؤ اجداد کی تعریف میں رطب اللسان رہتے وہ کب سامنے کسی دوسرے کی تعریف کرتے اس لئے ان کے صحیح حالات بھی معلوم نہ ہو سکے معلوم نہیں کیوں ہم لوگوں کو لوگوں نے متعصب سمجھ لیا، اور واضح تھا کہ مرکز رکھنے والے حضرات نے خصوصاً بریلوی مکتبہ فکر ...... کے علماء و فضلاء نے ہم لوگوں کی جانب سے بے تکی کا برتاؤ رکھا کچھ یہ بھی وجہ ہوئی جو اس خاندان سے قریب نہ ہو سکا. حالانکہ ماضی میں یہ حضرات کتنے قریب تھے اس کا اندازہ ابی و مرشدی کے مضمون سے ہی ہو جائے گا اور تذبذب کا اتہام لگنے میں بہت سے حضرات پیش پیش رہتے اور کچھ خاص چہرے تو بہت سامنے کے ہیں خیر چھوڑیئے کہاں سے بیٹھا قصہ الف لیلیٰ جہاں تک پڑھنے کا سوال ہے کسی کی زندگی میں کم ہی لکھا جاتا ہے مرنے کے بعد البتہ بہت کچھ لکھا جاتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا کے بارہ میں ان کی زندگی میں لکھا گیا ہو، میری نگاہ سے نہیں گذرا مرنے کے بعد جو کچھ لکھا گیا وہ مجھے دستیاب نہیں ہو سکا. اب ایسے حالات میں قلم اٹھانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے. سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب میں ان سے نہیں ملا جب میں نے ان کی زیارت نہیں کی جب میں نے ان کے صحیح حالات نہیں سنے جب میں نے ان کے خیالات نہیں پڑھے تو پھر ان پر کیا لکھوں کیا لکھ رہا ہوں اور کیوں لکھ رہا ہوں کیا لکھ رہا ہوں کا جواب تو میرا مضمون دے گا ہاں کیوں لکھ رہا ہوں اس جواب کی ذمہ داری مجھ پر آئی ہے تو لیجئے سنئے کہ میں کیوں لکھ رہا ہوں اس سوال سے پھر دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی کیوں لکھتا ہے کیا کوئی رشتہ

ہی لکھنے کی وجہ بن سکتا ہے۔ تو ذرا بتایئے انسان سے اپنا کیا رشتہ ہوتا ہے وہ اپنے "میں" کو کون سے رشتہ سے منسلک کرتا ہے۔ اب جواب شاید آپ کو مل گیا ہو مگر آپ اب بھی نہیں سمجھ سکے ہوں گے اس لئے اس کی وضاحت ہی کر دوں کہ یہ مضمون میرا "میں" لکھ رہا ہے میرے "میں" کا ان سے کیا رشتہ ہے شاید کوئی رشتہ نہیں لیکن ایک رشتہ ضرور ہے اور وہی رشتہ جو میرے "میں" کا ہر اس عظیم آدمی سے ہے جس نے اپنا کوئی نقش چھوڑا ہے وہی رشتہ جو رازی

اور اگر اس پر بھی اگر میری نگاہ میں کسی اور کا رشتہ ہوتا تو معاف کیجئے گا مجھے کہہ لینے دیجئے کہ میری بیعت اور مریدی۔ صحیح جذبات کی عکاس نہ ہوتی مریدی کے لئے تو رسول کے بعد اس کے پیر ہی کی ذات ہوتی ہے یہ بڑا اچھا ہے کہ مفتی اعظم میرے پیر نہیں ہیں اگر وہ میرے رشتہ دار ہوتے تو پاسداری کا الزام میرے سر اسی طرح منڈھ دیا جاتا جیسے تذبذب کا الزام ہمارے سر منڈھ دیا گیا تھا۔ آخر صحیح العقیدگی اور دافع مکتبۂ فکر نے اس الزام کی دھجیاں بکھیر دیں اور اللہ کا شکر

مجھے مارہرہ کی مقدس سرزمین سے وہ دولت حاصل ہوئی جسے عشق کہتے ہیں میرے خاندان کو کالپی کی تقدس مآب بارگاہ سے وہ گنج گرانمایہ ملا جسے فنا کہتے ہیں عشق نے فنا کی منزل تک پہونچایا اور فنا نے بقا کی منزل کی طرف رہنمائی کی ــــــــ

سے ہے وہی رشتہ جو ابن عباس، غزالی، سعدی، رومی، عراقی، ابن نقشی، ابو حنیفہ، طوسی، شافعی، مالک، حنبل، محمود، بسطامی، بخاری اور مسلم سے ہے میرے "میں" کا وہی رشتہ مفتی اعظم سے بھی ہے مجاہد ملت سے بھی اور مولانا شمس الدین سے بھی ہے اور اگر آپ اس رشتہ کو ہی ماننے کو تیار نہیں تو اور اچھا کہ مفتی اعظم سے میرا کوئی رشتہ نہیں اگر وہ میرے پیر ہوتے تو شاید میری نگاہ میں ان سے بڑا عالم، ان سے بڑا مفتی، ان سے بڑا بزرگ، ان سے بڑا قطب، ان سے بڑا ولی کوئی کبھی نہ ہوتا اور اس میں میں حق بجانب ہوتا

ہے ہم سے بڑا مخالف نجدی، دیوبندی اور خارجی مکتبۂ فکر کا شاید ڈھونڈے سے بھی نہ ملے اس لیے کہ یہ تمام تحریکیں اصل میں تصوف کے خلاف ایک زبردست گٹھ جوڑ ہیں۔ یہ خانقاہوں کی دشمن ہیں، یہ بزرگوں کے آستانوں کی مخالف ہیں۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ مفتی اعظم علیہ الرحمۃ میرے عزیز بھی نہیں تھے۔

میری جانب سے نہ انہیں علیم مجاہد کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے نہ عظیم رہنما کے سرٹیفکیٹ کی پھر میں کیا لکھوں لیکن مجھے لکھنا ہی ہے اس لیے کہ میرا "میں" ان پر لکھنا ہی چاہتا ہے میں بہت دیر سے پریشان

ہوں کیا لکھوں۔ پہلے میں نے یہ طے کیا کہ ان کتابوں کو یکجا کروں جن میں ان کے حالات رقم کئے گئے ہیں ذہن نے جواب دیا کہ تمہا دوسروں کی الفاظ اپنے یہاں ایسے لکھنے سے فائدہ پھر سوچا دوسروں سے ان کے حالات و خدمات پہ گفتگو کروں اور انکی سیر و قلم کردوں پھر خیال آیا تحقیق دوسروں کی الفاظ اپنے ایسی خامہ فرسائی سے کیا فائدہ۔ آپ خود سوچیں جو جو سہارے ڈھونڈے سب کچے ثابت ہوئے پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں جس جذبہ سے ان سے غیر شعوری طور پر قریب ہوا ہوں اسی جذبہ کو سپرد قلم کرنے کی سعی کروں معاف کیجئے گا یہ عجیب مرحلہ ہے مگر میرا "میں" لکھنا ہی چاہتا ہے تو میں کیا کروں۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ایک آواز میرا پیچھا کر رہی ہے تمھیں مجھے لفظوں میں بیان کرنا ہوگا ہے۔ میں بھی بہتر سمجھتا ہوں سب سے رابطہ توڑ کر اسی آواز سے گفتگو کروں میرے لئے یہی مناسب ہوگا اور میرا میں یقیناً اس آواز کے ساتھ سفر کرتا رہے گا فضا میں عجیب سی آواز گونج رہی ہے شاید لفظوں سے ماورا مگر میرا میں اس آواز کو لفظوں کے شکنجے میں کستا چلا رہا ہے۔

* میں آل رحمٰن ہوں۔ مصطفےٰ کی رضا ہوں۔ محی الدین ہوں ابوالبرکات ہوں مجھے ان چار ناموں میں سے کسی نام سے بھی یاد کرو میں وہی ہوں۔ تم جس نام سے بھی مخاطب کروگے میں اسی نام پر تمھاری طرف گھوم جاؤں گا میرا سفر بھی وہی ہے جو سب کا سفر ہے ایک اچھے باپ کے صلب سے ایک مقدس ماں کے رحم میں منتقل ہوا۔ ماں نے نو ماہ اپنے شکم مبارک میں میری پرورش کی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو بریلی یعنی حضرت شاہ نیاز بریلوی قدس سرہ کی سرزمین پر شکم مادر سے عالم ظہور میں وارد ہوا میں اپنے باپ کی نیک دعا ہوں جو احمد کی

رضا تھے جو نقی کی آرزو تھے جو علی کے وارث تھے جو کاظم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے جو اعظم کی عظمت کے امین اور سعید کی سعادت کے ورثہ دار تھے۔ تم نے سنا اب سنو میں کون ہوں میں احمد کی رضا ہوں نقی کی آرزو ہوں علی کا وارث ہوں کاظم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اعظم کی عظمت کا امین اور سعید کی سعادت کا ضامن ہوں ان تمام نفوس قدسیہ کو مصطفےٰ کی رضا حاصل تھی اس لیے مصطفےٰ رضا ہوں۔

تم نے مجھے نہیں دیکھا تم مجھ سے نہیں ملے مجھے پڑھنے کی کوشش کبھی نہیں کی لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس رہا تم لاشعور کی گتھیاں سلجھاتے رہے میں شعور میں موجود تھا تم لاشعور سے شعور تک گئے میں تحت الشعور کے پردوں میں چھپا رہا یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم میری تلاش میں ہو میں تمہیں ہمیشہ سے جانتا ہوں میں اس کا عاشق ہوں جس کی تم شاخ کے ایک پھول ہو۔ میں محمد کا غلام علی کا شیدائی حسن و حسین کے نورانی چہروں کا عاشق میں محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ادنیٰ خادم میں سید محمد ترمذی کا وفادار میں شاہ افضل شاہ خوب اللہ اور شاہ اجمل کا معتقد میں بشیر و نذیر کی عظمت کا معترف اب یقین کر سکے ناکہ میں تم سے کتنا قریب رہا اب اگر میری آواز تمہارا پیچھا کر رہی ہے تو کیوں حیران ہو تم پر کتنا بڑا حق ہے میرا اگر پوچھنا ہے تو بشیر و نذیر کی مقدس آرامگاہ میں جاکر پوچھو کہ میں کون ہوں مجھے لفظوں کے سہارے سمجھنے کی کوشش کرو۔

تبرکات غوث پاک پر تعمیر کردہ ایک خوبصورت گنبد جام کنڈہ شریف (فوٹو: بشکریہ جاوید شوکت)

ہر انسان کے کچھ اصول ہوتے ہیں میرے بھی چند اصول زندگی تھے میں نے تعلیم اس لیے حاصل کی کہ دنیا کو فیض پہونچاؤں میرے اچھے ادیب تم بھی یہی نصب العین بنالو جو کچھ حاصل کرو دنیا کو فیض پہنچانے کے لئے میرے جو راستے وہی اب تک جو تبصرہ کیا ہے لاگ میرے اچھے نقاد تم بھی ہو راستے دنیا دو تک جو تبصرہ کرنا ہے لاگ میں نے راتیں جاگ کر گذاریں اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ میں نرم بستر پر سونے والے شہزادے تم بھی اپنی راتیں جاگ کر اس انداز سے گذارو شب بیداری اور شب کی عبادت بڑی پیاری شے ہے۔ مجھے کبھی کوئی

خرید نہیں سکا تم میرا یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دو جو چند ٹکوں پر بک جاتے ہیں کہ بک جانا گناہ ہے میں کبھی بکا نہ جھکا نہ ٹوٹا بکنا، جھکنا، ٹوٹنا ایمان کی کمزوری ہے سب ایمان کی کمزوری ہے میں نے کبھی غلط بیانی نہیں کی اس لئے کہ جھوٹ تمام فتنوں کی جڑ ہے تم پوچھتے ہو یہ مقام آپ کو کیسے ملا. لو سنو علم انسان کو بلندی عطا کرتا ہے تقویٰ انسان کو طاہر کرتا ہے خوف خدا انسان کو نڈر حق گو اور بے باک بنا دیتا ہے راتوں کی عبادت انسان کو فرشتوں سے زیادہ افضل بنا دیتی ہے اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے سے انسان کو عظمت حاصل ہوتی ہے وہی رہنما راہبر مقتدا اور قائد بنتا

عشق رسول اور محبت آل رسول ھی انسان کی حیات ابدی کی ضامن ھے

ہے حق گوئی انسان کو فتنہ و فساد سے بچا کر صراط مستقیم کی طرف لے جاتی ہے میں نے ان اصولوں کو اپنی زندگی میں داخل کیا مجھے مارہرہ کی مقدس سرزمین سے وہ دولت حاصل ہوئی ہے جسے عشق کہتے ہیں میرے خاندان کو کالپی کی مقدس مآب بارگاہ سے وہ گنج گراں مایہ ملا جسے فنا کہتے ہیں عشق نے فنا کی منزل تک پہنچایا اور فنا کی منزل نے بقا کی منزل کی طرف رہنمائی کی میرے اچھے ادیب ایک راز کی بات تم سے بتاتا چلوں جس نے مجھے عظمت دی عزت دی شہرت دی وقار دیا اور وہ زندگی دی جس کی مثال اس دور میں کم ہی ملے گی جانتے ہو وہ کون سی دولت ہے عشق رسول اور محبت آل رسول میرے اچھے تاقد یقین کرو عشق رسول اور محبت آل رسول ہی انسان کی حیات ابدی کا ضامن ہے عشق روح ہے جس دل میں عشق رسول نہیں نجس گوشت کے ایک لوتھڑے کے علاوہ وہ کچھ نہیں عشق نجاست سے پاک کرتا ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی حیات ابدی بخشتا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وہ لوگ جو میرے لیے آنسو بہا رہے ہیں وہ لوگ جو مجھے ڈھونڈ رہے ہیں ان لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دو وہ مجھے اپنے قریب اور بے حد قریب پائیں گے جو میرے اصولوں کو اپنائیں گے عشق قربانی چاہتا ہے محبت ایثار مانگتی ہے عشق ایک اصول کا نام ہے محبت ایک عظیم جذبہ کا عکس ہے.

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

وہ آواز جسے میں سن رہا تھا میری سماعت کی گرفت سے دور ہوتی جا رہی ہے لیکن یہ آواز کبھی نہیں ختم ہو سکتی فضا کے دوش پر یہ آواز ہمیشہ تھارا پیچھا کرے گی یہ آواز حق و صداقت کی آواز ہے یہ آواز عشق و محبت کی آواز ہے

یہ آواز تقدس و طہارت کے مینار سے اب بھی گونج رہی ہے اور ہمیشہ گونجتی رہے گی کاش تم اب بھی جاگ جاؤ
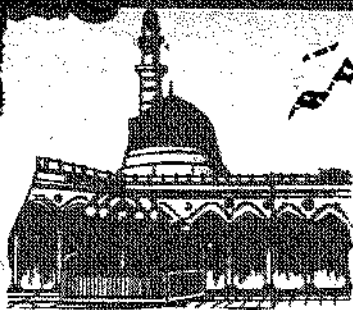
عہد نامہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس عہد نامہ کو
ساری عمر میں ایک بار پڑھے خدا چاہے تو خاتمہ بالخیر ہو اور
اس کے جنتی ہونے کا میں ضامن ہوں۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ
لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّ
بْنِیْ اِلَی الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ
لِّیْ عِنْدَکَ عَھْدًا تُوَفِّیْنِیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَصَلَّی اللّٰہُ
تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

خدائے کارساز!
تو عہد نامہ مبارک کی تلاوت اور اس کے ورد کا ثواب مشفق و کرم مرشد برحق

حضور مفتی اعظم ہند
کے دربار عالیہ میں پہنچا ______ اور ان کے صدقے میں میرے والد گرامی

جناب حاجی محمد صاحب مرحوم کی مغفرت فرما نیز ہمارے درجات میں ترقی اور ہمیں برکات و حسنات نوازے

(الحاج حافظ) عبدالغفار نوری

خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

عنا ہاتھی پالا - اندور ایم پی

ذیل میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی پاک کے بعض ان سبق آموز واقعات کو پیش کیا جاتا ہے جو بظاہر مختصر ہیں مگر ان کے اندر جہان معنی پوشیدہ ہے اور اپنی اثر انگیزی و نصیحت آموزی میں بھی ایک خاص مقام رکھتے ہیں حضرت علیہ الرحمۃ کے اس قسم کے واقعات تو بہت ہیں مگر ہمیں جن کا علم ہو سکا اور جو یاد رہے ان کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے دوسرے واقعات جن لوگوں کو معلوم ہوں صحت کیسا تھ تحریر کر کے مجھے ارسال کر دیں تاکہ آئندہ ان کو مناسب مقام پر شائع کیا جا سکے۔

بزرگان دین کے واقعات و ارشادات بظاہر وقتی ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ درس حیات کے لیے عظیم سرمایہ اور پند و نصائح کے انمول موتی کا کام کرتے ہیں۔ جن سے ہمیشہ فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اس لیے بزرگوں کی ایسی باتوں کی مستقل حیثیت دینی چاہئے!

محمد عبد المبین نعمانی

ایک بار حضرت رام پور سے بریلی شریف کار سے تشریف لے جا رہے تھے کسی نے دوران گفتگو کسی پنجابی کو سردار جی کہہ دیا تو حضرت نے سخت ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ سردار تو بس ایک ہی ہیں۔ سکھ کو پنجابی کہو۔ (غلام یزدانی رامپوری)

(۱) نام حبیب احمد اور شکل

بریلی میں ایک جگہ حضرت دعوت کے لیے تشریف لے گئے جیسے ہی حضرت بیٹھے ایک صاحب کوٹ پتلون پہنے ہوئے سامنے آئے جن کی ڈاڑھی صاف تھی۔ مصافحہ کے لیے آگے بڑھے حضرت نے مصافحہ فرمایا اس کے ساتھ ہی معلوم کیا۔ نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا حضور حبیب احمد حضرت نے برجستہ فرمایا "نام حبیب احمد اور شکل یہ" لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (مولانا حسن علی میلسی)

(۳) راحت جان، مصیبت جان

ایک بار حضور کی بارگاہ میں ایک عورت تعویذ کے لیے آئی تھی تو وہ نقاب میں مگر نقاب اتنا اونچا تھا کہ اس کا لباس اندر سے دکھائی دیتا تھا حضرت نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ پھر تعویذ کے لیے نام دریافت فرمایا تو عورت نے اپنا نام بتایا۔ راحت جان حضرت نے فرمایا نام پوچھو تو راحت آرام جان اور ہیں مصیبت جان (مولانا مبین الہدیٰ نورانی)

(۴) گھروں میں برکت تلاش کرتے ہیں

الہ آباد میں ایک صاحب تعویذ لینے کے لیے حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے جب ان کی طرف تعویذ بڑھایا تو انہوں نے لینے کے لیے اپنا بایاں ہاتھ بڑھایا یہ دیکھ کر حضرت سخت برہم ہوئے اور فرمانے لگے۔ "کیا آفت آگئی ہے کہ لوگ ننگا کھلا سر رکھتے ہیں۔ ٹوپی سر پر نہیں رکھتے؟ ان کی طرف دیکھ کر مزید فرمایا! بایاں ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ بس صبح وشام داڑھی منڈوانا اور بس صبح وشام داڑھی صاف کرانا ان کا معمول بن گیا ہے اور اپنے گھروں میں برکت تلاش کرتے ہیں بے برکتی کی شکایت کرتے ہیں۔

اس کے بعد تعویذ دے کر فرمایا ہر نماز کے بعد پڑھو اللہ برکت دے گا۔ اس تنبیہ کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے بعد ان صاحب نے داڑھی بھی رکھ لی اور نماز بھی پڑھنے لگے (بروایت جناب راز الہ آبادی)

(۵) سرکار

کوٹہ کے ایک صاحب بڑے گھن گرج کے ساتھ تقریر کر رہے تھے دوران تقریر انڈیا گورنمنٹ کی تعریف میں کہنے لگے ہماری سرکار حضرت مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ اسٹیج پر موجود تھے فوراً ٹوکتے ہوئے فرمایا گورنمنٹ کہو سرکار تو بس ایک ہی ہے مدینے کی سرکار۔

(۶) منصف اور عدالت

ایک مرتبہ کسی شخص نے آج کی موجودہ کچہریوں کے جج کو حضرت کے سامنے منصف کہہ دیا حضرت سخت ناراض ہوئے اور فرمایا منصف نہیں غیر منصف کہو جو انصاف نہ کرے اس کو منصف کہنا کیسے ہوگا۔ اسی طرح حضرت کے سامنے اگر کوئی آجکی کچہری لیا کو عدالت کہتا تو فوراً تنبیہ فرماتے کہ کچہری کہو عدالت نہیں۔ جہاں عدل نہیں اسکو عدالت کہنا جائز نہیں۔

(۷) طوفان جاتا ہے

ہندوستان میں ایک ٹرین طوفان میل ہے اکثر لوگ اس کی آمد و رفت کا تذکرہ کرتے ہوئے مختلف طور پہ اس طرح کہتے ہیں اتنے بجے طوفان آتا ہے ایک مرتبہ اسی طرح حضرت کے سامنے کسی نے ٹرین کے آنے کا وقت بتاتے ہوئے کہا اتنے بجے طوفان آتا ہے حضرت نے سن کر فرمایا یہ نہ کہو کہ طوفان آتا ہے بلکہ کہو اتنے بجے طوفان جاتا ہے (وقت بتانے کا مقصد اس سے بھی حل ہوتا ہے)

(۸) مسلمان بدنصیب نہیں ہوتا

ایک مرتبہ گیا (بہار) میں حضرت کی موجودگی میں ایک مولانا صاحب تقریر فرما رہے تھے دوران تقریر گیا کے مسلمانوں کو مخاطب کرکے کسی بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے گیا کے بدنصیب مسلمانو حضرت نے فوراً ٹوک دیا اور فرمایا مسلمان بدنصیب نہیں ہوتا یوں کہو اے مسلمانو! مولانا صاحب نے کچھ تاویل کرنی چاہی کہ میری مراد یہ تھی وہ تھی اس پر حضرت نے پھر فرمایا کچھ نہیں مسلمان بدنصیب نہیں ہوتا پھر مولانا صاحب نے وہ لفظ چھوڑ دیا۔

(مولانا مبین الہدیٰ گیاوی)

(۹) داڑھی کا بوجھ

غالباً ۷۴ء کی بات ہے۔ حضرت جمشید پور (بہار) تشریف لے گئے تھے وہاں پر ایک صاحب نے اپنی لاعلاج بیماری کا ذکر کرتے ہوئے تعویذ کی درخواست کی۔ حضرت نے تعویذ دے دیا اور فرمایا کہ کوئی وزنی چیز نہ اٹھایئے گا اور آپ کیا کوئی وزنی چیز اٹھائیں گے جب ذرا سی داڑھی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اس بات کا ان صاحب پر اتنا اثر ہوا کہ پہلے تو خشخشی داڑھی رکھے ہوئے تھے اس کے بعد پوری داڑھی چھوڑ دی موصوف اب انتقال کر چکے ہیں۔ ان کا نام شمشاد علی تھا۔

نوٹ: ہر ہر واقعہ پر تبصرہ کیا جاتا تو مضمون طویل ہو جاتا امید کہ قارئین اس سے محظوظ ہوتے بغیر نہ رہیں گے

نذرانۂ عقیدت

بحضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ

جناب امیر احمد خاں امیر تلیاپوری

آپ کا جس کو بھی دامن فی الحقیقت مل گیا
اس کو جنت مل گئی سنزار جنت مل گیا!

ہم کو جس در سے مفتی اعظم ہے ملا!
ہم نے سمجھا ساحل بحر شریعت مل گیا

منزل روحانیت خود جستجو کرتی ہے سلام
وہ مکمل رہبر راہ طریقت مل گیا!!

ذکر جسکا عین راحت جسکا غم وجہ نشاط
وہ ولی وہ باصفا پیر طریقت مل گیا!

کم ہے جتنا بھی کرو اسے سینۂ قسمت پہ ناز
تم کو مرشد آشنائے راہ وحدت مل گیا

کیوں نہ مرشد کو پاکر خوش ہو تم اے امیر
کیا تمہیں سرمایۂ عیش و مسرت مل گیا

از تاجدارِ اہلسنّت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

تو شمعِ رسالت ہے عالم ترا پروانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

جو ساقیٔ کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے
ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ

سرشار مجھے کر دے اک جام لبالب سے
تا حشر رہے ساقی آباد یہ میخانہ

کھاتے ہیں ترے در کا پیتے ہیں ترے در کا
پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ

ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل پروانہ ہے پروانہ

گر پڑ کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا
چھوٹے نہ الٰہی اب سنگِ درِ جانانہ

سنگِ درِ جاناں ہے ٹھوکر نہ لگے اس کو
لے ہوش پکڑ اب تو اے لغزشِ مستانہ

دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے
ہوں آنکھ بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ

آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری
جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ
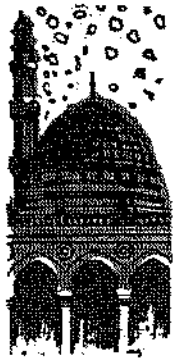
منقبت درشانِ تاجدارِ اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

تو شمع ولایت ہے ہر دل ترا پروانہ ۔۔۔ تو ماہِ کرامت ہے اے جلوۂ جانانہ

گر مفتیٔ اعظم کے چہرے سے نقاب اٹھے ۔۔۔ ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ

سنگِ درِ نوری پر کرتے ہیں جبیں سائی ۔۔۔ سجدہ نہ سمجھ ناداں سر دیتے ہیں نذرانہ

سرشار ہمیں کر دے اک جام ولایت سے ۔۔۔ تا حشر رہے تیرا آباد یہ میخانہ

لیتے ہیں ترے گھر سے دیتے ہیں ترے گھر کا ۔۔۔ فتویٰ ہے ترا فتویٰ فرمانا ہے فرمانا

تو مرشد کامل ہے تو مفتیٔ اعظم ہے ۔۔۔ انداز فقیرانہ الفاظ فقیہانہ

تو شاہِ ولایت ہے یہ شان کرامت تھی ۔۔۔ ہوتا تھا صدرِ دوراں کا سرکار سے ٹکرانا

چادر نہ سرک جائے بے پردگی ہو جائے ۔۔۔ مضبوط پکڑ لی اور چادر کو وہیں تانا

یہ غسل کے تختے پر دیکھی ہے کرامت جب ۔۔۔ اس وقت تجھے آقا ہر ایک نے پہچانا

پُر نور بنا نوری دنیائے قدیری کو

ہے جان بھی نذرانہ اور دل بھی ہے نذرانہ

از: حضرت مولانا [illegible] قادری

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بو الفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بو الحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہم رزقا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشا کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
بوالحسین احمد نوری لقا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ! حضرت احمد رضا کے واسطے
سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفےٰ کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزّ و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے
یاالٰہی! اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور
ان تمام مشائخ عظام کے صدقے
ہمارے مرشد برحق حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ کے درجات میں بلندی عطا فرما!
اور ہمارے کاروبار میں خیر و برکت
محمد جابر رضا عرف کلّو مستری رضوی
پروپرائٹر کلّو انجینئرنگ ورکس ۔ موودھا پارہ رائے پور
KALLU
AMC
AUTOMOBILE ENGINEERS
PHONE 26663
MOUDHA PARA, RAIPUR(MP)
EXPERTS IN - CRANK SHAFT GRANDING, CYLINDER BORING, SLEEVE FITTING, CONNECTING ROD BUSHING, NEW VALVE SEAT FITTING, FACING, PATCHING AND ALL CONTRACT WORK.
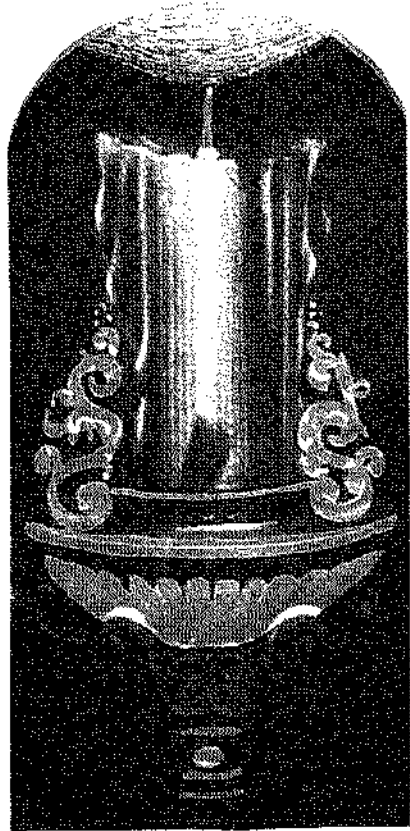
خاتم الفقہا

مستند العلماء خاتم الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ قادری رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا سانحۂ ارتحال دنیائے سنیت کا وہ نقصان عظیم ہے کہ مستقبل قریب میں اس کی تلافی بیحد دشوار بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔ اس صدمۂ جانکاہ نے پوری ملت اسلامیہ کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ سنیت کے تمام اداروں میں صف ماتم بچھ گئی اور ہر سنی کا گھر بیت الحزن یعنی ماتم کدہ بن گیا کچھ شدت غم سے نڈھال ہو کر مدہوش ہو گئے۔ اور کچھ تاثر غم و رنج سے بیقرار ہو کر دیوانہ وار بریلی کی طرف دوڑ پڑے یا اڑ کر پہنچ گئے۔

الغرض ہر ایک پر ایک ایسے جاں گداز رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کہ گویا سب کے سب موت و حیات کی کشمکش سے بلبلا کر طرح طرح کے مذہبی خطرات کے حزیں بلکہ عالم سکرات کے مکیں بن گئے۔

آہ کس عالم کی میت آج زیب دوش ہے
ذرہ ذرہ عالم ہستی کا شیون جوش ہے

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم نافعہ و اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے وارث و امین اور خلف الصدق و جانشین تھے آپ کی وفات سے بلاشبہ مسند افتاء رضائی و مسند قادری مفقود ہو گئی ایک فقیہ اعظم و دانشور معظم دنیا سے رخصت ہو گیا ایک ماہر مسائل اور جزئیات و کلیات فقہ کا حافظ ہم سے

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

جدا ہو گیا ایک تقویٰ و تدین کا منارۂ نور اور استقامت فی الدین کا جبل راسخ ہمیشہ کے لئے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا گویا علمائے اعلام کا مرکز اور فقہاء محققین کا محور ہی ختم ہو گیا اب ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو علمائے اہلسنت میں مرکزی حیثیت رکھتا

ہو اور جو بلا استثنا تمام علمائے اہلسنت کا مستند و معتمد اور ملجا و ماویٰ ہو۔ فیا اسفا و یا حسرتاہ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے فراق دائمی کے جاں سوز داغ کے ساتھ ساتھ یہ صدمہ عظیمہ بھی میرے دل کا ایک کانٹا بنا ہوا ہے کہ مسلمانان اہلسنت نے حضور مفتی اعظم ہند کی کوئی قدر نہیں کی۔ کیوں کہ وہ جس قدر بلند قامت عبقریت اور اعلیٰ صلاحیت و قابلیت کے مالک تھے لوگوں نے انھیں ان سے کام لینا اور کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

قبل بیعت کا ایک واقعہ

میں نے اپنے استاد گرامی مدظلہ العالی مولانا طیب صاحب دانا پوری سے اپنی بیعت کے لیے دریافت کیا تھا کہ کس سے ہونے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ آپ نے صاف صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ "حضور مفتی اعظم ہند سے" اس کے چند دنوں بعد میں نے اس پر گہرا غور و فکر کیا بریلی شریف پہنچنا مجھ غریب کے لیے محال تھا مگر میرے ہی لیے اولیاء اللہ کے لیے بلانا کوئی دشوار نہیں۔

بہر حال بعد غور و فکر یہ ارادہ کیا کہ میں اسی سے بیعت ہوں گا جس پر میری پہلی نگاہ پڑے تو اسوقت اس کی زبان پر اللہ ہی اللہ ہو اور پھر میری پہلی نگاہ ہی بتا دے کہ یہ ولی اللہ ہے

تعلیم حاصل کرنے کے لیے اور بالخصوص اجمیر شریف کے لیے پہلے بریلی شریف پہنچا مگر اللہ رے قسمت! اس غریب نے پہلی نگاہ میں جس کو ولی تسلیم کر لیا یہی دیکھا کہ اس کی زبان پر وہی اللہ اللہ ہے یعنی اسوقت حضرت مسجد کو جانے کے لیے گھر سے تشریف لا رہے تھے اور خدام بغلگیر تھے۔ پروانے آستانے پہ جمع تھے۔ اور میری نگاہ جو ڈھونڈ رہی تھی پا گئی اور بعد میں بیعت ہو گیا۔

۲

بیعت کے بعد کا ایک واقعہ اسطرح ہے کہ میں جب حضرت کی دوسری ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو دل میں ارادہ کر لیا کہ اس بار زبان پاک سے جو چیز پہلی

وہ پلاٹ جہاں مفتیٔ اعظم کی یاد میں قائم کردہ جامعہ نوریہ رضویہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ واقع نزد عید گاہ باقر گنج بریلی شریف

بار سنوں وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہے۔

برائے زیارت جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے پہلے سوال فرمایا کب آئے ہیں میں نے جواب دیا سوموار کے دن جس کیا تھا آپ کی زبان پر فوراً یہی لاحول آ گیا۔ بالجہ جان (حضرت کے خادم) نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ کہو پیر کے دن۔

۳

بیعت کے بعد دوسرا واقعہ اس طرح سے ہے

کہ جب تیسری ملاقات کے لئے میں حاضر خدمت ہوا تو دل میں طے کیا کہ اب کی بار حضرت سے فی امان اللہ کا دعائیہ کلمہ لے کر واپس ہوں گا چنانچہ حسب ارادہ حضرت نے رخصت کے وقت یہی فرمایا۔

ایسے تو بہت سے واقعات ہیں جن سے حضرت کے کشف و تصرفات کا پتہ چلتا ہے یہ چند واقعات اختصار کے پیش نظر ندر قارئین ہیں تمام واقعات لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

سلام

بحضور پیر و مرشد
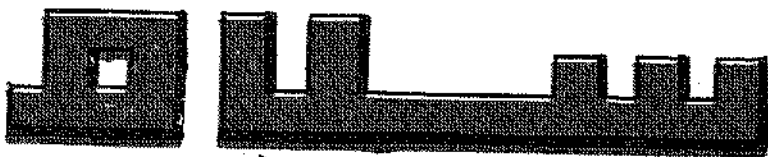
مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

رسول پاک کی امت سلام کہتی ہے
حضور تم کو تو خلقت سلام کہتی ہے

تمہارے روضۂ اقدس پہ آج خم ہو کر
مری جبین عقیدت سلام کہتی ہے

نگاہ جلوہ طلب حسرت قدم بوسی
بصد خلوص و محبت سلام کہتی ہے

تمہارے نقش قدم سے جو آج ہے روشن
وہ رہگذار شریعت سلام کہتی ہے

جہاں جہاں بھی دیا ہے پیام حق تم نے
وہاں وہاں کی حکومت سلام کہتی ہے

خدا نے تم کو بنایا ہے جس کا پروانہ
تمہیں وہ شمع نبوت سلام کہتی ہے

کیا ہے تم نے سرافراز اہل سنت کو
تمہیں رسول کی سنت سلام کہتی ہے

بوقت غسل جو تم سے ظہور میں آئی!
وہ بے مثال کرامت سلام کہتی ہے

نسیم مرقد نوری پہ سرنگوں ہو کر
فلک کی رفعت و عظمت سلام کہتی ہے

مفتی اعظم ہند

محی الاسلام و محی الدین

از: علامہ سید الزماں حمدی پوکھرڈی

جن کا سانحہ ارتحال شریعت وطریقت کی صلابت و استقامت کا ارتحال ہے

شرعی ودینی لحاظ سے یہ دور پُر فتن وضلالت انگیز دور ہے قرب قیامت کی نشانیاں پے درپے ظاہر ہورہی ہیں جس طرح پھولوں یا موتیوں کے ہار کے دھاگے کے ٹوٹتے ہی پھول یا موتی ہر طرف منتشر ہوجاتے ہیں اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ سے علامات و آثار قیامت بساط عالم پر بکھرتے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ تشبیہ حدیث پاک ہی سے ماخوذ ہے۔

قرب قیامت کی سب سے بڑی علامت علوم دینیہ کا اٹھ جانا ہے اس کی تصدیق ہر وہ ذی علم کر سکتا ہے جس نے مشکوٰۃ شریف کے "کتاب العلم" کا مطالعہ کیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا "تعلموا العلم وعلموہ الناس" الخ لوگو علم دین سیکھو
اور لوگوں کو سکھاؤ ...... فانی امرء مقبوض والعلم
سیقبض ویظہر الفتن الخ یعنی میں دنیا سے اٹھا
لے جانے والا ہوں اور میرے بعد عنقریب علم دین بھی
مقبوض ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے۔
قلت علم و کثرت جہل کا عالم یہ ہوگا کہ اگر دو آدمی ایک
مسئلہ میں مختلف الرائے ہو جائیں تو کوئی دوسرا آدمی
ایسا نہ ملے گا جو صحیح فیصلہ فرما دے یہ حدیث پاک کا
مفہومی ترجمہ ہے اسی طرح حضرت زیاد ابن لبید رضی اللہ
عنہ کی روایت میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مقدسہ اس طرح منقول ہیں۔
"ذاک عند ذہاب العلم" مفہوم یہ ہے کہ سرکار محبوب
اعظم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے آئندہ ہونے والے واقعات
کا تذکرہ فرمایا اور اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ
جن واقعات مذکورہ کا بیان ہوا اس کے ظہور کا وقت اس
وقت شروع ہوگا جب دینی علوم رخصت ہونے لگیں گے۔

مقصود تمہید یہ ہے کہ علمائے ربانی سے دنیا خالی
ہو جائے گی کیوں کہ آثار قیامت
"ذہاب علم" کے ظہور کی صورت یہی ہے کہ اہل علم و علماء
بساط عالم سے روپوش ہو جائیں اس بات کی تصدیق بھی حدیث
پاک میں صراحتاً ہے سرکار فرماتے ہیں ..... ولکن
یقبض العلم بقبض العلماء ..... جان نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم دین کو مولیٰ تعالیٰ اس طرح
نہ اٹھائے گا کہ قلوب عباد سے مسلوب فرمالے گا بلکہ
رفع علم کی صورت یہ ہوگی کہ علمائے حق فرش خاک سے
اٹھائے جائیں گے اس کے بعد علم تو خود بخود علماء کے
ساتھ اٹھتا جائے گا جب صحیح علم و عالم باقی نہیں رہیں
گے پھر یہ حال ہو جائے گا کہ جاہلوں کو رسالت علمی مل
جائے گی انہیں رؤسائے جہاں سے عوام دینی مسائل میں
فتویٰ لیں گے وہ حضرات بغیر علم غلط فتویٰ دیں گے نتیجہ
ظاہر ہے کہ خود تو گمراہ ہوتے ہی دوسروں کو بھی صراط مستقیم
سے دور کرکے گمراہی کے غار میں دھکیل دیں گے۔

مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے کس
تیزی سے بساط علم کے جانشین و مخزن العلوم جا رہے
ہیں اور ہر طرف جہاں جاہلانہ وعظ و تبلیغ سے عوام کالانعام
کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان فتنوں کا ظہور اور اس کی اشاعت
اور اہل علم و علمائے حقانی کا قرب رب کی طرف تیز گامی
قرب قیامت کے علائم و آثار میں سے ہے اس علامت
کے ظہور کو۔

سنہ ۱۴۰۲ھ کے دلدوز و الم انگیز سوانح ارتحال میں

مشاہدہ فرمائیے۔

دنیائے سنیت کے کیسے کیسے مایۂ ناز و صد افتخار
نفوس قدسیہ و ذوات مطہرہ نے مسند رشد و ارشاد کو خالی
فرما دیا۔ مجلس پند و نصائح کو سونا کر دیا ایوان درس و تدریس
بے کیف ہو گیا۔ افتاء کی شان بے نشان ہو گئی حیف صد
حیف اس دور قحط الرجال میں ان خلاؤں کا پُر ہونا مشکل
نظر آتا ہے گرچہ قدرت کے آگے کچھ مشکل نہیں۔

سب سے پہلا صدمۂ ارتحال جس نے دل و دماغ
کو ماؤف کر دیا وہ پیکر اخلاص حضرت مجاہد ملت مولانا
حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کی رحلت مبارکہ ہے یہ غم فرو بھی نہیں

مزار پر انوار حضور سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہ (مارہرہ شریف)

سید آلِ محمد امام الرشید
گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰحضرت)

ہوا تھا کہ بہارستان طیبہ میں ایک رضوی گل خندان خزاں سے دوچار ہوگیا جنہیں قطب مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور جن کا نام نامی مولانا ضیاء الدین تھا۔ واقعی برکات کا سرچشمہ ضیاء اور اعلیٰحضرت رضی المولیٰ عنہ کے محبوب خلیفہ تھے۔ (علیہ الرحمۃ والرضوان) اس حادثہ کی دل گیری و دردمندی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب جعفری جونپوری نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

ان روحانی ابنائے اعلیٰحضرت کے وصال پُرملال سے رضویت نڈھال تھی ہی کہ ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء کو یہ جگر شگاف و دل فگار حادثہ ریڈیو سے نشر ہوا کہ آہ صد آہ خانوادۂ رضویہ کے درخشاں آفتاب، سپہر سنیت کے ماہِ تاباں امام اہل سنت اور اعلیٰحضرت کے سچے وارث، سراپا ان کے شبیہ مفتیٔ اعظم ہند بریلی شریف نے چشم عالم سے پردہ فرمایا۔ اس ارتحال اور اس واقعہ کی جانکاہی حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ ہم اسی کے ہیں اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

جامع شخصیت

اس زمانہ میں حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات واحد ہمہ جہت شخصیت تھی جو جملہ علوم و فنون میں اعلیٰحضرت کے صدق الخلف اور سچے وارث تھے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت کی قادری روحانیت کی وراثت کے حامل، شریعت و طریقت میں اعلیٰحضرت کے مظہر کامل، احقاق حق و ابطال باطل میں بھی اعلیٰحضرت کے پرتو۔ ان وجہوں کے پیش نظر آپ کا ارتحال علم و فن کا ارتحال ہے۔ شریعت و طریقت کی صلابت و استقامت کا ارتحال ہے۔ آپکا وداع دینی قیادت و شرعی حکمت کا وداع ہے۔ اس لئے آپ کی رحلت سے جامعہ جامع مغموم و آلام ہے۔ خانقاہیں اداس۔ مدارس بے رونق، جلسے بے روح گویا جانِ بہار، روحِ رونق زمین سے نکل گئی۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا۔

"العلم حیاة الاسلام وعماد الدین" دینی علم اسلام کی روح اور اس کی زندگی ہے اور دین کا ستون بھی لہٰذا جو علم دین کا حامل و عامل ہے وہ خوش بخت ضرور محی الاسلام و محی الدین ہوگا اور دین کا ستون دکرد گران بھی ایسی کسی روح کا نکل جانا یقیناً روح کی موت نہیں بلکہ جس جگہ اور جہاں سے روح جدا ہوگئی ہے اسکی موت ہے۔ اس کا انہدام ہے اسی وجہ سے یہ ایک زندۂ جاوید حقیقت ہے "موت العالِم موت العالَم" اسی طرح اس کا عکس بھی صادق۔ حیاة العالِم حیاة العالَم۔

حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ ایک طویل العمر بزرگ اور فضائل کثیرہ و فواضل عدیدہ کے جامع تھے۔ مشکوٰۃ

مفتی اعظم علیہ الرحمہ

نیند کی کمی

وَهُوَ الَّذِی جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ○

جس مریض کو رات کو نیند نہ آتی ہو، وہ مریض خود یا دوسرا شخص پانچ سو مرتبہ اس آیت کو پڑھ پانی پر دم کرکے مریض کو پلائے۔ یہ عمل سات دن برابر کرے انشاء اللہ نیند آنے لگے گی۔

بالکسیبۂ نیاز! آیت پاک مذکورہ کی تلاوت کا ثواب میرے والد گرامی

محمد علی مرحوم اور والدہ محترمہ **فاطمہ بی مرحومہ**

کو مرحمت فرما۔ اور ہمارے کاروبار میں برکت و ترقی دے۔

منجانب

ولی محمد بن محمد علی آدم صبری

لین بوری چال بریلی بمبئی ۱۲

فون نمبر ۱۶

شریف میں ایک باب "باب استحباب طول العمر للطاعۃ" ہے اسی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے مولیٰ تعالیٰ کے رسول لوگوں میں سب سے زیادہ اچھا کون ہے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ" یعنی جس کی عمر اسلام میں دراز ہو اور اس کے عمل اچھے ہوں۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ اس معیار پر بھی کھرے سونے کی طرح چمک رہے ہیں کون سا اسلامی حسن عمل ہے جس کے محاسن سے آپ کے لمحات حیات تابناک نہ تھے آپ سلف صالحین کے نمونہ تھے، ہر قسم کے خلعت محاسن سے آراستہ تھے، ہر خلاف شرع امور پر برافروختہ خلوت ہو یا جلوت ہر موقع پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کا شیوہ تھا۔

مِلَاكُ الدِّينِ الْوَرَع

عنوان بالا بھی حدیث مقدسہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دین کی اصل و بنیاد اتقا و پرہیزگاری ہے آپ نے عمر بھر متقیانہ زندگی گذاری اور ورع ملاک دین ہے اس کو کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیا ہم نے تو چند بار ہی زیارت کا شرف حاصل کیا حاضر باش خدام سے آپ کے ورعی واتقائی حالات جو مسموع ہوئے انھیں سنتے ہی دل بے ساختہ بول اٹھا، مولیٰ آج بھی تیرے دین کے ایسے شیدائی موجود ہیں اور تیرے محبوب پاک کے سچے فدائی تشریف فرما ہیں۔ اطناب سے بچنے کی خاطر اندراج واقعات سے گریز کر رہا ہوں۔

محبت سرور کائنات علیہ التحیۃ والثناء کی جھلک

یوں تو سارا عالم جانتا ہے کہ "بیت رضا" کا ہر ذرہ خانوادۂ رضویہ کا ہر فرد بادۂ حب رسول سے سرشار ہے اس کے ثبوت میں میرے پاس ایک تحریری دستاویز ہے جس کو نقل کر کے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت کبریٰ کی جھلک دکھانا ہے۔ قارئین کرام کو جس سے یہ احساس ہوگا کہ واقعی "اس باب میں" ایں خانہ ہمہ آفتاب است" کا مصداق ہے۔ علمائے اہلسنت واقف ہیں کہ حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری "نور مرقدہٗ" ایک جلیل الشان عالم مدرس محدث گذرے ہیں آپ ہی نے شاہی مسجد لاہور میں مرکزی حزب الاحناف نامی ادارہ و مدرسہ قائم فرمایا اور آج تک موجود ہے۔ یہ حضرت مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی قدس سرہٗ کے مرید تھے آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ ردّ ادیان و مذاہب باطلہ میں بڑی عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، مجدد دین ملت اعلیٰحضرت "بردہ مضجعہ" سے جب آپ کا تعلق قائم ہوا تو آپ نے فیوض رضویہ سے بھرپور کسب فیض فرمایا اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے انہیں بھی اپنی خلافت کی نعمت سے بہرہ ور فرمایا اسی کے بعد سے "دیابنہ" کے رد کی طرف عنان قلم منعطف فرمایا۔ آپ کی ایک کتاب سورۂ فاتحہ کی تفسیر بھی ہے۔ اس کا ایک علمی طویل مقدمہ سپرد قلم فرمایا جس کا نام "میزان الادیان" ہے اسی میں ایک مقام پر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی زبانی ایک غیبی مشاہدہ کا تذکرہ فرمایا ہے جس کے مطالعے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ واقعی یہ حضرت دریائے بادۂ

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شناور تھے۔
(میزان الادیان صفحہ ۲۲۵)

مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب سلمہ بریلوی خلف اکبر اعلیحضرت عظیم البرکت آیۃ من آیات اللہ حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں۔

"کہ اس واقعہ سے چند روز پیشتر میں نے چند ستاروں کا اجتماع کچھ دیر تک بشکل نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ رات گئے ایک بار دیکھا تھا مگر میں اس میں ایسا محو ہوا کہ کسی کو نہ دکھا سکا اور چونکہ لوگ سو گئے تھے لہٰذا کسی کے دکھانے کا خیال بھی نہ رہا۔"

حضرت مولٰنا سید دیدار علی صاحب قدس سرہ کی عظیم شخصیت کو ملحوظ خاطر رکھئے۔ بایں جلالت شان کس عظیم آداب سے اعلیحضرت اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہما کا تذکرہ فرمایا ہے، حالانکہ حضرت مفتی اعظم ہند عمر میں اُن سے بہت چھوٹے تھے مگر شخصیتیں عمر کے پیمانوں سے ناپی نہیں جاتیں محبت سرکار محبوب اعظم کی گرویدگی اس جملے سے عیاں ہے "مگر میں اس میں ایسا محو ہوا کہ کسی کو نہ دکھا سکا" یہ محویت محبت سرکار دو عالم کی آئینہ دار نہیں تو اور کیا ہے بیشک ولاریب دلیل محبت ہے۔ ورنہ ہلال عید دیکھتے ہی شور مچ جاتا ہے ایک دوسرے کو ہلال نمائی کے لئے پکارتے ہیں حالانکہ ہلال عید کا نکلنا کوئی انوکھی چیز نہیں تعجب خیز حیرت انگیز نہیں پھر بھی شور مچ جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دلی گرویدگی نہیں۔

مگر ستاروں کے اجتماع میں شکل نام پاک کا مشاہدہ یقیناً نادر اور عجوبۂ روزگار ہے۔ بے محبت آنکھ دیکھتی تو صرف زباں چیختی مگر یہاں تو ایسی محویت ہوئی جس نے تن دمن بادشما کا خیال ہی دل سے نکال دیا۔

اعلیحضرت ایسی ہی محویت والوں کے لئے مژدہ رساں ہیں۔

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

اسی عشق صادق کی بنا پر یہ کہنا بجا و حق ہے کہ آپ کو عمر جاوید و حیات ابدی ملی جو سدا بہار رہے گی۔

غفلۃ الصالحین

بزرگوں میں کچھ ایسے بھی ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں جنہیں دنیا سے بالکل ہی غفلت جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ مدارج قرب و تجلیات ربانیہ میں ایسے محو رہتے ہیں کہ انہیں یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ دنیا بھی ہے دنیا سے بے

مزار پر انوار حضرت سید ناشاہ جلال قدس سرہ مارہرہ شریف

خبری اور آخرت کی آگاہی ہر ہر قدم پر ترقی پذیر رہتی ہے غفلۃ الصالحین ان کے حق میں اعلیٰ درجہ کی کرامت ہے جس طرح غفلۃ الفاسقین فاسقوں کے حق میں استدراج ہے زہر قاتل ہے کیوں کہ اس کا استغراق وانہماک لذت دنیا میں ہے آخرت سے بالکل ہی غافل و بے بہرہ ہوتا ہے کافر کے لئے یہ غفلت باعث ننگ و عار و سبب دخول نار ہے۔ لیکن اتقیاء و صلحاء کی غفلت ان کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔

راویانِ حدیث کے سلسلے میں ناقدین حدیث تحریر فرماتے ہیں "کادرکتہ غفلۃ الصالحین" یعنی ان کو اخیر عمر میں صالحین والی غفلت نے آلیا یعنی صلاح و تقویٰ کی اعلیٰ منزل میں قدم رنجہ فرمایا یہ غفلت آثار ولایت میں سے ایک اثر ہے اور بزرگی کا نشان ہے۔

یہ مقام آخری دور میں حضرت ممدوح مفتی اعظم اعلیٰ مقام کو بھی حاصل ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اکثر آپ سے استغراقی حالتوں کا ظہور ہوتا تھا جسے عوام کبر سنی کا نسیان سمجھتے تھے حالانکہ یہ نسیان مرض نسیان نہیں بلکہ یاد الٰہی و ذکر رسالت پناہی نے ماسوا کے تمام نقوش و خطوط کو آپ کی قوت حافظہ سے مٹا دیا تھا اور غفلۃ الصالحین کی جلوہ ریزیاں اپنا جلوہ دکھا رہی تھیں مولیٰ تعالیٰ تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو یوما فیوما ساعۃ فساعۃ اپنے منازل قرب میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور ان کے فیوضات سے ہم سیہ کاروں کو بھی ہمیشہ نوازے اور خاتمہ بالخیر کی نعمت ارزاں فرمائے آمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء بروز بدھ شب میں ایک بج کر ۴۰ منٹ پر اہلسنت وجماعت کے فکری وروحانی مرکز بریلی شریف کی مرکزی شخصیت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے اس دار فانی کو الوداع کہا۔ آپ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی آخری یادگار بھی تھے اور مسلمانوں کے امام اور پیشوا بھی۔ تمام اہلسنت کے مرجع بھی اور کروڑوں افراد کے پیرومرشد بھی، وہ مصلح امت بھی تھے اور ان کے چارہ ساز بھی، اہلسنت کی آنکھوں کے نور بھی تھے اور ان کے عماد بھی، پوری جماعت اہلسنت کے پر شفیق بھی تھے اور سرپرست اعلیٰ بھی، آپ نے جماعت اہلسنت کو داغ مفارقت کیا دیا کہ پوری جماعت یتیم ہوگئی۔

مفتی اعظم ہند

بحیثیت ایک باکمال مصنف

مولانا افتخار احمد قادری
الجامعۃ الاشرفیہ (مبارکپور)

ہندوستان کے اہلسنت ہی نہیں بلکہ بہت سارے ممالک کے لوگ بھی سوگوار ہو گئے مگر نہیں وہ اللہ کے ولی تھے بظاہر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے وہ زندہ ہیں ان کا فیض آج بھی جاری ہے اور کل بھی جاری رہے گا۔ جیسے کل وہ اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے پوری دنیا کے اہل سنت کی رکھوالی کرتے تھے آج بھی وہ اپنی برزخی جلوہ گاہ میں جلوہ گر رہ کر بھی ہم سب پر نظر رکھیں گے وہ ایک سچے عاشق رسول اور مداح نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے ان کے نعتیہ اشعار میں سوز بھی ہے، اور درد بھی جذبات کی صداقت بھی ہے اور معانی کی لطافت بھی یہ سب کچھ ہوتے ہوئے وہ ایک عظیم محقق اور مصنف بھی ہیں، ان کی تحریر میں ان کے والد جلیل امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اسلوب کی جھلک اور ژرف نگاہی نظر آتی ہے، تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے اور تدقیق کا جمال بھی، فتاویٰ کے جزئیات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے تفقہ کا انداز بھی۔ تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیق اور امام سیوطی کی تلاش و جستجو کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ آپ کی بعض تصانیف کا اجمالی تعارف ملاحظہ ہو۔

وقعات السنان

یہ کتاب سنہ ۱۳۳۰ھ میں مکمل کی گئی اس کا دوسرا ایڈیشن مطبع اعلیٰ پرنٹنگ پریس بریلی میں شائع ہوا تھا اس کے اندر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب بسط البنان پر اور مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس پر بھرپور تنقید کی گئی ہے اس کے اندر تھانوی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں سے ایک سو تیئیس [۱۲۳] سوالات کئے گئے ہیں یہ سوالات کتاب الکاوی فی العاوی والغاوی اور القسم القاصم للداسم القاسم اور اشد الباس علی عابد الخناس (جو تحذیر الناس کا رد ہے) اور نور الفرقان بین جند الالٰہ واحزاب الشیطان وغیرہ سے ماخوذ ہیں یہ سوالات مسلک دیوبند پر بھرپور وار ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جو گرفتیں فرمائی ہیں وہ بڑی مضبوط ہیں۔ یہی وہ وار ہیں جنہیں نیزہ کی انی کا عنوان دیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ سوالات بذریعہ رجسٹری جناب تھانوی صاحب کے پاس بھیجا گیا جس کا جواب آج تک سامنے نہ آسکا۔ انداز سوال ملاحظہ ہو۔

سوال اوّل

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے معنی کچھ گڑھ لیجئے یا ان کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں۔

(۲) الموت الاحمر

یہ کتاب ماہ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ کو پایۂ تکمیل کو پہنچی اس کا ایک ایڈیشن ۱۳۹۲ھ میں مکتبہ الحبیب سے طبع ہوا جو ہمارے پیش نظر ہے۔

اس میں مسلک دیوبند پر بھرپور نقد و تبصرہ

سورہ بقر کی پہلی
پانچ آیتیں، آخری تین آیتیں سورہ
فاتحہ اور چاروں قل پڑھ کر اسکا ثواب مجدد
ابن مجدد حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ اقدس
میں بخش دیجئے. آپ کو بھی تلاوت کا اجر
عظیم اور بارگاہ ولی اللہ سے فیوض و
برکات حاصل ہوں
گے
اپیل کنندگان
حافظ محمد صدیق نوری اے کے آئرن چوڑی والا ۲۵ جواہر مارگ اندور (ایم پی)
و محمد یوسف رضوی (اندور) ایم پی

کیا گیا ہے اور حق کی حقانیت کو واشگاف کیا گیا ہے اور مذہب دیوبند پر بڑے ٹھوس اعتراضات اور مضبوط مواخذے کئے گئے ہیں۔ اس کے اندر کل ۸۰ سوالات و مواخذات ہیں۔ ۲۰ بحث اول میں ۱۰ بحث دوم میں، ۲۰ بحث سوم میں اور ۳۰ تذییل میں۔ مسئلہ خاتمیت محمدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کی بحثیں بھی نہایت تحقیق کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

عقائد دیوبند سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ رب عز و جل کا جھوٹا ہونا ممکن ہے مولوی اسمٰعیل نے دلیل یہ دی ہے کہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے، خدا قادر نہ ہو تو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے (اس عقیدہ کا اور مدلل و مفصل رد "سبحٰن السبوح" از امام احمد رضا میں ملاحظہ ہو)

حضرت مصنف فرماتے ہیں "مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تو تمہارے خدا کا چوری کرنا اور شراب پینا بھی ممکن ہو جائے کہ آدمی چور اور شرابی ہوتے ہیں، خدا اسے نہ ہو سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے ــ اس پر دیوبند کے بڑے مستند مولوی محمود حسن دیوبندی نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵ر اگست سنہ ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ:

چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔"

اس پر مصنف حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا تیور اور ان کی گرفتیں ملاحظہ ہوں۔

"یہ تو آنکھیں بند کر کے کہہ ہی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب ظاہری وغیرہ جس دیوبندی یا کسی قسم کے وہابی سے پوچھئے یہی کہے گا ورنہ امام الطائفہ کی دلیل کیسے بنائے گا کیا اسے گمراہ بددین ٹھہرائے گا اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں خواریوں، فاحشہ عیبوں، گھنونی باتوں کا قابل بتایا ہے۔ اب ان کے خدا کا جوف دار کھکل ہونا تو امکان شراب خواری سے ظاہر۔ انسان کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے شراب اپنے جوف میں داخل کرے ان کا خدا اگر کھکل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے گھٹ رہے۔ رہے کروڑوں خدا وہ یوں سمجھئے، فرمائیے چوری کیا ہے، پرائی ملک بے اس کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا اپنی ملک کسی کے پاس سے لینے کو کیسے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے۔ اور ہو بھی تو یہ صورۃً چوری ہوگی نہ حقیقۃً اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلاً
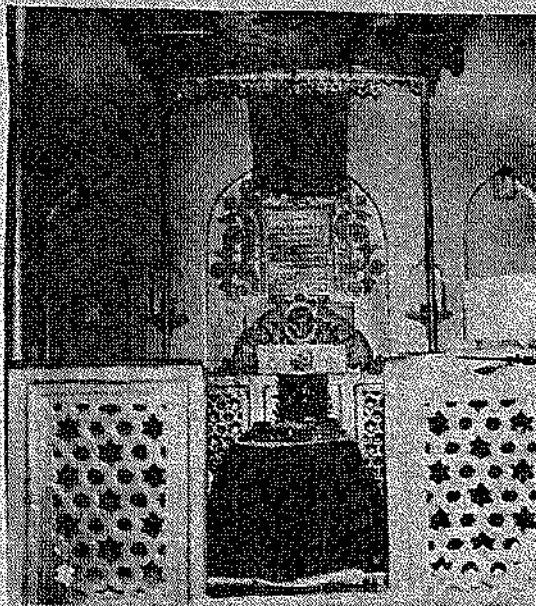
مولوی سید محمد شفیع خواجہ ناصر چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کا اندرونی منظر واقع مسجد نو محلہ بریلی شریف

ناممکن وناممتنع ومحال بالذات
کمت الاضافات تو چند باتیں قطعاً
ثابت ہوئیں۔
(۱) بعض اشیاء خدا کی ملک
مستقل ہوں جب تو چوری کر سکے گا۔
(۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہے کہ اگر
تقریر تحذیر الناس کے طور کا خدا بالعرض
ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اس
چیز کا بھی مالک بالذات یہی اللہ واحد
قہار رہے گا اور چوری ناممکن ہوگی
(۳) جب وہ دوسرا مستقل خدا ہے
تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان
سرقہ (چوری) کے لئے اسکا امکان
کفایت کرے اور بالفعل موجود نہ
ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم
نہ کہ محض ممکن (۴) انسان لاکھوں،
کروڑوں اشخاص کی چوری کرسکتا ہے
خدا اگر ایک ہی کی چوری کرسکے زیادہ
پر قادر نہ ہو تو انسانی قدرت سے
بہر گھٹ رہے۔ لہٰذا واجب کہ لاکھوں
کروڑوں ازلی ابدی خدا موجود واجب
الوجود ہوں تو قطعاً ثابت ہوا کہ دیوبندیہ
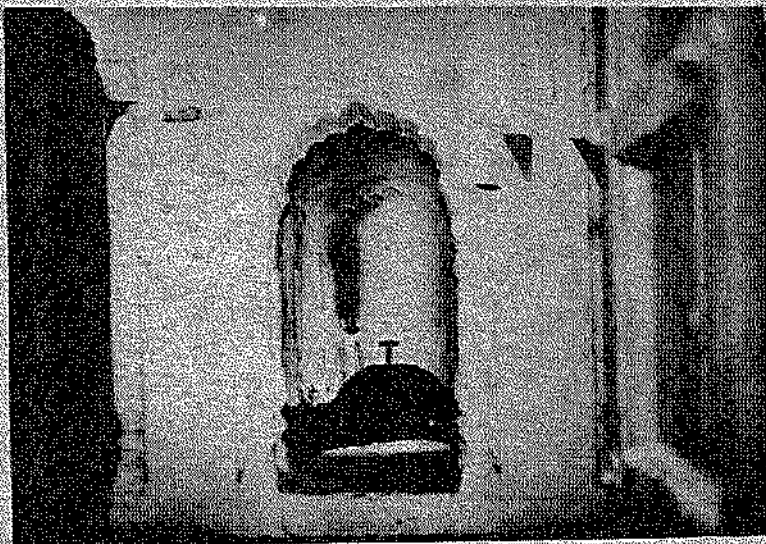
حافظ رحمت خان صاحب کے مزار کا اندرونی منظر واقع بیلی بھیت شریف

وہابیہ کروڑوں کروڑوں خداؤں کے پجاری ہیں۔ ہے تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لا سکے۔

کذالک العذاب والعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

(۳) ادخال السنان

یہ بسط البنان کا دوسرا ردو جواب ہے اس کے بارے میں خود حضرت مصنف علیہ الرحمۃ الموت الاحمر میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس میں آپ (تھانوی صاحب) سے ایک سو ساٹھ قاہر سوال ہیں۔ بر وہابیہ پر ایک سو ساٹھ جال ہیں چھ سال ہوئے کہ آپ تھانوی صاحب ظاہری (براہ راست خطاب میں تھانوی صاحب باطنی لکھا گیا ہے) کے یہاں رجسٹری شدہ گیا ہے اور آج تک بحمد اللہ تعالیٰ لاجواب ہے۔

(الموت الاحمر ص ۲۱ مطبوعہ مکتبۃ الحبیب ۱۴۲ ادسکیا الہ آباد)

(۴) فتاویٰ مصطفویہ

بریلی شریف کے مستند اخبار سے ماضی قریب میں جتنے فتاویٰ صادر ہوئے ہیں شاید ہی کسی اور جگہ سے اتنے فتاوے لکھے گئے ہوں۔ آپ کے والد ماجد امام الفتاویٰ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ساتھ ساتھ کئی پشتوں سے لوگ مرجع فتاویٰ رہے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تو اپنی زندگی کے تقریباً پچاس سال فتاویٰ صادر کرنے ہی میں گزارا۔ دنیا کے گوشے گوشے سے احکام اسلام سے متعلق سوالات پہنچتے اور آپ ان کا تشفی بخش اور تحقیقی جواب قلم بند فرماتے۔ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے قلم سے لکھے جانے والے فتاویٰ سے ایک ایک ہزار کی بارہ جلدیں بن گئی ہیں جن میں سے ۸ جلدیں شائع بھی ہو چکی ہیں ان کے علاوہ فتاویٰ کی تعداد بھی عظیم ہے۔ اس طرح فتویٰ نویسی کی خدمت حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کو ورثہ میں ملی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے بعد اس مسند سے سب سے زیادہ فتاویٰ صادر کرنے والی شخصیت حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ ہی کی ہے۔ ممالک عرب، امریکہ، افریقہ، یورپ اور برصغیر کے گوشے گوشے سے آئے لاکھوں سوالات کے شرعی جوابات آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ کی ایک جلد فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے مکتبہ رضا بیسلپور جیل بھیت یوپی سے شائع بھی ہو چکی ہے۔ دوسری جلدیں بھی عن قریب شائع ہونے والی ہیں۔

(۵) طرق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد

یہ رسالہ ۱۳۴۱ھ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند نے تحریر فرمایا اس کا خطبہ عربی میں ہے اور طویل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی فصیح و بلیغ ہے عربی ادب کا ذوق رکھنے والا محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ خطبہ کا ایک جملہ ہے۔

وحرم علی عبادہ موالاۃ سائر الکفرۃ والمشرکین ط

(ترجمہ) اور جس نے اپنے بندوں پر کفار و مشرکین سے تعلق و دوستی حرام فرمائی۔

اس سے رسالہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہوتا ہے اسے اہل بدعت کی اصطلاح میں براعت استہلال کہا جاتا ہے۔ اسی رسالہ میں اہل کفر و شرک سے محبت و مودت اور وداد و اتحاد کی حرمت بتائی گئی ہے اور اہل ایمان کو بڑے جوش و محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اور احساس کمتری کے شکار مسلمانوں کو ان کا صحیح مقام و منصب بتایا گیا ہے کہ اگر سچے پکے اور حقیقی مسلمان بن جائیں تو ان ہی کیلئے سربلندیاں ہیں مسلمان کسی کے دست نگر نہیں اور رب تعالیٰ پر اعتماد و صبر و شکر رکھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں اسی میں ان کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اس میں حضرت مصنف نے مسلمانوں کو ان کی پچھلی تاریخ یاد دلائی ہے کہ اے مسلمانو! پہلے تم کیا تھے اور اب کیا ہو گئے ہو۔ اور یہ جو کچھ بھی ہوا ہے تمہارے کرتوتوں کے سبب ہوا ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ بڑی اور نصیحتوں کو قرآن و احادیث سے مدلل کیا گیا ہے

یہ رسالہ مبارکہ طرق الہدیٰ الخ جو باعتبار حجم بہت مختصر مگر نہایت مدلل وجامع ہے مخالفین کے زعم باطل اور خیال عاطل اور وہم فاسد و کاسد کا قاطع ہے۔
(رسالہ ہذا ۱۳۵۰ھ مطبوعہ فیض بخش سنی بریلی محلہ سوداگران)

(۹) حاشیہ و شرح الاستمداد علی اجیال الارتداد

(مطبوعہ گلزار عالم پریس لاہور ــــــ پاکستان)

الاستمداد تین سو ساٹھ اشعار پر مشتمل اردو میں ایک قصیدہ ہے جسے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے نظم فرمایا ہے۔ ان اشعار پر حواشی اور انکی شرح حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے قلم سے ہے۔ اس مجموعہ کے تعارف اور شرح کے بارے میں خود حضرت شارح مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

یہ سلیس اردو زبان ہلکی بحر روشن بیان میں تین سو ساٹھ شعر کا ایک مبارک قصیدہ ہے ۳۵ میں نعت والا ہے باقی میں عموماً وہابیہ اور خصوصاً دیوبندیہ کے دو سو تیس اقوال کفر و ضلال کا نمونہ ہے۔ حاشیہ پر ان کی چھپی ہوئی کتابوں سے بحوالہ صفحہ عبارات نقل کر دی ہیں عام بھائیوں پر آسانی کے لئے فارسی عبارتیں ترجمہ سے لکھی ہیں جس کا جی چاہے ان کتابوں سے مطابقت کر دیکھے۔ جو بیان طالب تفصیل ہے اس کے لئے آخر میں تکمیل ہے آپ کا ایمان آپ کو بتادیگا کہ

اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں جن کے یہ عقیدے یہ اقوال ہیں وہ اللہ جل و علا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں یا دوست ان کے دلوں میں اسلام کا مغز ہے یا پوست جو نہ دیکھے یا دیکھ کر انصاف نہ کرے اس کا حساب اللہ واحد قہار کے یہاں ہے اور جو دیکھے اور اللہ جل و علا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سامنے رکھ کر جانچے تو بحمد اللہ حق آفتاب سے زیادہ عیاں ہے۔ فضول فضول ناولوں کی نظمیں، نثریں دیکھتے پڑھتے گھنٹے گزریں یہ بھی ایک مزہ دار نظم ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے زینت بزم ہے قیامت قریب ہے اللہ حسیب ہے اس کا ثواب عظیم اور عذاب شدید ہے۔ دین کو جھگڑا سمجھنا مسلمانوں کی شان سے بعید ہے تنہا یا دو دو اطمینان سے انصاف و ایمان سے

اتباع شریعت

حضرت مولانا صابر القادری صاحب نسیم بستوی

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

شہزادۂ اعلیحضرت مخدوم اہلسنت حضرت علامہ الحاج محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ قادری نوری بریلوی قدس سرہٗ اپنی بہت سی علمی و عملی خوبیوں میں امتیازی مقام و مرتبہ پر فائز ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ایک جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے یہی سبب ہے کہ آپ کے معاصرین میں کوئی آپ کا ہمسر نظر نہیں آیا خالق کائنات نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کو دین و شریعت کی خدمت و نگہبانی اور خلق خدا کی تعلیم و تربیت اور اس کی ہر طرح کی حفاظت و نگرانی پر مامور فرمایا تھا اور آپ نے توفیق الٰہی اور بزرگوں کی روحانی توجہات کے سہارے زندگی کی آخری گھڑی تک ان فرائض منصبی کو بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

ایک دو نہیں سیکڑوں واقعات شاہد عدل ہیں کہ ہزاروں مذہب سے بیزار فساق و فجار جو مذہبی شخصیتوں کو دیکھ کر دور بھاگتے اور ان کے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے آپ کی نظر کیمیا اثر اور فیضان صحبت سے دیکھتے دیکھتے ذرے سے آفتاب اور خاک سے اکسیر بن گئے کل تک وہ دوسروں کے وعظ و پند کے محتاج و اصلاح طلب تھے اور آج وہ سر سے پیر تک خود دین و شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں بلکہ ان کا اسلامی طرز عمل اور ایمانی جوش و جذبہ ایک دنیا کے لئے

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی عظیم دینی و علمی یادگار
دار العلوم
مظہر اسلام
مسجد بی بی جی بریلی شریف
جسے کو حضور مفتی اعظم ہند نے قائم فرمایا۔ بانی کے خلوص و للہیت اور برادران اہلسنت
کی مخلصانہ معاونت ہی کا نتیجہ ہے کہ اسے عروج اور بے انتہا عروج ملا۔ اور اس
وقت اپنے ٹھوس اور شاندار خدمات کی بنیاد پر تشنگان علوم دینیہ کا مرجع اعظم بنا ہوا ہے۔
جملہ معاونین پر واضح ہو کہ دار العلوم مظہر اسلام کی مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی سفراء کو حصول زر کے
لئے روانہ کیا جاتا ہے۔ فقط آپ جیسے مخلص حضرات کی امداد و عطیات ہی آپ کے اس دار العلوم کی کل آمدنی ہے
حضور مفتی اعظم کے روحانی فیوض و برکات کے ساتھ ہی مادر اہلسنت (اہلیہ محترمہ مفتی اعظم) کی ظاہرہ سرپرستی بھی حاصل
ہے مولیٰ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت ہم تمام مسلمانان اہلسنت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔
حضور مفتی اعظم کی اس مقدس یادگار کو تمام اہلسنت و جماعت کا اہم دینی و ملی فریضہ ہے۔
دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔
تاچیز حاجی محمد اسمٰعیل محسن عبدالرزاق۔
آپ لوگوں کی نظر کرم کی ضرورت ہے
آپ حضرات دار العلوم مظہر اسلام کی طرف ضرور توجہ دیں۔
محمد اعظم غفرلہٗ شیخ الحدیث دار العلوم مظہر اسلام۔
خالد علی خاں غفرلہٗ
نواسہ و خلیفہ
مفتی اعظم ہند و مہتمم
دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف
نوٹ
دامن مصطفےٰ۔ حضور مفتی اعظم کے
ارشاد سے آپ کے حکم پر جاری کیا گیا ہے
رابطہ کا پتہ۔ مفتی محمد اعظم (نوری مسجد)
اسٹیشن جنکشن
بریلی شریف

حضرت سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا صدر گیٹ
بہرائچ شریف

مشعل راہ اور چراغ منزل کی صورت اختیار کر گیا ہے ؎

تم نے ذروں کو ملایا اور صحرا کر دیا
تم نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی بے انتہا تواضع و منکسر المزاجی کی یہ کیفیت تھی کہ راقم الحروف کے برادر طریقت مولانا عبدالرحیم صاحب قادری ایک مرتبہ بیان کرنے لگے کہ میں نے بارہا سفر میں دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند جہاں کہیں جس وقت بھی تشریف لیجاتے تھوڑی ہی دیر میں عقیدت مندوں کا ہجوم و ازدحام ہو جاتا جیسے شمع روشن ہوتے ہی چہار طرف سے پروانے منڈلانے لگتے ہیں۔ مولانا اس واقعہ کو دیکھکر حیران و متعجب ہو جاتے تھے اسکا بے پناہ تاثر و تحیر کے عالم میں ایک بار انہوں نے آقائے نعمت، مرشد طریقت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ رات کا حصہ زیادہ گزر جانے پر بھی حضور جہاں تشریف لے جاتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے فوراً مریدین و معتقدین کی بھیڑ لگ جاتی ہے، خدا جانے ان کو اتنی جلدی حضور کی آمد کی کیسے خبر ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے آگے آگے رجال الغیب اعلان کرتے ہوئے جاتے ہیں! آپ نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور دیر تک معاذ اللہ استغفر اللہ کہتے رہے۔ دست بوسی اور قدم بوسی کے وقت بھی حضور کا یہی حال ہوتا تھا بلکہ قدم بوسی سے اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے اس سے منع کرتے۔

اپنے والد گرامی اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی طرح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے احقاق حق و ابطال باطل کے کسی نازک سے نازک موڑ پر بھی کسی دنیوی مفاد اور مادی قوتوں کی ذرا سی بھی پرواہ نہ کی اعلحضرت نے آپ کی شخصیت میں چھپے ہوئے اس جوہر کو دیکھ کر ہی اپنے خلفاء و تلامذہ کے منظوم تذکرہ میں آپ کے متعلق فرمایا تھا ؎

مناجات

از: اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم سے
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

مفتیٔ اعظم ہند و دیگر علمائے کرام و مشائخ عظام کا قیام تھا حضرت شاہ صاحب ہیج باغ میں نظام الدین اینڈ برادرس کے مہمان تھے۔ اسی موقع پر حضرت شاہ صاحب حضور مفتیٔ اعظم سے ملاقات کے لئے ممدوح کی مذکورہ قیام گاہ پر تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا سلام و مصافحہ کے بعد جب دونوں بزرگ اپنی اپنی جگہ پر اطمینان سے بیٹھے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر حضور مفتیٔ اعظم ہند کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت نے ان کو نہیں پہچانا یہ مولوی محمد صابر آپ کے مرید ہیں؟" حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے اپنے مخصوص نرم و شائستہ لب و لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کی عقیدت و محبت سے متاثر ہو کر داخل سلسلہ کر لیا ہے ویسے یہ آپ ہی کے ارادت مندوں میں سے ہیں یہ بے لوث اور پیکر اخلاص مشائخ طریقت کی باتیں تھیں۔ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ ہم دونوں ہی کے مرید ہوئے کسی کی نسبت وارادت کے متعلق یہ کل کے بزرگوں کا انداز فکر تھا اور آج کے پیروں کا یہ حال ہے کہ اپنے مریدین کو ایک جائیداد تصور کرتے ہیں اور انہیں کی جیبوں پر ان کے معاش کا دار و مدار ہے یہی نہیں بلکہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے طرز عمل کے برعکس پیری مریدی کو بالکل کاروباری شکل دے کر حصول زر و جلب منفعت کی خاطر وہ طریقے بھی بروئے کار لانے سے گریز نہیں کرتے جن کو شریعت و تصوف سے دور کا بھی لگاؤ نہیں اور ان کے موجودہ حالات کے

سلام بحضور تاجدار اہلسنت علیہ الرحمہ (راز الہ آبادی)

السلام اے تاجدارِ اہلسنت السلام
السلام اے مخزنِ علم شریعت السلام

السلام اے قطب عالم، شیخ عالم دستگیر
السلام اے رونقِ بزمِ ولایت السلام

السلام اے نائبِ غوث الوریٰ اے بحر و بر
السلام اے رہبرِ راہ طریقت السلام

السلام اے عارفِ حق، جاں نثارِ مصطفےٰ
السلام اے آبروئے اہلسنت السلام

اے انیسِ بیکساں اے چارہ سازِ عاشقاں
السلام آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی راحت السلام

تیرا اک اک لفظ تھا عشقِ محمد کا امیں
تیری ہر ہر سانس تھی زندہ کرامت السلام

تیرے دروازے سے خالی ہاتھ کب سائل گئے
السلام اے جانِ جاں بحرِ سخاوت السلام

ساری دنیا نے کیا تسلیم ایسا رہنما
تیرے سر کا سہرا رہا تاجِ امامت السلام

تیری صورت دیکھ کر مجھ کو خدا یاد آ گیا
اس سے ظاہر ہے تری شانِ ولایت السلام

مفتیٔ اعظم بھی تم تھے مفتیٔ عالم بھی تم
السلام اے میرے مرشد میرے حضرت السلام

راز میرے روئیں روئیں سے صدا آتی رہی
السلام اے جانشینِ اعلحضرت السلام

پیشِ نظر آج ہر سنجیدہ اور روشن خیال انسان کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی محتاط زندگی میں اس قسم کی غیر تعمیری اور لایعنی چیزوں کا گزر نہیں تھا آپ زہد و تقویٰ، عرفان و تصوف، اتباعِ شریعت اخلاص و ایثار، کرم و سخاوت، انسانیت نوازی، خلق پروری، دینی شعور و آگہی، خوفِ الٰہی و خشیتِ خداوندی دور اندیشی، مشاہدہ و تجربہ اور علم و دانش کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ کی روشن پیشانی اور نورِ ولایت سے درخشاں و تابناک چہرہ کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے حق پسند مسلمانوں اور باعظمت مسلم رہنماؤں اور دینی پیشواؤں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی جس کے زیر اثر ہر ہوشمند آپ کی مجلس میں اس بات کی تمنا کرتا تھا کہ ؎

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اس میں دو رائے نہیں کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اگر ایک طرف دین و شریعت کے معتمد امام اور اہلسنت و جماعت کے ہمدرد و غمخوار

پیشوا تھے تو دوسری طرف تصوف و طریقت کے بلند پایہ و مایہ ناز مقتدا تھے آپ کی عظیم و جلیل شخصیت پر دنیائے اسلام و سنیت کو بجا طور پر فخر و ناز ہے آپ کی خاموشی پر ہزاروں تقریر و خطابت قربان تھی۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کتاب و سنت کے علوم و معارف پر تحقیقی و گہری نظر رکھنے کے ساتھ ہی ساتھ ایک کہنہ مشق اور عاشق رسول نعت گو بھی تھے آپ کے نعتیہ کلام کا ایک ایک شعر عشق رسول کے گہرے درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہے "سامان بخشش" کے نام سے آپ کا مجموعہ کلام شائع ہو چکا ہے جو ارباب نظر و اہل دل کی مضطرب روح کا قرار و سکون ہے۔ اس کے علاوہ متعدد مسائل پر آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کردار و عمل کے صحیح آئینہ دار اور آپ کے دینی و روحانی مشن کے سچے وفادار نمائندہ تھے آپ نے مذہب و ملت کے عروج و فروغ کی تمام تحریکات کو نہ صرف یہ کہ مضبوط و مستحکم فرما لیا بلکہ اس کو وسیع و ہمہ گیر بنانے کے لئے اپنی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ قربان کر دیا تھا۔

شہزادۂ اعلیٰحضرت مقتدائے اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ آج ہمارے درمیان نہیں لیکن آپکے دینی و روحانی کارناموں نے جو زندہ و تابندہ نقوش چھوڑے ہیں اس کی روشنی و تابندگی صبح قیامت تک ماند پڑ سکتی ہے اور نہ گردش لیل و نہار اس کو ذہن و فکر سے محو کر سکتی ہے۔ مردان حق اہل اللہ اور مشائخ طریقت کل بھی زندہ تھے، آج بھی زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ؎

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

[illegible]

نقش آیت غوث

۷۸۶

٦٠٢٠	٦٠٣٣	٦٠٣٦	٦٠٣١
٦٠٢٥	٦٠٢٤	٦٠٢٩	٦٠٢٢
٦٠٣٢	٦٠٢١	٦٠٣١	٦٠٢٨
٦٠٢٣	٦٠٣٠	٦٠٣٥	٦٠٢٧

نقش آیت قطب

۷۸۶

٥٥٣٢	٥٥٤٥	٥٥٤٩	٥٥٣٥
٥٥٤٨	٥٥٣٩	٥٥٢١	٥٥٤٦
٥٥٣٤	٥٥٥١	٥٥٤٣	٥٥٣٠
٥٥٤٧	٥٥٢٩	٥٥٢٨	٥٥٥٠

لکھ کر گلے یا بازو میں باندھے یا دھو کر پئے۔ تمام امراض کے لئے مجرب ہے

اے ربِ کن فکاں! نقوش مذکورہ سے استفادہ کا ثواب

مرحوم حاجی قاسم ابن ہاشم ترساتی والا، ہاجرہ بنت موسیٰ داؤد رانا، والا مرحومہ وساؤتھ والے قاسم برادرس

(جن کے مزارات پریٹوریا ساؤتھ افریقہ میں ہیں)

کو عطا فرما!

ان کی تربتوں پر رحمت و انوار کی بارش فرما اور اس کے صدقے میں انہیں بخش دے۔

نیز ہمارے اہل وعیال اور احباب و متعلقین کے ایمان کی حفاظت اور انہیں صحت و عافیت کی دولت سے

مالا مال فرما!

تیرے کرم کا سائل

حاجی محمد عمر حاجی قاسم عفی عنہ پوری منزل

لکشمی داس اسٹریٹ کراچی ۲ (پاکستان)

HAJI MOHD OMAR HAJI QASIM
(KHALIFA KHANWADA-E-BARKATIA)
(ELDER BROTHERS OF-)
AMINA QASIM
356- INDIGO STREET LAUDIUM
PRETORIA - REPUBLIC OF SOUTH AFRICA

یہ اطلاع انتہائی خوش آئند ہے کہ ماہنامہ "استقامت" (کانپور) کا مفتیٔ اعظم ہند نمبر شائع ہو رہا ہے۔ یہ ایک ایسا کار مستحسن ہے جو نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ تمام عالم انسانیت کی فلاح و بہبود
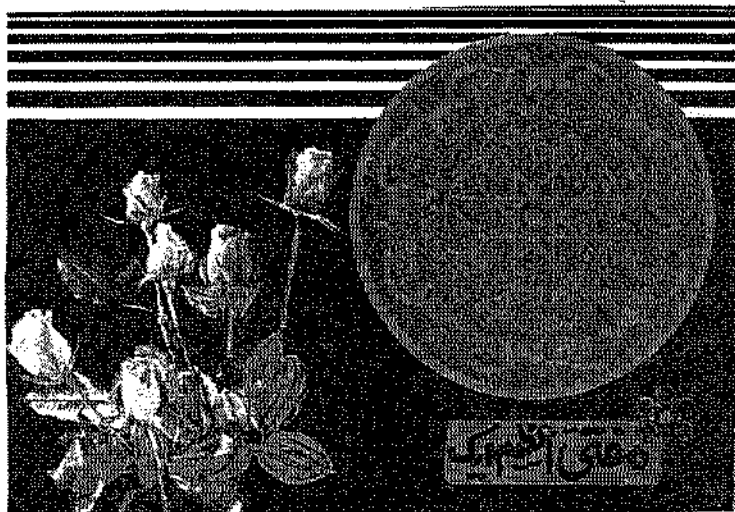
سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے جس سے گم کردگان راہ کو صراط مستقیم مل سکتی ہے اور ان کے بگڑے ہوئے عقائد و اعمال سنور سکتے ہیں اس لئے موصوف کی زندگی اور اس کے کارناموں سے زیادہ سے زیادہ

ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر اختر بستوی لکچرر شعبۂ اردو گورکھپور یونیورسٹی

گورکھپور

کا باعث ہوگا۔

حضرت ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں المقلب بہ مفتیٔ اعظم ہند و المتخلص بہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت و سیرت کا ہر ہر رُخ

لوگوں کو واقف کرانے کی ضرورت ہے تاکہ بیش از بیش افراد کے افکار و کردار کی اصلاح کا سامان ہو سکے۔

مفتیٔ اعظم ہند کی ساری زندگی اتباع شریعت و پیروی سنت میں گذری ان کا زہد و تقویٰ و لیول

جیسا تھا ان کی بزرگی کا وصف یہ تھا کہ وہ صرف ان کی اپنی ذات تک محدود نہیں تھی بلکہ اس کا فیض لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچا دعاؤں اور تعویذوں کے ذریعہ انہوں نے انگنت افراد کے دکھ درد دور کئے اور بے شمار اشخاص ان سے مرید ہو کر روحانیت کی دولت سے مالا مال ہوئے ایسے بزرگ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر اور مشتہر کرنا گویا فیض روحانی کا دریا بہانا ہے۔

بزرگی ہی نہیں بلکہ علم و فضل کے معاملے میں بھی مفتی اعظم ہند دور حاضر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اور ان کی بزرگی کی طرح ان کی علمیت سے بھی لاتعداد بندگان خدا مستفید ہوئے تحریر و تقریر کے توسط سے بھی ان کی بے پناہ علمیت نے اشاعت دین حق کے سلسلے میں زبردست خدمت انجام دیں انہوں نے ہزاروں فتاوے تحریر فرمائے فتاوی مصطفویہ کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں ان کے علاوہ متعدد دیگر تصانیف کی اشاعت بھی عمل میں آچکی ہے۔ تمام تحریریں ان کی علمیت کی مظہر ہیں اور ان سے علم صادق کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیلی ہے موصوف کی زندگی کا بیشتر حصہ دین کی تبلیغ کرنے میں صرف ہوا ایسے عظیم المرتبت عالم اور مبلغ دین کے کارناموں کی تشہیر عوام الناس کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کی رہنمائی کا بھی ذریعہ ہے۔

مفتی اعظم ہند کا حسن سلوک، انکسار، جذبۂ خدمت خلق اور اہل اقتدار و اہل دول سے زیادہ غریب لوگوں کی طرف ان کا جھکاؤ ان کی شخصیت کے انتہائی نورانی پہلو تھے۔ یہ صفات آج کے دور میں عام انسانوں ہی

آستانہ احمد شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ جام کنڈہ شریف

میں نہیں بلکہ دینی مبلغوں اور رہبروں میں بھی مفقود ہیں اور اسی لئے آج کا انسانی معاشرہ صالح قدروں سے محروم ہوتا جا رہا ہے اس صورت حال میں ایسے شخص کی سیرت سے عوام و خواص کو وسیع پیمانے پر روشناس کرانا جو ان اوصاف حمیدہ کا حامل رہا ہو تاریکی میں ایک بقعۂ نور کو عام کرنا ہے۔

مفتی اعظم ہند ایک باکمال شاعر بھی تھے اور وہ بلاشبہ ان شعراء میں شامل تھے جن کے لئے قرآن کا ارشاد ہے "الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت و ذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا" شاعری ایک سحر ہے جو مفتی اعظم ہند جیسے شاعروں کے ہاتھوں میں پہنچ کر "سحر حلال" بن جاتی ہے موصوف کا تخلص "نوری" ان کے کلام کے وصف کا بھی احاطہ کرتا ہے جس کے ثبوت کے طور پر ان کے چند اشعار ملاحظہ

ہوں ـــــہ

طبق پر آسماں کے لکھتا میں نعت شہ والا
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا

ہیں سوا حد سے باہر پھر بھی زاید غم نہیں
رحمتِ عالم کی امت بندہ ہوں غفار کا

برباد نہ ہو مٹی اس خاک کے پتلے کی
اللہ مجھے ان کی خاکِ کفِ پا کرنا

نفسِ بدکار نے دل پہ یہ قیامت توڑی
عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا!

اشعار کی صورت میں ایسے ایسے نوری پیکر تراشنے والے شاعر کے شاعرانہ کمال کو نمایاں کرنا شعر پسندوں ہی کو نہیں بلکہ شاعروں کو بھی روشن اور تابناک راہ دکھاتا ہے۔

غرض یہ کہ مفتی اعظم ہند کی حیات نورانی اور ان کے کارہائے لافانی کے سارے پہلو ایسے ہیں کہ ان پر بھرپور روشنی ڈالنا اور ان سے ہر خاص و عام کو آشنا کرانا ضروری ہے یہ کام تبلیغ کے بڑے بڑے کاموں پہ بھاری ہوگا اور اس سے نہ جانے کتنوں کی دنیا اور عقبیٰ دونوں سنور جائے گی مجھے یقین ہے کہ "استقامت" کا مفتی اعظم نمبر یہ کام بطرز احسن انجام دے گا۔

سوکھی ہے مری کھیتی پڑجائے کرن تیری ٭ لے ابر کرم اتنا تو بہر خدا کرنا

مفتی اعظم علیہ الرحمہ

فوائد مزمل شریف

جو شخص سورۂ مزمل شریف ہمیشہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کی روزی میں وسعت دیتا ہے اور اس کے کاموں کو نیک کرتا ہے۔ ہر مہم کے لئے اس سورۂ مبارکہ کو ہزار بار پڑھے۔ اور روزی اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے کے لئے روزانہ اکتالیس بار پڑھے۔

خدائے غافر و قدیر! سورۂ مذکورہ کی حرمت و عظمت کے صدقے حضور مفتئ اعظم ھند کے درجات میں بلندی عطا فرما! نیز تو اپنے محبوب کے محبوب ابن محبوب کے وسیلے سے مخیر قوم ہمدرد ملت حامی سنت دین پرور علم دوست اور علماء نواز جناب

بابو معین الدین احمد صاحب رئیس اعظم راجگانگپور

کو

اپنی رحمتوں اور برکتوں کا وافر حصہ عنایت فرما اور ان کی دین و ملت کی عظیم خدمات جلیلہ کے بہترین اجر سے انہیں نواز دے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ایک سائل

٭٭٭

سوگوار
نسیم سحر
از: قمر الہدیٰ فریدی
لال پور، مونگیر
مقتدائے اہلسنت جگر گوشۂ اعلیحضرت حضور
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ آل الرحمٰن
مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
رات کا پچھلا پہر تھا۔ میں اپنی کتاب "حرم حسین" کا آخری باب تحریر کر رہا تھا۔ اچانک ایک اذان کی سرگوشی کا احساس ہوا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا ـــــ ارے! یہ تو نسیم سحر ہے!

"کیوں! یہ بے وقت کا آنا کیسا؟ ابھی تو سحر ہونے میں دیر ہے!"

"نہیں، آج سحر نہیں ہوگی۔ آپا تمہیں معلوم نہیں شاید! آج تو صبح ہونے سے پہلے ہی سورج ڈوب گیا!!"

اُس کی آواز میں کچھ عجیب سی اُداسی پنہاں تھی میں نے اُسے غور سے دیکھا۔

اُڑی اُڑی سی رنگت، بکھرے بکھرے سے گیسو غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے پیکرے — سچ بتاؤ! کیا بات ہے؟

نسیمِ سحر اور سوگوار —؟؟!!!

جانے کیوں میرے اس سوال پر وہ کچھ اور غمزدہ ہوگئی!

"خوشیوں کا کیا وہ تو مرنے کے لئے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ ایک نہ ایک دن تو بہاروں کا سوگ منانا ہی پڑتا ہے"

اُس کا لہجہ ارمانوں کے لہو میں بھیگا ہوا تھا۔ سرِ مژگاں دو چار قطرۂ اشک بھی لرز رہے تھے، آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں، رُخِ روشن پر جابجا غموں کے سائے لرز رہے تھے اور ہمیشہ مسکراتے رہنے والے ہونٹ کسی نامعلوم جذبہ سے تھر تھرا رہے تھے۔

نادان! یہ تو نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ اتنا بھی نہیں جانتی کہ تیرے قدموں کی آہٹ سے فطرت کا سویا ہوا حُسن جاگ اٹھتا ہے۔

اگر تو اسی طرح تصویرِ غم بنی رہی تو آسمان شفق آلود کیسے ہوگا؟ غنچوں کو دھیرے دھیرے آنکھیں کھولنے کا سلیقہ کون بخشے گا؟ طائروں کو چہچہانے کا شعور، آبشاروں کو نغموں کا ترنم کون دے گا؟ صبح کا اُجالا کس کے عارض پُر نور سے نمودار ہوگا؟"

"بھیا! آج مجھے کچھ نہ کہو! آج میرے دل میں درد کچھ اور سوا ہوتا ہے۔"

"ارے واہ! اب تیرے دل میں بھی درد ہونے لگا!؟ میں نے تو سنا تھا تیرے سینے میں دل ہی نہیں ہے!"

میں نے اُسے قصداً چھیڑا — "ابھی کچھ دنوں قبل مراد آباد میں جو قتلِ عام ہوا تھا۔ اور اس سے ذرا پہلے جمشید پور میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی تھی، اور ادھر چند ماہ قبل بہار شریف میں جو خون خرابہ ہوا تھا، اُس موقع پر تو ہندوستان ہی میں تھی نا! دیکھا نہیں تو کم از کم سُنا ضرور ہوگا، روئی بھی تھی —؟؟؟

کہتے ہیں انسانیت کی بے آبروئی پر حیات پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی اور درد کی انجمن میں رنج و الم کے نہ جانے کتنے بجھے چراغ جل اُٹھے تھے۔

مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تیرے چہرے پر تبسم کی کہکشاں حسبِ دستور جگمگاتی رہی تھی، تیرے خرامِ صبح گاہی میں تو کوئی فرق نہیں آیا تھا—!! لیکن آج .....؟؟؟

"ہاں آج ... ضبط کا دامن ہاتھوں سے چھوٹ رہا ہے۔ انسان کے قتلِ عام پر درد کو صبر کی قبا پہنانا ممکن ہے مگر عظمتِ آدم کے ایک نقیب کی موت پر دل کو بہلانا بہت مشکل ہے — یہ صدمہ بہت بھاری ہے میرے بھائی! بہت بھاری!!

آج تو بچھاڑ رہا ہے اشاروں کہ دل کی دنیا

ساری کی ساری عظمتوں کے سیلاب میں ڈوب جائے!"

کہتے کہتے وہ یکایک چپ ہوگئی۔ اس کی آواز درد میں ڈوبی ہوئی تھی۔ چہرہ آنسوؤں میں بھیگا ہوا تھا۔

ذرا رک کر وہ پھر بولی۔

"تم ایسا نہ سمجھنا کہ اس سے قبل میں کبھی روئی ہی نہیں! نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ ہاں! مگر اب جب سے زمانہ نے اپنا رخ بدلا ہے، اور قتل و غارت گری آدم کی اس دھرتی کا معمول بن گئی ہے، پتھروں کے شہر میں شیشۂ دل ٹوٹ گیا ہے۔ اب میں کرب ذات کے ہر سانحہ سے ہنس کر گزر جاتی ہوں کیونکہ تم لوگوں نے اس دنیا میں جینے کے لئے چہرے پر تبسم کا جھوٹا نقاب لگانا بنیادی شرط قرار دے رکھا ہے!

لیکن کیا آج، انسانیت کے ایک مسیحا کے الوداعی رسوم کی ادائیگی کے بعد بھی مجھے اس کی یاد میں دو اشک بہانے کی اجازت نہیں ملے گی؟

کیا آج بھی . . . . مجھے . . . ." اس کی آواز غموں کی رہگذر میں جانے کہاں بھٹک گئی۔ اور میرا دل انجانے اندیشوں سے دھڑک اٹھا۔ یاالٰہی! خیر! یہ کیا حادثہ ہوگیا۔ کون لحد کی آغوش میں سوگیا۔ کس کی جدائی کا صدمہ نسیم سحر سے سہا نہیں جاتا!

میں نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا۔

"مگر یہ تو بتاؤ! آخر بات کیا ہے؟ کون خدا کو پیارا ہوگیا؟ کس کا غم تیرے دل کو تڑپا رہا ہے؟"

"تمہیں نہیں معلوم!!؟ احساس کی سرزمین پر زلزلہ آئے دو دن ہوگئے۔ یہ تیسری رات ہے۔

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء

بدھ کا دن گزار کر جمعرات کی شب ایک بجکر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

"ارے!" میرے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا۔

پھٹی پھٹی آنکھوں سے میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔

تو کیا سچ مچ دنیائے سنیت یتیم ہوگئی۔

آہ! تمہیں معلوم نہیں شاید!
آج تو صبح ہونے سے پہلے ہی
سورج ڈوب گیا!!

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں کا لخت جگر، ملت اسلامیہ کی آنکھوں کا تارہ اور عرفان و آگہی کی کائنات کا روشن ستارہ جسے دنیا حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں کے نام سے جانتی ہے اور عقیدت و شوق کی کائنات حضور مفتی اعظم ہند کے لقب سے یاد کرتی ہے

کیا واقعی وہ رخصت ہوگئے

وہ جو تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے اور علم و دانش کے ایک آفتاب تھے۔ لاکھوں بندگانِ خدا نے جن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ہزاروں علمائے کرام کو جنہوں نے سندِ خلافت سے نوازا تھا۔ تین سال سے ضعیفی نے انہیں خانہ نشین کر دیا تھا لیکن ملک کا گوشہ گوشہ پھر بھی ان کی ضیاء سے منور ہوتا رہا۔ شمع ایک جگہ جلتی رہی، پروانے دور دور سے کھنچے چلے آتے رہے ؂

ہم نشیں تو نے کہیں تو انہیں دیکھا ہوگا
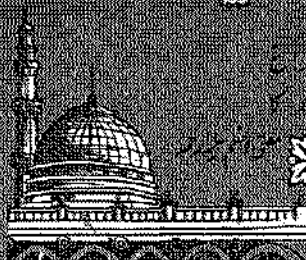
چاندنی جیسا بدن، چاند سا چہرہ ہوگا

قد متوسط، جسم منحنی، چہرہ کشادہ، رنگ گورا، چشم پاک سرمئی، ناک لمبی ابھری ہوئی، مونچھیں بہت گھنی، داڑھی مبارک سفید زلف معتبر لبنہ۔ دست پاک روئی کے گالے کی مانند نرم، لباس مبارک سفید، پائجامہ چار کلیہ (علیگڈھی) کرتا لمبا، صدری، سر پہ عموماً بادامی رنگ کا عمامہ، یہ ہے اس ماہتاب ولایت کا مبارک حلیہ !!

آج سے تقریباً نواسی سال قبل بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں بریلی شریف کی سرزمین پر انہوں نے جب آنکھیں کھولی تھیں تو دنیائے سنیت میں کتنی خوشیاں منائی گئی تھیں۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو تہنیت و مبارکباد دیئے تھے۔

"لو بھئی۔ امام احمد رضا کے گھر ایک اور چراغ جل اٹھا!"

"محمد" کے نام پر آپ کا عقیقہ ہوا اور "مصطفے رضا" عرف قرار پایا۔ جب ذرا ہوش سنبھالا تو فاضل بریلوی نے علم و حکمت کے گوہر آبدار چننے کا کام سپرد کیا۔ کچھ ہی دنوں میں درسیات پر کامل دستگاہ حاصل کرلی۔

پھر طریقت کی بزم میں قدم رکھا۔ شریعت نے "مفتئ اعظم ہند" کے لقب سے نوازا۔ فضل خداوندی نے طالبان حقیقت کا قبلۂ مقصود بنادیا۔ اور دردِ دل نے وادئ شعر و سخن میں گلشن نعت کی نازک کلیاں چننے کا بے انتہا خوبصورت طریقہ و سلیقہ بخش دیا۔ نوری تخلص اختیار فرمایا اور عشق و اخلاص کی دلکش چاندنی میں بیٹھ کر سدا بہار نغمے گنگنائے !

یہ خوبصورت اشعار آپ ہی کے تو ہیں !

میں شاہ نشیں ٹوٹے دل کو نہ کہوں کیسے
ہے ٹوٹا ہوا دل ہی اس شاہ کا کاشانہ
سنگ در جاناں پہ کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ
آباد اسے فرما ویراں ہے دل نوری
جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔

"ہم لوگوں کی پوری پوری رات بلکہ مہینوں کی شعلہ بار تقریریں اصلاح عقائد اور جوش عمل کا وہ کام نہیں کرپاتی ہیں جو کہ حضور مفتئ اعظم ہند کی ایک نگاہ اثر انگیز کر دکھاتی ہے۔"

بے شک ولی کی یہی شان ہے کہ وہ جس کی طرف توجہ فرمادے اس کے دل کی دنیا بدل جائے !

حضور مفتئ اعظم ہند بھی ایک ایسے ہی خدا رسیدہ بزرگ تھے کہ جو آپ کی بارگاہ میں ایک بار حاضر ہوگیا ساری زندگی پکارتا رہا ہے

جن کے سرتا بہ قدم فصل بہار آیا ہوں

مفتی اعظم علیہ الرحمہ
جس نے جو مانگا وہ پایا اور بے مانگے دیا
پاک منہ پر حرف آیا ہی نہیں انکار کا
برائے تجارت وترقی روزگار
یہ عمل تجارت وترقی روزگار کے لئے عجیب تاثیر رکھتا ہے. ترکیب بعد نماز عشاء
یَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب ۵۰۰ مرتبہ
ایسی جگہ کھڑے ہوکر برہنہ سر کہ سایہ کسی چیز کا سر پر نہ ہو پڑھے. اول آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف
پڑھے انشاء اللہ کامیابی مقصد میں ہوگی۔
اے خدائے رزاق!
متذکرہ بالا دعا کا ثواب مرشدی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی
بارگاہ میں پہنچا دے اور مرشد برحق کے طفیل ——— ہمارے کاروبار میں خیر و برکت
اور درجات میں ترقی عطا فرما۔
گدائے نوری
محمد احمد قریشی رضوی
تاجر چرم
حسن پور نالا روڈ — راورکیلا
اڑیسہ

کعبۂ اقصیٰ و عرش و خلد میں نور ہی مگر
ہے نرالا سب سے عالم جلوہ گاہِ یار کا
مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ
برائے جمیع مہمات
اوّل ۱۱ بار درود شریف، کلمہ تمجید ۱۱ بار، یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
۱۱ بار بعدہٗ سورۂ الم نشرح ۴۱ بار، پھر سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے عروج ماہ
میں جمعرات سے شروع کرے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ پڑھنے سے جملہ مہمات حسب منشا حل ہونگے
تجربہ و آزمودہ ہے
خالق کائنات
ان اوراد و وظائف کی بقا و سلامتی تک ان کا ثواب
حاجی عبد العزیز حاجی ہاشم صاحب (مرحوم)
... کو رحمت فرما ...
(اور) ان کے گناہوں کو بخش دے نیز ....
ادارۂ استقامت کی عدیم النظیر، تاریخ ساز اور لاجواب پیشکش
مفتی اعظم نمبر کو دوام اور قبولیت عام عطا فرما۔ آمین
ادارۂ استقامت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے
رب کریم کی رحمتوں کا طالب
حاجی محمد امین
گلیکسی فارما ۳۶۳۔ جواہر مارگ، اندور، ایم پی
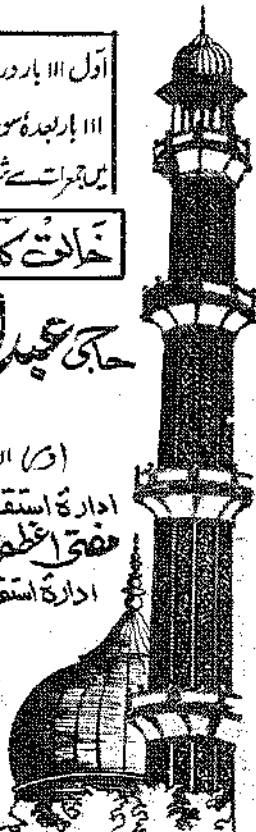
چنانچہ تیری محفل میں گزار آیا ہوں

آپ کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ فنکا ہوں کے سامنے اگر کوئی خلافِ شرع بات ہو، تو کیے بغیر نہیں رہتے۔

"ارے، یہ کیا! آپ نے اس انگلی میں کیا پہن رکھا، یہ تو سونے کی انگوٹھی ہے۔ لاحول ولا قوۃ!
توبہ کیجئے! سونے کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ آپ مسلمان ہو کر حکم رسول کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟"

سننے والے نے خاموشی سے انگوٹھی اتاری اور جیب میں رکھ لی۔

"بہت خوب! گھر جا کر پھر پہن لیجئے گا —— ہے نا ——؟"

"نہیں حضور! اب نہیں۔ توبہ کرتا ہوں، وعدہ کرتا ہوں ——!"

چلئے۔ وعدہ کر لیا، توبہ کر لیا، حضور مفتی اعظم ہند کے چہرۂ پُر نور پر مسرت کی کرنیں پھیل گئیں۔ اب وہ آپ کو بڑے پیار سے نصیحتیں فرما رہے ہیں، شریعت کا پیچ پیچ سمجھا رہے ہیں، علم و آگہی کے موتی لٹا رہے ہیں، مجلس میں خاص و عام سب حاضر ہیں، جس کا جتنا ظرف ہے اُسی انداز سے فیضیاب ہو رہا ہے!

حضور مفتی اعظم ہند تشریف فرما ہیں، محفل آراستہ ہے لوگوں کی آمد و رفت جاری ہے، عقیدت مند مرادیں لیکر آ رہے ہیں اور خدا کے فضل سے جھولی بھر کر جا رہے ہیں!

اسی ماحول میں ایک آدمی عرض کرتا ہے، حضور میرے بیٹے کی طبیعت ہمیشہ ناساز رہتی ہے، کھانسی سردی، بخار . . .؟"

"ابھی تمہیں تعویذ دیتے ہیں، یہ لو! اسے گلے میں ڈال دینا، اسے بازو پر باندھ دینا۔ اللہ شفا دے گا اور ہاں! یہ ایک نسخہ بھی لکھ لو، اسے بھی استعمال کرانا۔"

یہ نوازش دیکھ کر سائل کو اپنی بچی کا خیال آیا۔ سوچا اُس کے لئے بھی کچھ لے لیں۔ مدعا عرض کیا۔ سرکار نے دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے اور تعویذ عطا کیا۔

بہت زحمت دی ہے حضرت کو! اب ان کے روبرو زبان نہیں کھلتی لیکن دل چاہ رہا ہے، اپنے کاروبار کے لئے بھی کوئی نقش مانگ لیں، مگر کیسے کہیں؟ کہیں خفا نہ ہو جائیں ——؟

اچھا کل ہی!

نہیں —— آج ہی!!

ڈرتے ڈرتے تمنا گوشِ گزار کی جاتی ہے۔

آپ مسکرا پڑتے ہیں۔ اچھا! یہ بھی لے لو!

سبحان اللہ کیا لطف، و کرم ہے! غیر مسلم بھی آ رہے ہیں انہیں بھی تعویذ دیا جا رہا ہے مگر انکے لئے ایک نقش الگ سے اور بھی ہے، یہ ہے ہدایت کے لئے۔ خدا انہیں راہِ راست نصیب فرمائے اس مقصد کے لئے ——!

اللہ اکبر! انسانیت کا آنا درد! کاش کہ خدمتِ خلق کا یہ جذبہ ہر مسلمان کو عطا ہو جائے۔

اور کبھی! آدابِ میزبانی تو کوئی ان سے سیکھے ضعیفی اور پیرانہ سالی کے باوجود ایک ایک مہمان سے

دریافت فرما رہے ہیں آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں، آپ کو کوئی حاجت تو نہیں ؟"

مخدوم کی اس خدمت پر خادموں کو حجاب آرہا ہے۔ "حضور! آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں، ہم بہت اچھی طرح ہیں"۔

لیکن اس یقین دہانی کے باوجود آپ باز نہیں آتے! خیر یہ تو اس وقت کی باتیں ہیں جب آپ خود سے چل پھر لیتے تھے۔ ادھر بہت دنوں سے بغیر سہارے کے دو قدم چلنا تو کیا چند سکنڈ کھڑے رہنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اس عالم میں بھی فرض نماز ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے

پر رہتی ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے ساری خدائی اس کی ہو جاتی ہے اسی لئے تو میں اکثر کہا کرتا ہوں جو اپنی مرضی کو خدا اور رسول کی رضا کے سانچے میں ڈھال دے اس کی سیرت ہی کرامت ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی تو ایسے ہی تھے۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر شریعت کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

سنا ہے جب آپ نے دوسرے حج کا ارادہ فرمایا تو اس وقت پاسپورٹ پر تصویر کا ہونا لازمی قرار دیا جا چکا تھا۔

دل عشق پیشہ کا اصرار تھا — محبوب کے گھر چلو!

اب کون درد کے ماروں کو دوا دیگا کہ وہ مسیحا بچھڑ گیا جو درد کا درماں تھا ——————

ادھر نماز ختم کی، ادھر جسم ڈھلک گیا۔ اخدا جانے تھوڑی دیر کے لئے یہ طاقت کہاں سے آتی ہے اور پھر کہاں چلی جاتی ہے؟

میاں! یہ سب اللہ والوں کی باتیں ہیں، اللہ والے ہی جانیں۔ مفتیٔ اعظم ہند کی وہ کرامت تم نے سنی کہ نہیں؟

"وہ ......"

"ارے! چھوڑو بھی جو سراپا کرامت ہو اس کی کسی ایک کرامت کا کیا تذکرہ!

ویسے کراماتِ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی ایک کتاب بھی شائع ہوئی ہے ابھی تو اور بھی بہت سارے حقائق منظر عام پر آئیں گے — مگر بھائی! میری نظر تو ہمیشہ اس حقیقت

تقویٰ کہہ رہا تھا — تصویر کھنچوا کر نہیں جائیں گے"۔

اسی کشمکش میں دن گزرتے گئے۔ اضطراب بڑھتا گیا۔ آخر جذبۂ صادق رنگ لایا۔ ۱۳۹۱ھ میں سعودی عرب اور حکومتِ ہند دونوں طرف سے بغیر تصویر کا پاسپورٹ جاری ہو گیا۔

اسے کہتے ہیں عشق و اخلاص کی کرشمہ سازی!

میں خیالوں کے بحرِ بیکراں میں ڈوبتا چلا جا رہا تھا ایک ایک کر کے نہ جانے کتنی ساری باتیں یاد آرہی تھیں۔

اچانک مجھے اپنے شانے پر ایک بہت ہی لطیف لمس کا احساس ہوا۔ اور تصور کا آئینہ دھندلا گیا۔!

یہ مہ و خورشید یہ ستارے چرخ کے فانوس ہیں
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
شمع روشن ان میں ہے جلوہ ترے رخسار کا
حصول عفو وعافیت کیلئے
دارین میں عفو وعافیت اور دشمنوں پر فتح وظفر کے لئے یہ جامع دعا ہمیشہ پڑھا کریں۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۝
اس دعا کے ساتھ ادارۂ استقامت کے تاریخ ساز مفتی اعظم نمبر کے ذریعے ہم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ اقدس میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور بارگاہ ایزدی میں عرض کناں ہیں کہ ہمیں صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے گھر میں خیر و برکت اور کاروبار میں بڑھاوا دے۔
عرض کرتے ہیں
جناب محمد اکبر خان
آصف پلاسٹک
کے۔ کے روڈ۔ رائے پور۔ (ایم پی) فون ۲۵۴۴۶
ASIF PLASTIC
DEALERS IN : IRON SCRAP, COKE & PLASTIC SCRAP.
K. K. ROAD, RAIPUR (M. P.)

وِرد
سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رات کو سوکر دو یا چار یا چھ رکعت جسقدر بھی پڑھ سکے نماز نفل بعجز و نیاز تمام
پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ بجالائے اور اسمیں یہ تسبیح عَبْدُکَ بِفِنَائِکَ مِسْکِیْنُکَ بِفِنَائِکَ
سَائِلُکَ بِفِنَائِکَ فَقِیْرُکَ بِفِنَائِکَ جسقدر پڑھا جائے بحضورِ قلب تمام پڑھے۔ حضرت طاؤس جو
اس ورد کے راوی ہیں فرماتے ہیں قسم اللہ کی میں نے کسی مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ
کے ساتھ نہیں پکارا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو مجھ سے کھول دیا اور دور فرمایا۔
اے خدائے قادر و قیوم: اس ورد مخصوص کا ثواب
حجانی سبحانی بائی مرحوم، حجانی خیرالنساء مرحومہ، حاجی غلام رسول مرحوم
جنت بی مرحومہ، غلام حسین بھائی مرحوم اور اسمٰعیل بھائی مرحوم کی ارواح
کو عنایت فرما اور اس کے صدقے میں ان حضرات کی دائمی مغفرت فرما۔
طالبِ کرم
چاندو بھائی رضوی (سائیکل والا)
اودا پورہ، اندور
یوپی
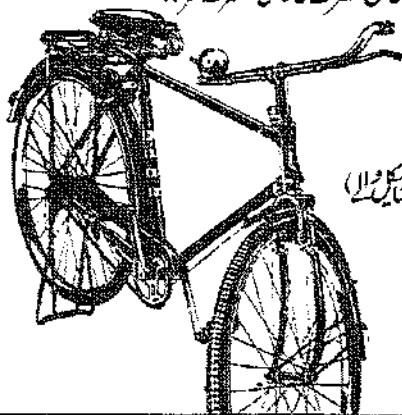
میں نے سر اٹھا کر دیکھا ــــ نسیم سحر میرے اوپر جھکی مغموم نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی ــ اس کی آنکھیں ــ اُف اخدایا!! یکایک مجھے اپنا سارا وجود لرزتا ہوا محسوس ہوا۔ اور میں شدت رنج و غم سے رو پڑا۔

ذرا دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو ٹوٹی ہوئی آواز میں نسیم سحر سے میں نے پوچھا۔

"مگر تمہیں کیسے اطلاع ہوئی؟"

وہ بولی ــــ!

"ارے! یہ بات تو ٹیلیفون، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ آگ کی طرح ساری دنیا میں پھیل چکی ہے"

مجھے اپنی بے خبری پر بہت افسوس ہوا۔ اردو اخبار ادھر آتے نہیں، ریڈیو کا میں شوقین نہیں اور ٹیلیفون سے ایک غریب کے گھر کو کیا واسطہ؟

پھر یہاں کا ماحول بھی ذرا دوسری قسم کا ہے!

افسوس! اتنا بڑا حادثہ ہو گیا اور مجھے آج خبر ہوئی!

تمہیں واقعات کی کچھ تفصیل معلوم ہو تو سنادو! بڑا کرم ہوگا ــ بجھے ہوئے دل اور شکستہ آواز میں نسیم سحر سے میں نے درخواست کی ــ!

وہ بولی ــــ!

۱۴ر نومبر ۱۹۸۱ء جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو غسل دیا گیا۔

نو محلا مسجد کے قریب اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی!

جلوس جنازہ اور نماز جنازہ میں ایران، افغانستان، متحدہ عرب امارات، لیبیا، مصر، تھائی لینڈ کے سرکاری اور مذہبی نمائندے، پاکستان کے سفیر عبد الستار اور ملک و بیرون ملک کے طول و عرض سے آنے والے لاکھوں انسانوں نے شرکت کی۔

حضور مفتی اعظم ہند کی خواہش تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز کوئی آلِ رسول پڑھائے۔

چنانچہ نمازِ جنازہ شیخ المشائخ حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی۔ نماز کے بعد جنازہ محلہ سوداگران کی طرف روانہ ہوا۔ تقریباً دس لاکھ انسانوں کا سوگوار ہجوم پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

عمارتوں کی چھتوں پر پچاسوں ہزار برقعہ پوش عورتیں اور بچے تھے جن کی آنکھوں سے اشکوں کا طوفان اُمنڈ رہا تھا' آخری دیدار کے لئے کھڑے تھے!

دس پندرہ منٹ کا راستہ کثرت ہجوم کے سبب تقریباً چار گھنٹہ میں طے ہوا۔

قبر مبارک خانقاہِ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران میں حضرت کے پدر بزرگوار فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پہلو میں تیار کی گئی تھی۔

ٹھیک سوا چھ بجے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا جسد اطہر لحد مبارک میں اُتارا گیا۔

مٹی دینے کے بعد سب سے پہلے اذان پکاری گئی پھر صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ اخیر میں نبیرۂ اعلیحضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے دعا مانگی۔

اُس وقت کا منظر کچھ مت پوچھیے ــ سارا مجمع اشک بار تھا۔ دل خون ہو رہا تھا اور کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔

تب سے اب تک اعلیٰحضرت اور مفتیٔ اعظم کے مزار پر فاتحہ خوانی کا سلسلہ جاری ہے۔

عزیزوں، اقارب اور ارادت مندوں کا اضطراب دیکھ دیکھ کر بے قراری بڑھتی جا رہی تھی۔ مجھ سے وہاں زیادہ دیر ٹھہرا نہیں گیا۔

آنکھوں کے دو پیالے نذر کرکے میں چل پڑی۔ دل کا عجیب حال ہے۔ سوچتی ہوں ــ چار دن کی یہ زندگی ــ کتنی مختصر ہے۔ کاش ہمیں یہ زندگی بھی نہ ملتی! اور اگر ملی ہی تھی تو سینہ میں بجائے دل کے پتھر کا کوئی ٹکڑا ہوتا۔

تھا۔ اور پھر جانے کیا ہوا ــ

شاید صبح ہو گئی!

لیکن ابھی آفتاب نہیں نکلا تھا ــ !!

میں کرسی پر بیٹھا فضا میں کھوئے جا رہا تھا میل پر قلم رکھا۔ حزم حسین کے اوراق ہوا کے جھونکوں سے پھڑپھڑا رہے تھے۔ اچانک کسی نے میرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے مجھے آواز دی۔

چونک کر میں نے سر اٹھایا ــ سامنے امی کھڑی تھیں۔ "کیوں؟ کیا سوچ رہے ہو؟ بہت ڈھیر سارا لکھ ڈالا ہے۔ کیا ساری رات جاگتے ہی رہے؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا ــ ان کے لہجہ میں

یہ صدمہ بہت بھاری ہے میرے بھائی! بہت بھاری! آج تو جی چاہ رہا ہے اتنا روؤں کہ دل کی دنیا ساری کی ساری آنسوؤں کے سیلاب میں ڈوب جائے!!

کہ کسی کی جدائی کے صدمہ سے ڈوبتا نہیں ــ کسی کی یاد میں دھڑکتا نہیں۔ کسی کے غم میں روتا نہیں ــ کسی سے مل کر اس کی الفت میں گرفتار نہ ہوتا ــ اور کسی کے بچھڑنے پر اُس کے غم میں دیوانہ نہ ہوتا!

کاش . . . . !!"

وہ بول رہی تھی، اور مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی چلی جا رہی تھی ــ وہ بولتی رہی ــ اُس کا لہجہ دل کے درد میں ڈوبا ہوا تھا ــ پتہ نہیں وہ کیا کیا کہتی رہی ــ میں اپنے آپ میں تھا ہی کب۔ جو اس کی باتیں سن سکتا ــ میرا ذہن دھواں دھواں ہو رہا

ممتا کی خوشبو تھی، پھولوں کی تازگی تھی، ہواؤں کی سبک خرامی تھی۔

میں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"امی! آپ نے سُنا؟ حضور مفتیٔ اعظم وصال فرما گئے۔ دنیائے سنیت یتیم ہو گئی۔ اب کون ملت کے آنسو پونچھے گا؟ اب کون درد کے ماروں کو دوا دے گا کہ وہ مسیحا بچھڑ گیا جو درد کا درماں تھا!

آفتابِ علم و فضل غروب ہو گیا۔ اب ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے"

میں بے اختیار سسک پڑا۔ ان کی آنکھوں میں

منقبت

محمد محب الرحمٰن رضوی
سہسوانی

قطعہ

مشعلِ راہِ طریقت باغِ نوری کی کلی
رہبرِ راہِ شریعت لختِ دل مولیٰ علی
ہو بہو تصویر ہیں احمد رضا کی اے محب
حضرتِ مفتیٔ اعظم پرتوے سیف جلی

درودِ رحمتِ ربی کا چشمہ مفتیٔ اعظم
فرازِ فیض کوثر تھے سراپا مفتیٔ اعظم

کشودِ خسا درِ حق گر زمانہ ہوتا جاتا ہے
زحل کی تیرگی میں تھے اُجالا مفتیٔ اعظم

ہر اک گلزار کو بخشی ہے بوئے سنّیت جس نے
امامِ اہلسنت کا وہ پیارا مفتیٔ اعظم

شہادت دے رہا ہے غنچہ غنچہ باغِ سنت کا
ہمارے حسن کو تم نے نکھارا مفتیٔ اعظم

ترازوحق و باطل کی اٹھائی ہاتھ میں جس نے
کیا ہے سنتِ فاروق زندہ مفتیٔ اعظم

ہوئی انوار کی بارش طفیلِ حضرتِ نوری
بفیضِ غوث یہ پایا ہے رتبہ مفتیٔ اعظم

نہ ہوتا سایۂ احمد رضا گر اہلسنت پر
کہاں ہم ڈھونڈنے جاتے سہارا مفتیٔ اعظم

مشامِ جاں معطر ہوتا ہے خاکِ بریلی سے
جہاں جھنڈا ہوا اونچا تمہارا مفتیٔ اعظم

گدا ہے تیرے گھر کا یہ محبؔ خالی نہ جائے گا
پئے احمد رضا کردو اشارہ مفتیٔ اعظم

بھی اشک اُمنڈ آئے۔
ذرا رک کر وہ آہستہ سے بولیں۔
"بیٹا! عزمِ حسین کی کہانی لکھتے ہو اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ مسیحا کبھی نہیں مرتا۔!
ملت کے ناخدا کی موت' قوم کی حیات ہے
سورج ڈوب بھی جائے تو کیا' وہ دنیا سے دور چلا جاتا ہے؟ یاد رکھو سے

جہاں میں مردِ حق ہیں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے
پروردگارِ عالم حضور مفتیٔ اعظم ہند کو اپنی رحمتِ خاص سے نوازے آمین۔

(مولانا اسلم بستوی شیخ الحدیث مدرسہ انوار القرآن بلرامپور)

عالم اسلام کی عظیم المرتبت شخصیت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان پورے عالم اسلام کو سوگوار چھوڑ کر جوار رحمت میں پہنچ گئے، لیکن جہاں اپنے پیچھے دین و ملت کے لئے اپنی خدمات جلیلہ روحانی برکتیں کشف و کرامات کی عظیم یادگاریں چھوڑ گئے (جو ہمارے لئے مشعل راہ اور سرمایۂ حیات ہیں) وہیں اپنی مجلسی گفتگو کی کچھ ایسی یادیں بھی چھوڑ گئے ہیں جو سراپا ظرافت لسانی، لطیف طنز یا برجستگی و شگفتہ کلامی پر مبنی ہیں ذیل میں ایسے ہی واقعات قارئین استقامت کی ضیافت طبع کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ (اسلم بستوی)

جان نہیں لحاف

موسم سرما کی ایک سرد رات تھی کہ ایک اجنبی شخص آپ کا مہمان ہوا آپ نے (حسب عادت کریمہ) مہمان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے کے بعد اپنے داماد جناب ساجد علی خاں مرحوم سے فرمایا۔

"مہمان کے لئے بستر اور لحاف کا انتظام کردیا؟"

اس کے جواب میں ساجد علی صاحب نے اپنی روایتی ظرافت لسانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "مہمان کے لئے بستر و لحاف کیا، جان بھی حاضر ہے۔"

اس پر آپ نے ارشاد فرمایا "مہمان بھلا تمہاری جان لے کر کیا کرے گا؟ اوڑھے گا، یا بچھائے گا؟

مہمان کو تمہاری جان کی نہیں بلکہ بستر و لحاف کی ضرورت ہے۔"

پچاس کمروں پر مشتمل فیض العلوم جمشید پور کا ہوسٹل، فیض العلوم ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ اور فیض العلوم اردو ہائی اسکول کی عالی شان عمارت

نوٹ: ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا اسلم بستوی جماعت اہلسنت کے لئے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فاضل عالم شعلہ بار مقرر عمدہ اور مایۂ ناز مفسر بے نظیر مدرس شالی شاعر لاجواب قلم کار و اصلاحی افسانہ نگار کیا انہیں اوصاف کے پیش نظر اگست ۸۲ء کی عالمی نعت کانفرنس کراچی میں شرکت کے لئے علامہ موصوف کو امتیازی طور پر مدعو کیا گیا۔
اللہ کرے زور قلم اور زیادہ
(مدیر)

حسن امتزاج

نائب مفتی اعظم حضرت مولنا مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بریلی کے مضافاتی علاقے میں حضور مفتی اعظم کی سرپرستی میں کوئی دینی اجلاس ہونا تھا جس کا اشتہار ناظم جلسہ نے مجھ سے ترتیب دلوایا میں نے جملہ مدعو مقررین کے نام مع القاب تحریر کرنے کے بعد ساتویں نمبر پر اپنا نام اسطرح لکھا۔ ⑦ فقیر امجدی۔ اور اشتہار منتظم کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ ساتواں نام چونکہ میرا ہے اس لئے میں نے اپنے منہ میاں مٹھو بننا پسند کرتے ہوئے اپنے آپ کو کچھ نہیں لکھا تم خود ہی میرے نام کے ساتھ مناسب اضافہ کر لینا، منتظم نے ذہانت وسعادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اثبات میں بار بار گردن ہلاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے ٹھیک ہے اتنا تو میں کر ہی لونگا"

کچھ دنوں کے بعد جب وہ اشتہار چھپ کر آیا تو دیکھا اس میں لکھا تھا ⑦ فاضل گرامی حضرت مولنا فقیر امجدی صاحب" میں اشتہار لیکر حضور مفتی اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "حضور! اشتہار میں نمبر ۷ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت نے دیکھا چہرے

وہ نور دے مرے پروردگار آنکھوں میں
کہ جلوہ گر رہے رُخ کی بہار آنکھوں میں
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
ان پہ روشن ہے جو لگاتے ہیں
اس سے اندھے بھی نور پاتے ہیں
تاجدار سرمہ کمپنی بریلی کا خاص تحفہ
سُرمہ نوری
سُرمہ ممیرہ
جس پر اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے دم فرمایا اور فائدے کے لئے دعا فرمائی اور تا حیاتِ ظاہری صرف اسی سرمہ کو اپنی مبارک آنکھوں میں جگہ دی جس کو ہم طویل تجربہ کے بعد طبی اصولوں پر تیار کرتے ہیں۔ جس کے روزانہ استعمال سے آنکھیں ہر مرض سے محفوظ رہتی ہیں۔ خصوصًا موتیا بند جیسے خطرناک مرض کو آنکھوں کے قریب نہیں آنے دیتا۔
نوٹ: ہر شہر میں صرف ایک ایجنسی کے لئے ہم سے فورًا رجوع کریں پتہ صاف تحریر فرمائیے۔
حافظ محمد جان محمد عثمان
تاجدار سرمہ کمپنی
تاجدار بلڈنگ ۳۳ زکاتی اسٹریٹ
بریلی فون

پر سرور کی ایک لطیف سی لہر نمودار ہوئی اور ارشاد فرمایا "مفتی صاحب! یہ ستم ظریفی نہیں بلکہ آپ کی خاکساری اور آن کی دیانت داری کا ایک حسین امتزاج ہے۔

کچھ نہ سمجھے

ٹکسی پور کے سالانہ جلسے کے موقع پر شعرائے اسلام جناب بیکل اتساہی، راز الہ آبادی، اجمل سلطانپوری وغیرہم کے درمیان غالب کے اس متنازع فیہ شعر

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

کے مفہوم پر بحث چل رہی تھی جب کافی بحث و تمحیص کے باوجود بھی اس کا کوئی واضح مفہوم متعین نہ ہو سکا (واضح رہے کہ غالب کے اس شعر پر بڑے بڑے نقاد بھی جھک مارتے رہے مگر کسی ایک مفہوم پر متعین نہ ہو سکے) تو یہ لوگ حضور مفتیٔ اعظم کی خدمت میں رجوع ہوئے، آپ نے یہ شعر سنتے ہی ارشاد فرمایا۔

"آپ لوگ خواہ مخواہ کے لئے الجھے ہوئے ہیں غالب بیچارے نے اپنے اس طرح کے تمام اشعار کا مطلب تو خود ہی اپنے ایک دوسرے شعر میں اس طرح حل کر دیا ہے ؎

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

روئے آسمان

جماعت اسلامی کے بانی مولوی ابوالاعلیٰ مودودی جو اپنے سفسطائی طرزِ استدلال کی بدولت پڑھے لکھے اور ذہین لوگوں کو (جو دینی شعور سے یکسر نابلد تھے) کافی متاثر کر دیا تھا، مودودی نے صحابۂ کرام کی ذات گرامی تک کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھا اور زندگی بھر اسلاف سے لے کر اصحاب تک کے اسمار گرامی کو وہ بلاتکلف بے القاب استعمال کرتے رہے لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ آج مودودی کے مرنے کے بعد انکے چاہنے والے خود مودودی کے لئے القابات وخطابات کے وہ طومار باندھتے جا رہے ہیں کہ جس سے گمان ہو چلا ہے کہ جیسے مودودی کا تعلق نسل انسانی کے بجائے کسی ایسی عفریتی قسم کی مخلوق سے رہا ہو جو ماورائی طاقتوں کی مالک ہوا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اب تحریروں میں مودودی کا بہت بڑا بت بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم کی کسی مجلس میں اسی طرح کی گفتگو چل رہی تھی، ایک صاحب نے کہا کہ مودودی کے ایک چاہنے والے نے لکھا ہے کہ "وہ اس طوفانِ بدتمیزی میں تمیز کا پہاڑ تھے"۔ دوسرے صاحب نے کہا کہ "خیر اس کو تو ماننا ہی پڑے گا کہ مودودی نے اسلام کا نیا اڈیشن پیش کیا ہے"۔

اس پر ایک صاحب نے (جو غالباً مودودیت زدہ تھے) بڑے تیور سے فرمایا: "اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مودودی صاحب کی قابلیت روئے زمین پر مسلم تھی"۔

اس پر حضور مفتیٔ اعظم نے بڑے مزے میں فرمایا کہ:

"اور ابلیس کی قابلیت تو روئے آسمان پر مسلم تھی"۔

اردوئے معلّیٰ یا اردوئے مبین

ایک مرتبہ کسی مجلسی گفتگو میں ذکر آیا کہ غالب سے لے کر بابائے اردو مولوی عبدالحق، شبلی اور آزاد وغیرہ کی حد تک معیاری اُردو کو اُردوئے معلّیٰ کہا جاتا رہا۔ پھر وہ مودودی کے نزدیک اُردوئے مبین بن گئی، تو پھر اعلیٰحضرت کی اُردو کو کیا کہا جائے۔؟

"اُردوئے زمین" حضور مفتیٔ اعظم نے برجستہ فرمایا اس لئے کہ اعلیٰحضرت نے اہل زمین ہی کیلئے لکھا ہے۔

تخلّص کا شاخسانہ

مولانا عبدالودود فقیہہ کا بیان ہے کہ نصیرآباد کے کسی جلسے میں حضور مفتیٔ اعظم اور حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی شریک ہوئے وہاں پر ایک شاعر سے میری ملاقات ہوئی۔ علیک سلیک اور رسمی تعارف ہوا، کچھ دیر کے بعد شاعر نے اپنی چھوٹی آنکھوں والی عینک لگائی تو ان کی ہیئت کذائی کو دیکھ کر میری رگ ظرافت پھڑکی میں نے شاعر سے کہا۔

"عینک لگا کر تو آپ بالکل خرگوش نظر آرہے ہیں ۔۔۔!"

"اور عینک لگانے سے پہلے آپ بھی مجھے خرگوش ہی نظر آرہے تھے"۔ شاعر نے فوری جواب پلٹ دیا اور اس کی اس تیز وطراری پر میں دل ہی دل میں داد دیتے ہوئے اسے ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں لے آیا۔ مفتی شریف الحق صاحب نے انہیں بغور ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا۔

"آپ کی تعریف ۔۔۔؟"

"مجھے وحشی کہتے ہیں" شاعر نے جواب دیا۔

اس پر مفتی صاحب نے فرمایا: "وحشی کو تو جنگل میں ہونا چاہیئے"؟ شاعر اس غیر متوقع سوال پر کچھ سٹپٹا سا گیا یا اوبا خاموش رہا تو حضور مفتیٔ اعظم نے ارشاد فرمایا۔
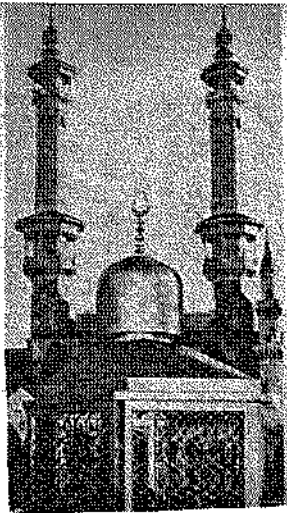
* آبادی میں اس لئے چلے آئے تاکہ اپنے تقابل کے مظاہر خاص (درندگی) سے آپ حضرات کو مستفیض کر سکیں۔

خاکِ گذر

میں نے ایک ملاقات میں عرض کیا "حضور! ایک جدید شاعر کو اعلیٰحضرت کے اس مصرعے "کھائی قرآں نے خاکِ گذر کی قسم" پر اعتراض ہے شاعر کا کہنا ہے کہ "خاکِ گذر" کی ترکیب صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اعلیٰحضرت نے غالباً "خاکِ گذر" سے "خاکِ رہگذر" مراد لیا ہے۔ اول تو خاکِ گذر کی ترکیب بالکل نئی ہے اساتذہ کے کلام میں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی دوم یہ کہ مفہوم کی صحیح ترسیل نہیں ہو پاتی سوم یہ کہ "گذر" بمعنی "گزرنا" ہوتا ہے اور گذرنا مرنے کو بھی کہتے ہیں اس لئے خاکِ گذر کا یہاں کچھ اور مفہوم بھی نکلتا ہے وغیرہ وغیرہ قسم کی لایعنی باتیں کہتا ہے۔

اس پر آپ نے ارشاد فرمایا "جدید یئے ابھی پچاس سال اعلیٰحضرت کو پڑھیں اور پچاس سال سمجھیں — خاکِ گذر کی ترکیب بالکل نئی ہے مسلّم؛ لیکن یہ تو کوئی اعتراض نہ ہوا اس لئے کہ غالب وغیرہ اپنی نئی تراکیب کی وجہ سے بھی ممتاز سمجھے جاتے ہیں دراں حالیکہ وہاں کچھ بے معنی تراکیب بھی ملتی ہیں جبکہ اعلیٰحضرت کی یہ اور اس طرح کی بہت ساری نئی تراکیب بامعنی اور برمحل ہیں۔ اس طرح اعلیٰحضرت نے نعتیہ شاعری میں نہ صرف اضافہ کیا ہے بلکہ خوش آئند امکانات کے بہت سے نئے دروازے بھی کھول

دیئے ہیں جو فنِ شاعری کے لئے فالِ نیک ہے اور یہ کہ اعلیٰحضرت کے کلام کے لئے دوسروں کی نظیر کیوں تلاش کی جائے! اعلیٰحضرت کا کلام بجائے خود دوسروں کے لئے نظیر ہے۔

اور یہ کہ اس سے مفہوم کی صحیح ترسیل جاہلوں تک نہیں ہو پاتی اور اعلیٰحضرت کی شاعری جاہلوں کے لئے ہے بھی نہیں!

اعلیٰحضرت نے "خاکِ گذر" کی ترکیب "وانت حلٌّ بھٰذا البلد" کی رعایت سے استعمال کی ہے جو اس آیت مبارکہ کی صحیح ترجمانی بھی ہے۔ اس کے برخلاف بات غلط ہو جاتی۔

اور یہ کہ "گزر" بمعنی گزرنا یعنی مرنا ہے تو اس شاعر سے کہو کہ تمہارے مرنے کے بعد کیا تمہاری قبر کو تمہاری گزرگاہ کہا جائے گا —؟

دو تین بار سچے دل سے یا ایک
ہی نگاہ دیکھ لیجئے مگر یوں کہ
صداقت بات میں نہ اینچ پینچ کی حاجت
نہ اللہ جل وعلا و رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل کسی کی
رعایت۔

(مقدمہ الاستمداد صہ ۳۲)

یہ حضور مفتی اعظم ہند کے متبرک کلمات تھے
زبان بھی کتنی رواں اور شستہ ہے اور ان میں مسلمانوں
کے لئے محبت و شفقت کے جذبات فراواں بھی
کس قدر موجزن ہیں۔

ان فتاوی اور تصانیف کی روشنی میں حضور
مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ایک عظیم فقیہ اور جلیل القدر
محقق اور باکمال مصنف کی حیثیت سے نمایاں طور
سے دیکھے جا سکتے ہیں آپ کے فتاوے کی غیر
معمولی اہمیت ہی کے باعث دنیائے سنیت نے آپ
کو مفتی اعظم ہند کا خطاب عطا کیا جو اب آپ کا علم
بن چکا ہے۔

ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

خطیب مہاراشٹر
مولانا منصور علی خان
سنی بڑی مسجد
مدنپورہ بمبئی

آج ۱۲؍محرم ۱۴۰۳ھ ہے۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی سالانہ شہید اعظم کانفرنس شاندار طور پر ختم ہو چکی ہے۔ رات کے تقریباً ۴ بجے ہیں۔ اور اس وقت اسٹیج پر صرف علامہ وجود القادری صاحب، مفتی رجب علی صاحب، برادرم مولانا مقصود علی خان اور چند حضرات ہیں۔ ٹیکسی کا انتظار ہے۔ اچانک ایک ٹیکسی آئی۔ اور مولانا غلام حسین ٹیکسی سے باہر آکر بے تحاشہ روتے ہوئے مجھ سے لپٹ گئے۔ میں حیرت زدہ کھڑا سوچ رہا تھا کہ آخر کیا بات ہے۔ اتنے میں مولانا بولے حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہو گیا۔ ارے یہ کیا؟ مولانا کیا بول رہے ہیں آپ؟ ہاں سچ ہے ابھی ابھی بریلی شریف سے ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع آئی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ پیروں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
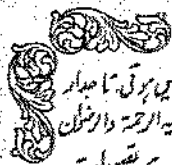
کسی طرح خود کو سنبھالا اور اسی ٹیکسی پر فوراً واپسی ہوئی۔ رات کا وقت ہے، شہر کی سڑکیں ویران ہیں ٹیکسی پوری تیزی کے ساتھ دوڑ رہی ہے۔ دل بے تاب و بے قرار ہے۔ اور رہ رہ کر خیال آرہا ہے کاش! یہ خبر غلط ہو۔ خدا کرے یہ افواہ ہو۔ مگر پھر اچانک خیال آیا کہ آج شہید اعظم کانفرنس میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے لئے دعائے صحت کی تجویز کرسیٔ صدارت سے پیش ہونا تھی اور جب صدر کانفرنس علامہ وجود القادری صاحب رات ۲½ بجے خطبۂ صدارت کے لئے تشریف لائے تو بار بار توجہ دلانے کے باوجود دعائے صحت نہ ہو سکی ہیں خود حیران تمام علمائے کرام حیرت زدہ آخر کیا بات ہے دعائے صحت کے قریب موضوع سخن آتا ہے لیکن دعا رہ جاتی ہے۔ ان ہی خیالات میں غرق جب ہماری ٹیکسی محمد شفیع بھائی کی دکان پہنچی تو حالات دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ جو سنا تھا وہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ہر آنکھ اشکبار ہر دل بے قرار و سوگوار قیامت صغریٰ نگاہوں کے سامنے تھی۔ کون کس کو تسلی دے کون کس کی تعزیت کرے۔ اور پھر مجھے خیال آیا کہ جب رات ا بجکر ۴۰ منٹ پر دنیائے سنیت اس حادثۂ فاجعہ سے دوچار ہو چکی تو پھر اسی رات ۲½ بجے دعائے صحت کیوں کر ہو۔ یہ بھی تاجدار اہلسنت کا روحانی تصرف و اقتدار ہی تو ہے وصال کے بعد دعائے صحت کیسی؟

عظمت کے مینار

دن تو گزر گیا۔ مگر رات بسر نہیں ہوتی۔ تاجدار اہلسنت حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا نورانی چہرہ نگاہوں کے سامنے ہے، تصورات کی دنیا آباد ہے۔ یادوں کے ہزاروں چراغ جھل مل جھل مل ہو رہے ہیں۔ اور اب تو یادیں ہی یادیں ہیں۔ یادوں کی دنیا بھی کیسی دنیا ہے کبھی حسین کبھی غمگین۔ وہ دیکھئے یادوں کا چراغ جلا۔ کچھ اجالا ہوا۔ یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ سنی بڑی مسجد، مدنپورہ بمبئی کا خونی ہنگامہ ختم ہو چکا ہے۔ اور مقدمہ میں سنی مسلمانوں کو شاندار فتح و کامرانی حاصل ہوئی ہے۔ اس کے بعد شیر بیشۂ اہلسنت علامہ مفتی الحاج محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی قیادت میں بمبئی سے ایک قافلہ روانہ ہوا۔ جس میں والدِ محترم حضرت محبوب ملت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ علمبردار سنیت الحاج ابو بکر احمد ریشم والا وغیرہ حضرات ہیں۔ اجمیر مقدس حاضری کے بعد یہ کارواں بریلی شریف حاضر ہوا۔ ایک دن سویرے حضرت والد محترم نے ہم تمام بھائیوں بہنوں کو تاجدار اہلسنت کی بارگاہ میں حاضر کیا اور عرض کیا یہ فقیر کے بچے ہیں حضور اپنی غلامی سے ان کو مشرف فرمائیں۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ہم تمام کو بیعت کیا۔ یہ ۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے۔ آج ۱۹۸۲ء ہے درمیان میں ۲۵ سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور اس عرصہ میں مختلف مواقع پر سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا بھی اور ان کے بارے میں سنا بھی، اکابر سے سنا اصاغر سے سنا۔ لاکھوں کے مجمع میں دیکھا اور خلوتِ خاص

بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی

میں بھی دیکھا سفر میں کفش برداری کی سعادت حاصل ہوئی حضر میں خدمت کا موقع نصیب ہوا" مریدین کے جھرمٹ میں دیکھا۔ اور علماء و مشائخ کے اجتماع میں دیکھا مگر ہر جگہ ہر مقام پر عظیم پایا ؎

اپنے کردار کا انوکھا ہو
وہ اکیلا ہو یا ہزاروں میں

سیدنا سرکار ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورانی برکتیں (جو حضور مفتی اعظم ہند کو عالم طفلی میں عطا کی گئیں) اور مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی با فیض زبان سے نکلے ہوئے جملے "میرا یہ بیٹا ولی ہوگا" کے عالم محسوسات میں اثرات سر کی نگاہوں سے لوگوں نے دیکھے۔ ہر ہر قدم پر یہ جلوے نظر آئے۔ اور مجھے عرض کرنے دیا جائے کہ جس نے یہ جلوے کبھی نہ دیکھے تھے اس نے بھی ۱۵ محرم ۱۴۰۲ھ کو جیتی جاگتی دنیا میں ان جلووں کو دیکھا۔ سرکار نوری کی نوری برکات بیس لاکھ کے مجمع نے محسوس کی سیدنا مجدد اعظم کی زبان سے نکلے ہوئے جملے کے اثرات" مہد سے لحد تک" نظر آئے۔

تقویٰ، طہارت، علم و حلم، اخلاق و عادات کی پاکیزگی کون سی خوبی اور کون سی اچھی صفت ہے جس کا جلوہ تاجدار اہلسنت کی ذات میں نظر نہ آیا ہو۔ آئیے آگے بڑھیں یادوں کے دیئے روشن ہو رہے ہیں۔

اذان ثانی خارج مسجد

ایک چراغ اور روشن ہوا" یہ غالباً ۱۹۷۱ء یا

۱۹۷۲ء کی بات ہے، حضور مفتی اعظم ہند میرے والد محترم حضرت محبوب ملت کے عرس میں بمبئی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جمعہ کی نماز ادا فرمانے سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں ایسے موقع سے تشریف لائے کہ خطبہ شروع ہو گیا ہے۔ محراب مسجد سے باہر سڑک تک نماز کے لئے صفیں درست ہیں۔ مقام احتیاط اور پاس شریعت کہ حضرت مسجد کے دروازے پر ہی جلوہ فرما ہوئے اور وہیں نماز باجماعت ادا فرمائی۔ جمعہ کی نماز کے بعد میرے یہاں مسجد میں درود تاجی صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ کا ورد سو مرتبہ مجمع کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی درمیان اطلاع ملی کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دعا کے بعد پورا مجمع حضرت کی جانب دست بوسی قدم بوسی کی خاطر بڑھا۔ میں بھی حاضر ہوا۔ حضرت نہایت جلال کے عالم میں بغیر مصافحے کے منبر کے پاس تشریف لائے پورے مجمع کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور مسائل بیان کرنے شروع کئے جن کے گلے کے بٹن کھلے ہوئے تھے وہ بند کرائے آستین نیچے کرنے کا حکم دیا۔ اور مسائل بیان فرما کر میری طرف مخاطب ہوئے فرمایا آپ کے یہاں مسجد میں اذان خطبہ اندر ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا جی حضور! فرمایا کیوں۔ عرض کیا حضور بمبئی کی تمام ہی سنی مساجد میں یہی طریقہ ودستور ہے۔ اب مجمع کی طرف مخاطب ہوتے اور فرمایا اذان اعلان ہے اور اعلان اندر نہیں ہوتا ہے باہر ہوتا ہے۔ کوئی بھی اذان مسجد میں نہیں خارج مسجد ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ حضور دعا فرمادیں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اذان خطبہ خارج مسجد ہو جائے گی۔ حضرت نے بڑی دیر تک دعا فرمائی۔ اور اسی دعا کی برکت سرکار مفتی اعظم ہند کی کرامت کا ایک ماہ کے بعد بغیر کسی شر کے سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں اذان ثانی خارج مسجد ہوئی جس مسئلہ پر عمل کرتے سے نہ جانے کتنے فتنہ وفساد کا اندیشہ تھا اس مسئلہ پر عمل بحسن وخوبی شروع ہوا اور اس طرح شروع ہوا کہ دس برس کا عرصہ ہو گیا عمل جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔

مفتی اعظم پہلا سفر جہاز سے

حضور سید العلماء علامہ مفتی الحاج سید آل مصطفےٰ میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا بمبئی میں وصال ہوا۔ اور مارہرہ مطہرہ میں عرس چہلم شریف سے پیشتر بمبئی میں فاتحہ چہلم کی تاریخ مقرر ہوئی چونکہ یہ تاریخ اجمیر مقدس کے عرس کے بعد تھی لہٰذا بمبئی سے آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا وفد اجمیر مقدس روانہ ہوا کہ حضرت سید العلماء کے فاتحہ چہلم میں حضور مفتی اعظم ہند کو اجمیر شریف سے بمبئی لانا ہے۔ وفد میں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی مفتی محمد رجب علی صاحب اور بمبئی کے بہت سے حضرات شامل تھے۔ اجمیر مقدس میں حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں دعوت حاضر کی گئی اور چونکہ وقت کم تھا لہٰذا یہ طے ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند کی ہمرکابی میں کچھ حضرات بذریعہ طیارہ بمبئی چلیں۔ اور بقیہ حضرات بذریعہ کار بمبئی روانہ ہوں۔ حضرت نے ہوائی جہاز

۸	۵۷۹	۵۸۲	۱
۵۸۱	۲	۷	۵۸۰
۳	۵۸۴	۵۷۷	۶
۵۷۸	۵	۴	۵۸۳

اب ع ع بحرمت لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
اے خالق کل! نقش مذکور کے افادۂ خاص کے طفیل اہل وعیال کو صحت وسلامتی
ترقی روزگار اور خیر وبرکت کی دولتوں سے نواز دے!
تیری نوازش کا امیدوار

نور محمد صاحب

کباڑی مارکیٹ موڈھاپارہ رائے پور (ایم پی)

کے ذریعہ سفر کرنے سے انکار فرمایا۔ اور اللہ اکبر احتیاط کا یہ عالم فرمایا جب اجمیر شریف سے بمبئی تک کا سفر ریل کے ذریعہ پچاس روپیہ کیا ہوتا ہے تو اس سفر کے لئے چار سو خرچ کرنے کیا ضرورت ہے عبدالخالق بھائی حشمتی نے عرض کیا کہ حضور سب انتظام ہو جائے گا دعاؤں کی حاجت ہے۔ آخر کار نیاز مندوں کی عرض قبول ہوئی۔ اور اجمیر شریف سے بذریعہ کار جے پور جے پور سے بذریعہ طیارہ بمبئی کے سفر کا آغاز ہوا۔ حضرت خطیب مشرق چونکہ ہوائی جہاز کا سفر نہیں کرتے لہٰذا حضرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا کہ ان کی جگہ منصور کرلیا جائے۔ خیال رہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کا یہ پہلا ہوائی سفر تھا۔ جے پور سے بمبئی تک کا فاصلہ تقریباً ایک گھنٹہ میں طے ہوا پہلے کی اطلاع کے بموجب طیران گاہ پر احباب موجود تھے۔ کار کے ذریعہ شہر کی طرف روانہ ہوئے حضرت اس وقت بے حد مسرور اور شاداں تھے۔ فرمایا ہوائی جہاز کا سفر بہت اچھا سفر ہے اس کی وجہ آپ لوگ بیان کیجئے۔ اس وقت جو نیاز مند کار میں ہمراہ تھے ان میں سے کسی نے کہا اچھا سفر ہے اس لئے کہ بہت آرام ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ وقت کم لگتا ہے۔ اور اسی طرح لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت نے تمام کے جوابات سماعت فرمائے اور پھر فرمایا کہ ہوائی جہاز کا سفر اچھا سفر ہے اس لئے کہ اس سفر میں نمازیں قضا نہیں ہوتیں، جے پور سے فجر ادا کرنے کے چار گھنٹے بعد چلے اور بمبئی آ گئے۔ ابھی ظہر کا وقت شروع ہونے میں ایک گھنٹہ ہے۔ تمام کی زبان سے سبحان اللہ کی صدا بلند ہوئی۔ یہ ہیں اللہ والے جن کی خوشی اور مسرت کی وجہ بھی دینی کام ہے۔

کار کا حادثہ اور روشن کرامت

ہم تمام تو بمبئی آ گئے۔ مگر کار کے ذریعے علامہ نظامی اور دیگر حضرات جو بمبئی آنے والے تھے ان کی آمد میں تاخیر ہوئی تھی جس کی وجہ سے تمام لوگ پریشان تھے۔ اور میں دن بھر میں جب جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا دست بوسی کے بعد حضرت یہی دریافت فرماتے۔ مولانا مشتاق احمد صاحب آئے۔ میں عرض کرتا ابھی تشریف نہیں لائے شاید ہم لوگوں کو آئے ہوئے چوتھا روز تھا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا اور بہت سے احباب موجود تھے۔ اچانک حضور مفتی اعظم ہند نے تعویذات کا سلسلہ بند کر دیا اور فرمایا ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولانا مشتاق احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کو خیر و عافیت کے ساتھ بمبئی پہنچائے۔ اور پھر حضرت نے دعاؤں کے لئے ہاتھ بلند فرمائے کافی دیر تک مخصوص دعائیں فرماتے رہے۔ دعا کے بعد ارشاد فرمایا خدا نے چاہا تو سب لوگ خیریت کے ساتھ جلد آئیں گے۔ لیکن حاضرین محفل اس بات پر حیران تھے کہ حضرت حاجت مندوں کو تعویذات دے رہے تھے یہ اچانک دعا کا حکم فرمانا پھر خود بھی دعا کرنا۔ لیکن سوال کرنے کی ہمت کس میں تھی۔ تیسرے روز صبح علامہ نظامی صاحب اور دوسرے حضرات بخیریت بمبئی آئے اور میں نے ان حضرات سے

عرض کیا کہ پہلے تمام لوگ سرکار مفتی اعظم ہند سے ملاقات کریں۔ حضرت بے حد پریشان اور متفکر ہیں۔ تمام افراد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی تو علامہ نظامی صاحب قبلہ نے راستے کے ایک حادثہ کی تفصیلات عرض کی کہ کس طرح ایک پہاڑی راستہ سے اترتے وقت کار کا ایک چاک نکل گیا۔ اور کار بے قابو ہو کر ڈھلان کی جانب چلی مگر اچانک ایک درخت سے ٹکرائی اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے ہاتھ لگا کر روک دیا۔ واقعہ سماعت فرمانے کے بعد پھر حضرت نے دعا فرمائی اور تھوڑی دیر کے بعد اپنی جیب خاص سے گیارہ روپے عنایت فرمائے اور کہا کہ میں نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر مانی تھی آپ تمام کے بخیر و عافیت بمبئی آنے کے لئے۔ لہٰذا شیرینی منگا کر اس پر فاتحہ دی جائے۔ عبدالخالق مجاہد حشمتی جنکے مکان پر اس سفر میں حضرت کا قیام تھا انہوں نے حضرت کی اجازت لے کر اپنی جانب سے مزید رقم لاکر نیاز کا اہتمام کیا۔ فاتحہ کے بعد جب علامہ نظامی صاحب اور دیگر احباب سے اس حادثہ کی تاریخ اور وقت معلوم کیا گیا تو حادثہ کا وہی دن اور وہی وقت ہے جو بمبئی میں حضور مفتی اعظم ہند کی دعا کا وقت اور دن ہے۔ یہ ہیں تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو بمبئی میں تشریف فرما ہیں۔ اور بمبئی آنے والوں کی راستے میں مدد فرما رہے ہیں۔ سچ ہے ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء

لوح محفوظ است محفوظ از خطا

اجلاس جبلپور کے یادگار مناظر

یہ دیکھئے ایک شمع اور روشن ہوئی سرکار مفتی اعظم ہند کئی برس علالت کے بعد جب کچھ صحت یاب ہوئے تو جبلپور کے حضرات نے جشن صحت کا پروگرام ترتیب دیا حضور مفتی اعظم ہند قبلہ برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دولت کدہ دارالسلام جبلپور میں رونق افروز ہوئے احباب جبلپور نے اس جشن میں مجھے بھی مدعو کیا۔ میں اپنے ہمراہ شاعر خوش نوا جناب مرتضےٰ حسین رضوی کو بھی جبلپور لے گیا۔ مدار ٹیکری جبلپور میں شاندار پیمانے پہ جشن حضور مفتی اعظم ہند کا اہتمام تھا۔ اور اس رات جبلپور کے حضرات نے حضور مفتی اعظم ہند اور حضور برہان الملت کا ایسا عظیم استقبال کیا کہ دیکھنے والے بڑے بڑے وزیروں اور عہدیداروں کا استقبال بھول گئے۔ قلوب کی دنیا پر ان دو بزرگوں کی حکمرانی، اور روحانی اقتدار ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا گیا۔ اسٹیج پر یہ دونوں بزرگ جلوہ بار ہوئے۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے نورانی جلووں کی آج عجیب کیفیت ہے

ختم صغیر حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اول ۱۱۱ بار درود شریف کلمہ تمجید ۱۱ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۱۱۱ بعدہ سورہ الم نشرح ۴۴ بار
پھر سورہ یٰسین ایکبار پڑھے عروج ماہ میں جمعرات سے شروع کرے انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہفتہ پڑھنے
سے جملہ مہمات حسب منشاء حل ہوں گے۔ مجرب و آزمودہ ہے۔
خداوند جلیل اس ختم کا اجر و ثواب جناب محمد یعقوب بھائی مالگذار اور ان کی اہلیہ
الفت بی مرحومہ
کو عنایت فرما اور خاندان کے تمام مرحومین و مرحومات ——— کو بخش دے
نیز خادمان دین جناب محمد ادریس انجینئر و محمد صوفی انجینئر کی بے لوث خدمات کی جزائے خیر مرحمت
فرما اور گھر میں خیر و برکت
منجانب
محمد شریف انجینئر سول لائن متصل تھانہ رائے پور
ایم پی

اعلان ہوا۔ اور جبلپور کے شمس الدین رضوی صاحب نے استاد زمن علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کی مشہور نعت شروع کی ؂

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

نعت کی لذت سرکار مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں دوبالا ہو چکی تھی۔ اور جب نعت خواں پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچے ؂

گر وقت اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

آج بھی وہ منظر نگاہوں کی امانت ہے نعت جاری ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ شعر کی مسلسل تکرار ہو رہی ہے۔ کیف و سرور کے عالم میں نعت ختم ہوئی۔ اور شاعر خوش نوا مرتضےٰ حسین رضوی کو منقبت کے لئے آواز دی گئی۔ منقبت کا مطلع ہے۔

آپ بھی کیف حاصل کیجئے ؂

یاالٰہی تیرے فضل کے سائے میں مفتی اعظم دین و ملت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا پیر طریقت سلامت رہے

مطلع ہی نے محفل لوٹ لی۔ داد تحسین سے محفل گونج رہی تھی۔ اور مطلع دوبارہ پڑھا جا رہا تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند نے اچانک ارشاد فرمایا۔ مطلع کے مصرعے ثانی کو یوں پڑھئے ؎

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر میرا برہان ملت سلامت رہے

مجمع پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ روحانی لذتوں سے آشنا کراتے ہوئے اجلاس ختم ہو گیا۔ رات گئی بات گئی کے مصداق لوگ شاید بھول گئے ہوں۔ مگر جب ۱۴ محرم کا دن گزر کر چودھویں شب میں ایک بجکر ۴۰ منٹ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی اطلاع آئی تو جبلپور کے جشن صحت میں حضور مفتی اعظم ہند کی اس مطلع پر برجستہ اصلاح یاد آئی اور خیال ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند مصرعہ میں تبدیلی نہیں فرما رہے تھے بلکہ کئی برس بعد مستقبل میں ہونے والے واقعہ کی اطلاع دے رہے تھے۔ میں نہیں رہوں گا مگر میرا برہان ملت زندہ و سلامت رہے گا۔

وہ ذات جو نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں کا بلکہ پورے عالم اسلام کا عظیم سرمایہ۔

وہ شخصیت جو سیدنا سرکار نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس وقت عظیم یادگار۔

وہ مفتی اعظم ہند جو دارالافتاء میں جلوہ افروز ہوں تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے نائب نظر آئیں اور مسند بیعت و ارشاد پر جلوہ بار ہوں تو سیدنا سرکار غوث اعظم کے مظہر معلوم ہوں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

وہ تاجدار اہلسنت جو غریبوں سے پیار کرے۔

وہ نوری میاں کا خلیفۂ اعظم و ارشد جن کی نگاہ نور نے نہ جانے کتنے دلوں کی ظلمت کو دور کیا۔

وہ عظیم متقی اور پرہیزگار جسے متقی نہیں بلکہ سراپا تقویٰ کہا جائے تو غلط نہ ہو۔

وہ پرنور چہرے والی شخصیت جن کا چہرہ خدا کی یاد دلائے۔

وہ عظیم باعمل ذات جس نے سیدنا شہید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کیا، اور زندگی کی آخری نماز بھی ادا کر کے رب کی بارگاہ میں باریاب ہوئی۔

رب سے ڈرنے والی وہ ہستی جس کو امیر جنسی کا مہیب اندھیرا بھی خوف زدہ نہ کر سکا۔

وقت کا وہ عظیم مجاھد جس نے اپنی جوانی کے زمانے میں شدھی سنگٹھن جیسی خطرناک تحریک سے ہندوستان کے مسلمانوں کو بچا لیا۔

سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی کا وہ عظیم فرزند جس نے مسلک اہلسنت کو اپنے کردار و عمل سے زندہ کیا۔

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کا وہ باعمل بھائی جو اس دور میں دین کی حجت اور دلیل قرار پایا۔

اھلسنت وجماعت کا وہ رہنما و مقتدا جس نے جماعت کے لاکھوں مسائل کو ایک جنبش لب سے حل کیا۔

وہ ہمارا امیر کارواں جس کا سودا وقت کا بڑا سے بڑا حاکم نہ کر سکا۔

وہ ہمارا قافلہ سالار جس نے عہد سے لحد تک عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی سرشاری کے ساتھ جینے کا ڈھنگ سکھایا۔

وہ فیض بخش فیض مآب ذات جس کے فیض نے لاکھوں ذروں کو آفتاب و ماہتاب بنا دیا۔

وہ کم سخن شخصیت جو خود نہ بولے لیکن ہزاروں کو خطابت کا شہنشاہ بنا دے۔

احکام شرعیہ کے پابند وہ مرشد وقت جس کی پابندی شرع کے سامنے دنیاوی قانون نے سر جھکا دیا۔

دلوں کی دنیا کا وہ حکمراں وہ فاتح قلوب مومنین جس کی نماز جنازہ میں ایک اندازے کے مطابق بیس[2] لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی (نماز جنازہ میں اس قدر مجمع گزشتہ کئی صدیوں میں نظر نہیں آتا۔)

وہ ولی کامل جس نے وصال کے بعد تختۂ غسل پر حیات اولیاء کا عملی ثبوت پیش کیا۔ اور زبان حال سے یہ کہا ؎

مرے جنازے پہ رونے والو فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہے

افسوس ہزار افسوس کہ اب وہ ہمارے درمیان نہیں۔ رحمت الٰہی نے انہیں جام وصال سے سرشار فرمایا۔ سب ہی بے قرار ہیں تو آئیے جس ذات کے لئے ہم بے چین ہیں، بے قرار و بے تاب ہیں۔ اور سال بھر کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی جس ذات کی یاد آنکھوں میں نمی پیدا کر رہی ہے ان ہی کی تحریر سے تسکین قلب و جاں کا سامان فراہم کیا جائے۔ شاید اس خط کے ذریعہ زخم دل کا علاج
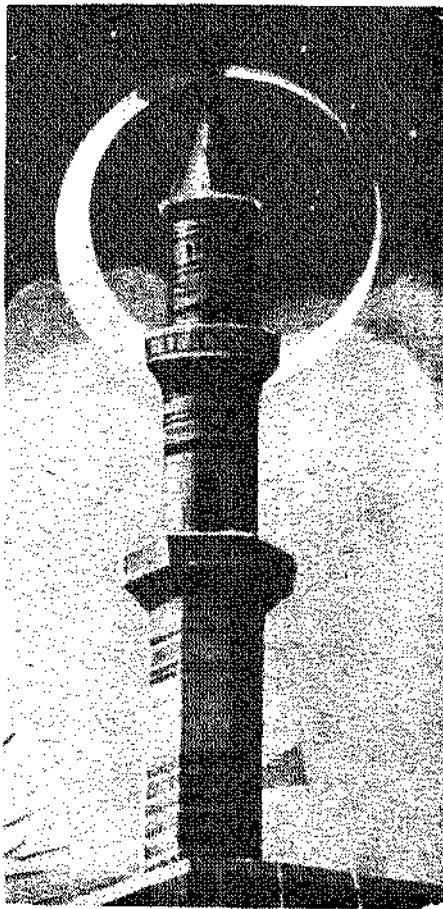
ہو جائے۔

ذیل میں تاجدار اہلسنت عارف حق ولی کامل حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست مبارک کا لکھا ہوا وہ گرامی نامہ ملاحظہ فرمائیں جو حضرت نے میرے والد محترم محبوب ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد روانہ فرمایا تھا۔ اور ۱۰ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی بفضلہٖ تعالیٰ یہ والا نامہ اب تک محفوظ ہے والا نامہ کیا ہے رشد و ہدایت پند و نصیحت کا بیش بہا خزانہ ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں۔

۷۸۶
۹۲

برخوردار نیک اطوار سعادت آثار
مولوی منصور علی سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو عطا فرمایا۔ اور ہر شے کی اس کے یہاں ایک اجل مقرر ہے جس سے ایک پل کا آگا پیچھا نا ممکن۔ صابروں کے لئے عظیم اجر ہے انہیں محبت الٰہی کا مژدہ ہے۔ بے صبری سے گیا ہوا واپس نہیں آسکتا۔ بے صبری سے اپنی ہی جان ہلکان ہوتی ہے۔ اور بے صبر اگنہ گار۔ اللہ تعالیٰ مولیٰ کریم تمہیں ــــ اور سب پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ اور گناہ سے بچائے اس عظیم اجر سے محروم نہ فرمائے۔ آمین ہم سب اسی کے ہیں۔ اور ہم سب اسی کے یہاں واپس لوٹنے والے ہیں۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔ کام وہ کرو جس سے اپنا بھی بھلا ہو اور ان کا بھی۔ خدا اور

رسول بھی راضی و خوش ہوں اور تمہارے
جناب والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان بھی۔
یہاں آج مدرسہ مظہر اسلام میں ان کے
ایصال ثواب کے لئے طلباء و مدرسین
اور ہم سب جمع ہوں گے۔ اور ایصال
ثواب کیا جائے گا۔ کل استقامت سے
یہ خبر معلوم ہوئی تھی کل ہی تمہارے نام
تعزیت کا تار دیدیا تھا۔ تمہارا تار انکے
انتقال کی اطلاع کا آج ابھی موصول ہوا
ہے کچھ دیر پہلے اس خط کے لکھنے سے

مولیٰ کریم تمہارے والد ماجد
علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے۔ اپنے جوار
رحمت میں جگہ بخشے۔ ان کی خدمات دینیہ
کو شرف قبول بخشے۔ اور تمہیں ان سے
بڑھ کر مجلس خادم دین و ملت بنائے

سب احباب واصحاب اہلسنت سے
سلام مسنون کہدو۔
فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

اب تو یہی تحریریں یہی یادیں ہمارا سہارا ہیں
یادوں کے سہارے بھی عجیب وغریب سہارے
ہیں۔ رب کریم سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان
کے اس مبارک کرم نامے کے ارشادات پر ہم تمام
کو عمل کی توفیق بخشے۔ اور ان کے فیوض وبرکات
سے ہم سب کو مشرف فرمائے اور جس مسلک حق کی
اشاعت و تبلیغ سرکار مفتی اعظم ہند نے زندگی بھر
فرمائی اسی مسلک اہلسنت پر عمل کی ہم سب کو توفیق رفیق
فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید نا طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے ● ●

٧٨٦
حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی
شریف کے نگارخانۂ عشق مصطفےٰ کی ایک نورانی
تصویر تھے۔ اس پیکر نوری کے دیکھنے والوں کو ان
کی خوش بختی مبارک ہو جنہوں نے عشق مصطفےٰ کو
مصطفےٰ رضا خاں کے جسد اطہر کی صورت میں چلتے
مولانا سید شاہ
محمد اظہار اشرف
اشرفی کچھوچھوی
مفتی اعظم اور
صلی اللہ علیہ وسلم
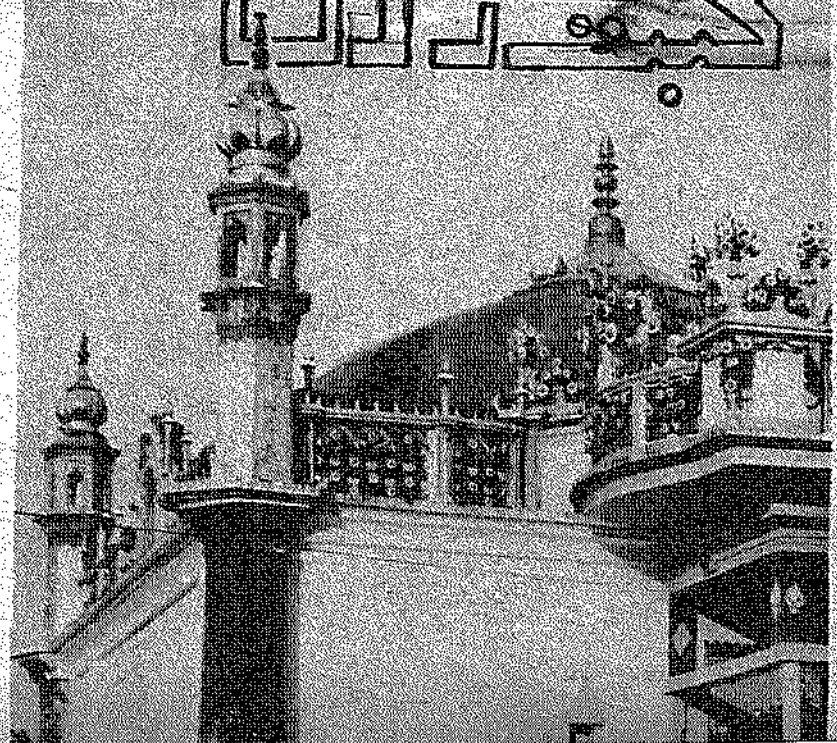
پھرتے دیکھ لیا۔ عشق مصطفےٰ مجسم ہو کر مصطفےٰ رضا ہو جائے۔ اس میں حیرت ہی کیا ہے؟۔۔۔ یہ اس درسگاہ عشق و محبت کے تربیت یافتہ تھے جہاں کا ذرہ ذرہ نشۂ عشق میں سرشار و مخمور رہا۔ جب ذروں کا یہ حال ہے تو اس ساقی میکدۂ حب رسول کے نور العین کا کیا عالم ہوگا۔ جس ساقی کو آج پورا عالم اسلام امام احمد رضا کے نام سے جانا پہچانتا ہے امام احمد رضا صرف یہی نہیں کہ اپنے عہد کے علوم و فنون کے کوہ ہمالہ تھے بلکہ عشق و محبت کا بحر ناپیدا کنار بھی تھے جنہیں اپنے محبوب کی ذات تو ذات اس کے آثار و منسوبات سے والہانہ وارفتگی تھی۔ بارگاہ رسالت کی ادب شناسی کی مملکت کی تاجوری انہیں حاصل تھی۔ نازک سے نازک موقع پر بھی وہ ادب و تہذیب کے دائرے سے ایک آن کے لئے بھی باہر نہ ہوئے۔۔۔ رب کریم نے انہیں جس قوت شامہ سے نوازا تھا اس نے بھی ان کا بڑا ساتھ دیا اور اس غریب مزدور سید کی نسبت سیادت کی معرفت کرادی کہ جس کی پالکی پر آپ رونق افروز ہو گئے تھے اور اس نے اس پالکی کو کاندھے پر اٹھا لیا تھا۔ اس معرفت کے بعد وہی ہوا جو عشق کا فیصلہ تھا چشم کائنات نے عقل کو حیران اور عشق کو شاداں دیکھا۔ محبوب کی غریب آل پالکی میں نظر آئی اور تمام دنیا کے علماء و مشائخ کا مرکز عقیدت بے شمار علوم و فنون کا امام لاتعداد اعلیٰ حضرتوں کا اعلیٰحضرت پالکی اٹھائے ہوئے دکھائی دیا۔ چند واقعات اور بھی ذہن میں محفوظ ہیں جن کو حضور سید العلماء سید آل مصطفےٰ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبان حق ترجمان سے سنا گیا۔ امام احمد رضا اپنے مرکز عقیدت مارہرہ مطہرہ میں حاضر ہیں وہاں اپنے ایک معزز شاہزادے کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی ملاحظہ فرمائی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ جاگ اٹھا مگر ساتھ ہی ساتھ ادب کا خیال بھی دامن گیر رہا۔ چنانچہ مؤدبانہ عرض کیا حضور آپ سخی ابن سخی کریم ابن کریم ہیں بھکاریوں اور سائلوں کو مایوس نہ کرنا آپ کا موروثی کردار ہے حضور کی انگوٹھی مجھے پسند آگئی ہے سرکار آپ اسے مجھے عطا فرمادیں۔ شاہزادۂ ذیشان نے مسکراتے ہوئے وہ انگوٹھی اعلیٰحضرت کو پیش کردی۔ اسی دن اس امام وقت نے شرعی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کرائی اور پھر اس شاہزادۂ والا تبار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ حضور! جہاں آپ کے گھرانے کی کرم فرمائیوں کا ایک رخ یہ ہے کہ آپ سائلوں کو محروم نہیں فرماتے وہیں نوازشات کا یہ رخ بھی بے حد تابناک ہے کہ آپ اپنے عقیدتمندوں کے تحائف و ہدایا کو قبول فرماکر انہیں سرخرو و سرفراز بھی فرماتے ہیں اور ان کی دلجوئی اور دلدہی کا پورا خیال فرماتے ہیں تو یہ آپ کا ادنیٰ غلام بھی دو حقیر تحفے لے کر حاضر ہوا ہے یہ کہتے ہوئے پہلے چاندی کی انگوٹھی آگے بڑھائی اور عرض کیا کہ اسے حضور پہن لیں اور پھر وہی سونے والی انگوٹھی پیش کی اور کہا کہ حضور اسے میری طرف سے مخدومہ صاحبہ کی خدمت میں پیش فرمادیں

اُس دن سے آخری حیات کے لمحہ تک اس شہزادے کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی نہیں گئی۔ امام

امام احمد رضا صرف یہی نہیں کہ اپنے عہد کے علوم و فنون کے کوہ ہمالہ تھے بلکہ عشق و محبت کا بحر ناپید اکنار بھی تھے جنہیں اپنے محبوب کی ذات تو ذات اس کے آثار و منسوبات سے والہانہ وارفتگی تھی۔

احمد رضا کا فریضۂ اصلاح بھی ادا ہو گیا اور ادب و تہذیب کی پیشانی پر شکن بھی نہ پڑی۔ انہی شہزادے کے سٹنگ روم میں ایک بار اعلیٰحضرت کا داخلہ ہوا۔ آپ کے ساتھ آپ کے پوتے حضور مفتی اعظم ہند بھی تھے اس وقت حضور مفتی اعظم ہند کے بچپنے کا عالم تھا۔ اعلیٰحضرت نے دیکھا کہ کمرے کے ہر چہار طرف دیواروں پر جانداروں کی تصویریں آویزاں ہیں حضور مفتی اعظم دیواروں کو بغور دیکھنے لگے اس پر اعلیٰحضرت نے اپنے شاہزادے سے عرض کیا کہ حضور یہ بچہ ان تصویروں کو بغور دیکھ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تصویریں اس کو پسند آ گئی ہوں اگر حضور اجازت دیں تو میں اتار لوں۔ فرمایا مولانا آپ بخوشی اتار لیں۔ اعلیٰحضرت نے ان تصویروں کو فوراً اتار لیا اور باہر لے جا کر ضائع کرا دیا اور پھر بہترین آستانوں قرآنی آیات، ارشادات رسول اور مناظر قدرت کے کتبے تیار کرا کے اس شہزادے کی عدم موجودگی میں ان کے کمرے میں لگوا دیا۔ جس وقت وہ اپنے کمرے میں آتے اور یہ منظر دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ہمارے مولانا کی اصلاح ہے کہ کبھی بھی ان کے کمرے میں جاندار کی تصویر کا گزر نہیں ہوا۔ دیکھئے یہاں بھی وہی انداز ہے۔ اصلاح بھی ہو گئی اور نسبت رسول کا پاس و لحاظ بھی باقی رہا۔ اسی طرح کے متعدد واقعات ثقہ راویوں کے توسط سے خود مجھ تک پہونچے ہیں لیکن ان سب کے ذکر کی فی الحال چنداں ضرورت نہیں ویسے بھی عشق رسول اور حبِ غوث الثقلین کے اس بحر بے بیکراں کے مراتب عشق و محبت کو سمجھنے کے لئے اسکی تصنیفات بالخصوص اس کا منظوم کلام دیکھ لینا کافی ہے۔ خود میرے جدِ کریم شبیہ غوث الثقلین محبوب ربانی حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور شعر بھی اس قدر معنوی خوبیوں کا حامل ہے کہ ایک دیوان پر بھاری ہے فرماتے ہیں ؎

وہ سراپا عشق تھے جوان کے قریب ہوا عشق والا ہو گیا۔

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ و پروردۂ سہ محبوباں

تبرکات
غوث پاک
رضی اللہ عنہ
جنہیں اس شکل میں
محفوظ کر دیا گیا ہے
واقع
جام کنڈہ شریف

میرے محترم پھوپھا مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند نے اس شعر پر اودھی زبان میں کیا پیاری تضمین فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

موسے داتا مورے مہراج گرو مور سیاں
جگ دیکھا سدا کچھ اور ہے بتیاں تہاں
توری ہما کا بکھانت ہیں رضا شیخ جہاں
اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

---

* حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کا چہرۂ زیبا امام احمد رضا کی نگاہ میں تین محبوبوں کا آئینہ تھا۔ امام احمد رضا کی بصیرت اس آئینے میں تین محبوبوں کی تصویریں دیکھ رہی تھی اور خود اپنے ممدوح کو انہیں تین محبوبوں کا نظر کردہ و پروردہ سمجھ رہی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ تین محبوب خدا کے بھی محبوب تھے اور امام احمد رضا کے بھی محبوب تھے۔ ایک معاصر کی ترار واقعی خوبیوں کا اعتراف خود معترف کے فضل و کمال اور خلوص و محبت کی دلیل ہے۔

میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب حضرت اشرفی میاں بریلی جاتے تو امام احمد رضا اُن سے ملاقات کے وقت نسبت رسالت کے احترام میں تجدیدی آب و رنگ مجتہدانہ طرز عمل اور ایک مخلص چاہنے والے کی وارفتگی کا پر خلوص مظاہرہ فرماتے امام احمد رضا کی درسگاہ تربیت کی یہ عظیم خصوصیت ہے کہ انہوں نے صرف علم و فن ہی کی اشاعت نہیں فرمائی بلکہ اپنے زیر تربیت رہنے والوں کے سینوں کو محبت رسول کا مدینہ بنا دیا — اگر وہ صرف عاشق ہوتے تو دوسروں کو عاشق نہ بنا سکتے کہیں رنگین سے کسی کو رنگ ملتا ہے؟ بلکہ وہ سراپا عشق تھے جو ان کے قریب ہوا عشق والا ہو گیا جب چند روز قریب رہنے والوں پر یہ نوازش یہ کرم کی بارش تو ان نفوس قدسیہ پر فیضان کا کیا عالم ہوگا جنہوں نے اسی امام عصر کی آغوش محبت میں آنکھیں کھولیں اور جو اسی امام زمانہ کے گہوارہ علم و تہذیب میں پروان چڑھا ہے — اہر

بصر کے ساتھ بصیرت بھی خوب روشن ہو | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | لگاؤں خاکِ قدم بار بار آنکھوں میں

دردِ چشم تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ٥

زعفران سے اس آیت شریف کو مریض کے ماتھے پر لکھنا آنکھوں کے درد کو دور کرنے کے لئے مفید عمل ہے۔

خلاقِ دوجہاں اہل مذکور سے جب تک استفادہ کیا جاتا ہے اس کا ثواب والدہ مرحومہ **بیچن چودھری** اور **امراؤ چودھری مرحوم** کی روحوں کو پہنچتا رہے۔ آمین۔

PHONES : 382403
382748
GODOWN : 892404

منجانب **بیچن چودھری** پروپرائٹر

پاپولر پروفائل کٹنگ ورکس

شاپ نور منزل چوتھا کمبھار واڑا لائن نارتھ بروک گارڈن کے سامنے بمبئی ۴۰۰۰۰۴

Popular Profile Cutting Works

IRON & STEEL MERCHANTS
SPECIALIST IN PROFILE CUTTING JOB

SHOP NO. 5, NOOR MANZIL, 5th KUMBHARWADA LANE,
OPP. NORTH BROOK GARDEN, BOMBAY 400004.

ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ کا اجمالی تعارف

جہاں بہار و اڑیسہ کے مسلمانوں کے اجتماعی و انفرادی دینی و علمی مسائل حل کئے جاتے ہیں۔

بانیٔ ادارہ — علامہ ارشد القادری

تاریخ بنا — ۴ر مئی سنہ ۱۹۶۸ء

بنیادِ عمارت — ۲۷ر فروری سنہ ۱۹۷۰ء

موجودہ اسٹاف — گیارہ ۱۱

شعبہ جات — سات ۷

اخراجات ماہانہ — پانچ ہزار روپے سے زائد

افتتاحِ عمارت — ۱۷ر جون سنہ ۱۹۷۲ء

رابطہ کے لئے

سید رکن الدین

اصدق مہتمم

ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ ۶

والوں کو سیراب کر دینے والا کیا گھر والوں کو پیاسا رکھ سکتا تھا؟ اب اگر اسلام کے بطل جلیل کے فرزند جلیل اور خلف اکبر کو دنیا حجۃ الاسلام کہنے پر مجبور ہو جائے تو اس میں حیرت کیا ہے؟ حجۃ الاسلام اپنے کمال سیرت اور جمال صورت دونوں لحاظ سے امین نکہت وفور تھے چونکہ اس مضمون کا مرکزی خیال عشق و محبت سے متعلق ہے لہٰذا آیئے اس عاشق رسول کا وہ الہامی جواب ملاحظہ فرمایئے جو اس نے ایک نازک موڑ پر دیا تھا۔

حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس ایک سید صاحب آیا کرتے تھے مولانا ان کے احترام میں ان کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے انہیں اپنی مسند پر بٹھاتے اور جب وہ جانا چاہتے جب بھی پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ دروازے تک پہونچاتے۔ حضرت حجۃ الاسلام کا ان کے تعلق سے ہمیشہ یہی دستور رہا۔ مگر چونکہ وہ سید صاحب داڑھی منڈانے کے عادی تھے اس لئے کسی نے استفسار کر لیا کہ "ایک فاسق کی تعظیم کیسی ہے؟ اس سوال کے جواب میں برجستہ حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے زیر تربیت رہنے والے مفتی سے کہا کہ لکھ دو کہ" اگر وہ سید ہے تو اس کی تعظیم واجب ہے تعظیم نسبت کی کی جاتی ہے اور نسبت کبھی فاسق نہیں ہوتی۔ کس قدر عشق برس رہا ہے اس جواب سے۔ فقہی کتابیں اس جواب سے خالی ہیں اسی لئے میں اس کو الہامی جواب سمجھتا ہوں۔ اسی عشق جلیل کا عکس جمیل تھے۔ آپ کے وہ شہزادہ

عالاشان جن کو دنیا مفسر اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضور مفسر اعظم ہند کے ساتھ ایک مرتبہ بنگال کے علاقہ میں ایک ہفتہ رہنے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا باوجود کمال علم و فضل کے نسبت رسالت کے احترام کے جو نمونے انہوں نے پیش فرمائے اس سے بخوبی اندازہ لگ گیا کہ آپ عشق و محبت رسالت میں بڑے ہی اونچے مقام کے مالک تھے۔ اگر اپنی خود نمائی کے الزام کا خوف نہ ہوتا تو میں بعض نمونوں کا ذکر بھی کر دیتا جس طرح ایک دنیا اس بات پر مجبور ہو گئی کہ امام احمد رضا کے خلف اکبر کو اسلام کی حجت قرار دے بالکل اسی طرح اسے اس بات پر بھی مجبور ہونا پڑا کہ آپ کے دوسرے صاحبزادے کو اپنے عہد کا علی الاطلاق "مفتی اعظم" سمجھے۔ حضور مفتی اعظم ہند خلقاً، خلقاً، منطقاً یعنی شکل و صورت، کردار و سیرت اور طرز گفتگو میں بالکل اپنے والد بزرگوار کی تصویر تھے جس نے مفتی اعظم کو دیکھ لیا اس نے گویا چشم سر سے امام احمد رضا کی تصویر دیکھ لی۔ علم و فضل کا یہ عالم کہ وہ اپنے عہد میں بالاتفاق علی الاطلاق مفتی اعظم کہلائے امام احمد رضا کے فیوض و برکات کو ہند و پاک اور بیرون ہند میں پھیلانے کے لئے رب کریم نے مفتی اعظم ہند کی ذات کا انتخاب فرمایا۔ اتباع رسول اور خدمت خلق کے انوار و برکات کا ظہور جان علق کی صورت میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ کے مناظر کو دیکھ کر امام احمد بن حنبل کے جنازہ کی یاد تازہ ہو گئی امام اہلسنت کا فرزند تاجدار اہلسنت کے نام سے

جانا پہچانا جانے لگا۔ وہ اپنی ہر ادا میں مظہر اعلیحضرت تھا۔ کئی بار کچھوچھہ شریف کی سرزمین پر اور متعدد بار دوسرے مقامات پر بہت قریب سے ملاقاتوں کی سعادتیں میسر ہوئیں۔ وہ ایسی ذات تھی جس کی مجلس میں بیٹھو تو اٹھنے کو جی نہ چاہے جس کی صورت دیکھو تو نظر ہٹنے کو تیار نہ ہو۔ آج بھی ایسے بے شمار قلوب اور لاتعداد نگاہیں ہیں جو اس کے جلوۂ کردار اور جمال افکار سے مستفیض و مستنیر ہیں۔ رسول کریم کے آثار و منسوبات سے آپ کا جو تعلق خاطر تھا۔ لفظوں میں اسے بیان نہیں کیا جا سکتا — اور ایسا کیوں نہ ہو اسلئے کہ آپ عاشق مصطفٰے امام احمد رضا کے نور نظر لخت جگر اور اس بحر عشق کے باعظمت شناور تھے مارہرہ مطہرہ اور کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین کے ذرّے ذرّے اس خلق مسلّم کو عشق مجسّم کی شکل میں بارہا دیکھ چکے ہیں۔ جب میں حیدرآباد پہونچا تو اس عاشق رسول کے بیشمار چاہنے والوں سے ملاقات ہوئی آپ کی مدح و ثنا میں سب ہی رطب اللسان نظر آئے کوئی تقویٰ و طہارت کو موضوع سخن بنائے ہوئے تھا کوئی اتباع سنت سے متاثر نظر آرہا تھا اور کسی کو آپ کے سادات کرام کے بے پناہ احترام نے گرویدہ بنا رکھا تھا — ایک ثقہ روایت کے مطابق کہ مسجد کا عظیم الشان اجلاس جس میں کم و بیش ساٹھ ستر ہزار مسلمانوں کا اجتماع اور سب کے دل میں حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت کی تمنا اور اس پر سادات حیدرآباد کا حضور مفتی اعظم ہند سے گزارش کرنا کہ آپ منبر پر یا کم از کم کرسی پر رونق افروز ہوں تاکہ دیدار کا اشتیاق رکھنے والوں کی تمنا پوری ہو جائے۔ یہ وہ مناظر ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا مگر ان مناظر سے زیادہ نہ فراموش کرنے والا وہ جواب ہے جو اس نسبت رسول کے احترام کرنے والے نے دیا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا رسول کریم کی آل نیچے ہو اور میں اوپر بیٹھوں یہ مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا۔ امر پر ادب کو ترجیح دے کر حضور مفتی اعظم ہند نے صدیق اکبر اور مولائے کائنات کے پاکیزہ جذبات کی یاد دلا دی۔ حیدرآبادی حیران و ششدر رہ گئے اور خود ان کے دلوں میں اس عشق کے انوار و برکات کا

وہ ایسی ذات تھی جس کی مجلس میں بیٹھو تو اٹھنے کو جی نہ چاہے جس کی صورت دیکھو تو نظر ہٹنے کو تیار نہ ہو۔

نزول ہونے لگا اور پھر پورا مجمع نشۂ عشق مصطفٰے میں سرشار نظر آنے لگا۔

بالآخر اپنے آقا زادوں کے اصرار پر صرف اتنا منظور فرمایا کہ کھڑے ہو گئے جس جس نے اس منارۂ نور عشق کو دیکھا اس کا اپنے دین و مذہب کی سچائی کا یقین اور تابناک ہو گیا کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

مفتیٔ اعظم کی خاموشی نے وہ گویائی عطا فرمائی کہ گوشے گوشے سے آواز آنے لگی کہ عشق مصطفےٰ اور احترام سادات ہی دین و دنیا کی فیروز مندی اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

آخر میں آیئے حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب المعروف بہ رحمانی میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ رضویہ کے اس مکتوب کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے میرے والد بزرگوار حضور صاحب سجادہ آستانۂ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کے نام سے روانہ کیا تھا جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ رسول و آل رسول سے بے پناہ عشق و محبت رضوی گھرانے کا عظیم سرمایہ ہے۔

محترم المقام تقدس مآب حضرت شہزادہ غوث الثقلین سجادہ نشین دامت برکاتہم العالیہ۔

مؤدبانہ قدمبوسی عرض

"حضور والا نے خانوادۂ رضویہ پر کرم فرمایا کہ حضرت جد امجد مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنازے میں شرکت فرما کر نماز جنازہ پڑھائی، احترام سادات و اولاد حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادۂ رضویہ کا طرۂ امتیاز رہا اور حضور مفتیٔ اعظم ہند کی خواہش بھی یہی تھی کہ ان کی نماز جنازہ کوئی آل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمانے کی زحمت گوارا فرمائے حضور والا کی تشریف آوری دوہری سعادت

کا باعث ہوئی کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی نماز جنازہ نہ صرف آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ شہزادہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی۔ خانوادۂ رضویہ اس کے لئے حضور والا کے بے حد ممنون ہیں۔"

اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی طرف اپنے کو منسوب کرنے والے ان کے آداب محبت کو اپنی زندگی کا جزو بنانے کی کوشش کریں اور صرف زبانی دعوؤں سے فلاح آخرت کا خواب نہ دیکھیں۔ رب کریم ہم سب کو ان بزرگوں کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے ہمیں محروم نہ رکھے آمین۔ یا مجیب السائلین بحق طٰہٰ و یٰسین بحرمۃ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ ●●

خانوادۂ اشرفیہ کا ایک جواں سال فرد سنہ ۱۹۵۰ء بسلسلۂ عرس عظیم المرتبت اعلیٰحضرت بریلی شریف حاضر ہوا اور حضرت مفتی اعظم کے حضور پہنچا۔ لوگ بہت تھے سلام کر کے جہاں جگہ پائی بیٹھنا چاہتا تھا کہ فرزند جلیل اعلیٰحضرت نے اس کو مخاطب فرمایا اور ارشاد ہوا قریب آئے۔ نام پوچھا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ گرامی قدر ہاتھوں کو بوسہ دینے کے لئے اس نے سر جھکایا تھا کہ عظیم باپ کے بیٹے نے عجلت سے ہاتھ چوم کر چھوڑ دیا۔ وہ جوان ششدر و حیران کچھ دیر بیٹھ کر قیام گاہ چلا گیا۔ خانوادۂ رضویہ کی چار خصوصیتیں گویا کہ میراث بن گئی ہیں۔ کتاب و سنت اور اس سے متعلق علوم و فنون میں اعلیٰ درجے کی دستگاہ۔ بے نظیر استعداد افتار تا حیات بے حد و حتیٰ مشغولیت درس و تدریس و تالیف و تصنیف۔ دین میں ادنیٰ مداہنت سے شدید تنفر یہ وہ خصائص ہیں جس نے بریلی کو ستر فی صد مسلمانان برصغیر کا مرجع و مرکز بنا دیا (مولیٰ تبارک وتعالیٰ)

خاندان اعلیٰحضرت سے محبت کیوں؟

حضرت مولانا سید شاہ نعیم اشرف صاحب
اشرفی جائسی

حضور مفتی اعظم کے فتاوے فتاوائے رضویہ کے بعد دوسرا سب سے بڑا فقہی سرمایہ ہوگا۔ اور غالباً دونوں مجموعۂ فتاویٰ ماضی کے سارے کتب فتاویٰ سے مستغنی کر دیں گے۔

حضور مفتی اعظم نے طویل عرصے تک دستار بیعت کی کامیاب آبیاری کی ہے۔ کیا بے لوث زندگی تھی اہل دول و صاحب اقتدار سے بے نیاز۔ تدریس افتار اور عقیدت مندوں کی شفقت سے پذیرائی آپ کے محبوب مشاغل تھے اور اس پر ستر سال کا تسلسل تھا۔ سنت کی پابندیوں اور تقویٰ شعاری میں آپ کا کوئی مثیل نہیں تھا اور ان سب اعلیٰ صفات کے ساتھ آپ کا متواضعانہ مزاج۔ آپ کی نرم گفتاری علماء و سادات کے ساتھ حقیقی احترام وہ کون سی دینی خوبی ہے جو اس جامع الصفات میں نہ تھی۔

زسر تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
تماشہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

حیات مفتی اعظم کا ہر دن ہر ماہ وسال ہمارے لئے قیمتی تھا۔ وہ ہماری جماعت کے لئے نشان اقدس تھے۔ وہ ہم سب کے مرجع تھے۔ مرکز تھے۔ بالاتفاق مستند قائد تھے۔ ان کی زندگی کے ہر لمحے سے قوم مستفید ہوئی۔ اور ان کا وصال جو ایک سانحۂ جانگسل تو تھا کہ وہ امیر کارواں تھے رئیس جماعت حقہ اہلسنت تھے۔ وہ عاشق صادق رسول رحمت تھے۔ وہ زندگی بھر اپنی جماعت کی آبرومندی کے لئے مرتے رہے اور روداع آخرت ہو کر بھی انہوں نے یہ دکھا دیا کہ

مردم شماری کے مسلمانوں میں بریلی کو مرکز ماننے والوں کا کیا تناسب ہے۔ پانچ ہفتے کے اندر تین بار چھ چھ سات سات لاکھ کا مجمع ان مجمعوں میں ساری دنیا کی نمائندگی ہو رہی تھی وہ کون خطۂ زمین ہے جہاں سے لوگ وصال سیوم و چہلم میں شرکت کے لئے نہ آئے ہوں۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جذبۂ نیاز و محبت افراد کو مؤدب و مہذب بنا دیتی ہے ایک چھوٹے شہر میں لاکھوں انسانوں کا اچانک وارد و صادر ہو جانا۔ قانون اور احکام کے لئے درجنوں مشکلات کھڑے کر دینے کا سبب بن سکتا تھا۔

ایسے اوقات پر حکومت بہت سے مختلف انتظامات کرتی ہے جب بھی کہیں نہ کہیں سخت دشواریاں اور نقصانات ہو جاتے ہیں۔

مگر یہ فیضان مفتی اعظم۔ یہ عظیم الشان اور ناقابل فراموش مجمع نہ شہر والوں کے لئے دردِ سر بنا نہ انتظامیہ کے لئے۔ ایسا لگتا تھا کہ سوداگران محلہ خصوصیت کے ساتھ اور پورا شہر عموماً میزبان بنے اور آنے والے مہمان صد با اہل ہنود صاحبان تھے۔ دو چار سے لیکر دس بیس تک مہمانوں کو ٹھہرایا اور ان کی میزبانی کی کیونکہ محبوب تھے مفتی اعظم اپنوں میں بھی اور بیگانوں میں بھی ۔۔۔

سالہا باید کہ تا یک مرد صاحب دل شود
بوسعید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

خراجِ عقیدت

از مولانا الحاج محمد یونس مالیگانوی
(بڑودہ گجرات)

اللہ اللہ مرتبہ کیا مفتی اعظم کا تھا
ہر جہاں میں بول بالا مفتی اعظم کا تھا

حامل علم شریعت راز دار معرفت
مجمع البحرین دریا مفتی اعظم کا تھا

مانتے تھے مفتیان دیں انھیں اپنا امام
استاد نجانے کس کا رتبہ مفتی اعظم کا تھا

سر گروہ عاشقان مصطفیٰ بیشک تھے آپ
عشق کی دنیا میں شہرہ مفتی اعظم کا تھا

ہوتی تھی انوار حق کی جیسی بارش آپ پر
اس قدر نورانی چہرہ مفتی اعظم کا تھا

جانشینی اعلیٰحضرت کی سلف کی یادگار!!
بالیقیں ہر کارنامہ مفتی اعظم کا تھا

دیکھ کر جس کو خدا یاد آئے بس وہ تھے ولی
ہم نشیں ایسا ہی تقویٰ مفتی اعظم کا تھا

خیر خواہی سنیت کی خدمت دین متین
زندگی بھر یہ طریقہ مفتی اعظم کا تھا

فلسفہ میں تھے غزالی بوحنیفہ وقت کے
علم منطق رازی جیسا مفتی اعظم کا تھا

چودہ تاریخ محرم آپ کا یوم وصال
ہجری سن چودہ سو دو کا مفتی اعظم کا تھا

یاالٰہی رحم فرما کر عطا نعم البدل
سنیوں پر جیسا سایہ مفتی اعظم کا تھا

سر سے سایہ اٹھ گیا ہے کیوں نہ ہو غم بے بدل
ہم کو اے یونس سہارا مفتی اعظم کا تھا

گردش لیل و نہار کائنات پر بڑی اثر انداز ہے خلاق بے نیاز نے جو نظام شمسی کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم فرمایا ہے اس سے کائنات متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ کہیں خاک کو وجود میں رنگ بکھر جاتا ہے اور کسی پر عدم کی مہیب ویرانی مسلط ہوتی ہے ظلمت شب میں ستاروں کی انجمن سنورتی ہے اور دن کے اجالے میں آفتاب کی شعاع ریزی سے عالم کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا ہے عروس گل مسکراتی ہے تو کہیں شگفتگی کی دوشیزہ حریم چمن میں شباب کی منزل طے کرتی ہے پھر پت جھڑ کی آہٹ باب گلشن پر دستک دیتی ہے تو اشجار اپنا لباس اتار دیتے ہیں شاخیں عریاں ہو جاتی ہیں اور ادھ کھلی کلیاں آتشیں موسم پر نثار ہو جاتی ہیں۔ پھول مرجھا کر سرِ زندگی کو یہ مژدہ دیتے ہیں کہ کائنات
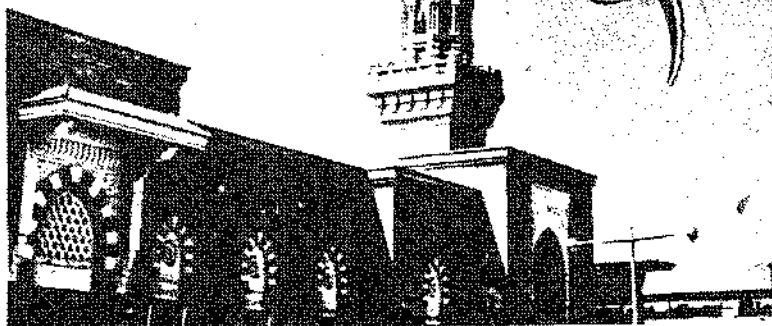
حادث ہے یہاں کا ہر نقش فانی ہے اور ہر وجود زوال پذیر ہے۔

لیکن محور پر رقص کرنے والی یہ دھرتی صدیوں رقص کرتی ہے یا حجاب افق سے طلوع ہونے والا مہر تابندہ قرنوں جلوہ گری کرتا ہے تو کبھی کوئی مقدس ہستی عالم وجود میں آتی ہے جس پر روح کائنات ناز کرتی ہے اور موجودات کا ہر ذرہ اس کی حیات سے منور ہوتا ہے عالم اسکی زندگی پر سرشار اور نفوس اس سے کسب فیض کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں پہلی اور اہم کڑیاں آفتاب نبوت و مہتاب رسالت کی پاکیزہ و ہمہ گیر کرنیں ہیں۔ ان ہستیوں کا ہر قدم برکتوں کا ضامن، ان کی زبان رحمتوں کا خزینہ اور ان کا سراپا کائنات کے لئے سحاب کرم ہے ایسے نفوس قدسیہ کی حیات و موت کے مابین خط امتیاز کھینچا نہیں جا سکتا ان کے وجود و عدم دونوں فیض رساں اور رحمتوں برکتوں کا باعث ہیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مری حیات بھی تمہارے لئے خیر اور مری موت بھی تمہارے لئے خیر ہے۔

پھر تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام خلفائے راشدین ائمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین امت مرحومہ کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا پیغام بن کر آئے جن کی سیرت طیبہ اصول دین کی تفسیر جن کی زبان ضابطہ اسلام کی ترجمان اور جنکی عمر کا ہر لمحہ خدا اور رسول کی رضاجوئی میں گزرا اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روح اسلام کو توانائی بخشی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دینی مزاج کو عدل و انصاف کا خوگر بنایا ایک طرف عثمان غنی رضی اللہ عنہ سخاوت کا بادل بن کر اٹھے اور برسے تو دوسری طرف مولائے مشکلکشا رضی اللہ عنہ نے اسلام کو جمہوری مزاج سے روشناس کرایا ادھر ہدایت کے ان تابندہ ستاروں نے رہنمائی فرمائی تو ادھر ائمہ مجتہدین نے قرآن و حدیث کے اتھاہ سمندروں سے ایسے ہیرے جواہرات برآمد کئے کہ ایمان و عمل کی دنیا ان آبدار موتیوں سے جگمگا اٹھی؛ غرض کہ خالق بے نیاز نے روح ایمان و عمل کی تابندگی کے لئے اگر نبوت و رسالت کے شمس و قمر پیدا فرمائے تو اس کی مکمل حفاظت و قیادت کے واسطے امامت و ولایت کے مقدس گروہ کو منتخب فرمایا۔

امام اعظم ابو حنیفہ کی ولایت سے کس کو اختلاف ہوگا مگر یہاں تفقہ فی الدین کی روشنی کے سامنے ولایت کا نور پردۂ حجاب میں ہے غزالی و رازی کے زہد و تقوی فضل و کمال اور ریاضت و مجاہدہ سے کون انکار کر سکے گا مگر علوم و فنون کے سورج کے مقابلے میں ولایت کا جمالیاتی حسن پردۂ خفا میں ہے ٹھیک اسی طرح امام احمد قدس سرہ کی ولایت کا منکر اپنے شعور سے یقیناً بیگانہ ہوگا کہ وہ ذات برگزیدہ ہے۔

جن لا یومن احدکم الخ کی ہستی بولتی تصویر اور صحیفۂ عشق و محبت کی مکمل تصویر ہے مگر یہاں بھی علوم و فنون کی درخشندگی کے آگے ولایت کا نور زیر افق ہے، وہ جنہوں علوم کے ماہر فنون کا پیکر جس سمت بھی خامۂ حق شناس اٹھ گیا ہے اسکے نشانات بتاتے ہیں ہر فن کا امام اور فقہ میں بقول ابو الحسن علی ندوی

نیکی کا اشاعت سے بڑھا دیتے ہیں		حب کرم بندہ نوازی پہ ہوتا ہے	مفتی اعظم علیہ الرحمہ

کشادگی رزق اور روزگار کے لئے

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝

سو بار اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بوقت فجر درمیان سنت و فرض پڑھا کریں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

اے خالق کون و مکاں!

مذکورہ ورد و وظیفہ کے صدقے میں تو ہمارے اور ہمارے رفقاء جناب حاجی عبدالعزیز پٹیل ناگپوری اور جناب عبدالمجید قریشی صاحب رائے پوری (جو ہمارے شانہ بشانہ دین و ملت اور سماج و معاشرے کی خدمات سرانجام دیتے ہیں) کے گھر اور کاروبار میں خیر و برکت اور ترقی عطا فرما۔
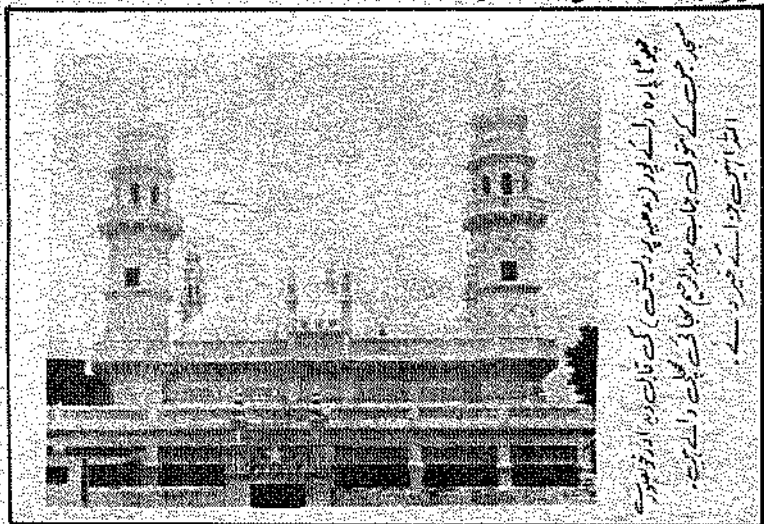
اور ہم لوگوں کو خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرما۔

عبدالرحیم بھائی مچھلی والے (رائے پور)

فاق علی اقرانہ فی الفقہ کا صحیح مصداق بلکہ اس سے بھی کہیں بلند و بالا جن کے لمحات زندگی کا نام علم و فن ہے اور حرکت قلم کی تصریح ناموس مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حفاظت!!

اس کے برخلاف حضور مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک جنکا وصال کائنات انسانی میں اثر حزن و ملال چھوڑ گیا ہے اور جن کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے "استقامت ڈائجسٹ" یہ نمبر پیش کر رہا ہے یہاں علم کی فراوانی بھی ہے اور ولایت کی تابانی بھی۔ تبحر علمی کے بانکپن کے ساتھ معرفت کی رعنائی بھی ہے مگر علم و فن کے جلال سے زیادہ ولایت کا جمال درخشاں نظر آرہا ہے لیکن جسوقت علم و فن کی انجمن کسی سخن جانی ارباب علم اس وقت آفتاب کی شعاعوں کے آگے شبنم کی طرح اپنا وجود کھو دیتے۔ خود راقم الحروف نے اس بارگاہ کی تدریسی و فتویٰ نویسی کی خدمات پر مامور ہو جانے کے بعد بارہا مشاہدہ کیا اور یہ خیال کیا کہ "ایں سعادت بزور بازو نیست"

دراصل بارگاہ رضویت کے خوشہ چینوں کا طریقہ یہ ہوتا کہ فقہی مسائل کا اپنی بساط کے مطابق مسودہ تیار کرتے اور کسی ہجوم میں جبکہ حضور بزم کوکب میں انجمن آرا ہوتے مسودوں کا انبار پیش خدمت کر دیتے کیا مجال کہ عارض انور پر شکن کی کوئی لکیر ابھرے؟ حضرت ارشاد فرماتے کیا ہے عرض کرتے کہ مسئلہ ہے مگر کبھی کبھی اس "علماء راسخین کا نبیاء بنی اسرائیل" کے سچے نمونے کی جلالت کیفیت کا رعب ایسا غالب ہوتا کہ زبان لڑکھڑا جاتی اور مسئلہ کی جگہ مسلا بول جاتے ایسے موقع پر برق تبسم نمودار ہوتی اور فرماتے کس نے مسلا ہے؟ یعنی اشاروں کنایوں میں غلط تلفظ کی نشاندہی فرما دیتے اللہ اللہ ایسی پرخلوص شفقت کا چاند ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

بہرحال مسائل سنائے جاتے آپ مضمون کا تسلسل جملوں کا ربط اور حکم کی وضاحت سب کچھ درست فرما دیا کرتے اور بسا اوقات قلمبند فرما دیا کرتے اور اگر حوالہ میں عبارتیں نقل نہ ہوتیں تو اس طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے آپنے در مختار کی فلاں جلد نہیں دیکھی ہدایہ عالمگیری وغیرہ میں یہ مسئلہ موجود ہے مطالعہ کیجئے غرض کہ دسیوں کتابوں کی جلدوں صفحوں کی نشاندہی ہوتی ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے کہ حضور کے لیل و نہار ماہ و سال مسافرت میں گزرتے ہیں ارادت مندوں سے فرصت کے لمحات میسر نہیں آتے سفر و حضر میں کوئی ایسی گھڑی مہلت کی نہیں ملتی کہ کتب بینی کرتے مگر استحضار علم خدا کی پناہ جیسے ہر کتاب پیش نظر ہو!!

یہاں اس چیز کا تذکرہ بھی لطف سے خالی نہ ہوگا کہ "الملفوظ" جو امام احمد رضا قدس سرہٗ کے گوہر آبدار ملفوظات کا مجموعہ ہے ان موتیوں کو سلک ترتیب و تدوین میں پرونے کا دشوار گذار مرحلہ حضور تاجدار اہلسنت نے طے فرمایا ہے یہ کتاب رنگا رنگ پھولوں کا حسین و لطیف گلدستہ ہے اور اسکا تاریخی نام خود فاضل بریلوی نے تجویز فرمایا جیسا کہ اس قطعہ سے ظاہر ہے۔

مرے ملفوظ کچھ کے محفوظ || مصطفیٰ مصطفیٰ کا ہو ملفوظ
نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں || زبر و بینہ میں الملفوظ :

۱۳۳۰

اولاً بحساب ابجد یہ تاریخی نام درست نہیں ہے ثانیاً چوں کہ اس کے مرتب و مدون خود حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں لہٰذا معاندین دونوں پر حرف گیری کی جسارت کرتے ہیں حالانکہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے جہاں اس کے تاریخی نام کا تذکرہ فرمایا وہاں یہ بھی صراحت کر دی ہے کہ یہ تاریخی نام زبر و بینہ کے قاعدے سے نکالا جا سکتا ہے حالانکہ ہمارے حریفوں میں اتنا دل گردہ ہے کہاں کہ اسے دائرہ فہم میں لا سکے لیجئے یہ قرضہ آج ہم اتار دیتے ہیں۔

زبر و بینہ حساب کی ایک قسم ہے جسکا قاعدہ یہ ہے کہ اسمیں حروف ابجد کی اعداد کا حساب تو ہوتا ہے مگر ہر حرف کے اسم کو ملفوظ کے اعتبار سے لیا جاتا ہے اس لحاظ سے دو حرفی حروف کے دو حروف کو لے کر پہلا جز جو اسکا مسمیٰ ہوتا ہے ترک کر دیا جاتا ہے اور دوسرا جز جو کہ الف ہوتا ہے اسے باقی رکھ کر اس سے ایک عدد مراد لیتے ہیں مثلاً با، تا، ثا جا خا وغیرہ جز اول کو ترک کر کے باقی الف سے ایک عدد مراد لیتے ہیں جو حساب ابجد کے مطابق ہے۔

اسی طرح سہ حرفی حروف کے حرف اول کو ترک کر کے باقی دو حرفوں کی عددوں کا شمار ہوتا ہے۔ مثلاً سین، شین، عین وغیرہ اس اعتبار سے ہر ایک کی عدد ساٹھ مانی جائے گی اور الف کی عدد ایک سو دس صاد ضاد کی عدد پانچ شمار ہو گی لہٰذا الملفوظ بحساب ابجد

حجر اسود

ا	ل	م	ل	ف	و	ظ
۱	۳۰	۴۰	۳۰	۸۰	۹	۹۰۰

۱۰۸۷

بحساب زبر بینہ

الف	لام	میم	لام	فا	واؤ	ظا
۱۱۰	۷۱	۵۰	۷۱	۱	۷	۱

۲۵۱

۱۰۸۷
۲۵۱
۱۳۳۸ھ

آخیر میں اس شعر پر ہم اپنا مضمون ختم کرتے ہیں

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

مفتی اعظم اور

احترامِ سادات

جو شریعت کا امین اور فقہ کا رازدار بن کر رونما ہوا

— از: مولانا —
(معراج مسعودی)

سرائے موت ہے دنیا جو آئے مرکے چلے
کوئی برا تو کوئی نیک کام کرکے چلے
وہ جانے والا بڑا خوش نصیب ہے مظہر
جو خود کو سارے گناہوں سے پاک کرکے چلے

ارشاد خداوندی ہے۔ و لقد کرمنا بنی آدم۔
تحقیق کہ بزرگی دی ہم نے بنی آدم کو۔

اس خاکدان گیتی میں جب پروردگار عالم نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو اشرف المخلوقات کا تمغہ عطا فرماکر بزرگی عقل و شعور فہم و فراست دانائی و بینائی تمام ہی انعامات سے سرفرازی دی۔ لیکن کائنات عالم نے دیکھا کہ جس نے اس نعمت عظمیٰ کو ٹھکرا دیا اس کا ادب و احترام اور وقار دل سے مٹا دیا اس کی گردن میں قادر مطلق نے لعنت کا طوق پہنا کر جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو اسکا مقدر بنا دیا اور جس نے اس عظیم نعمت کو اپنی سر آنکھوں اور دل کے آبگینے میں ادب و احترام کے ساتھ محفوظ رکھا تو دنیا نے دیکھا کہ کبھی وہی انسان صدیق اکبر و فاروق اعظم کے نام سے چمکتا ہوا نظر آیا تو کبھی امام اعظم اور غوث الوریٰ کی صورت میں ضو بکھیرتا ہوا ماہتاب دکھائی دیا۔ تو کبھی محدث اعظم اور مفتی اعظم ہند کی شباہت میں شریعت کا امین و فقیہ نایاب بن کر رونما ہوا۔

کون مفتی اعظم؟ وہی جس کی علمی و عملی کارکردگی نے آج دنیائے اسلام کو درس دیا کہ اگر تم عزت و وقار کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو اور ساری دنیا کا اپنے ایک ادنیٰ اشارے پر سر خم کرانا چاہتے ہو تو آؤ تم سب سے پہلے بارگاہِ الٰہی اور بارگاہ مصطفےٰ میں جھک جاؤ ساری دنیا تمہارے آگے جھک جائے گی چنانچہ یہی وہ زادیہ

نظر تھا جس کو حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مقدسہ کا شاہکار بنا کر سارے عالم میں اپنا وقار ملت اسلامیہ میں اعتبار علم و عمل میں وہ بلند معیار قائم کیا جسکی مثال اس دور میں تو ملنا مشکل ہے ہاں اگر تواریخ عالم کی اوراق گردانی کی جائے تو ضرور مفتی اعظم ہند کہیں صدق و صفا کے میدان میں کردار صدیق اکبر کی جھلک لئے نظر آئیں گے کہیں عدل و انصاف کی میزان پہ جانشین فاروق اعظم دکھائی دیں گے کہیں پیکر حیا بنے ہوئے عثمان غنی کا عکس لئے ہوئے نظر آئیں گے کہیں باطل پرستوں کے روبرو حقانیت کے علمبردار شیر خدا کے آئینہ خوش خصال نظر آئیں گے کہیں علم فقہ کی ...... تحقیق و تدقیق میں امام اعظم اور امام رازی کی جانشینی فرماتے نظر آئیں گے کہیں غوث الاعظم کی خداداد کرامات کی سند نیابت پر جلوہ افروز نظر آئیں گے اور کہیں آل رسول کا ادب و احترام کرتے ہوئے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور اعلیٰحضرت امام اہلسنت کے مسلک عشق پہ چلنے کا حق ادا کرتے نظر آئیں گے یہ حقیقت ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑی عظیم خوبیوں کا مالک بنایا تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ آل رسول کا اسقدر احترام فرماتے کہ جس کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی ایک مرتبہ جسوقت حضور مفتی اعظم ہند ۱۳۹۰ھ میں باندہ کی سرزمین پہ دار العلوم ربانیہ کے جلسہ دستار بندی کے موقعہ پہ مدعو کئے گئے تو آپ کچھ وجوہات کی بنا پہ جلسے کے ایک روز بعد باندہ پہونچ سکے بہر حال جسوقت آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو پژمردہ دلوں کو تازگی ملی اور جب آپ کی سواری دار العلوم ربانیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ سید غازی ربانی صاحب مدظلہ العالی کے دولت کدہ پہ رکی تو حضرت علامہ نے فوراً بڑھ کر ملاقات مسنونہ کے بعد آپ کو سہارا دیا اور سواری سے اتار کر قیام گاہ کی طرف بڑھنے لگے چند قدم چلنے کے بعد حضور مفتی اعظم کی نظر راہ پر پڑے ہوئے کچھ بوسیدہ کاغذ کے ٹکڑوں پہ پڑی جس میں اردو تحریر بھی نظر پڑتے ہی آپ نے ان ٹکڑوں کو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کاغذ اور حروف عربی کا بھی احترام چاہیے اس لئے کہ اس سے قرآن عظیم و احادیث مقدسہ کی تفاسیر وغیرہ مرتب ہوتی ہیں یہ فرمانے کے بعد حضرت اپنی قیام گاہ پہ پہونچے حضرت کی آمد کی اطلاع ملتے ہی ایک ہجوم شوق دیدار اور حلقہ بگوش ہونے والے حضرات کا دوڑ پڑا لیکن چونکہ حضرت سفر سے تشریف لائے تھے اور آپ کو آرام کی سخت ضرورت تھی اس لئے تمام اہل شوق حضرات کو روک دیا گیا اور آپ آرام کرنے لگے دار العلوم کے کچھ طلبہ آپ کی خدمت میں تھے جسوقت آپکو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا تو خانوادہ ربانی کے دو نو نہال آئے اور چاہا کہ حضرت سو رہے ہیں آپ کی خدمت کا شرف حاصل کر لیا جائے لہٰذا جو نہی ان دونوں بچوں نے حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کے پائے مبارک دبانے کے لئے ہاتھ رکھا آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا بچو تم آل رسول ہو میں ایک گناہ گار ہوں مجھے اور گناہ گار نہ کرو تمہارا احترام میرے لئے لازم ہے یہ فرمایا اور دونوں بچوں کو پیار و محبت سے سمجھا کر روک دیا۔ اللہ اکبر ذرا غور و فکر کا مقام ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند سو رہے تھے اور بچوں کا کوئی تعارف اور نہ ہی کوئی امتیازی لباس تھا یہ خیال فرما سکتے تھے کہ دار العلوم ربانیہ کے

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
برائے جمیع حاجات
اَللہُ رَبِّی لَاشَرِیکَ لَہٗ — آٹھ سو چوہتر (۸۷۴) بار اول و آخر درود شریف ۱۱-۱۱ بار اس قدر عدد معین۔ باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر تا حصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال و ہر پاک جگہ بے گنتی بے شمار ورد زبان رکھیں۔ مجرب و آزمودہ ہے۔
خداوند قادر و قیوم! اس وظیفہ و عمل کا ثواب تا قیام قیامت
حاجی عبدالمجید صاحب مرحوم و رحمت بی بی صاحبہ مرحومہ
کو مرحمت فرما
تیری رحمتوں کے طالب
رحمت مجید
ای ۴۵/۱۷ اے بی
تلبھانڈیشور رالتی باغ وارانسی
فون ۶۳۳۶۹ و ۶۳۰۷۴
پاکیزہ پرنٹس
ماڈرن ہینڈلوم ساریز
ماڈرن ٹیکسٹائلس
منجانب حاجی محمد یونس و حاجی محمد فاروق صاحبان مع برادران و پسران

...جن سے ہر ایک اپنا ایک اللہ کا برگزیدہ بندہ
اور ایک اللہ کا ولی اپنی ظاہری آنکھیں تو ضرور بند کئے تھا
مگر باطن کی وہ بصیرت افروز نگاہ کھلی ہوئی تھی جس سے
وہ ایک کے قرطاس قلب پر مرتسم عبادت کو پڑھ لیا کرتا
تھا۔ پھر سوچیے کہ جس کے اندر یہ کمال ہوگا تو کیا وہ بچوں کا
آل رسول ہونا معلوم نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے ۔

نگاہ مرد مومن سے نہیں کچھ بھی ہے پوشیدہ
سمجھنے کو انھیں چشم بصیرت کی ضرورت ہے

پھر جب حضور مفتی اعظم ہند خواب استراحت سے بیدار
ہوئے تو آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والے حضرات
کا ایک جم غفیر انتظار کر رہا تھا آپ نے ان سب تشنہ لب
عقیدت مندوں کو سیراب فرمایا بعدہ دار العلوم ربانیہ
کا معائنہ فرمایا اور ایک تحریر دار العلوم ربانیہ کے رجسٹر
معائنہ کو عطا کی پھر دار العلوم ربانیہ کے اساتذہ کی موجودگی
میں حضرت علامہ سید غازی ربانی صاحب قبلہ سے فرمایا
کہ آپ آل رسول ہیں آپ کا مرتبہ بلند ہے آپ میرے
سر پہ ہاتھ رکھ کر میرے حق میں دعا فرما دیجئے یہ سن
کر علامہ موصوف نے فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں میں آپ
کی شان میں یہ جسارت نہیں کر سکتا بس اللہ رب العزت
سے یہ التجا ہے کہ وہ آپ جیسے بزرگوں کا سایہ ہم سبھوں
پر قائم و دائم رکھے لیکن اس کے باوجود بھی حضور مفتی
اعظم ہند نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر رکھ
لیا اور فرمایا کہ یہ میری خواہش ہے۔ یہ عقیدت تھی آل
رسول سے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی جو احادیث
مقدسہ کے مطابق تھی جیسا کہ آقائے نعمت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یا ایھا الناس انی ترکت

فیکم الثقلین ما ان اخذ تم لن تضلو کتاب
اللہ وعترتی اھل بیتی (مشکوۃ ص۵۶۹)

یعنی اے لوگو میں تمھارے درمیان دو بھاری
چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو پکڑے
رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے ایک کتاب اللہ
دوسرے میری اولاد جو اہلبیت ہیں سبحان اللہ
یہی نہیں بلکہ ہزار ہا واقعات آپ کی حیات مقدسہ کے
قرآن و حدیث کے مطابق ہیں جن سے آپ کی عملی علمی
اور دینی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے یہی وجہ تھی جس
کی بنا پر ہر دل مومن آپ کا شیدائی ہر دماغ مومن
آپ کا دیوانہ ہر چشم مومن آپ کی متلاشی تھی جس کو
دیکھا آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا تھا۔
اور آج بھی نظر آ رہا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ بزرگ
وہی ہے کہ جس کی جلالت و بزرگی کا اعتراف اپنے تو
اپنے غیر بھی کریں۔ حضور مفتی اعظم ہند کی ذات مقدس
وہی تصویر تھی جن کے چھپ جانے کے بعد ہر شخص
کف افسوس ملتا نظر آ رہا ہے اور بقول راز الہ آبادی
ہر ایک کے دلی جذبات یہی تھے

اک جھلک پیار کی تصویر مجھے دکھلا کر
عمر بھر کے لئے چھپ جائیں گے معلوم نہ تھا

قطب وقت، آفتاب ولایت، ماہتاب علم و فضل حضرت الشاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ (مولد ۲۲ ذو الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء) عالم اسلام کے ممتاز ارباب علم وفضل اور اصحاب رشد و ہدایت میں سے ہیں۔ دنیوی عزت وجاہ کی اگرچہ

آپ نے خواہش نہیں کی لیکن دنیا نے اپنی عزتوں اور شوکتوں کو ہمیشہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور بہ ہزار منت وسماجت انہیں قبول کر لینے کی درخواست کی لیکن آپ نے ان پر ایک نگاہ غلط انداز بھی نہ ڈالی اور اسلاف کرام کے روایتی استغنا وبے نیازی کی یاد تازہ کرتے رہے۔

آپ کے والد ماجد مجدد اعظم امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا طباع و ذہین فقیہ ہندوستان میں نہیں پیدا ہوا آپ کے فتاوی کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔

حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل کو جب اعلیحضرت فاضل بریلوی نے اپنے عربی فتاوی ارسال کئے تو انہوں نے جواب میں لکھا "واللہ اقول والحق لو راٰھا ابو حنیفۃ النعمان لاقر عینیہ ولجعل مولفہا من جملۃ الاصحاب" (ترجمہ) خدا

کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتاویٰ کو اگر ابوحنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے اور اس کے مولف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔
(صفحہ ۲۵، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ مطبوعہ لاہور)

سراج الفقہاء حضرت علامہ سراج احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مولوی نظام الدین فقیہ احمد پوری وہابی جو تفقہ میں اپنے ہمعصر علماء دیوبند وغیرہ میں اپنے جیسا کسی کو فائق نہیں جانتا تھا فتاویٰ رشیدیہ کے اس فتویٰ پر کہ "حدیث صحیح کے مقابل قول فقہاء پر عمل نہ کرنا چاہئے" اس کے سامنے میں نے رسالہ "الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی" مصنفہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو اس نے کہا یہ سب منازل حدیث مولانا احمد رضا خاں کو حاصل تھے افسوس کہ میں مولانا کے زمانہ میں رہ کر بے خبر بے فیض رہا۔

پھر میں نے اسی وہابی عالم کو رسائل رضویہ سے چند مسائل فقہ کے جوابات سنائے تو کہنے لگا کہ علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا احمد رضا خاں کے شاگرد ہیں یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں (صفحہ ۳۴ سوانح سراج الفقہاء مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور)

بستر علالت سے ۱۳۳۹ھ میں تحریک ترک موالات جس میں مسلم زعماء نے ہوش سے زیادہ جوش اور اعتدال سے زیادہ اشتعال کے ہاتھ میں اپنی لگام دیدی تھی اس کے خلاف ایک تاریخی اور معرکۃ الآراء شاہکار تصنیف "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیات الممتحنۃ" کی شکل میں وہ تاریخی فتویٰ صادر فرمایا جس سے سیاسی حلقوں میں ایک طوفان برپا ہو گیا اور پورے ملک میں ہل چل مچ گئی۔

آپ کے دادا حضرت مولانا شاہ علی نقی بریلوی علیہ الرحمہ ان مخصوص اصحاب کمال میں سے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہر و باطن کی جامعیت عطا فرمایا۔

آپ کے جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں نے فرنگی تسلط کے خلاف مجاہدین آزادی کے ساتھ تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا جنرل ہڈسن نے آپ کا سر قلم کرنے کا پانچسو روپئے انعام رکھا تھا مشہور مورخ علی حسن لکھتا ہے جبکہ برطانوی حکام تمام ہند پر قبضہ کرنے کی ہرچند کوشش کر رہے تھے تو اسوقت فضل حق خیرآبادی، احمد اللہ شاہ مدراسی امام بخش صہبائی اور رضا علی بریلوی جیسے مولوی برطانوی تسلط کے خلاف اپنی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔

علی حسن مزید لکھتا ہے بریلی کے اندر لوگوں میں برطانوی حکام کے خلاف جو یورش پھیلی اس کے تمام تر ذمہ دار بخت خاں اور اس کے ساتھی بریلوی ملاں شاہ رضا علی ولد حافظ کاظم علی تھے جو بریلی کے عوام کو برطانوی حکام کے خلاف اکسانے کے نہ صرف مجرم ٹھہرے بلکہ انہوں نے بریلی کے عوام کو برطانوی حکام کے خلاف مقابلہ کرنے پر بے حد

افروختہ کیا اگر ملاں رضا علی بریلوی اپنے عقیدت مندوں سمیت ہمارا مقابلہ نہ کرتا تو بریلی شہر پر ہمارا قبضہ ہونا بالکل آسان تھا۔

(اشرفیہ مبارکپور فروری ۱۹۸۲ء)

اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے جن کے ذریعے

آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا ایسے خود اپنی ہی گردن کاٹ ڈالتا ہے

وہ اس دنیا میں اپنے بندوں کو سعادت بخشتا ہے ایک بڑی نعمت آبا رصالحین کے لیے یہ ہے کہ اولاد صالح عطا فرمائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی خاندان میں عرصہ تک علم وصلاح کے جاری وساری رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں نعمتوں سے فیضیاب ہو آبا کو اولاد صالح اور اولاد صالح کو آبا صالح نصیب ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ النورانی کو ایسے خاندان میں پیدا کیا جس میں کئی پشتوں سے سلسلہ علم ارشاد قائم وجاری ہے اور جس کے اسلاف کرام کے اعمال صالحہ کا پاک ورثہ یکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا آیا ہے جن کی حق گوئی اور حق پرستی اور عشق رسول میں سرشاری و جانثاری اور مغروران تخت وتاج و بندگان مال وجاہ کے مقابلے میں استغنا روبے نیازی انہیں اپنے اسلاف کے ورثہ میں ملی تھی۔

ایمرجنسی کے زمانے میں جبکہ بہت سارے ارباب علم واصحاب خرقہ وسجادہ کی تصویریں اپنے اصلی بھیس میں نظر آتی تھیں اور یہ دیکھ کر عبرت ہوتی تھی کہ بڑے بڑے مدعیان علم وزہد کو بھی راہ حق میں استقامت نصیب نہ ہوئی۔

اصحاب عزیمت واستقلال سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا ہر دور میں خدا ترس اور بے خوف وبے باک علماء حق نے حق وصداقت کی آواز بلند کی ہے اور انہیں مخصوص ہستیوں میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ذات بابرکات تھی کہ حکومت کی کاسہ لیسی سے زندگی بھر الگ تھلگ رہا ہے جنہوں نے علم حق کی عزت ودولت کو دنیاوی شان وشوکت سے سرنگوں اور ذلیل وخوار ہونے سے بچایا۔ جب دیکھا کہ زمانہ کی اور وقت کی حکومت دنیا سازوں اور دین فروشوں کی طرف جھک گئی تو آپ نے قلمی جہاد کیا۔ اور بتایا کہ اے حکومت کے ہاتھوں ناموس علم ودین بیچنے والے ضمیر فروشو! آؤ سرزمین بریلی میں صاحب صدق وصفا کو دیکھو نیاز مندان حق ناز و نعمت اور دنیوی مزے کی طرف نہیں دوڑتے ہیں بلکہ بوریائے فقر پر قانع رہ کر غیرت دین ومذہب کی پاسبانی کرتے ہیں۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ علماء دیوبند نے بڑے بڑے ڈرامے کیے ہیں۔ چنانچہ ایمرجنسی کے زمانے ۱۹۷۶ء میں قاری محمد طیب صاحب میرٹھ میں پسیر

حضرت مولانا ساجد علیخاں صاحب علیہ الرحمہ نے نسبندی کے زمانہ قیامت خیز میں جبکہ زبان و قلم پر تالے لگا دیئے گئے تھے ہر شخص لرزاں و ترساں نظر آتا تھا اس زمانہ میں اس مرد مجاہد نے بلا خوف و خطر کلمۃ الحق عند السلطان الجابر جہاد پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ شائع کر دیا کہ نسبندی حرام ہے حرام ہے حرام ہے۔

بریلی کے کلکٹر صاحب بہادر نے طلب فرمایا تو مع مفتی صاحبان تشریف لے گئے۔ صاحب بہادر نے کرخت لہجہ میں فرمایا کہ آپ نے اندرا حکومت کے خلاف فتویٰ شائع کر دیا۔

مرد مجاہد نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت الٰہیہ کی جانب سے ہم مامور ہیں۔ ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا۔ اب آپ اپنا فرض منصبی ادا کر سکتے ہیں۔

یہ جواب سنکر صاحب بہادر نے معروف اقدام کا ارادہ کیا جس کو ایک ہم نشیں صاحب نے یہ کہہ کر رکوا دیا کہ سارے ہندوستان میں آگ لگ جائے گی جو بجھائے نہ بجھ سکے گی۔

(دیباچہ البشیر)

شہزادۂ امام احمد رضا مفتئ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی قدس سرہٗ کی تصدیق و تحریک پر شائع ہونے والا یہ فتویٰ ایمرجنسی کے دور ہی میں کلکتہ بمبئی اور ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا تھا چنانچہ سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے حکام بریلی کو یہ آرڈر دیدیا گیا تھا کہ آپ کو گرفتار کر لیا جائے مگر سی آئی ڈی نے رپورٹ دی کہ ہندوستان کے طول و عرض میں آپ کے کروڑوں مریدین و معتقدین ہیں جن میں سخت اضطراب و بے چینی اور ہنگامہ و شور برپا ہو جائیگا اس مصلحت کے تحت یہ حکم واپس لے لیا جائے انہیں چھیڑنا اپنے اوپر قہر خداوندی نازل کرنا ہے۔

چونکہ بریلی کے حکام و عوام کے سامنے بلیک آؤٹ کا وہ عبرتناک واقعہ تھا ۱۹۷۱ء میں جب کہ سورج غروب ہوتے ہی ہندوستان کے سارے شہر شہر خموشاں معلوم ہوتے تھے۔ روشنی پر یہاں تک پابندی لگادی گئی تھی کہ اگر کوئی شخص سگریٹ پیتے ہوئے نظر آجاتا تو اس پر جرمانہ عائد کیا جاتا تھا۔ ہر دس قدم پر پولیس کھڑی رہتی اگر کہیں سے روشنی نظر آجاتی تو پولیس پتھراؤ کرتی اور فوراً گرفتار کر لیتی۔

مگر اس شمع محفل کے معمول میں کچھ فرق نہ آیا اپنی مرضی کے مطابق اسی انداز میں روشنی کئے ہیں حجرۂ نوری میں پروانے شمع کے اردگرد ہیں۔ رشد و ہدایت بیعت و خلافت اور ورود و وظائف جاری ہے بریلی شہر کی پولیس جانتی تھی کہ انہیں چھیڑنا کسی طرح مناسب نہیں ہے اس لئے وہ خاموش تھی۔

انہیں ایام میں اس حلقہ میں ایک نیا داروغہ آیا اس نے اپنے دنیاوی منصب کے غرور میں آپ کی شان میں گستاخی کرنی چاہی پولیس والوں نے بارہا سمجھایا اور روکا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا بالآخر گستاخی کرہی دی۔

وہاں سے تھانہ پر واپس آیا تو اس کے دل میں ایک ایسی ہیجانی کیفیت پیدا ہوئی کہ اسے کسی طرح کا سکون ہی نہیں ملتا۔ دوسرے روز چھٹی لیکر گھر آیا وہاں بھی اسے سکون نہ ملا۔ بیوی سے کسی معاملہ میں جھگڑا کیا اور خود ہی گولی مار کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔

حضور مفتئ اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کی حیات مبارکہ کا یہ واقعہ نہایت اہم ہے اور اس سے ان کی حق پرستی اور بے لوث زندگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ پر شور و نازک وقت تھا۔ بڑے

بڑے بڑے دعویداروں کے قدم ڈگمگا گئے تھے۔ مگر سچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیام حق کے لئے جن اہل اللہ کا شرح صدر کر دیتا ہے ان کی استقامت کو کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکتی۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

سچ یہ ہے کہ ہر عہد اور ہر دور میں جس قدر بربادیاں ہوئیں علماء ہی کے ہاتھوں ہوئیں۔ وقت اور زمانہ کی شکایت بے سود ہے۔ ایسے نام نہاد علماء کا وجود ہر زمانہ میں فتنہ دراز آئش اور انتشار کا سبب رہا ہے۔

لیکن! یہ حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ النورانی کی ذات گرامی تھی جن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی اور اپنی پاک نفسی، حق گوئی دینداری اور اخلاص و صداقت کی قوت سے ہزاروں لاکھوں طالبان حق کے دلوں کو کھینچ لیا۔ مدت العمر اپنی بوریا فقر پر قانع رہے اور دنیا فانی کی دلفریبیاں کبھی آپ کی جمعیت خاطر کو پراگندہ نہ کر سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ اعلان حق اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں آپ تیغ بے نیام تھے۔ اور کسی حال میں نصیحت و موعظت، تذکیر و ارشاد حق کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے بالخصوص ایسے نام نہاد بے عمل مدعیان علم سے سخت نفرت و بیزاری کا اظہار فرماتے تھے جو عشق مال و متاع اور جھوٹی شہرت و ناموری میں سرگشتہ رہتا، اور ادعائے شیخیت و تقدس کو اپنی دکان آرائی اور دنیا طلبی کا وسیلہ بناتے۔ اور حکومت کے سربرآوردہ لوگوں کو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھنے لگے۔

ایک بار حضور مفتیٔ اعظم ہند کے در دولت پر حاضری دینے کے لئے یو۔ پی کے گورنر اکبر علی خاں حیدر آبادی اور نہ جانے کتنے وزراء و اعلیٰ حکام و افسران اپنے اپنے دنیوی جاہ و حشمت کے ساتھ آئے مگر ان کے لئے کوئی اہتمام تو بڑی بات ہے ان سے ملنا بھی گوارہ نہ فرمایا کیونکہ وہ دنیاوی شوکت کا مظہر بن کر آئے تھے۔ اور حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ اس جاہ و جلال دنیوی کو بنظر حقارت دیکھتے جو ضمیر فروشی و دین فروشی کے بدلے حاصل کیا گیا ہو اور جن لوگوں نے آلودگیوں اور آلائشوں کے جن دھبوں کو نقش و نگار عزت سمجھ کر اپنے دامن میں جگہ دی ہے ان کی ناپاکی کا داغ اور نجاست کا دھبہ بر سر عام ظاہر کرتے۔

عشق کی صداقت اور قلب کی پاکیزگی کے ساتھ ان کی دعوت و تذکیر میں ایسی تاثیر تھی کہ لاکھوں مسلمان آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور آپ کے طور طریقے کچھ ایسے عاشقانہ تھے اور والہانہ تھے کہ صحابہ کرام کے خصائص ایمانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کتاب زندگی پڑھ کر ایک عجیب عالم وجد و محویت طاری ہو جاتا ہے اور بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ساری باتوں کو چھوڑ کر صرف انہیں کا ذکر کرتے اور سنتے رہئے۔ اس عاشق رسول کے ذکر میں جب آج یہ تاثیر ہے تو نہ معلوم آپ کے پاک صورتوں اور پاک صحبتوں کی

مؤسسة
بسمل
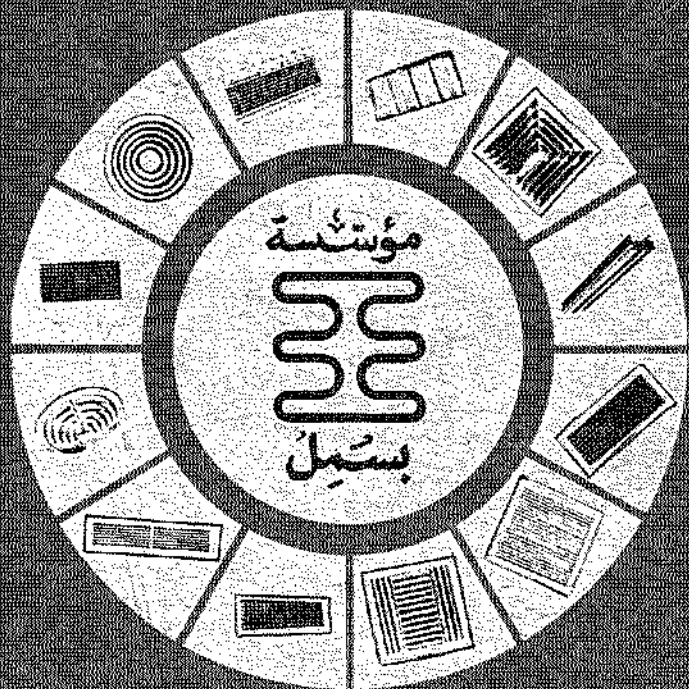
رعنائیوں و دلربائیوں کا حیات طیبہ میں کیا حال رہا ہوگا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

دل کے عشق اور باطن کے سوز و گداز نے ان کے کلام میں کچھ ایسی تاثیر پیدا کر دی تھی کہ زبان سے الفاظ تیر و نشتر بن کر نکلتے، اور سننے والے دل تھام کر رہ جاتے۔ کیسا ہی سیہ باطن اور سنگ دل کیوں نہ ہوتا لیکن ان کی زبان سے مبارک کلمات سن لیتا تو ایسا خود رفتہ ہو جاتا کہ وہیں سے اپنے دل کی حالت بدل دیتا۔

کچھ لوگ اس معاملہ میں متفکر ہیں کہ آخر دنیا ان کی طرف کیوں کھنچی چلی آئی۔ لیکن انہیں سوچنا چاہیئے کہ جس طرح بینائی رکھنے والا اپنی آنکھوں کو عمل بصارت سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح بزرگان دین و علماء حق اعلان حق سے مجبور ہیں کہ خدا کی عطا کردہ زبان حق کاٹ کر پھینک نہیں سکتے۔ اور بیان حق کا قدرتی خاصہ یہ ہے کہ دلوں کو دوسری طرف سے موڑ کر اپنی طرف کھینچ لے۔ ایک داعی حق اور واصل باللہ اگر دنیا سے کہدے کہ میرے پیچھے مت آ تو جب بھی وہ اسی کے پیچھے دوڑے گی کیونکہ جذب و انجذاب کا قانون باطل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح آسمانوں میں بھی ان کے ناموں کی پکار ہوتی ہے جیسا کہ حدیث پاک اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ "اذا احب اللہ العبد قال لجبریل انی احب فلانا فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یضع لہ القبول فی الارض۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو، پس جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں اس کی منادی

کرتے ہیں کہ رب تبارک و تعالیٰ فلاں بندے کو عزیز رکھتا ہے تم بھی اسے چاہو۔ تو تمام آسمان والے بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں۔ اور اپنا محبوب بنا لیتے ہیں پھر جب آسمان پر اس کی محبوبیت کا اعلان ہو جاتا ہے تو زمین والوں کے دل اس کی محبت کیلئے کھل جاتے ہیں اور ہر طرف مقبولیت و محبوبیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔

مگر آج کل جبہ و دستار میں کچھ ایسے چہرے نظر آنے لگے ہیں کہ ان کی نفس پرستی اور حق فراموشی دنیا کے لئے ایک لعنت بن گئی ہے اور جن کی طینت

روکی پوری قوم کے لئے ناسور بن گئی ہے۔ نوع انسانی کی کوئی بدتر سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم بھی اس سے زیادہ دنیا کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے حتی کہ جنگل کا ڈاکو اور کمین گاہوں کا رہزن بھی اس سے زیادہ کسی اہل ایمان کے لیے مہلک نہیں ہو سکتا۔ پس جبکہ ان علماء کے خصائل ورذائل کا یہ حال ہے تو اس کے بعد ان کی عوام کے لیے فسق و فجور اور ظلم و زیادتی کا کون سا درجہ باقی رہ گیا۔ یہی وہ کتمانِ حق تھا جو علماء یہود پر مسلط ہو گیا تھا کہ وہ علمائے دیوبند کی طرح اپنی جاگیروں کو برقرار رکھنے کے لیے حق کو چھپاتے پھرتے تھے اسی طرح آج حکومت وقت کی حمایت میں کیسے کیسے حیلوں اور حربوں سے کام لے کر حکومت کی نظر میں مقبولیت حاصل کی۔

آج سے تقریباً سات آٹھ سال قبل چند نام نہاد مسلمانوں نے شریعت اسلامیہ میں رد و بدل یعنی ترمیم مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ کھڑا کیا اور بمبئی وغیرہ میں ان کے متعدد جلسے بھی ہوئے اور اس کے خلاف اہل سنت وجماعت نے بھی اعلیٰ پیمانے پر کئی جلسے اور مظاہرے کئے۔ اس موقع پر مسلم پرسنل لاء کا ذکر آیا تو حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ ہم نے حکومت کو آگاہ و خبردار کیا ہے کہ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ترمیم قانون شریعت اسلامیہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے کیونکہ جو شریعت میں ترمیم و تبدیلی وغیرہ کرانا چاہتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔" (پندرہویں صدی ہجری اور مقتبس تجدید ملت ۲۳/۲۴ مطبوعہ بریلی)

اس پر فتن و پر آشوب دور میں جس بے باکی اور جسارت اسلامی کا اظہار فرمایا ہے اور مسلمانوں کی رہنمائی فرما کر ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکالا ہے یہ انہیں کا حصہ ہے ؎

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضور مفتیٔ اعظم ہند کے علم و عمل اور بزرگی و تقدس کے جو شواہد تاریخ میں موجود ہیں اگر ان میں ایک بھی ہمارے سامنے نہ ہوتا اور صرف ایک تاریخی واقعہ کہ انہوں نے ایمرجنسی کے موقع پر ہندی حکومت کی اعلانیہ مخالفت کرتے ہوئے نسبندی کے خلاف فتویٰ صادر فرمایا ہے تو یہی آپ کی عدیم النظیر جرأت و عزیمت کا شاہکار ہوتا، اور مسلمانانِ ہند کے لئے یہی ایک مجاہدانہ کردار آپ کی عظمت جاودانی کے لئے ایک روشن ثبوت اور وقیع ترین ضمانت ہے کیا پر آشوب و پر امتحان دور تھا جو آپ کے حصہ میں آیا حکومت کے خلاف کسی چھوٹی سی چھوٹی بات کا بھی زبان و قلم سے نکالنا موت کی دعوت اور تباہی کا بلاوا تھا۔ ایمرجنسی نے سب کی زبانوں کو گنگ اور گردنوں کو نیچی کر دیا تھا۔

ان تمام حالات کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ اس عہد پر آشوب میں کس طرح سکوت عن الحق کا سناٹا تھا اور قبول باطل اور اطاعت ظلم کی منحوسیت چھائی ہوئی تھی حکومت ہند کے ایمرجنسی قانون نے
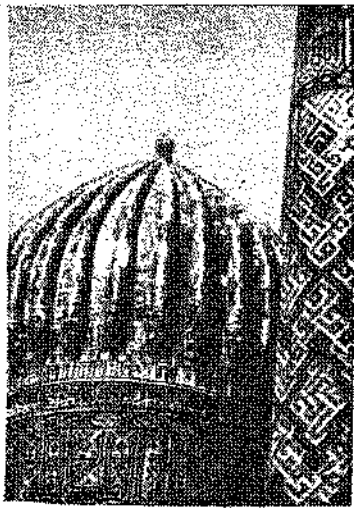
کلمہ حق کی آواز سے ساری فضائے ہند کو خالی کر دیا تھا ایسے عزم شکن اور ایمان آزما وقت میں حضور مفتی اعظم ہند نے حکومت وقت کی طاقت کو خاطر میں نہ لاکر قدم آگے بڑھایا اور پورے ہندوستان کو اپنے اعلانِ حق کی برکتوں سے مالا مال کیا۔ انہوں نے نہ صرف حکومت وقت کی مخالفت میں صدائے حق بلند کی۔ بلکہ صاف صاف کہہ دیا کہ ان مظالم کا نتیجہ حکومت کی تباہی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

افضل الجہاد کلمۃ الحق عند السلطان الجائر

درحقیقت یہ درجہ عزیمت ہے جس کو قرآن نے "وان ذالک من عزم الامور" سے تعبیر کیا، اور آپ انہیں لوگوں میں سے ہیں جن کا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ۔ اور جن کا قدم طریق منہاج نبوت پر واقع ہوا ہے۔ اور انبیاء کرام کی اصلی وراثت انہیں میں منتقل ہوئی ہے

سب سے بڑا متقی انسان وہ سمجھا جاتا ہے جس کے قدم جہاد القلب و اللسان سے پیچھے نہ ہٹیں اور جو صرف اپنے نفس کی نجات کی جگہ امت مسلمہ بلکہ نوع انسان کی نجات کا درد رکھتا ہو، مقام عزیمت و رفعت کا یہ وہ فرق ہے جو ایک صاحب دل نے خانقاہ کے گوشہ عزلت سے نکل کر شیخ سعدی کو بتلایا تھا ؂

گفت آں گلیم خویش بدر میبرد از موج
ایں سعی می کند کہ برآورد غریق را

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کو اس عہد کی سلطانی و فرمانروائی حاصل تھی۔ اور آپ کو برکات و فیضان کا وافر خزانہ ملا تھا۔ سبھی اپنے اپنے چراغ اسی شمع ہدایت سے روشن کرتے تھے۔ اور تمام رہروان منزل مقصود آپ ہی کے کاروان فضل و کرامت کی بانگ درا پر اپنے اپنے قدم اٹھاتے تھے اور آپ کی جرأت و جسارت ایمان راہ کی ساری صعوبتوں کا خاتمہ کر دیتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ رفعت و عظمت آپ کے کسی دوسرے معاصر میں نظر نہیں آتی اس لئے اسے فضل ربانی اور انعام خداوندی کہا جا سکتا ہے بس ؂

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم ٭

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی عالم اسلام کی ان مقدس ترین شخصیتوں میں سے ہے جنہوں نے اوائل عمر سے لیکر آخر وقت تک اپنے علم و عرفان کے چشمے بہائے ہیں جنکی زندگی کے لمحات عشق رسول سے بہرہ ور اور سوز دروں سے فیروز مند ہیں۔ جنہوں نے زبان و قلم کے ذریعہ ناموس رسالت کی حفاظت اور اشاعت دین کے لئے وہ جہاد عظیم کیا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی حضور مفتی اعظم ملت اسلامیہ کے لئے مجسم مینارۂ ہدایت تھے۔ ان کی زندگی کے لمحات کو ہم جس زاویے سے دیکھتے ہیں وہ ہمیں علم و عرفان کا مخزن، رشد و ہدایت کا منبع خلوص و للہیت کا شاہکار نظر آتے ہیں۔ ان کے روحانی کمالات سے عالم اسلام کو جو فیضان حاصل ہوا وہ کسی پر مخفی نہیں ان کے علم و فضل کی شہادت کے لئے ان کی عظیم تصانیف بہترین شاہد عدل ہیں۔

خدائے تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آپ کی ذات کو مقبول انام بنا دے تو آپ کو علم دین کی دولتوں سے نواز کر دین کا فقیہ بنا دیا یہاں تک کہ ان کے فتووں پر عالم اسلام کا اعتماد ہوا اور دنیا انہیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ آپکے فتووں پر مشتمل بنام فتاوی مصطفویہ دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں غیر مطبوعہ فتاوی یا دیگر رسائل اس کے علاوہ ہیں۔ سچ فرمایا رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (مشکوٰۃ شریف) خدا جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا

ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ چودھویں صدی کے نصف اخیر اور پندرھویں صدی کے اوائل میں دین کا یہ فقیہ اپنی مثال آپ تھا۔

علمی طور پر انہوں نے دین متین کی جو عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ رہتی دنیا تک آپ کے علم و فضل کی شہادت دیتی رہیں گی انہوں نے تحریری خدمتوں کی طرح اپنے قول و عمل کے ذریعہ بھی بہت سے بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھائی اور منزل مقصود سے ہم کنار کیا ہے۔ بلکہ ان کی ذات مقدسہ کے بارے میں یہ کہنا کسی طرح بیجا نہ ہوگا کہ وہ اپنے قول و فعل اخلاص و عرفان اور تحریر و قلم کے ذریعہ امت مسلمہ کی فلاح و بہبود میں ہمہ تن مصروف تھے۔ ان کی زندگی کے بے شمار واقعات ان باتوں پر شاہد عدل ہیں۔

انہوں نے اپنی زندگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو مقدس فریضہ خلوص و للہیت کے ساتھ انجام دیکر رہروان غلط کو منزل آشنا بنا دیا ہے اس کے صرف چند واقعات بطور نمونہ پیش کر رہا ہوں تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ وہ اپنی دیگر خوبیوں کے ساتھ اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں بھی یگانۂ روزگار شخصیت ہیں مگر چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرعی حیثیت ذکر کر دوں تاکہ اس اہم کردار کی صحیح قدر شناسی ہو سکے۔

امر بالمعروف کی شرعی حیثیت

باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ امت محمدیہ ہی کی خصوصیت ہے کہ امر بالمعروف میں ساری امتوں پر فوقیت دے گئی۔ اور پروردگار عالم نے اس کو خیر امت کے لقب سے نوازا یہی وہ امت ہے جس میں اخیر زمانے تک کچھ لوگ

ایسے ہوتے رہیں گے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔ بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ ان کے بعض علماء نے شروع شروع امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ مگر جب عوام باز نہ آئے تو علماء بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ خدا نے

ان کی زندگی کے لمحات کو ہم جس زاوئے سے دیکھتے ہیں وہ ہمیں علم وعرفان کا مخزن رشد وہدایت کا مبلغ اور خلوص وللہیت کا شاہکار نظر آتے ہیں

ان علماء کے دل بھی انہیں جیسے کر دیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے (مسلم شریف ص۵۱ جلد ۲)

امر بالمعروف کے ذمہ دار

علامہ نووی شارح مسلم نے پھر ملا علی قاری نے ان سے نقل کرتے ہوئے مرقات میں اس حدیث کے تحت ارشاد فرمایا۔ پھر عالمگیری میں بھی ہے کہ امراء کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ وہ اپنی قوت وسطوت سے برے کام کو روک دیں اور علماء کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہدیں، اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا ہے یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔ لیکن قوم کے چودھری، زمیندار وغیرہ جیسے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسے لوگوں کے لئے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ پ۲۸ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ پ۱۹ علامہ نووی نے نقل کیا ہے کہ جب کوئی ایسی جگہ ہو کہ صرف یہی اس مسئلہ کا جانکار ہے یا صرف یہی اس کے ازالہ کی استطاعت رکھتا ہے تو اس پر واجب عین ہو جاتا ہے کہ اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے روکے۔ یونہی جس کی بیوی یا اس کے بیٹے یا غلام سے کسی منکر کا ارتکاب یا کسی معروف میں کوتاہی ہو تو اس پر متعین طور پر لازم ہو جاتا ہے

کہ امر و نہی کرے۔ معروف کا امر اور منکر سے نہی ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو اس کا جانکار ہے۔ لہٰذا اگر مامور بہ واجبات ظاہرہ یا محرمات مشہورہ میں سے ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، زنا، شراب وغیرہ تو سارے مسلمان اس کے جانکار ہیں۔ لیکن دقیق افعال و اقوال اور اجتہاد سے متعلق امور جنمیں عوام کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی تو ان میں کسی چیز کا انکار یا اثبات کرنا صرف علماء و فقہاء کا حصہ ہے۔

مسائل: امر بالمعروف فرض کفایہ ہے جسکو اس پر قدرت ملی اور اس نے بلا عذر اس کو ترک کر دیا تو گنہگار ہے۔ امر بالمعروف کا وجوب و استحباب ہمیشہ مامور بہ کے تابع ہوا کرتا ہے یعنی مامور بہ اگر واجب ہے تو اس پر امر بالمعروف واجب ہوتا ہے لیکن جب مامور بہ مستحب و مندوب ہو تو امر بالمعروف بھی مستحب و مندوب ہوگا امر بالمعروف میں اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے البتہ اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے۔ اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔

امر بالمعروف میں کوتاہی کا وبال

جب امر بالمعروف کی ضرورت پڑے تو ان ذمہ داروں کے اوپر لازم ہے کہ اپنا فرض انجام دیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ عذاب الٰہی نازل ہو جائے کیونکہ برائیوں کو دیکھ کر جب دل سے برا جاننے والے بھی نہیں رہ جاتے تو وہ سب عذاب الٰہی کے مستحق بن جاتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہروں کو ان کے باشندوں سمیت الٹ دو حضرت جبریل نے عرض کیا خدایا ان کے اندر ایک تیرا فلاں بندہ بھی ہے جو لمحہ بھر بھی تیری نافرمانی نہیں کرتا خدا نے ارشاد فرمایا اس بندے سمیت ان باشندوں پر آبادی الٹ دو کیونکہ وہ بھی تو ایسا بندہ جو برائیاں دیکھتا رہا مگر کبھی اس کا چہرہ بھی متغیر نہ ہوا (بیہقی) جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب قوم معاصی کا ارتکاب کرنے لگے اور ان میں امر بالمعروف کرنے کی قدرت رکھنے والے موجود ہوں مگر امر نہ کریں تو اللہ ان کے مرنے سے

مزار حاجی نیم شاہ قادری بمبئی

پہلے ان پر عتاب نازل فرما دیتا ہے۔
(ابو داؤد، ابن ماجہ)

ہر زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوتے رہے جو اپنی قدرت کے مطابق امر بالمعروف کرتے رہے ضرورت پڑنے پر ظالم و جابر بادشاہوں کے سامنے حق گوئی و بیباکی سے بھی دریغ نہ کیا۔ سرکشوں کو بھی مجمع عام میں ٹوک دیا اور امر بالمعروف کیا۔ کچھ ایسے علمائے ربانیین ہوتے رہے جنہوں نے اپنے سامنے کسی بھی خلاف شرع کام کو ہوتے دیکھ کر سکوت گوارا نہ فرمایا کیونکہ بسا اوقات ایسے لوگوں کا سکوت اس منکر کے جواز کا ثبوت سمجھا جانے لگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نیابت یہی ہے کہ کسی خلاف شرع کام کو گوارا نہ کیا جائے۔

بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا اتفاقاً اس پر حضرت کی نظر پڑ گئی آپ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر ہوٹل کی طرف چل پڑے چونکہ ہمراہی لوگ کچھ نہ سمجھ سکے اس لئے سخت متحیر ہوئے کہ حضرت کچھ بتائے بغیر کہاں جانے لگے پھر لوگوں نے دیکھا کہ آپ ہوٹل میں ایک شخص سے فرما رہے ہیں کہ تمہیں تہذیب نہیں آئی کہ بائیں ہاتھ سے کھاتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں ہندو ہوں حضرت نے ڈانٹ کر فرمایا "ارے انسان تو ہو" اتنا سنتے ہی فوراً وہ ہاتھ سے کھانے لگا۔ یہاں لفظ انسان کا برمحل استعمال کتنا معنیٰ خیز ہے۔ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پیئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا

حضور مفتیٔ اعظم ملت اسلامیہ کیلئے مجسم مینارۂ ہدایت تھے

حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی ذات مبارک کے اندر ہم ان خصوصیتوں کو نمایاں طور پر پاتے ہیں وہ اپنے سامنے خلاف شرع کام ہوتے دیکھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بدرجہ اتم انجام دیا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ذیل کے ان چند واقعات سے لگایا جا سکتا ہے۔
ایک مرتبہ حضرت شاہ گنج
یو۔پی اسٹیشن پر ریل کے
انتظار میں بیٹھے تھے قریب ہی ہوٹل میں ایک شخص بیٹھا

پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھائے داہنے ہاتھ سے پئے اور داہنے ہاتھ سے لے اور دے کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے بائیں سے پیتا ہے بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔
حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب مبارکپوری مدرس الجامعۃ الاشرفیہ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء میں حضرت گورکھپور تشریف لائے میں حضرت سے ملنے

گورکھپور گیا۔ وہاں متوسلین و متعلقین کا بڑا ہجوم تھا جس کی بنا پر تھانے کے کچھ ذمہ داروں کو مجمع پر کنٹرول کرنے کے لئے متعین کیا گیا اس میں نائب تھانیدار بھی تھا عصر کی نماز کے وقت حضرت مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ بہت سے لوگ حضرت کے ارد گرد کھڑے تھے نائب تھانیدار آکر ایک طرف سامنے کھڑا ہو گیا اس وقت وہ نیکر پہنے ہوئے تھا حضرت کی نظر پڑ گئی آپ نے انتہائی پر جلال آواز میں ارشاد فرمایا دیکھو یہ ننگا کھڑا ہے" نائب تھانیدار رعب علم اور جلالت شان کی بنا پر دہشت زدہ ہو گیا فوراً پیچھے پلٹا اور ایک آدمی سے رومال لیکر اسے لنگی کی طرح پہن لیا۔

چونکہ یہ شخص نیکر پہن کر کھڑا تھا جس سے گھٹنا اور ران کا کچھ حصہ کھلا رہ گیا۔ یہ دونوں ہی ستر ہیں جن کا غیر کے سامنے کھولنا حرام ہے لہٰذا حضرت نے گوارا نہ فرمایا کہ کوئی شخص غیروں کے سامنے اپنا ستر کھلا رکھے اور فوراً اس کو منع فرمایا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی ذات گرامی اللہ کے ان مخصوص بندوں کے زمرے میں شمار کی جائے گی جن کے لئے شاعر نے کہا ہے ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ایک مرتبہ حضرت جمشید پور تشریف لے گئے وہاں کے ایک سن رسیدہ رئیس حضرت سے ملنے حاضر ہوئے مگر ان کے چہرے سے داڑھی غائب تھی منڈایا کرتے تھے حضرت کی نظر جیسے ہی ان کے چہرے پر پڑی دیکھتے ہی فرمایا بوڑھا ہو گیا مگر ابھی جوان بننے کی خواہش رکھتا ہے پھر آپ نے انہیں داڑھی رکھنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت کے ان کلمات نے ان پر جادو کا سا اثر کیا۔ وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے پھر انہوں نے طے کر لیا کہ اب میں داڑھی نہ منڈواؤں گا اور پھر رکھ بھی لیا حالانکہ کچھ لوگوں نے ان سے کہا بھی کہ اب یہ کیا حالت بنالی؟ مگر ان لوگوں کے کہنے کا کوئی اثر نہ لیا اور اپنے اس ارادہ پر قائم رہے۔ آج بھی وہ زندہ ہیں اور ان کے چہرے پر داڑھی رونق افروز ہے۔

ان ہی دنوں ایسے ہی ایک (مصنوعی جوان) عمر دراز شخص تعویذ لینے کی غرض سے حاضر ہوئے بعض امراض سے پریشان تھے دردِ سینہ کی بھی شکایت تھی۔ انہوں نے اپنا مرض بیان کیا اور تعویذ کے خواہاں ہوئے حضرت نے تعویذ لکھ دیا اور انہیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کوئی وزنی بوجھ نہ اٹھانا اور ساتھ ہی فرمایا اور جب تم سے داڑھی کا بوجھ نہیں اٹھتا تو دوسرا کوئی بوجھ کیا اٹھا سکو گے؟ ان لفظوں نے ان کے دل پر بے حد اثر کیا اور انہوں نے داڑھی رکھ لی۔ راقم الحروف کی ان سے ملاقات ہوئی ہے اسی سفر کا ایک واقعہ قاری فضل حق صاحب مہتمم دار العلوم غوثیہ ذاکر نگر بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آم بگان مسجد میں حضرت نماز عصر کے لئے پہنچے۔ جماعت ہو چکی۔ ایک صاحب سامنے آئے جو اس مسجد کے امام بھی تھے ان سے حضرت کا کوئی تعارف نہ تھا مگر دیکھا کہ جناب قمیص پہنے ہوئے ہیں کالر تنگ رہا ہے گلے کا حصہ کھلا ہوا ہے اور سینے کی ہڈی چمک

رہی ہے نماز پڑھنی شروع کرنا چاہتے تھے حضرت نے قمیص کے کالر اور سینہ کی ہڈی کھلی رکھنے پر سخت تنبیہ فرمائی۔ یہ تنبیہ بہت سے لوگوں کے ساتھ پیش آئی ـــــ جمشید پور کے اسی سفر میں ایک مجمع عام کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ قمیص کے کالر کی بلا عام ہے مزید فرمایا کہ سینہ کی ہڈی کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

اتنی بے باکی اور مسئلہ بتانے کا ایک بے لوث جذبہ شاذ و نادر ہی ملتا ہے کتنے تو وہ ہیں کہ

وہ اپنے سامنے خلاف شرع کام ہوتے دیکھکر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بدرجہ اتم انجام دیا کرتے تھے۔

ان کے سامنے نمازیں غلط طور پر ادا کی جاتی ہیں وہ دیکھتے رہتے ہیں مگر اتنی توجہ نہیں دیتے کہ غلط کار کو صحیح راہ دکھائیں۔

بعض لوگ انگریزی وضع کے اتنے دلدادہ ہوتے ہیں کہ اس کو اختیار کرنے میں ذرا بھی باک محسوس نہیں کرتے۔ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ شریعت اسلامیہ میں اس کی ممانعت کس درجہ کی ہے۔ نومبر ۱۹۷۳ء ۱۳۹۳ھ میں جامعہ اشرفیہ کے جشن افتتاح کے موقع پر حضرت مبارکپور تشریف لائے ایک صاحب انگریزی وضع کے دلدادہ ٹائی باندھے ہوئے حضرت سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے جب قریب آئے حضرت نے ان کی ٹائی پکڑ لی اور پوچھا یہ کیا ہے؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا یہ انگریزوں کی تقلید ہے جسے وہ صلیب کی جگہ استعمال کرتے ہیں جو قرآن سے متصادم عقیدے پر مبنی ہے۔ فوراً ٹائی اتروائی اور توبہ وغیرہ کرائی پھر حضرت مولنا قاضی شمس الدین صاحب جونپوری نے مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انگریز چونکہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی ہے اور وہ اپنے اس عقیدے کی بنا پر جگہ جگہ سولی کا نشان بناتے ہیں اور اسے اپنے گلے میں بھی لٹکاتے ہیں۔ مگر ان کا یہ عقیدہ قرآن کے بالکل خلاف ہے قرآن فرماتا ہے کہ انہیں نہ قتل کیا گیا نہ سولی دی گئی بلکہ اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا۔ ایسی صورت میں ان کا یہ گلے میں سولی لٹکانا زنار باندھنے کی طرح ہوا۔ ایسے صلیبی نشان کی جگہ انہوں نے ٹائی کے استعمال کو رواج دیا ہے جو کسی طرح ایک مسلمان کے لئے درست نہیں ہو سکتا ـــ اور اگر کیا تو اسے توبہ و تجدید ایمان کرنا ہوگا۔ جیسے بت کے آگے سجدہ کیا تو توبہ و تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔

مندرجہ بالا واقعات نے آفتاب نیمروز کی طرح واضح کر دیا کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے صحیح فرض شناس اور اس پر پوری طرح عمل پیرا اور کاربند تھے۔ خدا علماء زمانہ کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور عوام و خواص سب کو اتباع شریعت نصیب کرے۔ آمین۔
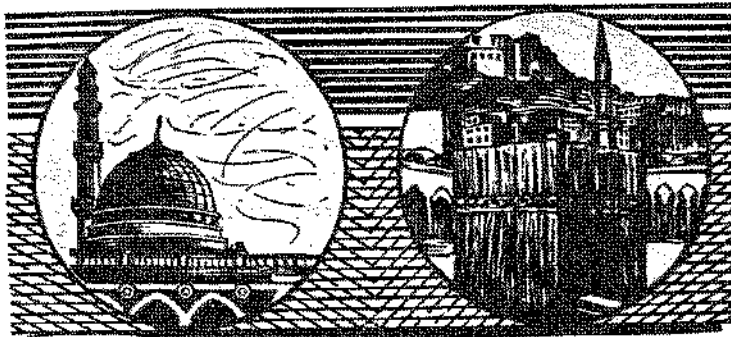
مفتی اعظم اور

(از عبدالباری دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اعظم گڑھ)

شرح الاستمداد

الاستمداد علی اجیال الارتداد' اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے اشعار کا ایک ضخیم مجموعہ ہے' جس میں اعلیٰحضرت نے بارگاہ رسالت میں نذرانۂ عقیدت کے بعد استغاثہ و فریاد کے طور پر اہل باطل کے عقائد و نظریات کی نظم میں نقاب کشائی کی ہے' یہ اشعار چھوٹی بحر میں نہایت ایمان افروز اور باطل سوز ہیں۔ آخر میں اعلیٰحضرت نے اس کا اختتام اپنے بعض احباب اور تلامذہ و خلفاء کے تذکرہ پر فرمایا ہے۔ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے ان اشعار پر مختصر حواشی اور پھر اس کی تفصیلی شرح تکمیلات کے نام سے ارقام فرمائی ہے' جس کا ایک نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ پوری کتاب تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔

(ادارہ)

ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں
چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں

علامہ شامی تلمیذ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سبل الہدیٰ والرشاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں ایک نام شافی لکھا ہے۔ علامہ زرقانی نے شرح مواہب شریف میں اس کے معنی بتائے ہیں۔

ای المبری من السقم والالم وانکا شف

عن الامۃ کل خطب یھم الم ہ

(ترجمہ) یعنی حضور مرض و تکلیف سے شفا دینے والے ہیں امت پر سے ہر مصیبت دور فرمانے والے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن عظیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے۔

• اللہ کی اجازت سے مردے جلاتا ہوں۔ یہ چھوٹی نبضیں چلانے سے بدرجہا زائد ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثوں میں وارد ہے بلکہ حضور کے غلاموں نے کئی مردے جلائے دیکھئے بہجۃ الاسرار شریف اور دوسرے ائمہ کی کتابیں۔

دافع یعنی حافظ و حامی

دفع بلا فرماتے یہ ہیں

الامن والعلیٰ میں ایسی کئی حدیثیں ملتی ہیں ایک صحابی نے حضور سے عرض کیا میں اس لئے سرکار میں حاضر ہوا ہوں کہ میری سختیاں دور فرمائیں۔ کتب سابقہ میں حضرت فاروق اعظم کے متعلق ہے دفاع معضلات "نہایت مشکلوں کو دفع کرنے والے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش پر فرمایا۔ یا حمزۃ یا کاشف الکربات۔ اے حمزہ اے دافع البلا! وہابیہ اس حکم کو بھی شرک کہتے ہیں۔ اسی کے سبب درود تاج کو حرام بتاتے ہیں حالانکہ یہ خود ان کا کفر اور شرک ہے حضور نے فرمایا:

سمیت احمد لانی احمد عن امتی نار جھنم ہ

(ترجمہ) میرا نام احمد ہے میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

• اس سے بڑھ کر دافع البلا اور کیا ہے کہ

بنیا لمحمد ہ

ان کے نام کے صدقے جس سے
جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مردے جلانا ابھی ابھی آپ نے پڑھا ہے۔

دارمی شریف میں یہ حدیث بھی ملاحظ فرمائیں۔

جاءکم رسول لیحیٰی قلوبا غلفا و یفتح اعینا عمیا و یسمع آذانا صما و یقیم السنۃ عوجاء ہ

(ترجمہ) تمہارے پاس یہ رسول تشریف لائے کہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمادیں اندھی آنکھوں کو انکھیاری کردیں اور بہرے کان کھول دیں ٹیڑھی زبان سیدھی کردیں۔

قرآن عظیم میں ہے۔

من احیا نفسا فکانما احیا الناس جمیعا ہ

(ترجمہ) جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا سب کو زندہ کیا۔

• ائمہ دین فرماتے ہیں دنیا جس طرح اپنی ابتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج تھی۔ اگر حضور نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یونہی اپنی بقا میں حضور کی محتاج ہے حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔

اس کے دلائل سلطنتِ مصطفےٰ میں تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔ انسان اور حیوان کی زندگی نباتات سے ہے۔ نباتات کا دار و مدار بارش پر ہے۔ تمام مخلوق کی زندگی پانی سے پھر پانی اور دوسری ساری اشیاء کی زندگی حضور سے ہے۔ حضور کی ذکر الٰہی اور ذکر الٰہی کی زندگی حضور سے۔ حضور نے تشریف لاکر ذکر الٰہی کو زندہ کیا۔ مطالع المسرات میں لکھا ہے۔

هو صلى الله عليه وسلم روح الاكوان وحياتها ۔

(ترجمہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی جان ہیں۔

پھر مزید لکھا ہے۔

قد اتفقت كلمة الاولياء الله صلى الله صلى الله عليه وسلم سر الله الممتد فى الارواح بنسيمها ونسمها له حياتها ۔

(ترجمہ) تمام اولیاء کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے وہ راز ہیں جو سب روحوں میں پھیلا ہوا ہے۔ انہی کی خوشبو سونگھ کر سب روحیں جیتی ہیں۔

ان کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں

مواہب شریف میں ہے۔

هو صلى الله تعالى عليه وسلم خزانة السر. موضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه ولا ينقل خير الا عنه ۔

(ترجمہ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۂ رازِ الٰہی ہیں۔ جائے نفاذِ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مدارج شریف میں ہے۔

معلوم شد کہ تصرف دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ تصرف الٰہی جل و علا لہ وعم نوال زمین و آسمان را شامل ہشت۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

روز روز اوست حکم حکم اوست بحکم رب العلمین۔

نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں ہے۔

انه صلى الله تعالى عليه وسلم لا حاكم سواه فهو حاكم غير محكوم ۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں کسی کا حکم نہیں حضور حاکم کل ہیں اور جہان بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔

قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں ہے۔

اذا رام امرا لا يكون خلافه
وليس لذالك الامر فى الكون صارفه

(ترجمہ) حضور جب جو بات چاہتے۔ وہی ہوتی اس کے خلاف نہیں ہوتی۔ حضور کی چاہت کو جہاں میں پھیرنے والا نہیں۔

یہی خاص رنگ کن ہے صحیح بخاری میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں۔

آسمان علوم و فنون اور شعور و آگہی پر ایک ابھرتا ہوا روشن ستارہ
دار العلوم حنفیہ سنیہ
اسلام پورہ مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر)
صوبہ مہاراشٹر کی ایک ابھرتی ہوئی دینی و علمی درسگاہ جو اپنی آغوش تعلیم و تربیت میں ہندوستان کے مختلف صوبجات کے علاوہ مالدیپ اور سری لنکا کے تشنگان علوم کو جگہ دے کر ان کی تعلیمی و تربیتی نشو و نما اور پرورش و پرداخت میں مشغول و ہمہ تن مصروف ہیں۔
دار العلوم حنفیہ سنیہ اپنی تجدید تواسے ۱۹ ء کے بعد سے ابتک پچاس حافظ پچہتر قاضی اور پندرہ عالم کو علوم و فنون کی بیش بہا دولت سے نواز چکا ہے۔ جو ملک کے مختلف مقامات پر دین و ملت کی پرخلوص خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اب یہ دار العلوم اپنی شاندار و خوشنما عمارت ماہرین علم و فن اساتذہ اور طلبار کی گہما گہمی سے ایک سدا بہار چمن بن چکا ہے جہاں ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کی پروقار صدائیں گونجتی رہتی ہیں۔
ایسے میں یہ دار العلوم آپ حضرات کی توجہ خاص، دینی ہمدردی، علم نوازی، غربا پروری، اخلاص و وفاداری اور جاں نثاری کا منتظر ہے۔
خادمان دین و ملت
(فدائے اہلسنت حضرت مولانا) عبدالحیٔ نسیم القادری ناظم اعلیٰ
و جمیع اراکین انتظامیہ کمیٹی۔ دار العلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں
ضلع ناسک مہاراشٹر
Darul-Uloom Arbiya
Hanfiya Sunniya
اسلامپورہ مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳
ISLAMPURA MALEGAON-423203 (M.S.)
PHONE 1531
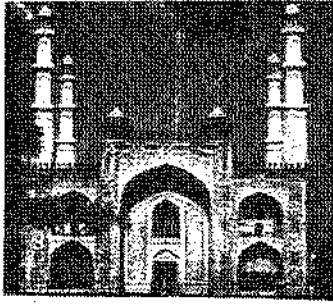
اری دیلک یسارع فی ھواک ٭
(ترجمہ) میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں جلدی اور شتابی کرتا ہے۔

ائمہ کرام فرماتے ہیں اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب تکوین کا ہے کہ جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جیسے کن کہا ویسے ہی ہو گیا۔

مطالع المسرات میں ہے۔

قال الشیخ ابو محمد عبدالرحمٰن کل اسم من اسماء اللہ تعالیٰ فی التکوین موثر فیہ بما یناسب معناہ واللہ عباداذا تحققوا باسمائہ تکونت لھم الاشیاء کما اخبر تعالیٰ عن نوح وعیسیٰ ونبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مما ورد قرآنا وسنۃ وھو جار فی اتباع الرسول ایضاً مما لا یحد کثرۃ ٭

(ترجمہ) امام ابو محمد عبدالرحمٰن نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کی مناسبت سے نہایت سریع الاثر ہے۔ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جب اسمائے الٰہیہ سے متحقق ہوتے ہیں۔ اشیاء ان کے لئے تکون پاتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح و عیسیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خبر دی جس کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور یہ بات رسول اللہ کے پیروؤں میں بھی بڑی کثرت سے جاری ہے جو تعداد سے باہر ہے۔

اس موضوع پر امام ابوالعباس احمد اقلیشی کی تفسیر سے ہے۔

قال وھیب بن الورد وکان من الابدال

لو قال بسم اللہ صادقا علی جبل الزال و الیٰ ھٰذا اشار بعض اھل الاشارات فی قولہ بسم اللہ منک بمنزلۃ کن ٭

(ترجمہ) یعنی وہیب بن ورد قدس سرہٗ کہ ابدال سے تھے فرمایا کرتے تھے اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے اور اسی طرف بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی تاثیر رکھتا ہے۔

اسی کتاب میں ہے کہ:

وعد الحاتمی من الکرامات اسماء التکوین اما بمعرفۃ الاسماء واما بوجود الصدق لان بسم اللہ منک حینئذ بمنزلۃ کن منہ کذا اشار الیہ بعض العارفین من اھل التکوین وغیرہ ٭

(ترجمہ) امام محی الملۃ والدین حاتمی نے کرامات سے اشیاء کو موجود کر دینے کے ناموں کو شمار کیا خواہ یوں کہ وہ اسم معلوم ہو جس سے شے موجود ہو جاتی ہے اسے لیا اور معدوم شے موجود ہو گئی یا جو اپنے صدق

سے صادق کا سیم اللہ کیسا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے بعض اولیاء جو خود اصحاب تکوین میں سے تھے اسکی طرف اشارہ فرمایا اور یہ صحیح ہے۔

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں

بیہقی، حاکم اور ابونعیم کی احادیث میں ہے کہ توریت و انجیل دونوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت اعطی المفاتیح لکھی ہے۔ سب کنجیاں انہیں عطا ہوئیں۔ الامن والعلی (مصنفہ اعلیٰحضرت) میں بارہ حدیثیں اسی موضوع پر ہیں۔ کہ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں نصرت کی کنجیاں۔ نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں حضور کو عطا ہوئی ہیں۔ علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات شریف میں نقل فرماتے ہیں۔

کل ماظهر فی العالم نما یعطیہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخزائن الالٰھیۃ شئی الا علی یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترجمہ) جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔ انہیں کے ہاتھ سب کنجیاں ہیں تو اللہ کے خزانے سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل زبور شریف میں فرماتا ہے۔

امتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملک الارض ورقاب الامم۔

(ترجمہ) زمین بھر گئی احمد کی حمد اور پاکیزگی بولنے سے احمد ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد و امام طحاوی کی حدیث ہے۔ اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

یا مالک الناس ودیان العرب۔

(ترجمہ) اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

"حضور نے ان کی فریاد رسی فرمائی"۔ شفاء شریف میں ہے۔

من لم یر نفسہ فی ملکہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یذق حلاوۃ الایمان۔

(ترجمہ) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے گا وہ ایمان کی حلاوت سے محروم رہے گا۔

نزع و روح میں آسانی دیں
کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

حضور تو حضور امام شعرانی میزان الشریعۃ میں فرماتے ہیں۔

ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم

عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر ونکیرلہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولایغفلون عنہم فی موقف من المواقف۔

(ترجمہ) بے شک سب پیشوا اولیاء علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں۔ جب اس کا حشر ہوتا ہے۔ جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے۔ جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اسکے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے۔ ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں۔

جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعہم ویلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ حتی یجاوزوا الصراط۔

(ترجمہ) تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا وقبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک وہ صراط سے پار نہ ہو جائیں۔

کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ کا زمانہ ہمیشہ کے لئے آگیا۔ اب نہ انہیں کوئی خوف نہ غم۔ وللہ الحمد نیز فرماتے ہیں۔

واذا کان مشائخ الصوفیہ یلاحظون اتباعہم ومریدہم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائمۃ المذاہب۔

(ترجمہ) اور جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا وآخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

• نیز لوامع الانوار القدسیہ میں ہے۔

کل من کان متعلقا بنبی اور رسول اوولی فلابد ان یحضرہ ویاخذ بیدہٖ فی الشدائد۔

(ترجمہ) جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا مرید ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی وولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اسکی دستگیری فرمائیں گے۔

• سند میں یہاں کثیر وموفور اور ان میں سے بہت حیات الموت والانوار الانتباہ وفتاویٰ افریقہ (تصنیفات امام احمد رضا قدس سرہ) میں مذکور ہے مگر کس کے لئے جو اہل ہدایت ہو۔

کتنے مذہب روت ٹھہرے

نفرو کلام میں آتے ہیں

حکم ارتداد فقہی اور کلامی میں فرق ہے جس لفظ کے ظاہری معنی کفر ہوں۔ تاویل کی گنجائش نہ رکھتا ہو۔ یعنی اس کے لئے کوئی تاویل صحیح نہ ہو کہ تاویل فاسد کو یہ نہ کہیں گے کہ اس میں تاویل کی جگہ ہے۔ فقہا اس پر تکفیر کرتے ہیں لیکن متکلمین کتنی ہی تاویل بعید ہو۔ جب تک عروضاصد امکان میں ہوئے موجب احتیاط جانتے ہیں۔ وہاں تاویل متعذر کہ حقیقۃً تاویل ہی نہیں ہوتی اسے کوئی نہ سنے گا۔ اس پر تکفیر قطعی اجماعی ہے یہی وہ کافر ہے کہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

این و آں اور چنین و چناں سرورا
تیرے درسے سب اپنا بھلا کر چلے
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
مردِ حق آگاہ، عارف باللہ حضرت الحاج الحافظ
لعل محمد
صاحب چشتی قدس سرہ العزیز کے
روضۂ مقدس کا
حسین و جمیل اور ایمان
افروز منظر
جس آستانۂ فیض رساں سے
راجگانگپور اور گرد و نواح کے عقیدت
مند خوب خوب فیضیاب ہو رہے ہیں۔
آستانہ مقدس عارف باللہ حضرت الحاج الحافظ
لعل محمد صاحب قدس سرہٗ (راجگانگپور)
اڑیسہ
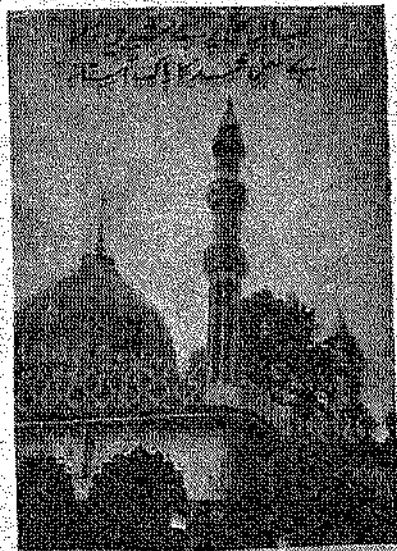
الحاج قاری امانت رسول پیلی بھیتی
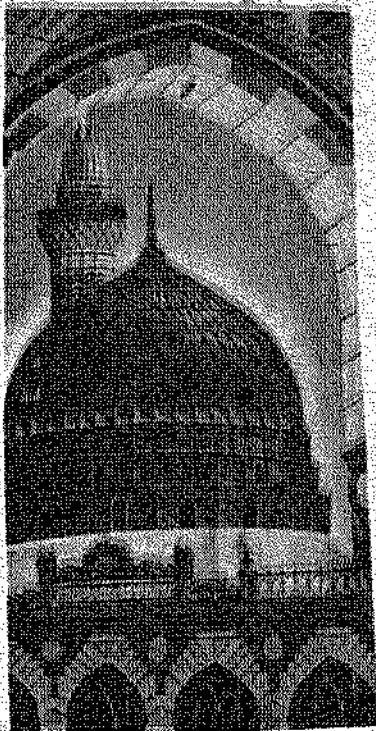
تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۲ ذی الحجۃ المبارکہ ۱۳۱۰ھ بروز دوشنبہ مبارکہ بوقت صبح صادق مطابق ۱۸ جولائی ۱۸۹۲ء کو شہر بریلی شریف میں ہوئی۔ حضرت کا سن ولادت ہجری قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (۱۳۱۰ھ) اور سن ولادت عیسوی شیخ المشائخ (۱۸۹۲ء) سے نکلتا ہے۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت چودھویں صدی کے مجدد اعظم فاضل بریلوی قدس سرہٗ القدسی اس وقت مارہرہ مطہرہ میں اپنے مشائخ کے آستانہ پر حاضر تھے۔ اعلیٰحضرت ـــــ نے وہاں خواب میں دیکھا کہ میرے گھر فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے خواب ہی میں آل الرحمٰن نام رکھدیا۔ اعلیٰحضرت سرکار قطب زمانہ سیدنا و مولٰنا ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں تشریف لے گئے کچھ فرمانا چاہتے تھے کہ قطب عالم سیدی نوری میاں صاحب مارہروی نے فرمایا بریلی میں آپ کے فرزند کی ولادت ہوئی ہے فقیر اس کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی رکھتا ہے اعلیٰحضرت سرکار نے فرمایا فقیر نے اس کا نام محمد اور آل الرحمٰن تجویز کیا ہے عرف مصطفیٰ رضا۔ قطب عالم روشن ضمیر سیدنا نوری میاں صاحب نے مزید فرمایا مولانا صاحب جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو دیکھوں گا وہ بہت ہی مبارک بچہ ہے اور مادر زاد ولی ہے۔ قطب عالم روشن ضمیر امام الاولیاء سلطان المشائخ علامہ مولٰنا خواجہ شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہ القوی کی ذات بابرکات

محتاج تعارف نہیں حضرت مولانا مولوی شاہ محمد احمد صاحب کانپوری فرماتے ہیں سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں اعلیحضرت سرکار کے پیر و مرشد سلطان العارفین خاتم الاکابر غوث زمانہ سیدنا مولینا خواجہ سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ القوی کے جانشین اور پوتے تھے۔ اعلیحضرت سرکار فاضل بریلوی کے اور زینت کچھوچھہ مقدسہ سلسلۂ اشرفیہ کے شیخ حضرت مولینا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی کے بھی سیدی نوری میاں مارہروی بعض علوم میں استاد محترم تھے۔ مولانا محمد احمد صاحب قاسمی کانپوری فرماتے ہیں حضور اشرفی میاں صاحب کچھوچھوی حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری میاں مارہروی کے بعض علوم میں شاگرد تھے اور حضرت نوری میاں صاحب کے جد امجد اعلیحضرت فاضل بریلوی کے پیر و مرشد سیدنا مولینا خواجہ سید شاہ آل رسول مارہروی کے خلیفہ بھی تھے اور ایسے خلیفہ ہوئے کہ ان کے بعد کوئی خلیفہ نہیں ہوا حضرت اشرفی میاں صاحب خاتم الخلفائے سیدنا آل رسول ہوئے۔ اس نسبت سے اعلیحضرت فاضل بریلوی کے حضرت اشرفی میاں صاحب پیر بھائی بھی ہوئے اور حضور اشرفی میاں صاحب کے سلطان الاولیاء مخدوم سید شاہ آل رسول مارہروی مرشد اجازت ہوئے۔ وہ قطب عالم مفتی اعظم ہند کے پیر و مرشد سیدنا مولینا خواجہ سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی بڑے بڑے اولیائے کرام کے استاد محترم اور شیخ معظم ہیں۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین و ملت

علیہ الرحمۃ والرضوان جب جمادی الاولی ۱۲۹۴ھ میں شیخ العارفین فخر الکاملین سیدنا مولینا خواجہ سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ القدسی سے بیعت ہوئے پیر و مرشد نے اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمادی اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے وہ بھی سب عطا فرما دیئے اس وقت سیدنا نوری میاں صاحب (جو حضرت کے پوتے اور جانشین تھے) نے اپنے جد امجد شاہ آل رسول صاحب سے سوال کیا حضور آپ کے یہاں کی خلافت اجازت اتنی عام تو نہیں ہے برسوں مہینوں آپ چلّے ریاضتیں کراتے ہیں امتحان وغیرہ لیتے ہیں جو کی روٹی کھلا کھلا کر منزلیں طے کراتے ہیں بعدہٗ اس قابل پاتے ہیں تو خلافت عطا کرتے ہیں وہ بھی ایک دو سلسلہ کی نہ کہ تمام سلاسل کی اور اس بائیس سال کے بچہ کو سب کچھ عطا فرما دیا (حضرت نوری میاں صاحب نے یہ سوال یوں کیا کہ اہل زمانہ کو اعلیحضرت کا مقام رفعت و عظمت کا پتہ چل جائے) حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمانے لگے میاں صاحب اور حضرات اپنے قلوب زنگ آلود لے کر آتے ہیں ان کے قلوب کو مجلّی کیا جاتا ہے اور یہ صاحبزادہ تو اپنے قلب کو مجلّی مصفّٰی لے کر تشریف لائے ان کو تو صرف نسبت کی ضرورت تھی اور فرمایا میاں صاحب میں ایک عرصہ سے متفکر اور پریشان تھا کر روز قیامت اگر خدائے تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ آل رسول دنیا سے میرے لیے کیا لایا ہے تو میرے پاس کیا جواب

ہوگا الحمدللہ رب العٰلمین وہ پریشانی آج دور ہوگئی مجھ سے رب تعالیٰ جب یہ پوچھے گا کہ آل رسول دنیا سے میرے لیے کیا لایا ہے تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کو پیش کردوں گا نیز فرمایا میاں صاحب میری اور میرے مشائخ کی جتنی تصنیفیں مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہیں ان کی اشاعت نہ کی جائے جب تک مولانا احمد رضا خاں صاحب کو نہ دکھالی جائیں جس کو یہ بتائیں چھپے وہ چھاپی جائے جس کو منع کریں وہ نہ چھاپی جائے۔ نیز جو عبارت یہ بڑھائیں وہ میری اور میرے مشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے گی اور جس عبارت کو کاٹ دیں وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے گی بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے یہ اختیارات ان کو عطا ہوئے ہیں۔ حضرت نوری میاں صاحب نے اعلیحضرت سرکار کا اب چہرہ مبارک جو دیکھا تو فرمایا یہ تو چشم و چراغ خاندان برکات ہیں وہی سیدنا نوری میاں صاحب مارہروی جب ۱۳۱۱ھ جمادی الآخرہ میں بریلی شریف تشریف لائے اس وقت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی عمر صرف چھ ماہ کی تھی حضرت نوری میاں حضور نے آتے ہی اعلیحضرت —— سے فرمایا لائیے اس بچے کو میں اسکو دیکھنے آیا ہوں اعلیحضرت —— اپنی گود میں حضور مفتی اعظم ہند کو لا رہے تھے کہ سیدی نوری میاں مارہروی نے لپک کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور بہت دیر تک اس بچے کی پیشانی چومتے رہے اور اعلیحضرت —— کو مبارک بادی اور پیشگوئی فرماتے ہوئے

ارشاد فرمایا یہ بچہ مادر زاد ولی ہے۔ یہ بچہ بہت ہی مبارک ہے یہ بچہ عمر طویل پائے گا۔ یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا اس کی نظروں سے لاکھوں گمراہ انسان ہدایت پائیں گے۔ اور دین حق پر واپس آئیں گے۔ یہ بچہ علم و عرفان کا دریا بہائے گا یہ بچہ تو شیخ المشائخ ہے (اس غلام رضوی محمد امانت رسول مصطفوی نے جب شیخ المشائخ کے اعداد کا شمار کیا تو اٹھارہ سو بانوے ہوئے اور ۱۸۹۲ء ہی حضرت کی سن ولادت ہے) یہ فرماتے ہوئے حضرت سیدنا نوری میاں صاحب مارہروی نے اپنی مبارک انگلیاں بلند اقبال بچے کے دہن مبارک میں ڈال دیں اعلیحضرت سرکار نے عرض کیا حضرت بیعت فرمالیں قطب عالم سیدی نوری میاں صاحب نے اس چھ ماہ کے بچے کو مرید فرمایا اور اس وقت چھ مہینے کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند سرکار کو تمامی سلاسل کے مشاغل کی اجازت خلافت عطا فرمائی اور اپنا خرقہ شریف عمامہ شریف وغیرہ —— عطا فرماکر ارشاد فرمایا اب تک مجھ کو مشائخ کرام سے جو کچھ ملا وہ سب اس بچے کو دیتا ہوں یہ وہی سیدنا نوری میاں صاحب مارہروی ہیں۔ جب حضرت کے جد امجد سیدنا مولانا خواجہ سید آل رسول مارہروی نے اعلیحضرت سرکار کو بائیس سال کی عمر میں تمامی سلاسل کی اجازت خلافت عطا فرمائی تھی تو سیدی نوری میاں صاحب نے اپنے جد امجد سے سوال کیا تھا کہ حضور آپ کے یہاں کی خلافت اجازت اتنی عام تو نہیں مہینوں برسوں آپ چلے ریاضتیں کراتے ہیں امتحان وغیرہ لیتے ہیں
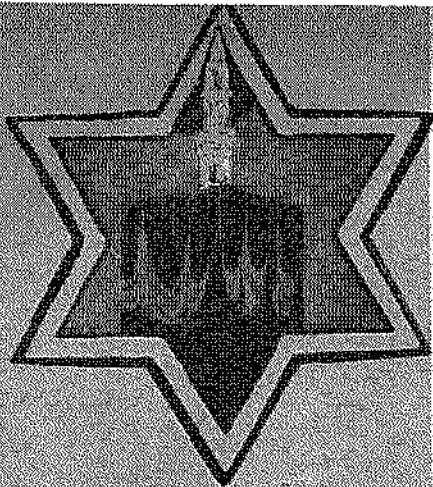
جو کی روٹی کھلا کھلا کر منزلیں طے کراتے ہیں تب خرقۂ خلافت عطا فرماتے ہیں اور اس بائیس سال کے بچے کو فوراً سب کچھ عطا فرمادیا سیدنا مولانا خواجہ سید شاہ آل رسول مارہروی نے کس انداز میں جواب عنایت فرمایا تھا وہ آپ پڑھ چکے ہیں آج وہی سیدنا مولینا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں سرکارِ کلاں سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو صرف چھ مہینے کی عمر میں سب کچھ عطا فرما رہے ہیں اب اہل نظر خود فیصلہ کریں کہ مرشد اکرم قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند نوری قدس سرہٗ النورانی کا کیا مقام ہوگا دنیا والوں نے ——— اپنی نگاہوں سے دیکھ لیا کہ جو کچھ بھی قطب عالم روشن ضمیر فرزند غوث اعظم دستگیر سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی نے حضور مفتی اعظم ہند کی پیدائش و بیعت کے وقت پیشنگوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ سیدنا نوری میاں صاحب مارہروی نے حضرت مفتی اعظم ہند سرکار کا اسم شریف محی الدین جیلانی رکھا میں نے اکثر مشائخ سے یہ سنا کہ حضور مفتی اعظم ہند ہم شبیہ سرکار غوث اعظم ہیں لیکن انھوں نے تو اب دیکھ کر کہا۔ سیدی نوری میاں صاحب نے تو حضرت کی پیدائش پر یہ نام پاک رکھا تھا ان کی نگاہِ ولایت تو اسی وقت دیکھ رہی تھی کہ یہ بچہ نائب غوثِ اعظم تو ہوگا لیکن ہم شبیہ غوث اعظم بھی ہوگا اسی لیے تو محی الدین جیلانی نام مبارک رکھا۔

محی الدین جیلانی کہا نوری میاں نے یوں
تھے غوث پاک کے ہم شکل و صورت مفتی اعظم

اور نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند سرکار نے وہی عمر پاک پائی جو شہنشاہ اولیاء عالم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پائی حضرت کی پیدائش ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور حضرت کا نام محمد اور محمد کے عدد ۹۲ اور عمر شریف کا بھی بانوان سال لگ گیا تو عمر بھی محمد سے نکلتی ہے۔ حضور پر نور مفتی اعظم عالم علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب یہ ذرۂ ناچیز کیا بیان کر سکتا ہے طوطی ہند فخر المقررین عالم باعمل علامہ مفتی شاہ رجب علی صاحب نانپاروی فرماتے ہیں اگر رجب علی سرکار مفتی اعظم ہند کے فضائل بیان کرے تو عمر بھر بیان کرتا رہے، وہاں کو وہاں پہچانتا ہے۔ آپ ایک ولی کامل زبدۃ الاماثل قطب مدینہ طیبہ عارف باللہ مکین دیار سید المرسلین مقبول بارگاہ رحمۃ للعالمین خلیفۂ اعلیحضرت شیخ الاسلام والمسلمین علامہ مولینا الشیخ ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیکھیے اور ان سے حضور مفتی اعظم ہند بریلوی کی

دکھ درد کہیں کس سے یہ کام تو ہیں ان کے ٭ فریاد سنا کرنا اور داد دیا کرنا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
برائے جملہ مہمات
اگر کسی کو کوئی ایسی حاجت یا ایسا غم پیش آئے جو کسی طرح دور نہ ہوتا ہو تو اسے چاہیئے کہ یہ دعا جمعرات کے دن صبح کے وقت پڑھے دس روز اسے پڑھتے نہ گزریں گے کہ بحکمہ تعالیٰ اس کی حاجت بر آئے گی، شیخ الاسلام شیخ الشیوخ شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ اگر اس کی حاجت روا نہ ہو تو قیامت کے دن اس کا ہاتھ میرے دامن میں ہو۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْقَادِرِ الْقَاهِرِ الْقَوِيِّ الْكَافِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔
خداوند ذوالجلال! مذکورہ دعا اور حضور غوث پاک مذکرہ بالا جملے کے صدقے میں ہمارے والد گرامی
جناب الحاج بابو حبیب مرحوم
کی بال بال مغفرت فرما!
ایک بندہ عاجز
محمد ابراہیم اینڈ برادرس
راجگانگپور ضلع سندر گڑھ (اڑیسہ)

علیہ الرحمہ کے متعلق دریافت کیجیے جو حضور مفتی اعظم ہند سرکار کے وصال پر ملال سے چالیس روز قبل ۱۴ ذی الحجۃ المبارک سنہ ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ مبارکہ کو اس دار فانی سے دار بقا کو کوچ فرما گئے اناللہ و انا الیہ راجعون مولی تعالے اجل وعلی انکے شہزادہ عالی مرتبت حضرت با برکت شیخ الفضیلت علامہ مولینا الشاہ فضل الرحمن صاحب رضوی مدنی مدظلہ العالی کو حضرت کا صحیح جانشین بنائے اور انکے فیوض سے اہل عرب و عجم کو مستفیض فرمائے آمین۔ سگ بارگاہ مفتی اعظم محمد امانت رسول المصطفوی پیلی بھیتی کو ہمراہ والدین سنہ ۱۳۹۶ھ میں مدینہ طیبہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوا نیز سنہ ۱۴۰۰ھ میں ۵ رمضان ذولنیان کو مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی اور بفضلہ تعالی تین مہینے پانچ روز مدینہ طیبہ میں اس غلام رضوی کا قیام رہا تقریبا روزانہ ہی سلطان المشائخ امام العلماء قطب مدینہ منورہ فنا فی الرسول حضرت مولینا الحاج الشاہ ضیاء الدین احمد مدنی (۱۴۰۱ھ) قدس سرہ النورانی کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ روزانہ بعد نماز عشاء حضرت موصوف علیہ رضوان الرؤف کے در اقدس پر محفل میلاد پاک منعقد ہوتی ہے بعدہ حاضرین کی ضیافت طعام سے کی جاتی ہے۔ اس بابرکت محفل میں تو حاضری ہوتی تھی لیکن مجھ سگ بارگاہ نوری پہ حضرت والا علیہ رضوان اللہ تعالے کا یہ خاص کرم ہوتا تھا کہ دن میں عموما حضرت کسی سے نہیں ملتے تھے۔ لیکن مجھکو عصر کے بعد بلاتے تھے اور مغرب تک کا وقت عطا فرماتے تھے اور اس وقت کیا کیا ارشاد فرماتے تھے یہ غلام رضوی بیان کرنے سے قاصر ہے برادرم الحاج حافظ محمد عنایت رسول صاحب رضوی مصطفوی ہمراہ ہوتے تھے اور اکثر عالم باعمل فاضل اکمل تلمیذ و خلیفہ مفتی اعظم ہند علامہ مولینا حافظ قاری الحاج مفتی جہانگیر صاحب قبلہ اعظمی بھی تشریف فرما ہوتے تھے۔

قطب مدینہ اور حضور مفتی اعظم ہند

حضرت موصوف نے فرمایا فقیر کی پیدائش سنہ ۱۲۹۴ھ کی ہے اور سنہ ۱۳۱۲ھ میں پہلی بیعت تھا امام المحققین مولانا شاہ وصی احمد حنفی حنیفی انصاری معروف بہ محدث سورتی قدس سرہ القوی سے مدرسۃ الحدیث میں تعلیم حاصل کرتا تھا مفتی اعظم ہند مولانا مصطفے میاں صاحب قبلہ کی پیدائش سنہ ۱۳۱۰ھ میں ہوئی میں اس وقت بھی زیر تعلیم تھا مفتی اعظم ہند قبلہ کی پیدائش کے وقت میں سولہ سال کا تھا میں نے مفتی اعظم ہند کا بچپنہ دیکھا جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا بھی دیکھا۔ لوگ بڑھاپے میں عمل کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ بڑھاپے میں عمل کی طرف توجہ کرنا کوئی کمال کی بات نہیں ہے جوانی میں منہیات شرعیہ سے محفوظ رہنا اور شریعت مصطفویہ پر عمل کرنا کمال ہے ضیاء الدین احمد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا واللہ العظیم مفتی اعظم ہند بچپن ہی سے پیکر علم و عمل ہیں جامع زہد و تقوی ہیں اسوقت انکے علم و عمل زہد و تقوی بزرگی پر بہت کچھ ہی مختصر۔ وہ عرفان کا کیا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ فقیر ضیاء الدین احمد مدنی عمر میں تو مفتی اعظم ہند سے بڑا ضرور ہے لیکن مراتب میں مفتی اعظم ہند فقیر

سے بہت بڑے ہیں اس وقت مفتی اعظم ہند دنیائے اسلام کی بزرگ ترین ہستی ہیں۔ فقیر ضیاء الدین احمد نے حج فرض کے بعد مستقل مدینہ طیبہ میں اعلیحضرت قبلہ کے حکم پر قیام کیا ہے حج نفل کے لیے بھی نہیں جاتا تھا کہ کہیں غیر مدینہ میں انتقال نہ ہو جائے موت آئے تو مدینہ منورہ میں آئے ۱۳۳۹ھ میں باب جبرئیل کی طرف خواب دیکھا جس میں اشارہ تھا فقیر نے یہ سمجھا کہ اعلیحضرت قبلہ کا دنیا میں یہ آخری سال ہے فقیر نے فیصلہ یہ کیا کہ چلو ایک بار اپنے مرشد کی زیارت تو کرلیں مشائخ مدینہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے مشورہ دیا کہ آپ تو حج نفل تک نہیں کرتے کہ کہیں غیر مدینہ میں انتقال نہ ہو جائے اور ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ ہندوستان جارہے ہیں اب اگر غیر مدینہ میں انتقال ہوگیا تو کیا ہوگا۔ حضرت فرماتے ہیں ان مشائخ سے فقیر نے کہا مدینہ طیبہ میں بھیجنے والے تو اعلیحضرت ہی ہیں، مدینے والے کی بارگاہ میں رسائی کرانے والے اعلیحضرت ہی تو ہیں اور ان کا دنیا میں یہ آخری سال ہے ان کی زیارت کے لیے تو ضرور جاؤں گا اور فقیر کا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس سفر میں اگر کہیں غیر مدینہ میں انتقال ہو بھی گیا تو مدینے میں ہی انتقال ہوگا۔ اجمیر شریف حاضری دیتا ہوا بریلی شریف حاضر ہوا اور اپنے مرشد برحق اعلیحضرت قبلہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا اعلیحضرت قبلہ نے دو مہینے آٹھ روز فقیر کو روکا ان ایام میں عصر کے بعد سے مغرب تک اعلیحضرت قبلہ ہوتے تھے اور یہ فقیر ہوتا تھا تیسرا کوئی نہیں، شعبان معظم میں حکیموں نے یہ رائے دی کہ گرمی بہت ہے اور اعلیحضرت کی طبیعت ناساز ہے کمزوری بھی بہت ہے امسال اعلیحضرت روزہ نہ رکھیں ــــــ اعلیحضرت سے کہا گیا۔ تو اعلیحضرت نے فرمایا جب سے مجھ پر روزے فرض ہوئے اب تک کوئی روزہ بفضلہ تعالیٰ قضا نہیں ہوا کچھ ہو روزہ نہیں چھوٹ سکتا پھر اہل خاندان نے یہ طے کیا کہ رمضان المبارک بھوالی ضلع نینی تال میں گزارے جائیں وہاں کا موسم بہت مناسب رہے گا۔ اعلیحضرت کا پروگرام بھوالی جانے کا تھا فقیر سے فرمایا اب آپ حج کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حاضر ہوں اور فقیر کے لیے بارگاہ شفیع اعظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم میں دعا کریں کہ خاتمہ بالخیر ہو، حضرت موصوف فرماتے ہیں حج فرض کے بعد یہ حج نفل اعلیحضرت کے حکم پر کیا آخر محرم میں مدینہ طیبہ پہنچا اور آخر صفر میں اعلیحضرت قبلہ کا وصال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فرماتے ہیں فقیر کو مدینہ طیبہ میں تقریباً چھپن سال رہتے ہوئے ہوگئے، دنیا بھر سے بڑے بڑے مشائخ علماء عرفاء پیران عظام محدثین کرام مدینہ طیبہ آتے ہیں اور اس فقیر سے ملاقات کرتے ہیں بعض مشائخ سے فقیر بھی ملاقات کرنے جاتا ہے لیکن ضیاء الدین نے اب تک اعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی کا ثانی نہیں دیکھا۔ یہ یوں نہیں کہہ رہا ہوں کہ اعلیحضرت قبلہ میرے مرشد ہیں بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں واللہ العظیم یہ الفاظ گنبد خضرا کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ پھر فرمانے لگے فقیر ضیاء الدین احمد کو معلوم ہوا کہ شہزادۂ اعلیحضرت مفتی اعظم ہند مولینا الشیخ مصطفےٰ میاں صاحب قبلہ مدینہ طیبہ تشریف لا رہے ہیں تو فقیر نے ان کا استقبال

کریم ہیں وہ نگاہ کرم سے دیکھیں گے
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
ہے داغ داغ دل اپنا دکھانے آئے ہیں
ملکی وقومی اور تعلیمی وتربیتی خدمات کا بہترین ذریعہ
نورانی اردو
پرائمری اسکول
نورانی پرائمری اسکول
جو
نورانی ایجوکیشن سوسائٹی کی
سرگرم کوششوں کا نتیجہ ہے۔
یہ قوم کی امانت ہے اس کو فروغ دینا قوم کی ذمہ داری ہے
آئیے اور ہمارا ہاتھ بٹائیے!
خداوند عالم کی بارگاہ عالی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ اس اسکول کو ترقی دے! نیز اس ناچیز کے کاروبار میں برکت اور رزق میں وسعت عطا فرمائے آمین۔
محمد شبیر خاں رضوی
صدر نوری اسکول۔ راجہ تالاب رائے پور ایم پی

مدینہ طیبہ سے تیس میل پیدل چل کر کیا یہ فقیر ناتواں اور کیا کرسکتا تھا۔ قارئین کرام خود اندازہ کریں کہ حضرت کی عمر اس وقت ایک سو سات سال کی تھی، اور اس غلام رضوی محمد امانت رسول مصطفوی نے خود مشاہدہ کیا کہ بڑے بڑے مشائخ حضرت کے پاس تشریف لاتے تھے لیکن حضرت اپنے مسند سے بھی نہیں ہٹتے تھے مشائخ کرام قدم بوسی فرما کر حضرت کے سامنے مؤدبانہ تشریف فرما ہوتے۔ اس غلام رضوی کی موجودگی میں بھی بعض مشائخ تشریف لائے۔ مثلاً شام کے تاج المشائخ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ سید شیخ مراد علی صاحب قبلہ مجاہد ملت پیر طریقت رئیس التارکین حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عباسی شیخ الفضیلت حضرت علامہ الشاہ سید محمد عباس علوی مالکی مکی غزالی دوراں شیخ الدلائل استاذ العلماء پاکستان حضرت علامہ سید شاہ سعید احمد صاحب قبلہ کاظمی وغیرہم۔ لیکن حضرت ضیاء الملت والدین مدنی اس کمزوری و نقاہت و عمر درازی کے باوجود تیس میل پیدل چل کر حضور مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمہ کا استقبال کریں اللہ اکبر کیا شان ہے میرے مرشد برحق تاجدار اہل سنت امام الفقہاء شیخ المشائخ سیدنا مفتی اعظم ہند قدس سرہ النورانی کی حضرت ضیاء الملت والدین مدنی قطب مدینہ طیبہ علیہ الرحمہ نے پھر اس غلام رضوی محمد امانت رسول سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

——— مفتی اعظم ہند قبلہ میرے مخدوم زادہ ہیں پیرزادہ ہیں لیکن اس وقت میں ان کو اپنا پیر سمجھتا ہوں پھر فرماتے ہیں۔ فقیر نے حج نفل اعلیحضرت قبلہ کے حکم سے ایک بار کیا اس کے بعد مدینے سے باہر قدم نہیں نکالا لیکن اعلیحضرت کے شہزادہ عالی مقام مفتی اعظم اسلام تشریف لائے ہیں اب کیا کیا جائے تو فیصلہ یہ کیا کہ ان کے ساتھ حج کیا جائے ان کے ساتھ حج کرنا اعلیحضرت قبلہ کے ساتھ حج ادا کرنا ہے لہٰذا اس فقیر نے حضرت مصطفٰے میاں صاحب قبلہ کے ساتھ حج کیا ان کی اہلیہ محترمہ بھی ساتھ تھیں حضرت مفتی اعظم ہند نے اس عمر میں بھی پیدل حج کیا ان کے سب ساتھیوں نے اور اس فقیر نے بھی پیدل حج کیا اور یہ فقیر کا آخری حج تھا۔ پھر فرمایا کیا مہینہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ذی الحجۃ المبارکہ سنہ ۱۴۰۰ھ فرمایا اب حج نصیب نہیں ہوگا۔ اللہ اکبر ایک سال قبل ہی وصال کے متعلق بتا دیا اشاروں اشاروں میں ایسا ہی ہوا کہ ۴ ذی الحجۃ المبارکہ سنہ ۱۴۰۱ھ کو وصال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون بیشک ان کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی کہ آئندہ سال ۹ ذی الحجہ مجھے نہیں مل سکے گی جبھی تو فرمایا کہ اب حج نصیب نہیں ہوگا۔ حضور مفتی اعظم ہند سرکار علیہ رضوان الغفار سے ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۱ھ کو عرض کیا حضور جبلپور کب تشریف لے جائیں گے تو فرمایا کہ بہت بڑے سفر کی تیاری کر رہا ہوں۔ ایک مہینہ کے بعد اگر رب تبارک و تعالیٰ جل و علا نے چاہا تو بتایا جائے گا اللہ اکبر سب کچھ تو ارشاد فرما دیا اپنے وصال مبارک کی خبر تو ایک مہینہ قبل ہی دے دی تھی کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ پورا ایک مہینہ ہوا تھا کہ حضرت نے چودھویں شب محرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۸۱ء جمعرات ایک بج کر ۴۰ منٹ پر سفر آخرت فرمایا

خراج عقیدت

علم کی جان مفتیٔ اعظم
شرع کی شان مفتیٔ اعظم

روحِ اسلام، جوہر ایماں
تیرا فرمان مفتیٔ اعظم

قوتِ دین، قدرتِ یزداں
فقہ کی جان مفتیٔ اعظم

تیرے فتووں سے ہوگئے تازہ
سب کے ایمان مفتیٔ اعظم

یاد آتی ہے رہبری تیری
آج ہر آن، مفتیٔ اعظم

تیری ہر بات گوہرِ یکتا
علم کی کان مفتیٔ اعظم

اب بھی جاری ہے سارے عالم میں
تیرا فیضان مفتیٔ اعظم

مطلعِ نورِ حق نما ٹھہری
آپ کی شان مفتیٔ اعظم

اپنے کاوش پہ سایۂ رحمت
ظلِ رحمان مفتیٔ اعظم

(پروفیسر فیاض کاوش وارثی)

میرپور پاکستان

اس سے بڑھ کر اور کون سا سفر ہو سکتا ہے تبھی تو ایک ماہ قبل ہی فرمادیا تھا کہ بہت بڑے سفر کی تیاری کر رہا ہوں ایک مہینہ کے بعد اگر رب نے چاہا تو بتایا جائے گا کیا مطلب گویا ایک مہینے کے بعد تو اپنے رب کریم خالق کائنات مولیٰ تعالیٰ جل وعلا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ یہ ہے چودھویں صدی کے اولیائے کرام کا علم غیب مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ وشرف وکرم کے علم غیب کا کیا عالم ہوگا کہاں ہیں منکرین علم غیب مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا آئیں اور دیکھیں اور اپنے اس ناپاک عقیدہ سے توبہ کریں حضور پر نور شہنشاہ مدینہ علیہ التحیۃ والثنا کے علم پاک کے متعلق اعلیٰحضرت سرکار علیہ رضوان الغفار بھی تو قصیدۂ درود پاک میں فرماتے ہیں ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

مندرجہ ذیل اسماء سے فقیر محمد امانت رسول رضوی مصطفوی غفرلہ القوی نے مرشد برحق سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمہ کی سن وصال استخراج

وصال وارث علوم رضا	ما عظیم الشان
۱۹۸۱ء	۱۴۰۲ھ
وکیل قادری مفتی اعظم ہند	نشان رضا
۱۹۸۱ء	۱۴۰۲ھ
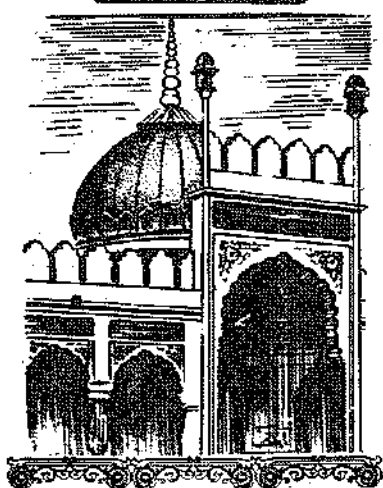
علم و عمل کے روحانی تاجدار

آپ نے اپنے خون جگر سے گلشن اسلام کی آبیاری کی

مولٰنا محمد علی فاروقی مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین رائپور

۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کا دن ساری دنیائے سنیت میں بطور یادگار قائم رہے گا جس تاریخ کو تاجدار اہلسنت نے موت کا ذائقہ چکھ کر اس تاریخ کو زندگی جاوداں عطا کی لوگ سمجھے کہ حضور مفتی اعظم ہند مردہ ہوگئے اب فیضان ختم ہوگیا گلشن رضویت اجڑ گیا لیکن اہل بصیرت انہیں کیسے مردہ مان لیں جنھوں نے ۱۴؍محرم الحرام کی تاریخ تک کو زندۂ جاوداں بنایا ہو۔

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

یہ صحیح ہے وہ بظاہر ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگئے ہیں مگر چشم باطن میں آج بھی وہ زندہ ہیں اور اہل دل آج بھی ان کی صبح و شام سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

علم و فضل کا یہ تاجدار اور گلشن رضا کا گل شاداب آج ہم سے دور ہوگیا ہے آشنا دور کے وہم و خیال کی ہزاروں منزلیں طے کرو تو بھی نہ پاسکو۔ مگر جب ہم انسانوں کے اس عظیم اور بے کراں سمندر پر نظر ڈالتے ہیں تو ہر صاحب علم و فن میں ان کا وجود نظر آتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کل تک وہ ذات خاکی پیکر میں یکجا نظر آتی تھی اور آج کروڑوں میں پھیلی دکھائی دے رہی ہے۔

جہاں کہیں عشق رسول کی تپش ہے وہاں حضور مفتی اعظم کی آہ صبح گاہی کا اثر ہے اور جہاں تقویٰ و طہارت کا تقدس ہے وہاں اس عظیم و جلیل ہستی کے مسند افتا کا عکس ہے۔ مردہ وہ ہوا کرتے ہیں جو خود کے لئے جیا کرتے ہیں اور جہاں زندگی کے شب و روز قوم کے لئے ہوں اور دین کے نام پر ہوں اسے کون مردہ کہہ سکتا ہے۔ یہ ہزاروں آدمیوں کی آمد و رفت اور سینکڑوں لوگوں کے ساتھ چادر

کا گر کیا پکار پکار کر نہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ آج بھی زندہ ہیں اور کل بھی زندہ رہیں گے۔

جس کے شب و روز عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوں اور لیل و نہار قوم و ملت کی سربلندی میں گذرے ہوں۔ جس کے افکار نے قومی ضمیر بیدار کیا ہو، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کیا ہو، لوگوں کو عرفان و آگہی کا شعور بخشا، مردہ سنتوں کو زندہ کیا، دین کے اصولیات کو عملی زندگی دے کر اسلام کو فرسودہ کہنے والوں کے منھ پر تھپیڑ مارا ہو، اور مصائب و مشکلات میں موسیٰ صفت راہ نکال کر گلشن اسلام کو پائمالی سے بچایا ہو اس کی موت اسی وقت مانی جا سکتی ہے جب کہ ان میں کا ہر فرد موت کی آغوش میں پہنچ جائے اور جب یہ ناممکن ہے تو یہ بھی ناممکن ہے کہ اسے مردہ سمجھا جائے جس کے زندہ افکار اور تابندہ خیالات نے پوری قوم کو مرنے سے بچا لیا ہو۔

شہزادہ اعلیحضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ و الرضوان کی ولادت طیبہ ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ کو سرزمین بریلی میں ہوئی اور وصال ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ میں بریلی ہی کی دھرتی پر ہوا۔

وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ساری دنیا میں پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بریلی کی دھرتی عاشقوں کے سامنے تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگی۔ ۱۵-۲۰ لاکھ کا جم غفیر اپنے محبوب رہنما اور عظیم تاجدار کے آخری دیدار کے لیے پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑا۔ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ دوسرے دن جمعہ کو دن گذار کر بعد عشاء علم و فضل کے اس پیکر کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

یہ ایک فرد کی موت نہیں تھی بلکہ ایک مشن تھا جو بند ہو گیا۔ ایک تحریک تھی جو چلتے چلتے رک گئی ایک انجمن تھی جو سونی ہو گئی۔

جہاں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ملک و قار خطیب کی گھن گرج بے اثر ہو جاتی وہاں صرف ایک تبسم، ایک نگاہ دلنواز کام کر جاتی، جہاں دانشوروں، مفکروں اور ادیبوں کی زبان گنگ ہو جاتی وہاں ہلکی سی لب کشائی سینکڑوں مسائل حل کر جاتی۔ جہاں زہرہ نگار ادیب، عطارد رقم مصنف، اور عرشی خیال و فکر کے مفکر کا رواں دواں قلم برف پوش چٹانوں سے عہد و پیماں کرنے پر مجبور ہو جاتا اور الفاظ کا بانکپن، جملوں کی برجستگی، اور زبان کی سلاست اپنی روانی کھو بیٹھتی تھی وہاں جبل قدمی کرتے ہوئے گذر جانا معمولات سے تھا۔ بڑے سے بڑے گروہ دل افسانوں کا پتہ جہاں پانی ہونے لگتا اور کلیجہ دہل نے لگتا وہاں مسکراتے گذر جانا گویا زندگی کے شب و روز کا معمول تھا یہی وجہ تھی کہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صرف ابن امام احمد رضا کا نام نہیں تھا بلکہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے ایک عشق تھا، جو صرف رسول سے ہوا کرتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے خون جگر سے گلشن اسلام کی جس طرح آبیاری کی اور چمن اسلام کی پاسبانی کی وہ ہماری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ اپنے والد گرامی مجدد اعظم اعلیحضرت امام اہلسنت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میراث کو گلے سے لگا کر عشق رسول اور محبت رسول کی جو عملی مثال قائم کی وہ تاریخ دعوت و عزیمت کا ایک روشن باب ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جادۂ حق کے متوالوں، شمع رسالت

ایسی سرکار ہے بھرپور جہاں سے لیے
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
روز اک میلہ نیا در پہ لگا ہوتا ہے
کل امراض کے لئے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ایک کورے مٹی کے برتن پر سات مرتبہ لکھ کر پانی یا عرق سے بسم اللہ کے نقش کو دھو کر
نہار منہ مریض کو پلانا اکیس دن میں بالکل ہر طرح کے مرض کو خدا کے فضل سے دور کرتا ہے۔
مولیٰ تعالیٰ
بسم اللہ شریف کی
برکت اور اسکا ثواب
حاجی محمد بھائی مرحوم
حاجی احمد بھائی مرحوم
حاجی صدیق بھائی مرحوم
حاجی داؤد بھائی مرحوم
کو عطا فرما!
اور ہمارے کاروبار میں برکت دے
نیز اہل و عیال و متعلقین کو صحت و سلامتی اور ایمان و عقائد میں پختگی عطا فرما!
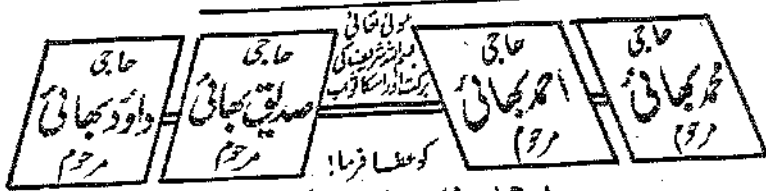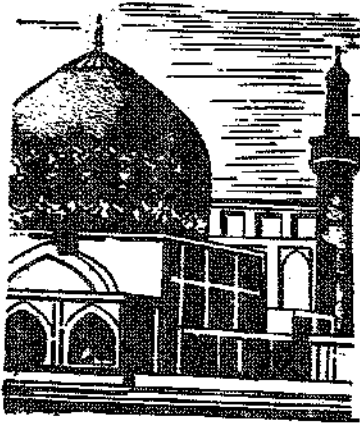
کے پروانوں اور حق و صداقت کی چٹانوں سے عظمت رسول کا پرچم لہرانے والوں کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ اور خون کی تاریخ ہے۔ آگ اور خون کے حصار کو توڑ کر ظلم و ستم کے پہاڑوں پر دب کر اور کانٹوں اور ریگزاروں کے میدانوں کو عبور کر کے باقی رہ جانے والے یہ افراد کیوں زندہ ہیں اور کیسے؟ اس پر آج بھی نوع انسانی انگشت بدنداں ہے اور مورخ ورطۂ حیرت میں غرق ہے۔ شمع رسالت کے پروانے، گلشن رسالت کے مستانے حق و صداقت کے یہ علمبردار یزید کی لگائی ہوئی آگ کے طوفانوں سے گزر گئے، معتزلہ کے بہائے ہوئے حق کے سیلابوں کو عبور کر گئے، شیعیت کی آندھیوں کو اپنا رخ موڑنے پر مجبور کر گئے، یہودیت اور نصرانیت کے سازشی جال سے نکل گئے، ہلاکو اور چنگیز کی ہلاکت خیز تباہیوں کے باوجود آگ اور خون کے سیلابوں کو عبور کر گئے، اور خود ہی پار نہیں لگے بلکہ عشق رسول اور عظمت اسلام کا وہ سرمایہ بھی بچا لائے جو انسانیت کا وقار، قوم کا فخر اور ملت کا پاسبان ہے اور آنے والے افراد کے لئے آج بھی مشعل راہ بن کر گم کردہ راہ انسانیت کو راہ حق و صداقت کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ گلشن انسانیت کی نگہبانی کرتے ہوئے امن و سکون کی متلاشیوں کو دعوت فکر دے رہا ہے۔ یہ مردان حق اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن سبع، عبداللہ ابن ابی اور مسیلمہ کذاب سے لے کر آج کے محدثین اور ہٹلر، میسولینی، لینن، جیسے منکرین خدا اور رسول سے برابر ٹکراتے رہے، صرف ٹکراتے ہی نہیں رہے بلکہ ان کی دھجیاں بھی بکھیر کر دنیا کے دانشوروں، مفکروں، ادیبوں کو دریائے حیرت میں ڈال کر نئی تاریخ مرتب کر رہے ہیں

ان قدسی صفات انسانوں کو قتل کیا گیا، ان کی بستیوں کو تاراج کر دیا گیا، ان کے خون جگر سے سینچے ہوئے چمن کو نذر آتش کرنے کی کوشش کی گئی، لہو کی بوندوں سے جلائے ہوئے علم و عرفاں کے روشن میناروں کو تاریکیوں کے قعر رواں میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی، زبانیں کھینچی گئیں، ہاتھ قلم کئے گئے، سولی پر چڑھایا گیا مگر ان تمام آلام و مصائب اور مشکلات کے باوجود ان باعظمت اور بلند حوصلہ لوگوں نے ہمیشہ جبر و استبداد کی راجدھانی میں عدل و انصاف کا پرچم لہرا کر تلواروں کے سایہ میں حریت و آزادی کی تعلیم دے کر اور دار و رسن پر پیکر تسلیم و رضا بن کر مسکراتے رہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناتے رہے اور اسلام کا پرچم بلند کرتے رہے۔ تہذیب و تمدن کی زلفوں کو سنوارنے سے لے کر سیاسیات، معاشیات کے چہرے کو نکھارنے تک ہر ہر منزل پر انھوں نے خدا ترسی اور انسان دوستی کی ایسی مثال قائم کی کہ دنیا آج بھی محو حیرت ہے

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان موجودہ دور میں اہل حق کے سچے جانشین اور ان کی میراث کے صحیح حقدار اور وارث تھے ۔ کاروان حق وصداقت کے میر کارواں اور محفل علم وادب کے میر مجلس تھے ۔ ایمرجنسی کے بھیانک دور میں جب بڑے بڑے جبہ ودستار والے خوف ودہشت کے سیلاب میں تنکوں کی طرح بہہ گئے اور درہم ودینار حرص وطمع کے لالچی سونے اور چاندی کے روپہلی اور سنہری کرنوں کے بیچ اپنے ایمان کا سودا کرنے لگے ۔ حکومت کی کرسی کے حصول کے لئے قوم تک کا غار مزلت میں ڈالنے کی ناپاک اسکیم بنانے لگے ۔ اس وقت حضرت ہی کی ذات والا صفات تھی جس نے قید وبند کی سختیاں اور مشقتیں برداشت کرنے کا عزم کرکے قوم ہی کو نہیں ارباب حکومت کو محو حیرت کر دیا ۔ آخر ایک دن تاجدار اہل سنت کے آستانے پر حکومت کا غرور ٹوٹ کر رہا اور شہنشاہ اعلیٰحضرت کے سر پر امامت وقیادت کا جو تاج رکھا گیا وہ آخر دم تک نہ اتر سکا ۔

مصائب ومشکلات کی منزل بمنزل یلغاروں میں عظمت اسلام کا پرچم لہراتے ہوئے ہندوستان کے گوشے گوشے میں خدا کی بڑائی کے گیت گاتے ہوئے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے ہوئے ذرے ذرے کو سجدوں کی تابانیاں عطا کرتے ہوئے آپ نے جو تاریخ مرتب کی وہ دعوت وعزیمت کا روشن باب ہے یہی وجہ تھی کہ تاجدار اہلسنت کی عظمت وشوکت کا پرچم عوام کے سینوں میں ہی نہیں بلکہ علمائے کرام صوفیائے عظام کے نہاں خانۂ دل پر لہرا رہا ہے ۔

اس مقام پر بطور نمونہ میں صرف ایک مثال دونگا جو حضور حافظ ملت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبد العزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمہ محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے متعلق ہے اور خود مجھ پر گذری ہے ۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں نے شرف بیعت کسی سے حاصل نہیں کی تھی دل میں ایک تپش تھی اور روح میں تڑپ تھی کہ کسی کے مقدس ہاتھوں پر یک کر اپنا مقدر سنوار لوں ۔ بالآخر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں جذبۂ کشش کھینچ کر لے گئی اور میں نے اک دن حضرت کے سامنے دل میں چھپی اس تمنا کا اظہار کر ہی دیا ۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ مجھ پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جب میں نے سنا کہ حضور حافظ ملت جیسی منکسر المزاج اور متواضع شخصیت فرما رہی ہے کہ ”بحیثیت حافظ ملت تمہاری رہنمائی تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کی طرف کرتا ہوں ۔ تم ان سے شرف بیعت حاصل کرو“ یہ تھی حضور حافظ ملت کی بات جس نے تاجدار اہلسنت کی عظمت ورفعت کے ایک گوشے کو ہمارے سامنے بے نقاب کیا ۔ تلاش اور جستجو کے بعد ایسے بے شمار واقعات ہمیں مل سکتے ہیں خود میرے حافظے میں ایسی بہت سی باتیں محفوظ ہیں کہ اگر صفحۂ قرطاس تنگ دامنی کا شکوہ نہ کریں اور انہیں منصۂ شہود پر جلوہ گر کر دیا جائے تو روح ایمان جھوم اٹھے دل ودماغ میں کیف ونشاط کی امنگیں پھوٹنے لگیں جذبات کی انجمن میں مسرتوں کی ٹھنڈک پہنچ جائے ۔ اور تڑپتی ہوئی انسانیت کو سکون وقرار کی دولت لازوال مل جائے ۔

آج وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے کہ ان کے افکار ونظریات کو پائمالی سے بچا کر ایوان قلب وجگر کا تاجدار بنایا جائے ان کے اصولیات وخیالات سے جنھوں نے انسانیت کے لازوال موتی بکھیرے ہیں ان کی روشنی سے فکر وفہم کو جلا بخشی جائے اگر ہم نے ایسا کیا تو ایک زندہ قوم کا حق ادا کیا اپنے محبوب رہنما کو حقیقت میں زندہ رکھا

بڑے دربار میں پہنچایا مجھ کو میری قسمت نے
میں صدقے جاؤں کیا کہنا مرے اچھے مقدر کا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
دانت عمر بھر خراب نہ ہوں
اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطا کردہ مجرب عمل کہ عشاء کے وتر جب پڑھے جائیں تو پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۃ اِذَا جَآءَ دوسری میں تَبَّتْ یَدَا اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھنے سے دانت عمر بھر ہر تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ سیکڑوں احباب کا آزمودہ ہے۔
الٰہی بحرمت النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم
مذکورہ سورتوں کی تلاوت کا ثواب
اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو عطا فرما
اور ان کے طفیل میں ہمارے والد
حاجی محمد علی بقرعیدی مرحوم اور بھائی عبدالمجید مرحوم کو
عنایت فرما۔ نیز ہماری فرم اور کاروبار میں ترقی عطا فرما
سیٹھ شمس الضحیٰ محمد علی یونی ٹی سائزنگ
گولڈن نگر، مالیگاؤں ضلع ناسک فون ۸۲۴۶۱

دو پیاسے غموں کی تیز دھوپ میں پانی کی تلاش میں دربدر کھٹک رہے تھے۔ دونوں کی طلب تو ایک تھی مگر دونوں کی خصلتیں الگ الگ تھیں حسن اتفاق سے دونوں کو دور سے ایک بحر بیکراں دکھائی دیا۔ دونوں اس سمندر کے قریب گئے۔ دونوں نے اس بحر بیکراں سے اپنے اپنے ظرف کے اعتبار سے اپنی تشنگی بجھالی جب دونوں پلٹے تو ایک تو جا کر خاموش ہوگیا اس نے دوسرے پیاسوں کو نہ بتایا مگر دوسرے نے ساری بستی جو پیاسوں کی تھی اس میں جا کر شور مچا دیا کہ اے پیاسو! تم یہاں پڑے ہوئے ایڑیاں رگڑ رہے ہو ذرا سی دور پر ایک سمندر لہریں مار رہا ہے دیکھو میں نے اپنی پیاس بجھالی اتنا سننا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے جس جس کے مقدر میں اس سمندر سے پیاس بجھانی تھی وہ سب سیراب ہوگئے۔ یہی شان کچھ میرے سرکار سیدی مرشدی آقائے

جن کی زندگی قرآن و حدیث اور احکام شرعیہ کی عملی تصویر تھی

— از —

حضرت راز الہ آبادی
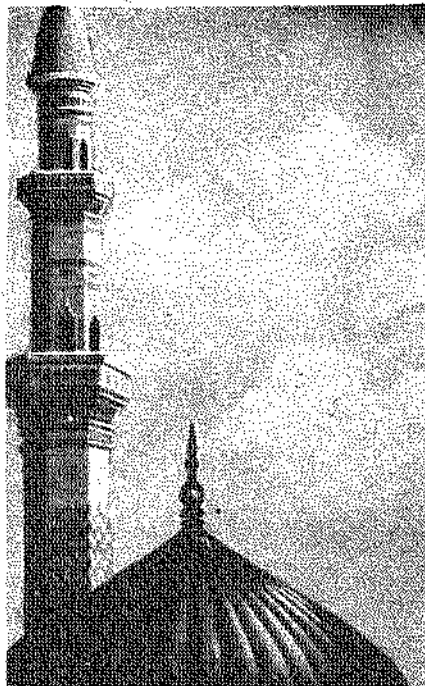
بیعت تاجدار اہلِ سنت عارف باللہ حضرت مفتی اعظم ہند مولینا شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سے ______ خدا کا شکر ہے کہ اوائل عمری سے ہی مجھے اولیائے کرام کی زیارت کا شوق رہا۔ ایک عرصہ تک میرے قلب کی گہرائیوں میں یہی تمنائیں انگڑائیاں لیتی رہتی تھیں کہ میں کسی مردِ حق آشنا ولی کامل کے دامن سے وابستہ ہوں گا مگر نہ پوچھیے میرا حال۔ میں ایک بے بضاعت علم مجھے کیا اندازہ ہو کہ کون ولی ہے کون نہیں ہے مگر خدا سے نیک باتوں کا اگر کوئی طالب ہو تو وہ اپنے بندے پر یقیناً کرم فرماتا ہے۔ حضرت ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خدا کی پہچان تو آسان ہے مگر ایک ولی کی پہچان مشکل ہے، کیونکہ خدا کی ذات کو پہچاننے کے لیے لاکھوں دلیلیں موجود ہیں جس کو شب و روز انسان دیکھتا ہے مگر ایک اللہ کا ولی اپنی ولایت کو چھپا کر مخلوق خدا کے ہجوم میں برسرِ عمل رہتا ہے۔ ایک ولی پر خداوند قدوس ستر حجاب ڈالتا ہے۔ وہ عام لوگوں میں بیٹھتا ہے اٹھتا ہے، چلتا ہے پھرتا ہے۔ رزقِ حلال کے لیے کوششیں کرتا ہے۔ اس لیے عام مخلوق خدا عام آدمی میں اور ایک ولی میں امتیاز نہیں کر پاتی۔ مگر جب خدا اپنے کسی بندے کو بحیثیت ایک ولی روشناس کرانا چاہتا ہے اس کے اسباب بھی پیدا فرماتا ہے۔ جس کے لیے عام طور سے اس سے کرامتوں کا صدور ہونے لگتا ہے۔ حالانکہ ولایت کے اسی درجات ہیں اور کرامات کا ظہور ستر درجے پر ہی ہونا شروع ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہنے والوں کو ایک عرصہ تک یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ اپنے وقت کے قطبِ وقت ہیں حضرت کے چہرے پر مفتی اعظم کی نقاب پڑی تھی۔ میں نے بھی حضرت کو مفتی اعظم ہی سمجھا تھا، مگر میں عرض کر چکا ہوں کہ میری طلب تھی کہ کسی ولی کامل سے ہی بیعت ہوں گا، خدا نے بے پناہ کرم فرمایا اس کا احسان ہے کہ ایک خواب کے ذریعہ مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ یہ ولی ہیں بس کیا تھا میں نے ایک شور مچا دیا اس لیے کہ اس دور میں بنا سپتی پیروں کی کمی نہیں تھی، اس مقدس فریضے کو بھی لوگوں نے کاروبار بنا لیا ہے۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

اس مادی دور میں ہر طرف ______ بے عمل پیروں کی ریل پیل علم و عمل سے دور مگر پیر بنے بیٹھے ہیں قریب جائیے تو ذکر خدا ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے شکار و تفریح و سیاسی باتیں۔ بس پدرم سلطان بود جسم پر لباس فاخرانہ کی نمود و نمائش جسم کی زیب و زینت کے ہزاروں اہتمام مگر روح کی تشنگی کا کوئی لحاظ نہیں ایسی صورت میں ایسے پیروں کی طرف مخلوق خدا کا دل کیسے جھکے، مگر انھیں بناسپتی پیروں میں آج بھی اللہ والے موجود ہیں جن کے چہرے کی زیارت ہی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اہل اللہ ہیں۔ وہ آنکھیں خوش نصیب ہیں جنھوں نے اس صدی کے قطب عالم، نائب غوث اعظم کے دیدار سے مشرف ہوئیں۔ وہ ہاتھ کتنے خوش بخت ہیں جو ان کے دامن سے مس ہوئے۔

بہادر گنج شہر الہ آباد
کی مسجد
کنبل شاہ
جہاں مفتیٔ اعظم نماز
ادا فرماتے تھے

(فوٹو: بشکریہ
راز الہ آبادی)

وہ ہونٹ نیک بخت ہیں جنہوں نے ان کے دست حق پرست کے بوسے لیے۔ جیسے عطر خالص اپنی خوشبو سے دل ودماغ معطر کرتا ہے اسی طرح ایک ولی بھی اپنی کرامتوں سے دلوں کو مسخر کرلیتا ہے۔ پھر جس کا اس دور مادی میں وجود ہی سراپا کرامت رہا ہو وہ ذات میرے مرشد برحق حضرت مفتی اعظم عالم کی تھی صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لیکر صبح کی پہلی کرن تک قرآن واحادیث لے کر ان کی خدمت میں بیٹھ جائیں اور یہ دیکھیں کہ کون سی ایسی بات وہ ہے جو قرآن احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو آدمی تھک جائے مگر کوئی ایسا فعل ان سے ہونہ پائے گا۔ کیا یہ کرامت کم ہے استقامت فی الدین سے تو کرامتوں کا صدور بھی ہوتا ہے۔ اب سنیے حضرت مفتی اعظم کے عارفانہ مقام کی چند جھلکیاں۔

میرے سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ عارف وہ ہے کہ رات کی بات صبح فراموش کرے اور اتنا استغراق بڑھے کہ ادھر کی بات کہے اور ادھر ہوئے پھر فرماتے ہیں عارف پر ستر ہزار تجلیاں برستی ہیں وہ دوست کی یاد میں سوتا ہے دوست کی یاد میں جاگتا ہے کئی سال قبل سے ہی بحمداللہ میرے حضرت پر استغراق کی بھی کیفیت رہی۔ ہر تھوڑی دیر کے بعد فرماتے تھے کہ آپ کب آئے دنیا کی اور باتیں تو اس قدر جلد فراموش کردیتے تھے مگر رب کائنات کا ایک ایک ارشاد یاد، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت یاد۔ بس ہر وقت نماز یاد۔ نماز پڑھنے کے بعد فرماتے تھے کہ میں نے نماز پڑھ لی لوگ کہتے تھے کہ آپ نے پڑھ لی۔ پھر فرماتے مجھے یاد نہیں پھر پڑھوں گا۔ یہی کیفیت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ پر آخری ایام میں تھی۔ وہ بھی فرماتے تھے کہ وہ نماز کیسی کہ نماز پڑھنے والے کو بھی یاد نہ ہو۔ حضرت ایک صاحب اختیار ولی اور صاحب علم تھے۔ اس

سلسلے میں بہت سے واقعات ایسے ہیں جو اس کی دلیل میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ایسے مقام پر فائز تھے کہ اراکین حکومت کا تقرر بھی ان کی مرضی سے ہوتا تھا۔ یہاں جس کا ظاہر کرنا بہت سی سیاسی الجھنیں پیدا کر دے گا۔ اتنا ضرور عرض کردوں کہ ان کے ایک اشارے پر حکومتیں بدل گئیں وزرا بدل گئے افسران بدل گئے۔ انقلاب آگیا میں نے ان واقعات کو اپنی چشم سر سے دیکھا۔ حالانکہ حضرت نے کبھی اپنے دروازے پر ارباب حکومت کو آنے نہ دیا نہ ملاقات گوارا کی۔ ان کا دروازۂ فیض ہر اچھے برے ہندو مسلمان سکھ عیسائی کے لیے کھلا تھا۔ اگر بند تھا تو ارباب حکومت کے لیے کیونکہ فقرا کبھی بادشاہوں سے ملنا پسند نہیں فرماتے۔ حضرت کے مقام و منزلت کی یہاں تک بات ہے اس کا اندازہ تو موجودہ دور کے بڑے بڑے اہل عقل بھی نہیں لگا سکتے۔ پھر بھی چند تازہ واقعات پیش کر رہا ہوں۔ حضرت مولینا مفتی عبدالحلیم صاحب اشرفی ناگپوری فرماتے ہیں کہ میں اس رات کو بمبئی میں تھا جس رات حضرت کا وصال ہوا۔ اس رات کو شام ہی سے میرا دل جیسے بیٹھا جا رہا تھا۔ طبیعت بے حد نڈھال تھی۔ اسی لیے میں شہید اعظم کانفرنس میں شریک نہ ہوا اور ایک صاحب کے یہاں میرا قیام تھا رات بڑی دیر تک جاگتا رہا۔ مشکل سے نیند آئی۔ میں نے ایک خواب دیکھا اس خواب میں میں نے ایک آواز سنی کوئی بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ ابھی ابھی میں تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیحضرت مولینا شاہ مصطفٰے رضا کو کعبے شریف کے راستے سے بھیج رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی دل دھڑکنے لگا میں نے اسی وقت یہ سمجھ لیا کہ اس کی تعبیر یہی ہے کہ میرے حضرت مفتی اعظم کا وصال ہوگیا۔ صرف ۱۵ منٹ کے بعد ٹیلیفون آیا کہ ابھی ابھی بریلی شریف سے اطلاع آئی ہے کہ تاجدار اہل سنت کا وصال ہوگیا۔ الہ آباد میں مجھ سے دو روز قبل ایک مجذوب ہنس ہنس کر کہتے تھے کہ ابے جا وہاں ہو کر آ۔ وہاں ہو کر آ مگر میں نہ سمجھا

اللہ کا باب کرم ہر اچھے برے ہندو مسلم سکھ عیسائی کے لئے کھلا تھا اگر بند تھا تو ارباب حکومت کے لئے کیونکہ فقرا کبھی بادشاہوں سے ملنا پسند نہیں فرماتے ہیں۔

پھر میں نے کہا کدھر جاؤں تو انھوں نے بریلی شریف کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت میں نے طے کیا کہ دو چار روز کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا مگر دو ہی روز کے بعد یہ حسرتناک اطلاع ملی۔ الہ آباد ہی میں ایک مست قلندر نے عجیب بات کہی کہ میاں وہ قطب تھے دیکھا دیکھا قطب کے اٹھ جانے سے راجدھانی میں قطب مینار پر کتنا بڑا حادثہ ہوا۔ جب کوئی اللہ والا زمین سے رخصت ہو کر عالم بالا کی طرف جاتا ہے تو زمین روتی ہے کہ ہائے اب مجھ پر وہ اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا اور طرح طرح کے نقصانات ہوتے ہیں۔ حضرت کے سفر آخرت

ہے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ اس کا | مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ | ترے ہاتھ میں ہاتھ جس نے دیا ہے

نقش برائے جملہ امراض

۶۸۹

۶۵۴	۶۶۷	۶۶۴	۶۶۱
۶۶۵	۶۶۰	۶۵۵	۶۶۶
۶۵۹	۶۶۲	۶۶۹	۶۵۶
۶۶۸	۶۵۷	۶۵۸	۶۶۳

کسی قسم کا کوئی مرض ہو مندرجہ ذیل
نقش لکھ کر موم جامہ کر کے گلے میں
ڈالے انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

اے خدائے علیم وخبیر! اس نقش کے وسیلے سے ہم تیری بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں۔ تو **حاجی بدرالدین** مرحوم و **حجن اللہ رکھی بی** مرحومہ کے گناہوں کو بخش دے اور ان کی مغفرت فرما۔ نیز ہمارے کاروبار میں ارتقا، رزق حلال میں وسعت، جملہ اہل خانہ کو صحت و سلامتی اور ایمان و عقیدے کی پختگی عطا فرما۔ آمین۔

منجانب

حاجی قمرالدین لوہار وصاحبزادگان

شمس الدین | نصیرالدین | اسلام الدین | جمال الدین | کمال الدین

مالکان فرم

ویلڈنگ ورکشاپ

مین روڈ، شہادہ، ضلع دھولیہ، مہاراشٹرا

کے آخری حالات میرا ایک مضمون کئی اخباروں میں چھپا جس میں میں نے یہ لکھا تھا کہ آخری وقت میں حضرت نے فرمادیا تھا کہ میں نے ان تمام لوگوں کو مرید کرلیا جو مجھ سے مرید ہونا چاہتے تھے اور کسی وجہ سے ابھی تک نہ ہوسکے۔ اس بات کی صداقت پر ایک صاحب جو لکھنؤ کے تھے ان کو یقین نہیں آرہا تھا۔ حالانکہ وہ مرید ہونا چاہتے تھے اس بات کے شاہد اور اس واقعہ کے راوی جناب قبیر وارثی لکھنوی ہیں انھوں نے فرمایا کہ میرے وہ دوست مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا یہ واقعہ ہوا ہے کہ حضرت نے یہ فرمایا ہے انھوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور کہا کہ راز الہ آبادی نے درست لکھا ہے پھر بھی یہ بات ان کے دل کو کھٹک رہی تھی۔ اطمینان قلب نہیں تھا۔ دوسرے دن صبح ہی وہ جناب قبیر وارثی صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے بڑی

میاں وہ قطب تھے دیکھا قطب کے اٹھ جانے سے قطب مینار پر کتنا بڑا حادثہ ہوا۔

ندامت ہے کہ میں نے اس بات کو غلط سمجھا تھا۔ گزشتہ شب کو میں جب سویا تو میں نے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اولیائے کرام کے جھرمٹ دیکھا کیا تابناک اور دلنواز روح افزا منظر نظر آیا۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت مفتی اعظم تشریف فرما تھے اچانک اپنے سر سے خوبصورت عمامہ کو کھول دیا اور اس کو

لے کر ہوا میں گردش کرنے لگے۔ قریب ہی ایک ضعیفہ تشریف فرما تھیں وہ کہنے لگیں کہ حضرت کیا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں ان تمام مسلمانوں کو مرید کر رہا ہوں جو مجھ سے مرید ہونے کا ارادہ رکھتے تھے سبحان اللہ

اسی سال عرس سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہلم شریف کے موقع پر لاکھوں لاکھ اہل عقیدت جب اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے عرس کے دوسرے دن اسی محلے میں ایک مکان میں بارہ مزدور کام کر رہے تھے اچانک اس مکان کی بڑی دیوار گر پڑی اور چار مزدور اسی میں ڈھک گئے ایک چیخ و پکار مچ گئی۔ یہ مکان کسی ہندو کا تھا اور مزدور بھی سب ہندو ہی تھے مگر نہ پوچھیے اللہ والوں کا دامن کرم کس قدر کشادہ ہوتا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ یہ ہندو مزدور تھے مگر تھے حضرت کے عقیدت مند۔ بس کیا تھا کہ اسی وقت ایک مزدور نے یہ دیکھا کہ حضرت اچانک سامنے چھڑی لے کر آگئے اور فرمائے جا رہے تھے تم لوگ جلدی جلدی اس ملبہ کو کھودو اس میں چار آدمی دب گئے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ وہ آٹھوں مزدور جو دبنے سے بچ گئے زمین کو کھودنے لگے۔ آخر کار وہ چاروں مزدور زندہ نکل آئے۔ لیکن ان مزدوروں کو یکبہ یک خیال ہوا کہ ارے یہ بڑے مولوی صاحب (حضرت کو بریلی شریف میں ہندو عام طور سے بڑے مولوی صاحب کہتے تھے) تو انتقال کر چکے ہیں اب جب سامنے دیکھتے ہیں تو حضرت غائب وہ سب حیران تھے اس واقعے نے اہل بریلی پر بے پناہ اثر کیا۔ وہاں کے ہندو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بریلی والوں کا سر ساری دنیا میں
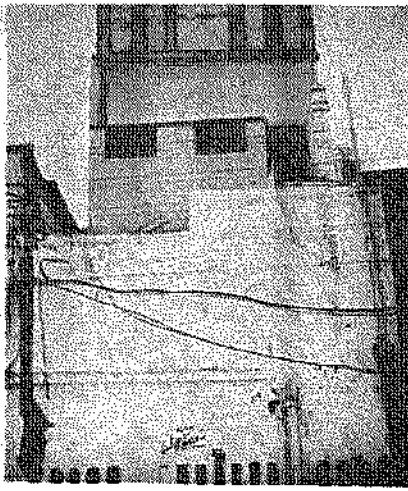
حضرت کی وجہ سے بلند ہوگیا۔ وہ ہمارے بڑے مولوی صاحب تھے ہم ان کے دیوانے ہیں ہم ان کے بھگت ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اسی موقعہ پر یہ بھی کہا کہ واقعی یہ لوگ مرکر نہیں مرتے عارفان باللہ کی یہ بھی پہچان ہے کہ وہ سمندر جیسی سخاوت۔ زمین جیسی تواضع اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ سب کو فیضیاب کرتے ہیں، فیض پہنچانے کے سلسلے میں! میں نے حضرت کو کبھی یہ نہ دیکھا کہ کسی قسم کا امتیاز رکھتے ہوں۔ ذکر پاس انفاس میں ہر وقت مشغول رہتے تھے۔ قلب ہر وقت جاری رونگٹے رونگٹے سے انوار الٰہی پھوٹا پڑتا تھا۔ چہرے پر ایک مقناطیسی اثر تھا جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔

ہم نشیں تو نے کہیں تو انھیں دیکھا ہوگا
چاندنی جیسا بدن چاند سا چہرا ہوگا

جن خوش نصیبوں نے حضرت مفتیٔ اعظم ہند کی زیارت کی ہوگی، میرے اس شعر کی تصدیق کرنے کے لیے ان کے چہرے پر نظر پڑتی اور خدا یاد آیا اور یہی ایک ولی کامل کی آسان سی پہچان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب تک حضرت اس عالم میں رہے دنیائے سنیت کو حیات جاوداں بخشتے رہے مگر وصال کرکے حضرت نے ساری دنیا میں ایک عقیدت مندانہ انقلاب پیدا فرمایا۔ لوگ چونک پڑے کہ دنیا دی آلائش سے اور سیاست و ریاست کی مکروہ جھاڑیوں سے الگ کون ایسی ذات تھی جس کے جنازے میں عالم اسلام میں کہرام مچ گیا۔ جن کے سفر آخرت کے منظر کو دیکھنے کے لیے جن کے جنازے میں کاندھا

مصطفےٰ رضا منزل الہ آباد میں رازؔ الہ آبادی کا مکان جہاں سے حضرت مفتیٔ اعظم نے اپنا روحانی مشن شروع کیا (فوٹو بشکریہ رازؔ الہ آبادی)

لگانے کے لیے دنیا امنڈ پڑی، یہی ایک ولی کی زندگی کا ثبوت ہے۔ میں کیا میرا پورا خاندان حضرت کی غلامی پہ فخر کرتا ہے۔

اے رازؔ کسی اور کے در سے نہ ملے گا
جو فیض ملا مفتیٔ اعظم کی گلی سے

میرے پاس جو کچھ ہے سب ان ہی کی دعاؤں کا صدقہ ہے۔ مجھ پہ میرے پیر و مرشد کے وہ احسانات ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔"

اب تو میں آپ کی تصویر بنا جاتا ہوں
اب سے پہلے بھی تجھے آپ نے دیکھا ہوگا

میرے والد محترم حضرت مولوی عرفان علی صاحب رضوی مرحوم و مغفور اپنی حیات میں ہمیشہ عرس رضوی شریف میں برملیا حاضر ہوا کرتے تھے اور قل شریف کے دن سجادہ نشین شہزادگان اعلحضرت کی قدم بوسی کرکے نذر کرتے تھے میں بھی اپنے والد محترم کے طریقہ کو اپناتا ہوں۔ ایک دفعہ عرس رضوی شریف کے موقع پر میرے بڑے بھائی جناب ڈاکٹر محمد نعمان علی صاحب اور میرے سپرد عرس رضوی شریف کے اسٹیج بنانے کا کام کیا گیا چنانچہ ہم لوگوں نے کافی محنت اور دوڑ بھاگ سے اسٹیج تیار کیا اور اسٹیج پر جانے کے لئے ایک زینہ جو کہ مسجد کے باہری حصہ سے جاتا تھا علمار کرام کے لئے مخصوص رکھا باقی دو زینے عام لوگوں کی آمدورفت کے لئے رکھے۔ اس کام کی الجھن میں عرس شریف کی دوسری تاریخ کو باوجود کوشش کے میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدمبوسی نہ کرسکا۔ رات کو تقریباً ۱۲ بجے بھی کوشش کی لیکن بھیڑ کی وجہ سے میں حضرت کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔ سوچا کہ صبح قل شریف کے دن قدمبوسی کرکے نذر حاضر کروں گا۔ جب قل شریف کے دن صبح دولت کدہ پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ لوگوں کا اژدحام ہے کافی لمبی لائن لگی ہوئی ہے۔ بہت دیر تک کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا چونکہ قل شریف کا وقت قریب تھا اور مجھے اسٹیج کے سلسلہ میں انتظام کرنا تھا لہٰذا افسردہ ہو کر واپس آگیا اور اس بات کا بار بار میرے دل میں خیال آنے لگا کہ ہر سال عرس کے موقع پر حضرت کی قدمبوسی کرکے نذر حاضر کرتا تھا اس سال ایسی کم نصیبی رہی کہ اس سے محروم رہ گیا پھر اس اُمید پر کہ اسٹیج پر جانے کے لئے علمار کرام کا جو زینہ ہم نے مخصوص کر رکھا ہے اس پر میری ڈیوٹی ہے اور حضرت بھی اسی زینہ سے تشریف لے جائیں گے اس وقت حضرت کی قدمبوسی کرلوں گا لہٰذا زینہ پر آکر انتظام

میں لگ گیا جب قل شریف میں شرکت کے لئے حضرت دولت کدہ سے اسٹیج پر تشریف لا رہے تھے کچھ لوگوں نے حضرت کو بجائے اس مخصوص زینہ کے عام زینہ سے بمشکل تمام اسٹیج پر پہنچا دیا جس کی وجہ سے میں اس موقع پر بھی قدمبوسی نہ کر سکا چونکہ اب کوئی امید باقی نہیں رہی تھی اس وجہ سے میں بے حد مغموم تھا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ کوئی اہم حادثہ ہو گیا۔ قل شریف کے بعد لوگ زینوں سے اترنے لگے میں بھی جس زینہ پر تعینات تھا اس سے اترنے لگا کہ اتنے میں میرے بڑے بھائی صاحب نے جو کہ اسٹیج پر تھے مجھے آواز دی کہ زینہ پر فوراً انتظام کرو حضرت کو اس زینہ سے واپس لے جانا ہے میں نے فوراً جلدی جلدی زینہ کو لوگوں سے خالی کرایا۔ تھوڑی دیر میں حضرت حاجی فاروق صاحب بنارس والوں کے ہمراہ اس زینہ سے تشریف لائے ابھی حضرت میرے قریب تک نہیں پہنچے تھے کہ میں نے سلام عرض کیا اور حضرت نے جواب عطا فرمایا۔ جب حضرت میرے قریب تشریف لائے تو خود سے حضرت نے کچھ اس طرح سلام عرض کیا جیسے کسی کو مخاطب کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت کا سیدھا دست مبارک جس میں چھڑی تھی میری طرف بڑھا ہوا ہے میں نے جلدی سے حضرت کے دست اقدس کو چوم لیا اور حضرت آگے تشریف لے گئے اس طرح میری وہ دلی خواہش جس کی وجہ سے میرا دل رو رہا تھا اور اس کے بر آنے کی کوئی امید بظاہر نہیں تھی پوری ہو گئی۔

مجھے یقین کامل ہے کہ حضرت پر میرے دل کا حال روشن تھا اور میری دلی خواہش کو پورا کرنے کے لئے حضرت نے میرے قریب آ کر مجھے مخاطب کرنے کے لئے سلام کیا اور اپنا دست اقدس میری طرف اٹھا دیا۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تقویٰ

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر عمل شریعت کا آئینہ دار تھا حضرت کی صحبت کا جس کو بھی تھوڑا موقع ملا اس نے کچھ نہ کچھ سبق ضرور سیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ بیسلپور ضلع پیلی بھیت تشریف لے گئے، فقیر کے غریب خانہ پر قیام کیا کچھ لوگوں کی خواہش پر ان لوگوں کے گھر بھی تشریف لے گئے حضرت کے ہمراہ یہ غلام بھی تھا تھوڑی تھوڑی دیر ہر ایک کے مکان پر قیام فرمانے کے بعد میرے غریب خانہ پر واپس تشریف لاتے وقت راستے میں جامع مسجد پڑی، عصر کا وقت ہو گیا تھا فرمایا عصر کی نماز ادا کر لی جائے چنانچہ مسجد میں تشریف لے گئے اور وضو کیا ہم لوگوں نے بھی وضو کیا۔ فرمایا نماز کون پڑھائے گا پھر فرمایا کہ نماز پڑھائیے میں نے عرض کیا حضور آپ نماز پڑھائیں لہٰذا حضرت نے امامت فرمائی ہم چار یا پانچ لوگ مقتدی تھے نماز پڑھانے کے بعد حضرت نے ہاتھ کی چھنگلی کو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ چھنگلی کے ناخن میں پان کا کتھا لگا رہ گیا وضو پھر سے کروں گا۔ میں نے خود دیکھا کہ بہت معمولی سے حصہ پر کتھا کا رنگ سا لگا ہوا تھا اور عادتاً اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے

نکوکار ہے آپ کا بد ہے کس کا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
وہ بھی آپ کا ہے جو بد ہے برا ہے
نقش چہار قل برائے دفع سحر و نظر
۴۷۰۱ ۴۷۰۴ ۴۷۰۷ ۴۶۹۴
۴۷۰۶ ۴۶۹۵ ۴۷۰۰ ۴۷۰۵
۴۶۹۶ ۴۷۰۹ ۴۷۰۲ ۴۶۹۹
۴۷۰۳ ۴۶۹۸ ۴۶۹۷ ۴۷۰۸
یہ نقش لکھ کر موم جامہ کر کے گلے میں ڈالے یا اس مقام پر رکھے جہاں سحر یا نظر کا شبہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر بلا و آسیب و سحر و نظر بد سے محفوظ رہے گا۔
اے فاطر السموات والارض! نقش مذکور کے طفیل ہمارے کنویں میں پانی جاری فرما نیز رزق میں برکت اور روزگار میں ترقی عطا فرما۔ آمین۔
خوبصورت دیدہ زیب اور پائیدار ساڑیوں کے لئے
ہمارے خدمات حاصل کیجئے
اعجاز احمد ماسٹر شبیر احمد
ڈبل ہنس ساڑی
۱۲۶۶ اسلام پورہ انصار روڈ نزد اکھاڑہ مسجد مالیگاؤں
فون ۱۸۵۰
ضلع ناسک
सुंदर
टिकाऊ
डबल हंस साड़ी
रंग
NO.1
पक्का
एजाज़ अँड कंपनी
۵۲۴

اور وضو اس کے باوجود صحیح ہے جبکہ وہ چیز ولدار نہ ہو اور پانی نیچے سے مانع نہو۔ ہر چند کہ نماز صحیح ہو گئی تھی لیکن احتیاطاً وضو پھر سے کیا اور نماز کا اعادہ کیا اس اعادہ جماعت میں جناب سعادت یار خاں صاحب جو پہلے جماعت میں نہیں تھے آکر شامل ہو گئے حضرت نے سلام پھیرنے کے بعد ان صاحب سے جو اس اعادہ جماعت میں آکر شامل ہوئے تھے فرمایا کہ آپ نماز دوبارہ پڑھیں آپ کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ یہ نماز کا اعادہ احتیاطاً کیا جا رہا تھا۔ ان صاحب نے فوراً برجستہ کہا کہ حضرت کیا آپ نماز میں مجھے شامل ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ نماز کی حالت میں جو چیز محاذات میں نظر آئے وہ دیکھنا نہیں کہلاتا۔

اللہ اکبر، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شریعت کا کس قدر پاس تھا نیز نماز میں احتیاط کا کیا عالم تھا اوپر کے واقعہ سے نظر آتا ہے کہ ناخن کے تھوڑے سے حصہ پر کھتے کا اثر لگا ہونے کی بنا پر احتیاطاً دوبارہ وضو فرما کر نماز کا اعادہ کیا نیز ہم غلاموں کو بھی تھوڑے سے وقت میں تین چار مسئلوں کا سبق دیا (۱) کہ اگر کسی انگلی کے ناخن میں کوئی چیز لگی ہو جس کی وجہ سے ناخن کے اس حصہ پر پانی نہ بہہ سکے تو بغیر اس کے چھڑائے ہوئے وضو نہیں ہو گا۔ (۲) اور اگر اس وضو سے نماز ادا کی گئی ہو تو نماز کا اعادہ ضروری ہے (۳) اس نماز کا اعادہ جو کہ احتیاطاً ہو یا مکروہ ہونے کی بنا پر اس کی جماعت میں کوئی نیا شخص آکر شامل ہو گیا تو اس کی نماز نہیں ہو گی (۴) نماز کی حالت میں محاذات میں کسی چیز کا نظر آنا دیکھنا نہیں کہلاتا جس سے نماز

فاسد یا کردہ ہو۔

حضرت کی فی سبیل اللہ خدمتِ خلق

حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دورانِ قیام بریلی تقریباً صبح ۸ یا ۹ بجے اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے تھے اور لوگوں کی خیریت دریافت فرماتے تھے بعد مصافحہ لوگ اپنی ضرورتیں پیش کرتے تھے اور حضرت فوراً ان ضرورتوں کے واسطے تعویذ کرنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ تعویذ کرنے کے دوران بھی جو لوگ بعد میں آتے تھے اُن کے سلام کا جواب دیتے اور لوگ مصافحہ کرنے کے بعد بیٹھ جاتے تھے اسی دوران دارالافتاء میں جو حضرات فتویٰ کا کام انجام دیتے تھے وہ فتویٰ کا جواب دکھلانے بھی لاتے تھے اور حضرت اس کو پڑھ کر دستخط فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ ظہر کی نماز کے وقت ختم ہوتا تھا۔ ان تمام مصروفیات کے باوجود حضرت سے کبھی تعویذ دینے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ مصروفیات کی بنا پر کوئی تعویذ جلدی میں بغیر غور فرمائے دے دیا ہو یا اگر اس کی ضرورت کے لئے تین چار تعویذوں کی ضرورت ہو تو ایک ہی تعویذ دے کر ٹال دیا ہو۔ میں بھی اپنے لئے ٹوپی کے تعویذ کا خواہشمند رہتا تھا لیکن حضرت کی مصروفیات کی بنا پر مزید تکلیف دینا پسند نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ یہ فقیر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت تعویذ کر رہے تھے ایک صاحب کو تعویذ کر کے دیا اور فرمایا کہ اس تعویذ کو ٹوپی میں سامنے کی طرف رکھنا ان صاحب نے کہا کہ میں نے ٹوپی کا تعویذ نہیں مانگا مجھے بیماری کے لئے تعویذ چاہیئے ہے حضرت نے وہ تعویذ رکھ لیا میں نے دل میں سوچا کہ موقع اچھا ہے حضرت کو تعویذ کرنے کی زحمت گوارہ کرنا نہیں ہوگی میں اس تعویذ کو اپنے لئے مانگ لوں چنانچہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت ٹوپی کے تعویذ کی ان کو ضرورت نہیں ہے لہٰذا یہ تعویذ مجھے عنایت فرمادیں۔ فرمایا تمہیں اور تعویذ لکھ دوں گا اور اسی وقت مجھے ٹوپی کا علیحدہ تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا جو اب تک میرے پاس خدا کے فضل و کرم سے محفوظ ہے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ہر شخص کو اس کے لئے نیت کر کے تعویذ عطا فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت نے فرمایا پہلے عورتوں کے تعویذ لکھ دوں اس کے بعد آپ لوگوں کے واسطے تعویذ لکھوں گا۔ میں نے عرض کیا حضرت عورتوں کو ٹرین کا ٹکٹ بھی پہلے ملتا ہے۔ فرمایا میں سب سے پہلے ہندوؤں کو تعویذ دیتا ہوں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ کسی صاحب نے نذر کی اس کے بعد تعویذ کی درخواست کی حضرت نے تعویذ لکھ کر ان کو دیا اور نذر لینے سے انکار کر دیا نیز فرمایا کہ تعویذ کی اُجرت میں نہیں لیتا اُنہوں نے کہا کہ حضرت یہ نذر کر رہا ہوں فرمایا نذر کرنے کا کوئی اور وقت نہیں تھا اس کو واپس لے جایئے۔ اکثر لوگ تعویذ لینے کے بعد نذر پیش کرتے تھے حضرت کبھی اس کو قبول نہیں فرماتے تھے۔
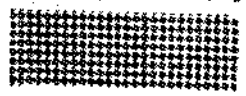
مفتی اعظم کا تعویذ اور پھانسی سے رہائی

(حضور احمد منظری ٹانڈوی)

حکایت از قد آں یار دلنواز کنیم
بایں افسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مجدد قائد ماضیہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے برصغیر ہند و پاک اور عالم اسلام کا وہ کون فرد ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی ذات مجمع محاسن تھی علوم و معارف کا خزینہ تھی۔ مٹتی ہوئی سنتوں کو از سر نو زندہ کرنا۔ اہانتِ رسول کے مرتکبین کی بیخ کنی کرنا مسلمانانِ عالم کے قلوب میں رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کے چراغ روشن کرنا آپ کے نمایاں اصلاحی و تجدیدی کارنامے ہیں۔ آپ کی شخصیت جس قدر عبقری اور ہمہ گیر تھی تاریخ کے دامن میں تلاشِ بسیار کے باوجود اس کی مثال نہیں مل سکتی ہے۔ آپکی فقہی بصیرت، علمی وجاہت اور کردار کی عظمت آفتاب عالمتاب کی طرح ظاہر و باہر ہے علمائے عرب و عجم نے بالاتفاق آپ کو اپنا امام اور چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ آپ کی پرعظمت و پرشوکت شخصیت کا منکر وہی ہوگا جسکا دل نورِ ایمان سے خالی ہوگا

ایسی دیدہ ور ہستیاں روز روز نہیں پیدا ہوتیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہی وہ عظیم المرتبت مجدد ہیں جن کے فرزند ارجمند تھے۔ آقائے نعمت، تاجدار اہلسنت مقتدائے عالم شہریار اقلیم وفا مرکز علم و فن، مجمع البحرین، ملجا نا و ماوانا، مرشدی و مولائی مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند قدس اللہ سرہٗ و نور مرقدہ جنہوں نے ۱۴ نومبر ۱۹۸۱ء کو ۹۲ سال کی عمر پاک میں عالم فانی کو خیر باد کہہ دیا۔ اور محبوب حقیقی سے جا ملے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ذات کیا تھی۔ آپ کے درجات و مراتب کیا تھے؟ یہ سوال آپ ان سے کیجئے جو ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنہوں نے سر زمین بریلی شریف پر لاکھوں انسانوں کو آپکی ذات ستودہ صفات پر پروانے کی طرح نثار ہوتے دیکھا ہے جنہوں نے ایک جم غفیر کو ایک ولی کامل کے جنازہ کو کاندھا دیتے

کے لیے مضطرب و بے قرار دیکھا ہے۔ جنہوں نے غسل کے وقت آپ کی زندہ کرامت دیکھی کہ عین اسوقت جبکہ ستر کھلنے لگا آپ نے اپنے دست اقدس سے اس کو ڈھک لیا۔

مختصراً آپ اگر حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی باعظمت شخصیت دیکھنا چاہتے ہیں تو سنت رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ان کی زندگی کے اوراق کا مطالعہ کر لیجیے۔ پھر آپ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ واقعتاً آپ اپنے والد ماجد کے سچے جانشین تھے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مبین کی ترویج و اشاعت میں گزارا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ آپ کا ہر فعل شریعت مطہرہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوتا تھا۔ آپ تقوی، طہارت، عبادت و ریاضت، نیک نفسی و پاکیزگی، وفاداری و دلجوئی، ہمدردی و غمگساری، عمل پیہم اور جہد مسلسل کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی ساری زندگی اوصاف حمیدہ اور محاسن حمیدہ سے عبارت تھی علم و فضل کے آسمان تھے، سرچشمہ خیر و برکت تھے۔ مبلغ دین اور حامی ملت تھے۔ گستاخان نبوت کے خلاف ہمیشہ محاذ آرا رہنا آپ کی زندگی کا مطمع نظر تھا۔ امت مسلمہ کو فتنۂ نجدیت سے خبردار کرنا اور انہیں حق پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہی آپ اپنا سب سے اولین فریضہ تصور کرتے تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں آپ نے اپنی ساری زندگی گزار دی۔ غرض مہر و وفا، خلوص و محبت اور انسانیت و آدمیت کے تمام تر خصائص آپکی ذات میں مجتمع تھے ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

آپ کے وصال فرما جانے سے درحقیقت دنیائے سنت کو ایک زبردست اور عظیم دھکا پہنچا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ آپ نے ایک طویل عمر پائی آپ اپنی عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے۔ عرصہ دراز سے صاحب فراش بھی تھے۔ لیکن یہی کیا کم تھا کہ آپ ہمارے اندر موجود تھے۔ بریلی شریف کی سرزمین پر صرف آپ کی موجودگی کا خیال ہی دل باطل کو لرزا دینے کے لئے کافی تھا۔ نیز جماعت اہلسنت کا ہر فرد اپنے اندر آپ کی موجودگی سے ناقابل تسخیر ہمت محسوس کر رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اس دار فانی کو الوداع کہا تو تمام دنیائے سنیت تڑپ اٹھی ہر آنکھ سے خون کے آنسو رواں ہو گئے۔ ساری فضا سوگوار ہو گئی اور طرح طرح سے آپ کی ہمہ جہت شخصیت کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ بے شمار تعزیتی جلسے منعقد کئے گئے آپ کی روح کو لاکھوں کی تعداد میں ختم قرآن پاک ایصال ثواب کیا گیا۔ اور ہر جلسے میں آپ کے وصال کو دنیائے سنیت کے لئے ناقابل تلافی نقصان سے تعبیر کیا گیا۔

آپ نے اکثر علوم و فنون کی تحصیل خود اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ فتوی نویسی کا ملکہ تو وراثتہً ملا ہی تھا۔ اس طرح آپ کے علم و فضل کا اندازہ لگانا عام آدمی کے بس سے باہر کی بات ہے۔ آپ کشور علم کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار تھے۔ بقول خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی اگر آپ لکھنے پر آجائے تو اپنے وقت کا شہنشاہ قلم گھٹنے ٹیک دیتا۔ نکات علمی بیان کرنے پر آجاتے تو غزالی اور رازی کی یاد تازہ ہو جاتی۔ فن حدیث کو اپنا موضوع بناتے تو بخاری و مسلم کے انوار برستے۔ فتوی نویسی تو خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے مزاج و سرشت ہی میں داخل ہے۔ تفقہ فی الدین تو ان کا آبائی ورثہ ہے۔ یہ علمی و روحانی اس حدیث پاک من یرد

بک ڈپو کلکتہ

اعجاز

کی گرانقدر دینی علمی و ادبی تازہ مطبوعات جس نے پورے ملک میں تہلکہ مچا دیا ہے

	نام کتاب	مصنف	پیسہ	روپیہ
۱	نقش کربلا	علامہ ارشد القادری	۰۰	۶
۲	عشق و عرفان کی کہانیاں	" "	۵۰	۴
۳	سرکار کا جسم بے سایہ	" "	۵۰	۱
۴	ارشادات اعلیٰ حضرت حصہ اول	مولانا عبد المبین نعمانی	۰۰	۵
۵	لطائف دیوبند	مولانا سید محمد ہاشمی میاں	۰۰	۴
۶	میلاد المصطفےٰ	مولانا ابو الکلام احسن القادری	۰۰	۶
۷	جماعت مودودی پہ چار حرف	محمد اسلم قادری	۷۵	۱
۸	تبلیغی جماعت کا فریب	مولانا شاہ تراب الحق	۵۰	۱
۹	مجموعہ رضویہ (جدید)	مع پلاسٹک کور	--	۶
۱۰	حق و باطل کی جنگ	حضرت علامہ عمر صاحب قادری		
۱۱	حق و باطل کی ۔۔۔ پہچان	حضرت مولانا ابو الکلام احسن القادری		

اعجاز بک ڈپو ناخدا مسجد گیٹ نمبر ۲، زکریا اسٹریٹ ۱ کلکتہ ۷۳

نگاہِ مہر نے اپنی بنایا مہر ذروں کو الٰہی نور دن دونا ہو مہر ذرہ پرور کا

مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ

گھر کی حفاظت کے لئے

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ

مذکورہ عبارت کسی کاغذ پر لکھ کر محفوظ طور پر گھر کے دروازے پر لٹکا دیں، انشاء اللہ تعالیٰ تمام آفات وبلیات ارضی وسماوی سے وہ گھر محفوظ رہے گا۔

اے دنیا و آخرت کے پروردگار! مذکورہ پنجتن پاک کے صدقے اور طفیل میں ہمارے والدین

حاجی صفت اللہ مرحوم و نسائرہ مرحومہ

کی بخشش فرما کر انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرما اور ہمارے کاروبار اور حزم میں برکت و ترقی عطا فرما۔

حافظ محمد ناظم پاشاہ

سروے نمبر ۵۷ نہال نگر

مالیگاؤں ضلع ناسک مہاراشٹر

جامع مسجد برکاتی
واقع خانقاہ برکاتیہ
مارہرہ مطہرہ

اللہ خیراً یعقوب فی الدین کا آئینہ دار ہے۔

آپ کی زندگی کا بغائر مطالعہ کرنے والے آپ کی ذات ستودہ صفات، اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر دیکھیں گے۔ آپ نے حرص و ہوس میں پڑ کر یا کسی طاقت و قوت سے مرعوب ہو کر کبھی صداقت کا دامن نہیں چھوڑا اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی حق گوئی اور بے باکی آپ کا شعار رہا

آپ کی زندگی کا یہ رخ دیکھ کر ان علمائے حق کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جنہوں نے ظالم و جابر بادشاہوں کے دربار میں بھی حق بات کہنے سے دریغ نہ کیا اور رسن و دار کی کوئی پرواہ کی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہما الرحمۃ والرضوان کے ناموں کو مثال کے طور پر اس جگہ پیش کر دینا کافی ہے۔ یہی وہ مومن کامل ہیں جن کی شخصیت کا تعارف علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں نہایت جامع طور پر کر دیا ہے ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آپ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کی رگ رگ میں رچی بسی ہوئی تھی۔ سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ اور گہری عقیدت نے آپ کے دل کو سراپا گداز بنا دیا تھا۔ یہی سوز و گداز نے آپ کو ایک عظیم المرتبت شاعر اور عاشق رسول بنا دیا۔ وسعت علمی کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کے ماہر تھے ہی۔ گداز دل نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا جس کی وجہ سے نوک قلم سے جو بھی شعر نکلا وہ تصوف و فلسفہ اور عشق رسول میں ڈوبا ہوا نکلا۔ ہر شعر مظہر عشق مصطفیٰ ہے۔ اور آپ کی شاعرانہ عظمت کا بین ثبوت فراہم کرتا ہے۔ سامان بخشش آپ کی روح پرور نعتوں کا ایک ایسا سدابہار گلدستہ ہے جو ہمیشہ اہل نظر اور اصحاب فن خاصکر شعر و ادب کا شعور رکھنے والوں سے خراج تحسین وصول کرتا رہے گا۔ درج ذیل نعت تو آج ہندو پاک کی ہر نعتیہ محفل کے لئے روحانی غذا کی حیثیت رکھتی ہے ؎

تو شمع رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

آپ ایک طرف جہاں علم ظاہر کے مشاہیر مانے جاتے تھے۔ وہیں علم باطن کے گوہر گراں بھی تھے۔ اقلیم کشف و کرامات

کے تاجدار بھی تھے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کے

بجا طور پر مصداق تھے۔ آپ کی ذات سے بے شمار کرامات کا صدور اور خارق عادت واقعات کا ظہور ہوا ہے۔ جنہیں دیکھ کر نہ جانے کتنے کور باطن اور بدعقیدہ تائب ہوئے۔ اور نہ جانے کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور نہ جانے کتنے بے گناہ پھانسی کی سزا تک پانے سے بچ گئے۔ چھٹکارا پانے والوں کی تعداد ان گنت ہے۔ حضرت راز ہی مولانا قمر الزماں صاحب کی روایت سے اپنی متذکرہ بالا کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"مولانا قمر الزماں صاحب اعظمی فرماتے ہیں کہ میرے چچا صاحب جو اعظم گڈھ کے رہنے والے تھے وہ ایک وہابی کے مرید تھے۔ جس کا پروپیگنڈہ ہندوستان میں بہت کیا گیا۔ وہ خاندان میں تنہا اس باطل عقیدے کے آدمی تھے۔ مولانا کہتے ہیں کہ ہم لوگ کبھی کبھی ان کی علامت دیکھکر کہتے کہ ان کی اتنی عمر ہو چکی ہے۔ جب ان کا انتقال ہوگا تو ہم لوگ ان کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھ سکیں گے۔ اس کا صدمہ بہت سے لوگوں کو تھا۔ مگر بڑے دل پٹھان لاکھ سمجھائیے۔ مگر ایک نہیں مانتے تھے۔ ایک بار وہ سخت بیمار ہو گئے۔ پھر ایک دن صبح کو اٹھے اور ہم لوگوں کو بلایا اور کہنے لگے۔ مولوی قمر الزماں! آج آخر شب میں نے تمہارے پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ تشریف لائے ہیں اور مجھے توبہ کرا رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اب بھی بہتر ہے۔ اب بھی بہتر ہے! اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے!!! میں سوچ رہا ہوں کہ کیا واقعی میں باطل عقیدے پر ہوں۔ مولانا قمر الزماں صاحب کہنے لگے کہ آپ کے دل کی آواز یہی کہتی ہے تو واقعی چچا جان توبہ کر لیں۔ ورنہ ہم لوگ آپ کی نماز جنازہ سے بھی محروم رہیں گے۔ وہ کہنے لگے! بھائی! وہ بزرگ جہاں بھی ہوں مجھے لے چلو۔ میں ان کو دیکھوں گا۔ اگر وہی صورت نظر آئی تو میں واقعی توبہ کر لوں گا۔ مولانا قمر الزماں صاحب نے بریلی فون کیا۔ مگر معلوم ہوا کہ حضرت اعظم گڈھ کی طرف کسی مقام پر تشریف لے گئے ہیں۔ وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کیا جائے کہ معلوم ہوا کہ حضرت اسی گاؤں کے قریب ایک صاحب کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ مولانا دوڑے ہوئے گئے اور حضرت کو لے آئے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میرے چچا صاحب نے جیسے ہی حضرت کو دیکھا۔ کہا کہ واہ کیا کہنا ہے۔ یہ وہی نورانی چہرہ ہے۔ جس کی زیارت میں نے خواب میں کی تھی اور انہوں نے اسی وقت اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی اور حضرت سے مرید ہو گئے۔ دو روز کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔"
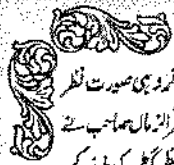
یہ اللہ کے ایک ولی کی نگاہ ہے جس نے ایک برگشتہ روزگار کو ایمان آلقان کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔ اور اس کی آخرت کو سنوار دیا۔ سچ کہا ڈاکٹر اقبال نے ؂

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

پھانسی سے بچ جانے کے متعلق حضرت راز الہ آبادی کا رقم کردہ ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "حضرت مولانا ساجد علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ جو حضرت کے داماد ہیں بتانے لگے کہ ایک بار حضرت احمد آباد تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بے قصور آدمی کو پھانسی کی سزا ہو گئی تھی۔ اس کی بیوی حاضر خدمت ہوئی اور بچوں کو دکھا کر حضرت سے کہنے لگی کہ حضور یہ سب یتیم ہو جائیں گے۔ اس کے کہنے پر حضرت آبدیدہ ہو گئے حضرت نے فوراً تعویذ دیا۔ اور کہا کہ اس کے گلے میں ڈال دو لوگوں نے کہا کہ حضور اب پرسوں ہی پھانسی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ بڑی قدرت والا ہے۔ وہ چاہے تو کیا نہیں

مجھ رتبہ سرکار عالی سب پہ روشن ہے | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | مکین لامکاں تم ہو شہ عرش بریں تم ہو

یرقان پیلیا

بسمہ لہ ما فی السموت والارض وھو الغنی الحمید

یرقان والے مریض کو ایک سو مرتبہ روزانہ تین روز تک پانی پر دم کرکے پلانا نہایت مفید ہے
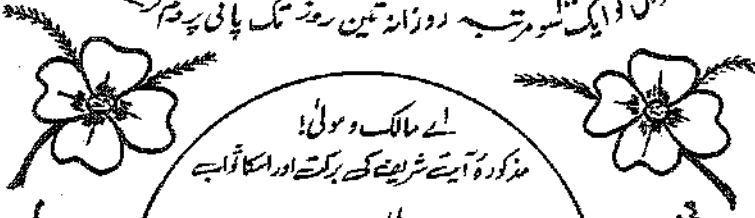
اے مالک و مولیٰ!
مذکورہ آیت شریف کی برکت اور اسکا ثواب

حاجی حافظ **عبد الصمد** صاحب مرحوم و

مرحومہ **حجن فاطمہ** کی روحوں کو
عطا فرما!
نیز ہمارے کاروبار میں برکت، اہل و عیال کو صحت و
سلامتی عطا فرما اور آفات ارضی و سماوی سے
محفوظ و مامون رکھ!
آمین

منجانب: حافظ غلام وسیم صاحب

ڈاکٹر تار روڈ

الماس ایمبرائیڈرس

اگری پاڑہ ممبئی ۱۱

منقبت

شمس اللہ آبادی

نورِ نظر ہیں حضرتِ احمد رضا کے آپ — اک محسن و رفیق ہیں خلق خدا کے آپ

لیکر ہمارا ہاتھ دیا اُن کے ہاتھ میں — کتنے قریں ہیں حضرتِ غوث الوریٰ کے آپ

سیرت بتا رہی ہے بہ بانگِ دہل ہمیں — آئینۂ حیات ہیں خیر الوریٰ کے آپ

باطل اٹھائے سر بھلا اس کی کہاں مجال — شمشیرِ بے نیام ہیں شیرِ خدا کے آپ

لوٹا نہ بے مُراد کوئی در سے آپ کے — واللہ بادشاہ ہیں جود و سخا کے آپ

کیونکر نہ ناز آپ پہ سب رضویوں کو ہو — مینارۂ عظیم ہیں قصرِ رضا کے آپ

بیشک ہیں آپ عارف باللہ اے حضور — رب العلا ہے آپ کا رب العلا کے آپ

آقا کرم سے آپ کے ذرہ بنا ہے شمس
اک حاکم کبیر ہیں فیض و عطا کے آپ

ہو سکتا۔ یہ تو اسی کا کلام ہے۔ جس کو میں لکھ کر دے رہا ہوں۔ جاؤ وہ چھوٹ جائے گا۔ وہ عورت تعویذ لیکر جیل کی طرف بھاگی۔ وہاں جاکر اپنے شوہر سے بتایا۔ شوہر نے کہا کہ اب کیا ہوگا۔ پرسوں ہی تو صبح پھانسی ہے۔ مگر اس کی عورت نے تعویذ پہنا دیا۔ اور اس نے اللہ کا نام لیکر پہن لیا۔

اب کرامت دیکھئے! لوگ اس کو پھانسی گھر کی طرف لے چلے کپڑا پہنایا گیا لیکن اس کے گلے کی تعویذ کو کسی نے نہیں دیکھا۔ سب اندھے ہو گئے۔ وہ تعویذ پہنے ہوئے پھانسی گھر گیا اور اس کو پھندا پہنا کر لٹکا دیا۔ اب لوگ دیکھتے ہیں کہ بجلی فیل ہوگئی جس سے گلا دبتا ہے وہ کھٹکا دبا نہیں اور وہ شخص پھندے میں لٹکا ہوا ہے۔ مگر جس جج نے پھانسی کا حکم دیا تھا وہ بھی کھڑا تھا۔ اس نے تعویذ دیکھ لیا۔ اس نے کہا بس وقت ختم ہوگیا۔ اب میں تمہارے مقدمہ کی سماعت پھر کروں گا اس نے ملزم سے پوچھا کہ کیا تم بے قصور ہو؟ اس نے کہا ہاں جج نے کہا کہ یہ کیسا تعویذ پہنے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ایک بزرگ نے دیا تھا جس کو میری بیوی نے لاکر دیا ہے۔ جج نے پھر اس کے مقدمے کی سماعت شروع کی اور جیوری کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ مگر حضرت اسی دن بریلی شریف چلے آئے تھے۔ جج نے ملزم سے کٹہرے میں کھڑا کر کے اس سے سوال کیا۔ ملزم نے جواب دیا کہ میں ناحق بے قصور ہوں۔ یک بیک جج نے ملزم کے قریب ہی کٹہرے میں ایک سفید ریش نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا جج سمجھ گیا ماجرا کیا ہے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ وہ بزرگ کہاں گئے جنہوں نے تمہیں تعویذ دیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ یہ بات میری بیوی جانتی ہے۔ بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ وہ شاید بریلی میں رہتے ہیں۔ شہر کے مسلمانوں کو اس بے قصور آدمی کے بچ جانے سے نہایت خوشی ہوئی۔ کئی مخیر اور رئیس آدمیوں نے اس غریب آدمی کو روپے دیئے اور کئی آدمی اسے لیکر حضرت کی خدمت میں بریلی شریف لائے۔ مگر حضرت بریلی شریف سے الہ آباد آ چکے تھے۔ وہ لوگ حضرت سے ملنے کے لئے بمبئی تک گئے۔ اور وہاں حضرت سے نیاز حاصل ہوا۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی یہ چند کرامات تھیں جو تحریر کی گئیں۔ آپ کی ذات سے اس طرح کی لاتعداد کرامتیں کا ظہور ہوا ہے۔ ایسی ہی مقدس با برکت اور صاحب کشف کرامات ہستیوں کے لئے ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

الحاصل! تاجدار اہلسنت کی شخصیت ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ حاجب شب زندہ دار بھی تھے۔ اور ایک عظیم مصلح و ریفارمر بھی۔ آپ فقیہہ عصر بھی۔ اور پیکر صدق و صفا بھی۔ آپ علم و دانش اور عرفان و آگہی کے روشن مینار بھی تھے اور ایک خادم قوم و ملت بھی۔ آپ متانت و سنجیدگی کے حامل بھی تھے۔ اور ظریف الطبع بھی۔ آپ مجسمۂ عشق و وفا بھی تھے اور دانائے راز بھی۔ آپ کی ذات عصر حاضر میں تمام اہلسنت وجماعت کے لئے مرکز عقیدت و محبت بھی۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کیا تھے اس کا جائزہ لینے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ ایسی ہی نابغۂ روزگار، فرید دوراں اور دانائے راز ہستیاں ہمیشہ زندہ و پائندہ رہتی ہیں؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

تاریخ وفات حضور مفتی اعظم ہند

سید محمد قائم رضوی چشتی نظامی، قتیلؔ داناپوری (سجادہ نشین خانقاہ داناپور)

گریانست چرخ افلاک بسر آمدہ صبا — گلزار ہست سوختہ ہر شاخ آتشی ست
حیرت مرا چو گشت ازیں منظر عجیب — غیبی ندائے داد کہ ایں ماتم ولی ست
آں قطب عصر پیر زماں مصطفےٰ رضا — شد عازم بہشت کہ دنیائے دوں دنی ست
آمد چو سیزدہ ز محرم میانِ شب — معلوم شد کہ اینست شب آخری زیست
مغموم و مضمحل ہمہ ارباب ہند اند — نالہ کشاں ز رنج والم ہر بریلوی ست
من ہم قتیل آہ ازیں حادثہ کشتم — ہاتف بگفت سال چو پرسیدمش کہ چیست

ہجری ست سال "سوئے بہشت بزرگ قمر" ۱۴۰۲ھ
"پرواز کرد مفتی اعظم" بہ عیسوی ست
۱۹۸۱ء

ایک محتاط اندازے کے مطابق

پندرہ لاکھ عقیدت مندوں نے جلوس جنازہ میں اور ۵ لاکھ عشاق نے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہزاروں علماء و مفتیان ذوی الاحترام ہزاروں مشائخ اور صوفیاء عظام ہزاروں حفاظ و قراء کرام ہزاروں ادباء و شعراء خوش کلام ہزاروں وکلاء و سفراء و وزراء نیک نام اور لاکھوں خواص و عوام کے جھرمٹ میں "تاجدار اہلسنت کا جنازہ مبارکہ تھا عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے اٹھا"

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو فقیر قدیری مراد آباد سے اپنے پیر و مرشد تاج الاولیاء حضرت علامہ مولانا الحاج سید
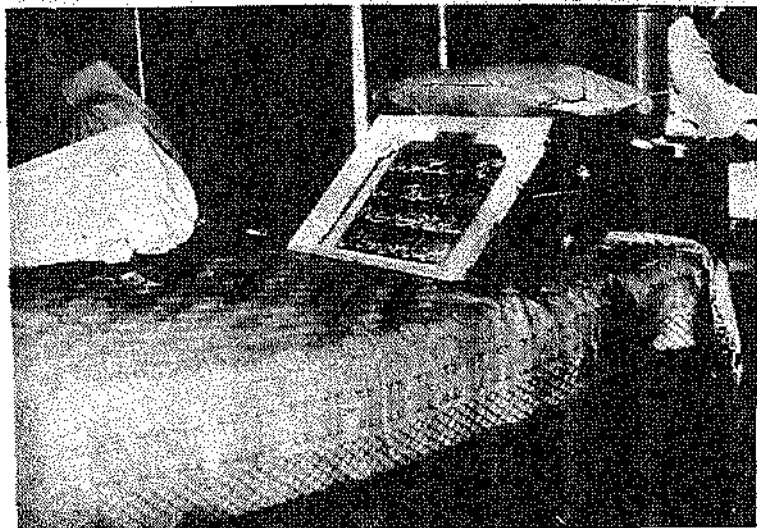
محلہ سوداگران میں واقع حضرت کے مکان کے اندر دالان میں رکھا ہوا وہ تخت جس پر مفتیٔ اعظم کا وصال ہوا۔ سرہانے قطعۂ تاریخ وصال کا ایک طغریٰ رکھا ہے

شاہ محمد عبد القدیر میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس پاک میں شرکت کے لئے، دہلی بجیت شریف جا رہا تھا بریلی شریف ریڈیو ویزہ پہونچا رات کے ڈھائی بج رہے تھے ایک قدیری بھائی جو دہلی سے عرس قدیری شریف میں شرکت کی غرض سے آئے تھے اور وہ بھی دہلی بجیت شریف جا رہے تھے۔ انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں مجھے سلام کیا اور یہ کہہ کر بے ساختہ رونے لگے کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کن حضرت کا "حضور مفتی اعظم ہند" کا۔ اتنا سنا تھا کہ پیروں تلے کی زمین کھسک گئی، دل بیٹھنے لگا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا پلکوں پر اشکوں کے چراغ جلنے لگے۔ اور ماضیٔ قریب کے تمام زخم تازہ و پر بہار ہو گئے ابھی چند دن گزرے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ہمکو سسکتا چھوڑ گئے۔ ابھی ہم سسک ہی رہے تھے کہ حضور صدر العلماء میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیں بلکتا چھوڑ گئے۔ ابھی آنسوؤں کا سیلاب تھما بھی نہ تھا کہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیں مضطرب و بے قرار بنا کر رخصت ہو گئے ابھی آنکھیں آنسوؤں کا ساون برسا ہی رہی تھیں کہ مدینہ شریف سے اطلاع ملی کہ ضیاء الملۃ والدین حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب مدنی علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفہ سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا مجدد بریلوی رضی اللہ عنہ داغ مفارقت دے گئے۔ آنسوؤں کی لڑی ٹوٹنے

دل ہے کس کا جان کس کی سب کے مالک ہیں وہی
دونوں عالم پر ہے قبضہ احمد مختار کا
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
ادائے قرض کے لئے
فجر کی سنت اور فرض کے درمیان
اس طرح کہ طلوع فجر سے قبل بستر چھوڑ دے
اور وضو کرکے کپڑے پہنے اور عطر لگانے جیسے ہی وقت
فجر شروع ہو گھر میں دو رکعت سنت ادا کرے اور
اسی جگہ بیٹھ کر درود شریف تین بار الحمد شریف سات بار
پڑھ کر اپنے لئے دعا کرے اس کے بعد یا مجیب
چار سو بار اسکے بعد درود شریف پڑھتا ہوا مسجد چلے جب
تک نماز سے فارغ نہ ہو کسی سے کلام نہ کرے یہ عمل
مسلسل ۵ روز کرے
اے خداوند عظیم و جلیل! ـــــــ وظیفہ مذکور کے صدقے میں
بدر الدین عرف ننھو
قمر النساء بی مرحوم
استانی مرحومہ
امجد بی
وجملہ متعلقین مرحومین کی مغفرت فرما! اور کاروبار میں عروج بار قرض سے سبکدوشی
بچیاں اور اولاد کو صحت و تندرستی عطا فرما۔ اور انہیں متعدد و متنقی نیک و صالح اور
عقائد صحیحہ حقہ (مسلک اعلیٰحضرت) پر قائم و دائم رکھ۔ آمین
رحیم الدین، امان الدین ابن سراج الدین صاحب مالکان نسیم ہوٹل
و عبد الحفیظ خاں ابن مولانا نور محمد خاں مرحوم
کھیتیا روڈ، شہادہ
ضلع دھولیہ، مہاراشٹرا
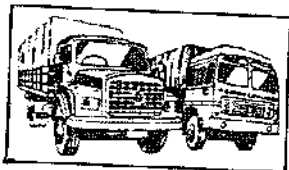
بھی نہ پائی تھی کہ حضور شمس العلماء صاحب جونپوری علیہ الرحمۃ و الرضوان مصروف آہ و فغاں کر کے چل دئے۔ غرض یہ غم سہہ رہے تھے، صدمے پہ صدمے اٹھا رہے تھے، دل کا آبگینہ غموں اور صدموں کی پے درپے چوٹوں سے بے پناہ زخمی تھا مگر مرہم کے طور پر اک آس لگی تھی ایک ڈھارس بندھی تھی کہ حافظ ملت گئے تو حضور مفتی اعظم تو ہیں اگر صدر العلماء چلے گئے تو حضور مفتی اعظم تو ہیں اگر مجاہد ملت چلے گئے تو حضور مفتی اعظم تو ہیں اگر ضیاء الملت والدین چلے گئے تو حضور مفتی اعظم تو ہیں، اگر شمس العلماء چلے گئے تو حضور مفتی اعظم تو ہیں یہ سوچ کر زخمی ہوں کو بے چین دلوں کو اطمینان نصیب ہو جاتا! گویا زخموں کا مرہم مل جاتا تھا مگر ۱۴؍ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو رات ایک بجکر چالیس منٹ پر جب یہ سنا کہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرضوان نے تمام اہلسنت کو یتیم بنا دیا اب دل کو قرار کیسے آتا۔ اب پلکوں کے چراغ کیسے بجھیں۔ اب زخموں کو مرہم کیسے نصیب ہو۔

فوراً کاشانۂ اقدس حضور مفتی اعظم کی طرف روانہ ہوا۔ فقیر قدیری نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان کی زیارت اور قدم بوسی کی۔ ابھی وصال مبارک کو صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا گویا کہ دو بجکر چالیس منٹ ہوتے تھے لیکن بریلی شریف کی سڑکوں اور گلیوں میں عشاق و عقیدتمندوں کے پرے کے پرے چلے آ رہے تھے۔ جن کی آنکھیں اشکبار تھیں لیکن سب خموش صبر کا پیکر نظر آ رہے تھے۔ ایک ۲ گھنٹہ میں زائرین حضور مفتی اعظم ہند کا اتنا بڑا مجمع ہو گیا تھا کہ زیارت کرنا خود ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ زائرین کی کافی لمبی لائن لگی ہوئی تھی زائرین کی محبت مجھے بغیر لائن لگے زیارت و قدم بوسی کا شرف فوراً حاصل ہو گیا فقیر قدیری زیارت و قدم بوسی کے لئے جب اس کمرے میں پہونچا جہاں "قطب عالم" کا جسد اطہر رکھا ہوا تھا اور فقیر قدیری کی نظر "چہرۂ نوری" پر پڑی تو انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ چودھویں شب کا آج ماہ کامل آسمان کی بجائے اسی کمرے میں ہے یا پھر ایک آسمان پر ہے اور ایک اس کمرے میں ہے۔ نورانی کرنیں پھوٹ پڑتی تھیں یوں تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنی ظاہری زندگی میں بھی ایسے نورانی مکھڑے و چہرے والے تھے کہ آپ کی چہرے کی نورانیت دیکھکر نہ جانے کتنے لوگ مشرف باسلام ہوتے ہیں، اسی نورانیت کا،

"قطب عالم" کے جسد اطہر اور چہرۂ نوری پر نگاہ پڑی تو محسوس ہوا کہ چودھویں شب کا ماہ کامل آسمان کی بجائے حجرۂ نوری میں اتر آیا ہے

اعتراف فقیر قدیری نے اپنی کتاب فضائل انتخاب عرف اصلاحی نصاب جلد سوم کے صفحہ ۲۴۳ پر اس طرح کیا ہے "میں اپنی اس تصنیف کو شہریار علم و ہدایت شہزادۂ اعلیحضرت تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی شاہ محمد مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ مدظلہ العالی زیب سجادۂ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جو شریعت و طریقت کا سنگم علم و عمل کا پیکر ہیں جنکے چہرۂ نورانی پہ ہزاروں آفتاب و ماہتاب مچلتے رہتے ہیں،" حضور مفتی اعظم ہند کے چہرۂ نوری پر دو تارہ تبسم تھے۔ اور ہونا بھی چاہیئے کیونکہ

محبوب حقیقی مطلوب تحقیقی سے وصال ہوا ہے اور مومن کامل کی شان بھی یہی ہوتی ہے چنانچہ سیدنا حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بودند تو گریاں،
آں چناں زی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گریاں بودند تو خنداں

اے انسان تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا سب ہنس رہے تھے اور تو رو رہا تھا لیکن وقت رخصت تیری شان یہ ہونا چاہیئے کہ سب رو رہے ہوں اور تو ہنس رہا ہو۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے ان دو شعروں کے مصداق تھے کہ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کروڑوں عقیدتمند اشکوں کے دریا بہا رہے تھے بلکہ چشم فلک بھی اشکبار تھی اور حضور مفتی اعظم ہند مسکرا رہے تھے۔

پورے شہر میں آناً فاناً حضور مفتی اعظم ہند کے وصال مبارک کی خبر پھیل گئی اور رات ہی میں بریلی شریف کی ہر سڑک ہر گلی ہر کوچہ سوگواروں سے پٹا پڑا تھا۔ صبح ہوتے ہوتے پوری دنیائے اسلام حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کی خبر پاکر نڈھال ہوگئی تھی۔ ملک و بیرون ملک سے حضرات علماء، صوفیا، وزراء، سفراء، شعراء، حکماء، ادباء، عوام و خواص جوق در جوق چلے آرہے تھے اور اپنے روحانی پیشوا دینی قائد کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو دن میں بریلی شریف میں انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن تھا۔ بریلی شریف میں جس طرف سے گزرتے سر ہی سر نظر آتے تھے لاکھوں زائرین و سوگواران و عقیدتمندان حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف

غسل کے موقع پر جسد اطہر سے چادر کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اس چادر کو اپنی انگلیوں کی گرفت میں لے لیا۔ انگلیوں کی حرکت اور چادر کی گرفتگی کا منظر جملہ حاضرین نے اپنے سر کی ○○○ آنکھوں سے واضح طور پر دیکھا ○○○

پہونچ چکے تھے یہ بھی حضور مفتی اعظم ہند کی کھلی کرامت ہے کہ لاکھوں انسان اچانک بریلی شریف کی دھرتی پر اتر گئے ہوں۔ فقیر قادری نے چل پھر کر دیکھا کہ لاکھوں میں ایک بھی انسان ایسا نہیں جو بھوک و پیاس کا شاکی ہو۔ اہل بریلی شریف نے حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر اپنے طور پر کھانے کا انتظام فرمایا اور مہمانوں کی بھرپور مہمان نوازی کی مگر برکت کا یہ عالم تھا کہ کھانے والے کھا رہے ہیں اور دیگ کھانا اگل رہی ہے۔ دیگ میں کمی نہیں آرہی ہے۔ ایک دیگ سے

جدید طرز تعمیر کا شاہکار نمونہ

کھتری اسحاق موسیٰ مسجد دادر بمبئی

عالم اسلام کی جلیل القدر شخصیت تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیحضرت حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب

مفتی اعظم ھند علیہ الرحمۃ والرضوان کے حضور پر خلوص

نذر عقیدت

عقیدت کیش:- مولانا خلیل الرحمٰن نوری خلیفہ مفتی اعظم ہند عبد القادر حسین بھائی کھتری و

جملہ مصلیان کھتری مسجد ٹرسٹ

۱۵۸ بھوانڈا رنگاری چال دادر بمبئی ۱۴

کمی کچھ بھی خزانے میں تمہارے ہو نہیں سکتی	مفتی اعظم علیہ الرحمہ	انہیں حق نے عطا فرمادیا جب چشمہ کوثر کا

نذر قبول ہونے کی دعا

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اے رب میرے! آیت مقدسہ مذکورہ کی تلاوت کا ثواب تو مرحوم شیخ عبدالکریم شیخ عبداللہ اور مرحوم شیخ عبدالحمید عبدالرحمٰن کو عطا فرما اور اس کے صدقے میں انہیں بخش دے۔ آمین۔

عبدالرزاق سیونگ مشین ورکس جونا موٹر اسٹینڈ، مالیگاؤں ضلع ناسک

تو ہے ظل خدا واللہ باللہ	مفتی اعظم علیہ الرحمہ	کہیں سائے کا بھی سایہ پڑا ہے

جاڑے بخار کیلئے

پیپل کے تین پتوں پر تین دن ذیل کی آیت لکھ کر چٹا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لرزہ نہ آئے گا۔ ایک گھنٹہ قبل چٹانا ضروری ہے۔ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اے مولیٰ عزوجل! آیت مبارکہ مذکورہ کی تلاوت کا ثواب فرم کے انتقال کردہ اراکین کی روحوں کو عطا فرما۔ اور ہماری فرم کو روز افزوں ترقی کی راہوں پر گامزن فرما۔

تاج فش اینڈ کمپنی بشٹو پور

Taj Fish & Co.

FISH MERCHANTS & COMMISSION AGENTS
Bistupur Market, Jamshedpur-1, Rly. Stn. Tatanagar

جمشید پور (ٹاٹانگر)

ताज फिश एन्ड कं०
बिष्टुपुर बाजार, जमशेदपुर
रेल्वे स्टेशन टाटानगर

تاج فش اینڈ کمپنی
بسٹو پور جمشید پور (ٹاٹا نگر)

فون
۲۲۸۹۲
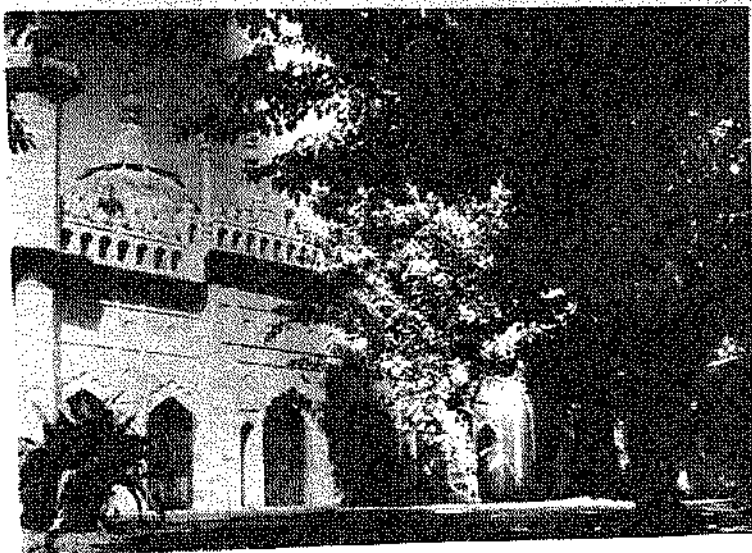
مسجد نو محلہ بریلی شریف کا ایک وسیع منظر جہاں پہلے مفتی اعظم کا جنازہ مقدسہ رکھا گیا تھا۔

بے شمار افراد شکم سیر ہو کر کھا رہے ہیں یہ بھی حضور مفتی اعظم ہند کی کرامت ہے۔ جبکہ ابھی دیوبند کا جشن صد سالہ منایا گیا کروڑوں روپے کا چندہ ہوا سالوں سے اہتمام و انتظام کیا گیا حکومت کا تعاون حاصل کیا گیا مگر سرکار جشن شاکی نظر آئے کوئی کھانے کی شکایت لے کر آیا تو کوئی پیاس کی شکایت لے کر واپس ہوا اور نہ جانے کیا کیا شکایتیں لے کر پلٹا۔ مگر واہ رے فیضان مفتی اعظم اچانک لاکھوں کا مجمع طلب فرمایا اور ہر شخص مطمئن ہے شکم سیر ہے مداح ہے۔ دنیا داروں اور دیند اروں میں فرق محسوس کیجئے۔ دنیا والوں اور اللہ والوں میں خط امتیاز کھینچنے کا سنہری موقع آپ کے سامنے ہے۔

پورے دن ملک و بیرون ملک سے عقیدت مند مختلف سواریوں سے آ رہے ہیں اور حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت سے سرفراز ہو رہے ہیں اور اشکوں کے گہر لٹا رہے ہیں اور فراق حضرت مفتی اعظم ہند میں سسک رہے ہیں اور زبان حال کہہ رہے ہیں سہ

جانشین حضرت احمد رضا خاں چل دیا

۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو شب ہی میں وصال کے ایک گھنٹے بعد اعلان ہوا کہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ سنیچر کو حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ ہو گی اور تدفین عمل میں آئے گی لیکن ۱۴ محرم الحرام جمعرات کو دن میں ملک و بیرون ملک سے عقیدت مندوں کے اندازآمد

کو دیکھ کر ارباب حل وعقد نے خیال فرمایا کہ اگر زائرین کی آمد کا یہی حال و انداز رہا تو سنیچر تک یہ لاکھوں کی تعداد کروڑوں میں بدل جائے گی اور انتظامات میں مشکلات کا سامنا ہوگا۔ لہٰذا جمعرات کو دوسرا اعلان ہوا کہ نماز جنازہ و تدفین سنیچر کے بجائے جمعہ کو بعد نماز جمعہ ہوگی مگر ہفتہ کی نماز جنازہ و تدفین کی شہرت ہو چکی تھی چنانچہ تیر نشانے پر بیٹھ گیا اور وہ مجمع جسے کروڑ کی سرحد کو پار کرنا تھا ۱۵ لاکھ میں بدل گیا۔ فقیر قدیری کے ایک اندازے کے مطابق ۱۵ لاکھ عقیدتمندوں نے جلوس جنازہ میں شرکت کی اور پانچ لاکھ نے نماز جنازہ ادا کی۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی یہ بھی کرامت ہے کہ دو اعلان کرا کے اپنے عقیدتمندوں کو تکلیف و اذیت سے بچا لیا ورنہ بریلی شریف کی دھرتی پر اچانک کروڑوں انسانوں کا آجانا مہمانوں اور میزبانوں دونوں ہی کے لئے پریشانی کا سبب ہوتا۔ فقیر قدیری نے بنگال و بہار، یوپی، ایم پی، مہاراشٹر اور دوسرے صوبوں کا تقریری دورہ کیا تو نہ جانے کتنے دیوانے ملے جنہوں نے یہ بتایا کہ ہم نے بس ریزرو کرائی تھی کسی نے کہا کہ ہم ریلوے بوگی بک کی تھی اور ہم ہفتے کو نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہتے تھے مگر جمعہ ہی کو رات میں آل انڈیا ریڈیو سے معلوم ہوا کہ آج نماز جنازہ بھی ہو گئی اور تدفین بھی عمل میں آ گئی تو ہم نے سفر فاتحہ سوم یا عرس چہلم تک کے لئے ملتوی کر دیا۔ اس طرح لاکھوں ملک و بیرون ملک کے عقیدتمند حضور مفتی اعظم ہند کے آخری دیدار سے مشرف نہ ہو سکے۔

۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ جمعۃ المبارک کو صبح تقریباً نو بجے حضور مفتی اعظم ہند جسد پاک کو غسل دینے کے لئے تختۂ غسل پر لٹایا گیا اور جسم پاک سے ملبوسات کو اتارا گیا اور ایک چادر جو عموماً نہلاتے وقت جسم پر ڈال دی جاتی ہے ہندوستان کے جلیل القدر محدثین و مفسرین مشائخ اور خاندان کے افراد موجود ہیں اچانک ہوا چلی اور حضور مفتی اعظم ہند کے جسم پاک پر پڑی ہوئی چادر ہوا کے دوش پر کھلی قریب تھا کہ بے پردگی ہوتی حضور مفتی اعظم ہند کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اٹھا جس کو سب نے سر کی آنکھوں سے بغور دیکھا اور مفتی اعظم ہند نے اس اڑنے اور کھسکنے والی چادر کو اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا اور پھر بتدریج ہاتھ نیچے آ گیا اور جسم پاک پر چادر تن گئی اور آپ نے تا فراغت غسل چادر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑا جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دست پاک سے چھوڑ دی۔ اس طرح حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی واضح کرامت کے ذریعے یہ بتا دیا کہ ولی بظاہر مردہ ہوتا ہے مگر حقیقت میں زندہ ہوتا ہے اور اسے اچھائی برائی کا علم بھی ہوتا ہے اور تصرف کی قدرت بھی ساتھ ہی مذہب اہلسنت و مسلک اعلیٰحضرت کے حق ہونے کا روشن ثبوت بھی ملتا ہے۔

تقریباً دس بجے صبح جنازہ مبارکہ لاکھوں عشاق کی اشکبار آنکھوں سے خراج وصول کرتے ہوئے کلمۂ طیبہ اور درود و سلام کی گونج میں مکان سے باہر آیا۔ ہر دل تڑپ رہا ہے، ہر آنکھ برس رہی ہے، ہر شخص مغموم ہے ہر فرد اپنے روحانی پیشوا کو کاندھا دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جنازہ مبارکہ کی مسہری میں کافی لمبے لمبے

مال وزر میں برکت کے لیے اس نقش کو لکھ کر مال کے
اندر رکھیے انشاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فائدہ ہوگا
نقش یہ ہے
خداوند قدوس! اس نقش اور اس کے استعمال کا ثواب میرے والد گرامی
جناب حاجی عبد الستار صاحب مرحوم اور والدہ محترمہ رابعہ بائی مرحومہ
کو عطا فرما۔ اور اسے ان کی نجات کا ذریعہ بنا نیز ہمارے کاروبار میں ترقی دے
نگاہ کرم کا منتظر
ڈاکٹر محمد فاروق حاجی عبد الستار صاحب (آنکھوں کے اسپیشلسٹ)
۳/۷ جونا رسالہ اندور (ایم پی)

صفائی قلب کیلئے
آیت کریمہ: سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم
اپنے نام کے اعداد کے مطابق پڑھے بہت زیادہ
مفید ہے اور قلب کا مجلّٰی ہے
اے خدائے رحیم و ودود! آیت پاک مذکورہ کی تلاوت کا اجر عظیم
میرے والد معظم جناب حاجی عبد الستار صاحب مرحوم و والدہ کریمہ
محترمہ رابعہ بی مرحومہ کو مرحمت فرما اور انہیں بخش دے
اپیل کنندہ
ہارون بھائی حاجی عبد الستار صاحب
میسرز عبد الستار حاجی ہاشم ۱۸ سیا گنج اندور ایم پی
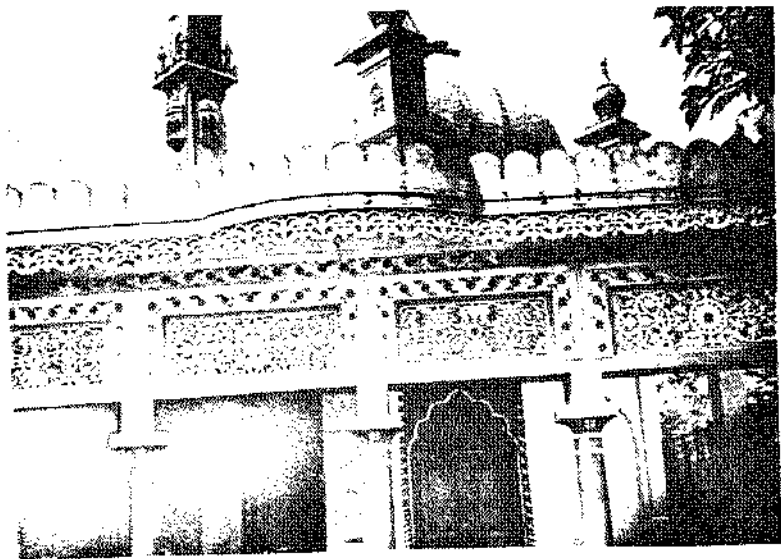
مزار اقدس حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ (پیلی بھیت شریف)

بانس لگائے گئے ہیں تاکہ اس سعادت عظمیٰ سے کوئی محروم نہ رہ جائے۔ عقیدتمندوں پر جذبات کا عجیب عالم طاری ہے مگر جوش پر ہوش غالب ہے۔ شریعت مطہرہ کا پورا پورا لحاظ پاس ہے۔ جنازۂ مبارکہ پورے ادب و احترام کے ساتھ اپنے مقررہ راستوں سے گزر رہا ہے مگر چار گز آگے بڑھتا ہے تو تین گز پیچھے ہو جاتا ہے عشاق کی بھیڑ جنازۂ مبارکہ کو آگے بڑھنے نہیں دے رہی ہے۔ ارباب حل و عقد نے یہ دیکھ کر کہ اگر صورت حال یہی رہی تو دوپہر کے ڈھائی تو کیا یہ رات کے ڈھائی بجے بھی" نماز گاہ" نہ پہونچ سکے گا۔ فوراً ایک موٹر گاڑی کا انتظام کیا اور جنازے کو اس پر رکھ دیا گیا اب جنازۂ مبارکہ نماز گاہ کی طرف باقاعدگی سے بڑھا اور لاکھوں عقیدتمندوں کے جھرمٹ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کا جنازہ گزر رہا ہے سڑک کی ہر دو جانب عمارات اور گلیوں میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے ہر چہار جانب تاحد نظر انسانوں کے سر ہی سر نظر آتے ہیں ہر سمت سے جنازۂ مبارکہ پر گل، گلاب، عطر کی بارش ہو رہی ہے۔ مسلم و غیر مسلم جنازۂ مبارکہ سے نئے نئے کپڑے مس کر کے بطور تبرک لے جا رہے ہیں دیوانے اپنی ٹوپیاں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے قدموں پر رکھ کر اپنی دیوانگی و عقیدتمندوں کا اظہار کر رہے ہیں۔ جنازۂ مبارکہ پر پڑے ہوئے پھولوں کی ایک ایک پتی نیاز

کیشوں کے لئے نعمت کبریٰ بنی ہوئی ہے ادھر پھول ڈالے جاتے ہیں ادھر عشاق بہزار عقیدت واحترام برائے برکت چن لیتے ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ زندہ قوم کا تاجدار بڑے اعزاز و اکرام و آرام سے جارہا ہے خدام و رعایا عقیدت و محبت سے اپنے تاجدار کو کاندھے پر بٹھائے دولہا بنائے لئے جا رہے ہیں تقریباً

جلوس جنازہ میں ملکی و غیر ملکی اخبار نویسوں رپورٹروں کی خاصی تعداد موجود تھی جنہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ "دنیا کی تاریخ میں کسی مذہبی پیشوا کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی تعداد ریکارڈ نہیں کی گئی ــــ"

پونے تین بجے جنازۂ مبارکہ نمازگاہ پہونچا لیکن نمازگاہ (فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج اور گورنمنٹ انٹر کالج بریلی شریف کی وسیع و عریض فیلڈ میں) جنازۂ مبارکہ پہونچنے سے ہی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ تمام سڑکیں ڈوبی تھیں، گلیاں اٹی تھیں، دور دور تک مکانوں کی چھتیں انسانوں سے لدی تھیں تاریخ میں شاید کسی مذہبی پیشوا کے جلوس جنازہ اور نماز جنازہ میں اتنا ہجوم فقیر قدیری نے نہ آج تک دیکھا ہے اور نہ سنا ہے۔ اسی اثنا میں نائب مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری قبلہ مدظلہ العالی کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے جنازے تک پہونچانے کا مسئلہ تھا جو بھیڑ کی وجہ سے اہمیت کا حامل تھا یہ خدمت فقیر قدیری نے انجام دی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے موقع امامت تک پہونچایا۔ اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ مخزن اسرار سیادت معدن انوار ولایت شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی شاہ سید محمد مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی مدظلہ العالی سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ تشریف لاچکے ہیں چنانچہ امامت کے فرائض آپکی طرف منتقل کر دئے گئے اور تقریباً سوا تین بجے حضرت صاحب سجادہ قبلہ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ کے جنازۂ مبارکہ کی نماز پڑھائی اور تقریباً ۵ لاکھ مسلمانوں نے آپ کی اقتدار میں نماز جنازہ ادا کی۔ فقیر قدیری نے مکبّر کے فرائض انجام دئے جبکہ دوسرے مکبّرین بھی یہ خدمات انجام دے رہے تھے۔ نماز جنازہ میں جن ممتاز علماء کرام نے شرکت فرمائی ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ **جرحلی** شہزادۂ سراج خانوادۂ رضویت حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب ایم' ایل سی مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔ نائب مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔ حضرت علامہ خالد علی خاں صاحب مہتمم دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف۔ حضرت علامہ مفتی محمد اعظم صاحب، حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم صاحب۔

سر عرش علا پہنچا قدم جب میرے سرور کا
زبان قدسیاں پر شور تھا اللہ اکبر کا
مفتی اعظم علیہ الرحمہ
ہر قسم کے درد کے لئے
۷۸۶
یہ دونوں نقش ہر قسم کے درد کے لئے مجرب ہیں، نقش لکھ کر درد کی جگہ باندھے انشاء اللہ درد جاتا رہے گا۔
هوالله
۸
اے خدائے لم یزل!
جب تک ان نقوش سے فائدہ حاصل کیا جاتا رہے تو اس کا ثواب ہمارے والد ماجد
حاجی عبد الخالق مرحوم
عبد الغفور مرحوم
کو بخش دے، اور اس کے طفیل میں ہمارے کاروبار میں خیر و برکت عطا فرما۔
حاجی خورشید احمد صاحب
نیو گولڈن ٹرانسپورٹ
موسم پل، مالیگاؤں ــــــ ضلع ناسک
فون رہائش ۱۵۳۰ آفس ۱۲۵۴

مقابل ان کے ذرہ کے ذرا سا منہ نکل آیا
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ
بہت تمہ سنا کرتے تھے ہم خورشید محشر کا
نکسیر پھوٹنے کا بہترین عمل
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. انگشت شہادت سے لکھتا ہوا ناک سے سر پر لے جائے تین بار ایسا ہی کرے۔ انشاء اللہ خون بند ہوگا۔
اے رحمٰن و رحیم بسم اللہ شریف کی تلاوت کے وسیلے سے ہمارے کاروبار میں ترقی عطا فرما اور رزق میں کشادگی۔
ذکر محمد حاجی محمد بھائی
تاج کلاتھ اسٹور
گول بازار، رائے پور، ایم پی

قطب عالم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت بھرا سلام
اور ہم یہ نذرانہ خلوص پیش کرتے ہوئے ادارہ استقامت کے اس حسین اور لازوال کارنامے
مفتی اعظم نمبر کی پیشکش پر
دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں
الحاج سید راحت علی صاحب
لکی بوٹ ہاؤس ۶۹ رانی پورہ مین روڈ اندور
گولڈن فٹ ویر
۱۷۔ دولت گنج اندور (ایم۔پی)

مراد آباد حضرت علامہ مفتی محمد ایوب خاں صاحب
صدر مدرس جامعہ نعیمیہ حضرت علامہ محمد طریق اللہ صاحب
شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ حضرت علامہ محمد صدیق صاحب
نائب مہتمم جامعہ قدیریہ نعیمیہ حضرت علامہ کتاب الدین
صاحب حضرت علامہ محمد جمال صاحب حضرت علامہ شبیر
احمد صاحب مدرسین جامعہ قدیریہ نعیمیہ۔ حضرت مولنا
محمد حسین اشرف صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ حضرت
مولانا سید رضوان الدین صاحب نبیرہ سیدنا حضرت
صدر الافاضل رضی اللہ عنہ۔ کچھوچھہ شریف حضرت
صاحب سجادہ عالیہ حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب
مبارکپور حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب
حضرت علامہ محمد شفیع صاحب حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ
صاحب حضرت علامہ عبدالحفیظ صاحب سربراہ
الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی۔ رام نگر حضرت
علامہ محمد رفیق صاحب حضرت مولنا عبدالسلام صاحب
رامپور حضرت علامہ نورالدین صاحب نظامی
حضرت علامہ سید شاہد حسین صاحب رضوی، ہلدوانی
حضرت علامہ قاری غلام محی الدین صاحب حضرت مولنا
محمد احمد صاحب خطیب سنبھل حضرت علامہ مفتی محمد
حسین صاحب حضرت علامہ مناظر حسین صاحب حضرت
علامہ چراغ عالم صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اجمل العلوم
حضرت علامہ اختصاص الدین صاحب حضرت علامہ
علاء الدین صاحب علیگڈھ حضرت علامہ ظہیر الدین
صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی بہیڑی حضرت مولنا
سلطان اشرف صاحب حضرت مولنا مختار احمد صاحب
پیلی بھیت شریف حضرت مولنا محمد ہاشم صاحب
قدیری آستانہ عالیہ بصیریہ قدیریہ حضرت علامہ شاہد
رضا خاں صاحب شہزادہ شیر بیشہ اہلسنت علیہ الرحمہ حضرت
مولانا قاری محمد نورالحسن صاحب امام جامع مسجد۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد جنازہ فوراً اپنی
آخری آرامگاہ کی طرف چلنے لگا۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے
کہ اتنے بڑے مجمع میں کسی قسم کے کسی بھی چھوٹے سے
ناخوشگوار واقعہ کی ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے سچ تو
یہ ہے کہ یہ بھی حضرت مفتی اعظم ہند کی کھلی کرامت ہے۔

بعد مغرب جنازہ مبارکہ محلہ سوداگران پہنچا اور
جلیل القدر محدثین ومفسرین علماء ومشائخ اور خاندان
سیدنا اعلیٰحضرت کے جھرمٹ میں کلمۂ طیبہ درود وسلام
اور بسم اللہ و باللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کی گونج میں
آفتاب علم وحکمت ماہتاب ولایت وکرامت قیامت تک
کے لئے اپنے والد ماجد سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا
مجدد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں جلوہ گر ہو گیا
اور منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم
تارۃ اخریٰ کی صداؤں میں اس امانت عظمیٰ کو زینت
قبر کر دیا گیا۔ قبر شریف تیار ہو گئی اور فاتحہ خوانی کے
چند منٹ بعد قبر شریف پر اذان وتلقین کا سہانا دور چلا
حفاظ وقراء تلاوت قرآن کریم میں مصروف ومشغول ہو
گئے۔ اور آج تک عشاق ایصال ثواب کے نذرانے
گزار رہے ہیں، حضور مفتی اعظم ہند کے پروانے جوق در
جوق چلے آرہے ہیں اور اپنے روحانی پیشوا کو نذرانہ
عقیدت ومحبت پیش کر رہے ہیں۔ مزار نوری پر چادروں
اور گلوں کا انبار ہے۔

۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ یکشنبہ کو حضور مفتی اعظم ہند

کی فاتحہ سوم ہوئی جس میں بریلی شریف کی ہر مسجد میں کلمہ طیبہ پڑھا گیا اور قرآن خوانی، نعت خوانی ہوئی اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کا خراج عقیدت پیش کیا گیا اور آپ کے ذات کی بلندی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ پورے ملک میں قرآن خوانیاں اور محافل ایصال ثواب کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ بلکہ اکثر مقامات پہ سینکڑوں قرآن کریم ختم ہوئے۔ آمدہ اطلاعات کے بموجب بیرون ملک بھی قریب قریب تمام ممالک اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں حضور مفتی اعظم ہند کے مجالس ایصال ثواب میں منعقد ہوئیں اس شان میں حضور مفتی اعظم ہند منفرد المثال ہیں۔ گویا کہ پوری دنیائے اسلام نے حضور مفتی اعظم ہند کو خراج عقیدت پیش کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ حضور مفتی اعظم ہند تمام مسلمانوں کے روحانی و دینی پیشوا ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کے جلوس جنازہ میں ملکی و غیر ملکی اخبار نویسوں رپورٹروں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی جنہوں نے فقیر قدیری سے اپنے ان تاثرات کا اظہار کیا کہ دنیا کی تاریخ میں کسی مذہبی پیشوا کے جلوس جنازہ میں اتنی بڑی تعداد ریکارڈ نہیں کی گئی جبکہ حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت قطعا غیر سیاسی تھی۔

فقیر قدیری نے حضور مفتی اعظم ہند کے جلوس جنازہ مبارکہ کا آنکھوں دیکھا حال انتہائی اختصار کے ساتھ قلمبند کیا ہے اگر پوری تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا تو استقامت ڈائجسٹ کانپور کا پورا مفتی اعظم نمبر ریزرو کرنا پڑتا۔

صوبہ بہار کی مشہور خانقاہ بیت الانوار گیاوان بیگھہ گیا

نیز بابائے صحافت فخر ملت حضرت مولانا حافظ ظہیر الدین صاحب قادری ایڈیٹر استقامت ڈائجسٹ لائق صد مبارکباد ہیں جنہوں نے مفتی اعظم ہند نمبر نکال کر حضور مفتی اعظم کے صبح وشام سیرت وصورت خلوت وجلوت، اقوال وافعال کی تحریر کے روپ میں حضور مفتی اعظم ہند کی تصویر کھینچ دی ہے اور اب امت مسلمہ اس مسلّم روحانی پیشوا کی زندگی سے فیضیاب ہوتی رہے گی۔

خدائے قدیر جل مجدہٗ ان کو اس خدمت عظیم کے صلہ میں فیضان نوری سے مالا مال فرمائے اور استقامت ڈائجسٹ کو استقامت کلی عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فقط اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم جل مجدہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

مفتی اعظم کی بارگاہ میں [مولانا عبدالمبین نعمانی]

ارباب علم و فضل کا خراج عقیدت

(ذیل میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے شان والا تبار میں بعض ہم عصر اور اہل علم کے تاثرات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں جن سے حضرت علیہ الرحمۃ کی شخصیت اس اعتبار سے بھی بآسانی جانی پہچانی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت سے تعلق خاطر رکھنے والے معترفین فضل و کمال کے تمام تاثرات اگر جمع کئے جائیں تو اس کیلئے ایک دفتر طویل درکار ہے جس کی یہاں نہ تو گنجائش ہے اور نہ ابھی وہ سب میسر۔ (محمد عبدالمبین نعمانی)

حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ العزیز نے بمبئی میں فرمایا ــــــ

"آج کی دنیا میں جن کا فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ ہے ایک شخصیت مجدد مائۃ حاضرہ کے فرزند دلبند کا پیارا نام مصطفیٰ رضا بے ساختہ زبان پر آتا ہے اور زبان بے اختیار بر کتیں لیتی ہے

نورِ چشم اعلیٰ حضرت راحت دل خستگاں
مفتیِ اعظم بنام مصطفےٰ شاہِ زمن ،

(ماہنامہ نوری کرن بریلی، اپریل ۱۹۶۵ء ص ۲۲
بروایت مولانا حسن علی)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے ایک شرعی فتویٰ پر حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا۔

هٰذَا قَوْلُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْإِتِّبَاعُ ه

(یعنی یہ ایک ایسے عالم کا قول ہے جن کی اطاعت ہونی چاہیئے اور ہمارے اوپر ان کی پیروی لازم ہے (ماہنامہ فیض الرسول براؤں دسمبر جنوری ۸۲ء ص ۲۲)

حضرت علامہ مفتی عبدالرشید فتحپوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب شیخ الحدیث جامع امجدیہ ناگپور ۱۹۵۳ء سے پہلے کسی سے مرید نہیں ہوئے تھے، کسی بھی سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے بے چین تھے۔ آخر کار ایک دن ہندستان کے مشہور عالم حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں صاحب بانی جامعہ عربیہ ناگپور (رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) سے دریافت فرمایا۔ کہ حضور مرید ہونے کے لئے بے چین ہوں، کس سے مرید ہونا چاہیئے، تو حضرت نے ارشاد فرمایا ـــــ "مولانا اب کہاں ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو شریعت و طریقت میں کامل ہوں سوائے حضرت مفتی اعظم ہند کے "ـــــ

(مولانا سید محمد حسینی راۓچوری فیض الرسول دسمبر جنوری ۱۹۸۲ء ص ۲۳)

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ

● حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ـــــ "جس کو زندہ ولی دیکھنا ہو وہ حضور مفتی اعظم کو دیکھ لے، جن کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بچپن میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بچہ ولی ہے ـــــ لہٰذا میرا عقیدہ ہے کہ مفتی اعظم ولی ہیں"

● حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا علیہ الرحمۃ (فرزند اکبر اعلیٰ حضرت) کی موجودگی میں آپ کو بڑے حضرت یا بڑے مولوی صاحب کہا جاتا اور حضرت مفتی اعظم کو چھوٹے حضرت یا چھوٹے مولوی صاحب کہا جاتا تھا، ایک بار حضور حافظ ملت بریلی شریف تشریف لے گئے اس وقت حضرت حجۃ الاسلام کا وصال ہوچکا تھا، علمائے کرام کی مجلس تھی، حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے کسی بات پر حسب رواج چھوٹے حضرت کہہ دیا اس پر حافظ ملت نے ارشاد فرمایا ـــــ "جب بڑے حضرت حیات تھے تو چھوٹے حضرت کہا جاتا تھا اب حضرت ـــــ مفتی اعظم ہیں، یہی کہا کرو"

● ایک بار حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے سامنے ایک شخص نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے بعض متعلقین و خدام کی شکایت پیش کی کہ فلاں جگہ حضرت تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے خاطر خواہ مدارات نہیں کی۔ اس پر حافظ ملت نے فرمایا ـــــ "حضور مفتی اعظم شہنشاہ ہیں

شہنشاہ" ــــــ یعنی حضرت کے ساتھ شہنشاہ کا سابقہ تاکید کرنا چاہیئے میں نے اس بات کو بالکل وقتی سمجھا کر یوں ہی تعریف کے طور پر فرمادی ہے ـــــ مگر وصال کے بعد جب میں حضور مفتی اعظم کی نماز جنازہ میں شریک ہوا تب یہ راز کھلا کہ حافظ ملت کا حضرت کو شہنشاہ فرمانا واقعی اور حقیقت تھا، بلاشبہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے شہنشاہ تھے تبھی تو سارا عالم ٹوٹ پڑا اور ایسا انبوہ کثیر ہوا کہ ہندوستان کی ماضی قریب کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے،

● اپنے شہر میں کسی کو عزت و مقبولیت نہیں ملتی لیکن حضور مفتی اعظم کو اپنے دیار میں جو عزت و مقبولیت حاصل ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی اور ان کی کرامت و ولایت کی یہ کھلی دلیل ہے۔

● جسے اعلیٰ حضرت کو دیکھنا ہو وہ مفتی اعظم کو دیکھ لے،

شمس العلماء جون پوری علیہ الرحمۃ

حضور شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین جون پوری علیہ الرحمۃ، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے بارے میں ارشاد فرماتے کہ ـــــ فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں کوئی دوسرا نہیں، میں انکی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو سر جھکا کر بیٹھا رہتا ہوں اور خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتا ہوں، ان سے زیادہ بات کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ (مولانا عبدالمجید رضوی ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۸۲ء)

ایک مفتی اعظم لقبیہ اسلف ہیں باقی تو سب اٹھ گئے۔ (بروایت مولانا خالد علی گیاوی)

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

حقیقت یہ ہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ صورتاً اپنے والد ماجد امام اہلسنت مجدد ملت ـــــ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت مشابہ ہیں اور سیرتاً بھی ان کے تقویٰ طہارت و تقدیس کا جلوہ ان میں نظر آتا ہے اس دور میں ان کی ہستی فقید فقیداً لمثال ہے، خصوصیت کے ساتھ باب افتا میں بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں جس قدر محتاط اور موزوں الفاظ اور قیود ارشاد فرماتے ہیں اہل علم ہی اس کی منزل سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ فقیر اور تمام احباب اہل سنت کو خصوصاً اور دیگر مخلوق کو عموماً تا دیر ان کے فیوض ظاہری و باطنی سے مستفیض فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (مفتی اعظم کی کرامات ص ۱۷-۱۸)

ادیب شہیر حضرت مولانا محمد میاں کامل سہسرامی

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

یہ روشن و تابناک دور جسے عقل و خرد کا زمانہ کہا جاتا ہے، جہاں اس نے ذہن و فکر کو نئی روشنی اور جدید اجالے دیئے ہیں وہیں روح کے بعض گوشوں کو وہ بہت تاریکی اور گھور اندھیرا بھی

اس در کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ
خونی بواسیر
یا علیؓ
ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیئے. انشاءاللہ سات روز میں خون بند ہوگا. بواسیر انشاءاللہ جاتی رہے گی.
روشن ساڑی کیندر
اے رحمٰن و رحیم!
اس وظیفہ کا ثواب سیدی سرکار
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچادے.
اور ان کے صدقے میں
حبیب اللہ خاں مرحوم و مرحومہ والدہ غلام مصطفےٰ
کو بخش دے
نیز فرم میں برکت و ترقی
عطا فرما
PHONE : 53020
RSK
Roshan Saree Kendra
Specialists in : ORGANJA, WEDDING & BANARASI SAREES
B 11/21. GAURIGANJ,
(SONARPURA).
VARANASI

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی بارگاہ برکات میں خلوص نذرانۂ عقیدت
اور
استقامت ڈائجسٹ کی خصوصی پیشکش مفتی اعظم ہند نمبر کی اشاعت پر
مبارکباد
پیش کرتے ہیں
سیٹھ مختار احمد اے حمید
ڈبل گھوڑا چھاپ مارکہ
ساڑی
دیوپور گلی ۳ دھولیہ
مہاراشٹر

ادارۂ استقامت کی فقید المثال پیشکش
عظیم الشان مفتی اعظم ہند نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات قبول کیجئے
سیٹھ عبدالواحد رضوی
پیش کرتے ہیں
مالک فرم
حاجی عبدالستار حبیب اینڈ سنس، پوسٹ بکس ۵۵ راج کمل ٹاکیز کے پیچھے
دھولیہ مہاراشٹر
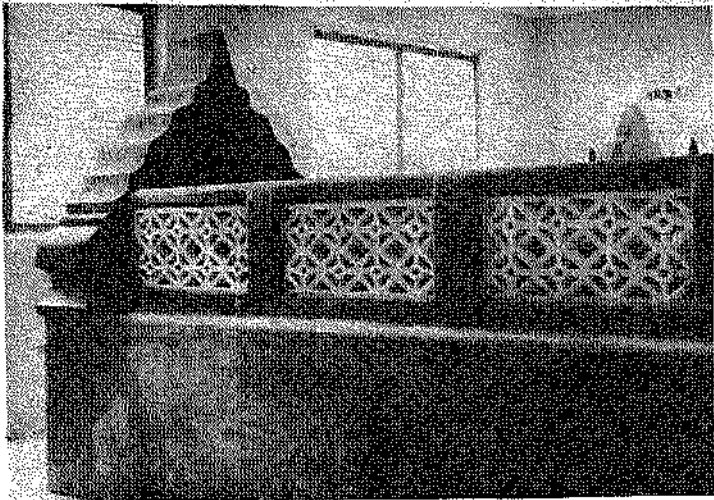
بانی جامعہ عربیہ ناگپور مفتی عبدالرشید صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کا اندرونی منظر

دیا، اتنی گہری تاریکی کہ نئی روشنی کے ذہن و مزاج کے لئے خدا کا وجود مشکوک ہو گیا، رسولوں کی بے غبار رسالت پر شکوک و اوہام کی گرد و غبار ڈال دی گئی، اولیاء اللہ کی کرامتیں عہد ماضی کے قصے قرار دیئے گئے ـــــ انسانیت کو اس تاریک ترین ماحول سے نجات دلانے کے لئے ضروری ہے کہ قدم قدم پر روحانیت کی مشعلیں روشن کی جائیں تاکہ عہد جدید کی مادی تاریکیوں میں بھٹکنے والے اس شمع ہدایت کی روشنی میں اپنی منزل کا نشان تلاش کر سکیں۔

ختم نبوت کے بعد سے آج تک علماء صلحاء اور اولیاء کی جماعت نے دین کی اشاعت کے فرائض انجام دیئے ہیں اور اسی محترم جماعت نے کفر و الحاد کے تاریک ترین دور میں اسلام کی روشنی اور دین کا اجالا پھیلایا ہے، سچ پوچھئے تو اس ملک میں اولیاء اللہ اور ان کی کرامتوں نے اسلام کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی شخصیت ہے آفتاب شریعت ماہتاب طریقت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم کی جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور دولت افتخار ہے۔ جن کی ساری عمر شریعت کی علم پھیلاتے اور طریقت کی راہ بتاتے گذری اور

جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے، اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانان ہند کی سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند بلاشبہ ایک مرد حق آگاہ ایک ولی کامل اور ایک صاحب کرامت بزرگ ہیں آپ کی کرامتوں نے نہ معلوم کتنے انسانوں کو راہِ ہدایت دکھائی اور جن کی دعاؤں نے غم کے ماروں کی بگڑی بنائی — کامل سہسرامی

(۲۸ اگست ۱۹۷۲ء (الیضاً ص ۱۱-۱۴)

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(ایم اے پی ایچ ڈی) پاکستان

(مفتی اعظم) مولانا مصطفےٰ رضا

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو بریلی میں پیدا ہوئے ان کا نام محمد رکھا گیا اور عرفی نام مصطفےٰ رضا تجویز کیا گیا ابتداء میں برادر بزرگ مولانا حامد رضا خاں سے تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری سے خاص طور پر استفادہ کیا، اس کے بعد والد ماجد سے علوم دینیہ کی تکمیل کی،

شاہ ابوالحسین نوری سے بیعت ہوئے اور والد ماجد نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں بے شمار افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں، خلفا بھی بکثرت ہیں — علم و فضل میں مفتی صاحب کا پایہ بہت بلند تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علمائے مکہ سید علوی مکی، سید محمد بن امین مکی وغیرہ نے آپ سے اجازت حدیث لی، فقاہت میں آپ کو خاص امتیاز حاصل تھا، فتاویٰ مصطفویہ اس پر شاہد ہے۔ مفتی صاحب صاحب فضیلت کرامت اور صاحب تقویٰ تھے، فتویٰ اور تقویٰ کا یکجا ملنا فی زمانہ نادر نظر آتا ہے — تصویر کشی کو وہ حرام سمجھتے تھے۔ اس لئے زندگی بھر تصویر نہ کھنچوائی — نس بندی کو وہ ناجائز سمجھتے تھے اس لئے حکومت ہند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نس بندی کے خلاف فتویٰ دیا اور اس کو پورے ہندوستان میں مشتہر کرایا، اس سے ان کی حق گوئی و بیباکی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

انھوں نے اشاعت و تبلیغ اسلام میں اہم کردار ادا کیا ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں جب سردھانند نے فتنہ ارتداد اٹھایا تو آپ نے ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اور تبلیغی مشن میں مقیم رہے ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) میں بھی تاریخ ساز کردار انجام دیا، اور اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ایک اہم رکن تھے ملت اسلامیہ پر آپ کا احسان ہے — وہ صاحب شریعت اور عامل سنت سنیہ تھے غریبوں سے پیار کرتے تھے اور امیروں سے اجتناب — ایک غریب کی عیادت کی خاطر گورنر یوپی اکبر علی خاں سے ملاقات موقوف کر دی اور گورنر ملاقات کئے بغیر چلا گیا — اس غریب پروری اور غمخواری کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے، دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر خدا

ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پہ روشن ہے | مہ و خورشید صدقہ لیتے ہیں پیارے ترے در کا

مفتیِ اعظم علیہ الرحمہ

حفاظت
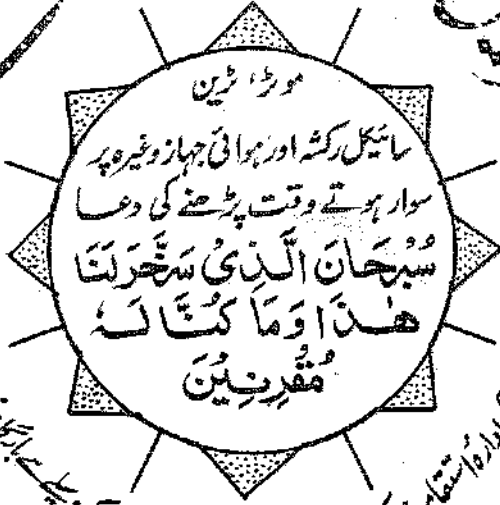
موٹر، ٹرین

سائیکل رکشہ اور ہوائی جہاز وغیرہ پر

سوار ہوتے وقت پڑھنے کی دعا

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ

مفتیِ اعظم نمبر کی اشاعت پر ہم ادارہ استقامت کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہیں

کہ ہمارے والد

محمد عبیدو مرحوم کی مغفرت فرما کر انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے نیز ہمارے کاروبار میں برکت و ترقی اور اہل و عیال کو سلامتی و صحت سے نوازے۔ آمین

عبدالعزیز عبیدو میونسپل کونسلر وارڈ نمبر ۵

پلاٹ ۹۴ نیا اسلام پورہ مالیگاؤں، ضلع ناسک ــــــ (مہاراشٹرا)
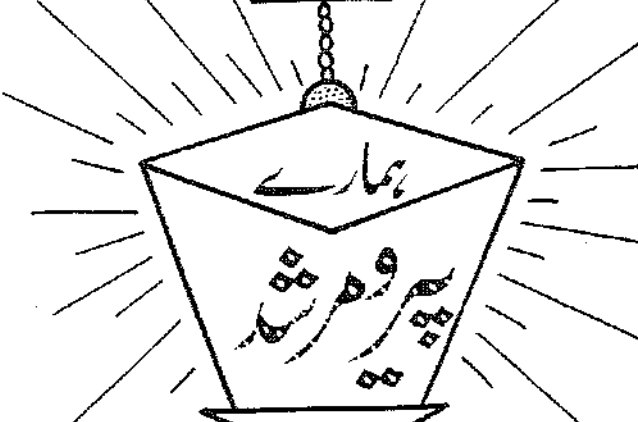
در والا یہ اک میلہ لگا ہے
عجب اس در کے ٹکڑوں میں مزا ہے
مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ
ہمارے
پیر و مرشد
فیض العارفین حضرت مولانا شاہ
غلام آسی پیا حسنی ابوالعلائی
خلیفہ سلطان الاولیا حضرت شاہ خواجہ محمد حسن صاحب (علیہ الرحمہ)
خانقاہ حسنیہ بھینسوڑی شریف ملک رام پور اور جملہ پیرانِ عظام کا سایۂ کرم ہمارے اور تمام غلامانِ آسوی کے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔
گدائے کرم
(صوفی شاہ) محمد نظام الدین آسوی
کنٹراکٹر (ابوالعلائی منزل) دھتکیڈیہ جمشید پور (بہار)

یاد آتا تھا ـــــ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ولی کی یہی نشانی بتائی ہے۔

مفتی صاحب شعر و سخن کا بھی خاص ذوق رکھتے تھے اور نوری تخلص فرماتے تھے ان کے اشعار میں دل نشینی و دل آویزی ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
ہاں حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے

شب کو شبنم کی مانند رویا کیے
صورت گل وہ ہم کو ہنسا کر چلے

بدسے بدکو لیا ہم نے آغوش میں
کیا کسی سے وہ دامن بچا کر چلے

جن کے دعوے تھے ہم ہی ہیں اہل زباں
سن کے قرآں زبانیں دبا کر چلے

•

جو ساقی کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے
ہر دل بنے میخانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ

مست مئے الفت ہے مدہوش محبت ہے
فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ

ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری
بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ

بہت سے رسائل و کتب آپ سے یادگار ہیں۔ تفصیلی حالات کے لئے سید ریاست علی قادری کی تالیف "مفتی اعظم ہند" کراچی ۱۹۷۹ء مطالعہ کی جائے ـــــ

(ماخوذ از فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۲ و ۸۳ مطبوعہ مبارکپور حیات مولانا احمد رضا بریلوی، ص ۲۱۳ و ۲۱۴ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء از ڈاکٹر مسعود احمد صاحب)

سید محمد امین مارہروی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

کل مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کا علم ہوا، دل مضطرب ہے، دماغ قابو میں نہیں، ـ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پر ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

خدا گواہ ہے کہ ایسا شیخ طریقت میں نے نہیں دیکھا۔ قادری سر کے تاج۔ برکاتیوں کی بارات کے دولہا، میرے اعلیٰ حضرت کی آنکھ کے تارے، پیرے مرشد طریقت ہم سب کو بظاہر تنہا چھوڑ کر چلے گئے

(سید محمد امین)

مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ العلماء پاکستان

مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی (علیہ الرحمہ) کے صاحبزادے مولانا احمد شاہ نورانی نے شیخ العلماء مفتی اعظم ہند کے وصال پر ایک تعزیتی بیان میں کہا کہ ـــــ "مفتی اعظم علم و فضل اور فقہی بصیرت کے اعتبار سے لاثانی تھے، اسلام اور عالم اسلام کے لئے آپ کی عظیم خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ (روزنامہ جنگ کراچی، لاہور)

مولانا اسلم بستوی، بلرام پور

بلا شبہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ذات گرامی نہ صرف ہند و پاک و بنگلہ دیش کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک قیمتی سرمایہ تھی،

ماهنامه المیزان بمبئی
ملت کا بیباک ترجمان ــــــ المیزان
صالح قدروں کا نگہبان ــــــ المیزان
صحت مند نظریات کا داعی ــــــ المیزان

سرزمین سنگ و آہن آسنسول میں مسلک رضا کا واحد ترجمان
مدرسہ
رضائے
غوث
او، کے، روڈ آسنسول ۲
زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت علامہ سید محمد مختار اشرف صاحب کچھوچھہ شریف و جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ
محمد اختر رضا خاں صاحب، بریلی شریف۔
مدرسین و ملازمین ۹ ۔ تعداد مجموعی طلبہ ۳۵۰ ، تعداد طلبہ جن کی مدرسہ کفالت کرتا ہے ۶۵ ،
معیار تعلیم : ابتدائی درجوں کے علاوہ عربی، فارسی، حفظ، ناظرہ اور تجوید ۔
ذریعہ آمدنی : عوامی چندہ ، سالانہ خرچ : تقریباً ۵۵۰۰۰ روپے
مدرسہ کا پہلا نام مدرسہ غوثیہ" ہے مگر شہزادۂ اعلیٰحضرت، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے مدرسہ
کے معائنہ اور جائزہ کے بعد "رضائے غوث" تجویز فرمایا اور اب مدرسہ کے سارے امور "رضائے غوث" ہی کے
نام انجام پا رہے ہیں۔ مدرسہ کی موجودہ عمارت سفالہ پوش (یعنی کھپریل) ہے تعمیر جدید کا سنگ بنیاد ۲۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کو رکھا
گیا ہے لیکن تعمیری کام سرمائے کی کمی کی بنیاد پر مغربی دیوار سے آگے نہیں بڑھ سکا ہے۔ اراکین غوث و خواجہ کے دیوانوں اور
ملت حنیف کا جذبہ دلوں میں رکھنے والوں سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ رضائے غوث کو اپنی خصوصی توجہات سے نوازیں
اور شہر سنگ و آہن کے اس غریب و بے مایہ ادارے کو ایک معیاری درسگاہ کی شکل میں تبدیل کرنے کیلئے ہم سے تعاون
فرمائیں۔ مذکورہ بالا کمی کے علاوہ اساتذہ کے لئے رہائشی کمروں، تعلیمی و تدریسی امور کی انجام دہی کے کمروں، الگ تھلگ
حصے میں باورچی خانہ، غسلخانہ، بیت الخلاء اور ایک قابل ذکر و خاطر خواہ لائبریری کی شدید کمی محسوس کی جا رہی ہے۔
خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ : (مولانا) محمد ابراہیم شمسی مہتمم مدرسہ رضائے غوث ، او، کے روڈ
(آسنسول ۲ ضلع بردوان) مغربی بنگال

جامعہ برکاتیہ مفتاح العلوم اور مسجد زینت المساجد

اٹھ کر خورشید کا سامان سفر تازہ کریں ۔ نفس سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

الجامعۃ البرکاتیہ مفتاح العلوم برکات نگر نالا روڈ راورکیلا ۱ (اڑیسہ)

بہارِ جانفزا تم ہو نسیمِ دلستاں تم ہو مفتی اعظم علیہ الرحمہ بہارِ باغِ رضواں تم سے ہے زیبِ جناں تم ہو

عروج ماہ میں شروع کرے اور ہر روز بعد نماز عشاء مع درود شریف اول و آخر ۱۱-۱۱ بار
اور درمیان میں ۷۲ بار یَا بَاسِطُ الَّذِیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ
پڑھے انشاء اللہ کبھی کسی کا دست نگر نہ ہوگا۔

خداوندا! حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی ذات والاصفات کے وسیلے ہم
پر رحم و کرم فرما اور وظیفۂ مذکورہ کی حرمت کا صدقہ ہماری فرم کو عروج
و سربلندی عطا فرما۔

حاجی عبد الستار اسلم برادرس

انڈسٹریل ایریا۔ بھان پوری۔ رائے پور۔ (ایم، پی)

NATIONAL RE-ROLLING MILL

Industrial Area Bhanpuri
R A I P U R M. P. - 492001

مفتی اعظم کا
منصب افتاء
علمائے عرب و عجم نے آپکو
مفتی اعظم ھند کا
ٹائیٹل دیا!
ادارہ
مفتی اعظم کے
بعض اہم
فتاوے
آپ نے اپنی عمر شریف
میں کم و بیش پچاس ہزار
فتاوے صادر فرمائے۔
سند العلمار امام الفقہار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ
والرضوان کی سب سے اہم دینی و علمی خدمات مختلف
دینی موضوعات پر ان کے شرعی فتاوے ہیں حضرت
کی ذات گرامی اپنے عصر میں بلا شبہ سند الفقہاء کی
حیثیت رکھتی تھی حضرت کو یہ ٹائیٹل عقیدتمندوں
نے محض عقیدت کے نشے میں نہیں دیا، بلکہ اس عہد
کے تمام چھوٹے بڑے علمار اہلسنت نے بلا اختلاف
آپ کو مفتی اعظم تسلیم کیا اور لکھا، حضرت نے
اٹھارہ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا
اور آخر عمر تک تقریبا چھ ہتر سال تحریری و زبانی
فتاوے صادر فراتے رہے، جن کی تعداد پچاس

ہزار سے کم نہ ہوگی. حضرت کی خدمت میں ساری دنیا سے دینی سوالات آتے اور حضرت ان کے جوابات خود لکھتے یا اپنے تلامذہ سے لکھواتے اس طرح حضرت نے سینکڑوں افراد کو فتویٰ نویسی کی صلاحیت سے سرفراز فرمایا جو آج بھی ہند و بیرون ہند دینی احکام و مسائل کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں. حضرت جس طرح اپنے عہد کے مرشد اعظم سب سے بڑے شیخ طریقت اور عارف باللہ تھے، اسی طرح متفق علیہ مفتی اعظم بھی تھے، ذیل میں اختصار کے ساتھ حضرت کے فتاویٰ کے بعض اہم اقتباسات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں. جن کے مطالعہ کے بعد حضرت کی عالمانہ تحقیق، فقیہانہ بصیرت اور دینی احکام کی تبلیغ و اشاعت کے جذبہ بیکراں کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے. (ادارہ)

اسلام لانے والے کو فوراً تلقین کلمہ فرض ہے

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں
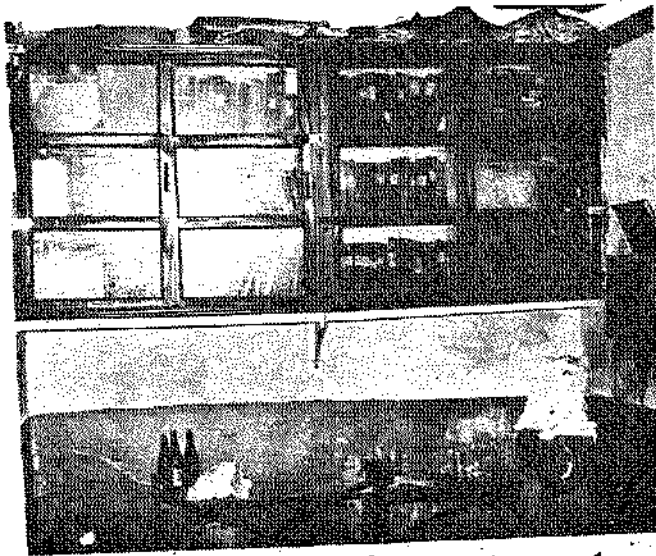
محلہ سوداگران بریلی واقع دارالافتاء کی وہ الماری جسمیں حضور مفتی اعظم کے مطالعہ کی کتابیں محفوظ ہیں۔

مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو
کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کروں گا۔
حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب
نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہٗ سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ
وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا۔ زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا
کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ
لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل
اوس پر فرض ہے لہٰذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔ اب دریافت
طلب یہ امر ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا
نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب
ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زید اور اس مولوی پر توبہ و
تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے
جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں
اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اسے مسلمان کرتا۔ تفصیل
سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا
سکتا تھا — اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا یہ ایمان
مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی۔ اتنا کرنے کے
بعد پھر عالم کے پاس لے جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا
جتنی دیر اس نے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا
اتنی دیر کا اس کے ذمہ رضا ببقاء الکفر کا الزام ہے[1]
عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر
فرض تھا کہ فورًا اسے مسلمان کرتا۔ زید نے تو ایک
وجہ سے یہ تاخیر کی تھی۔ مگر اس عالم نے بالکل بے
وجہ تاخیر کی اس پر اس زید سے زائد الزام ہے۔
زید پر حکم تو مختلف فیہ ہے مگر اسی عالم پر حکم میں
کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا اور عقلاً بھی اس پر
الزام بشدت ہے۔ کہ جاہل کے لئے جہل اگرچہ
شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے نماز اگر قائم
ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً
اجازت تھی — خلاصہ شرح فقہ اکبر علی قاری
میں ہے۔

کافر قال لمسلم اعرض علیّ الاسلام
فقال اذھب الی فلان کفر۔

شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے۔

لانہ رضی ببقائہ فی الکفر الیٰ
حین ملازمۃ العالم وتعاشہ او لجھلہ بتحقق
الایمان بمجرد اقرارہ بکلمتی الشہادۃ
فان الایمان الاجمالی صحیح اجماعاً و
قال ابو اللیث ان بعثہ الی عالم لایکفر
لان العالم ربما یحسنہ ما لایحسن الجاہل
فلم یکن راضیا بکفرہ ساعۃ بل کان راضیا
باسلامہ اتم واکمل (شرح فقہ اکبر ص۲۱۵)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر
میں ہے —

کافر جاء إلی رجل وقال اعرض
علی الإسلام فقال اذھب إلی فلان یکفر
وقیل لا۔

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح

---

[1] یعنی کفر پر اتنی دیر تک اس کے باقی رہنے سے راضی رہا) —

سرزمین اپلیٹہ
کاٹھیاواڑ میں
حاکم مدرسہ عرفان العلوم سنیہ اپلیٹہ اہل سنت والجماعت ومسلک اعلیٰحضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمان ہے۔ درس نظامیہ کی تعلیم ابتدا تا انتہا ہوتی ہے۔ مدرسہ میں درجۂ عالم درجۂ فارسی، درجہ حفظ و قرارت کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے طلبار کے قیام وطعام تعلیم و تربیت نیز کتابوں کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہے۔ یہ ادارہ خالص اہل سنت وجماعت کا دینی ادارہ ہے لہٰذا جملہ اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ صدقۂ فطر وچرم ہائے قربانی وزکوٰۃ وعشر کے موقع پر مدرسہ ہٰذا کو فراموش نہ کریں اور دلے درمے قدمے سخنے مدرسہ ہٰذا کے تعاون کرنے میں حصہ لیں نیز اراکین مدرسہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔
مدرسین کرام کا اسٹاف :-
حضرت حافظ قاری عبدالسلام خانصاحب رضوی مدرس شعبۂ حفظ و تجوید۔
حضرت مولانا محمد رئیس الدین صاحب کامل رضوی مدرس شعبۂ عربی و فارسی۔
حضرت سید مولوی حسین صاحب مدرس شعبۂ ناظرہ قرآن واردو
ناظم اعلیٰ
داؤد بھائی کھیڑا
صدر اعلیٰ
جمیل قاسم بھائی لمبا
حاکم مدرسہ عرفان العلوم سنیہ اپلیٹہ گجرات

میں ہے ـــ

یجوز قطعها بسرقة ما یساوی درهما او طلب منه کافر عرض الاسلام علیه۔

حاشیہ علامہ طحطاوی علی المراقی میں ہے۔

انما ابیح له البقاء فی الصلاة لتعارض عبادتین ولا یعد بذالک راضیا ببقائه علی الکفر بخلاف ما اذا اٰخره عن الاسلام وهو فی غیر الصلوٰة (ص۲۲۵)

امام ابن حجر مکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں۔

ومن المکفرات الضلال یرضی بالکفر ولو ضمنا کان یسأله کافر یرید الاسلام ان یلقنه کلمة الاسلام فلم یفعل او یقول له اصبر حتی افرغ من شغلی او خطبتی لو کان خطیبا (ص۱۹)

اسی میں ہے ـــ

لو قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الی الغد او طلب عرض الاسلام من واعظ فقال اجلس الی اٰخر المجلس کفر وقد حکینا نظیرها عن المتولی (ص۳۸)

اسی میں ہے ـــ

قال له کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفة الایمان او قال اذهب الی فلان الفقیه (الی قوله) ما ذکره فی المسلمین الاولیتین هو المعتمد کما قدمته بما فیه لما مرانه متضمن ببقائه علی الکفر ولو لحظة والرضا بالکفر کفر۔

دونوں پر توبہ و تجدید نکاح فرض ہے کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔ مجمع الانہر میں فرمایا۔

ما کان فی کونه کفرا اختلاف یؤمر قائله بتجدید النکاح و بالتوبة والرجوع عن ذلک احتیاطا ـــ واللّٰه تعالیٰ اعلم۔

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب نہیں اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر وجوب غسل میں اختلاف روایت ہے ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔

یجب علی من اسلم جنبا فی روایة عن الامام یجب علیه الغسل اذا اسلم جنبا و وجوبه بارادة الصلوٰة وهو عندها مکلف فصار کالوضوء ولان الجنابة صفة مستدامة ودوامها بعد الاسلام کانشاءها فیجب الغسل والا ندب ای ان اسلم و لم یکن جنبا فان الغسل مندوب له۔

اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے بعد بھی اس پر غسل فرض بتانا عجیب ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللّٰه ـــ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب سے توبہ و رجوع لازم۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ مصطفویہ جلد اول ص ۲۱-۲۲)

اس فتوے پر مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے برادر بزرگ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تزئین و تصدیق بھی ہے اور اس پر مزید تحریر بھی، جو اصل کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا کیسا ہے

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور سلف سے لیکر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں "خود آ" ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہوا ہو۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ میاں کہنا کیسا ہے

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں؟ جو اللہ میاں کہتے ہیں، ان پر کس قدر گناہ ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل، اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہٗ، اللہ عز شانہٗ، یا جل شانہٗ وغیرہ کہنا چاہیئے میاں نہ کہنا چاہیے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے انہیں احتراز کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں۔ اس میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مفصل تحریر فرمایا ہے۔ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا بُرا ہے۔ اس کی شان و عزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ علم غیب

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علما کے دین اس مسئلہ میں کہ زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی تھا۔ بالذات نہ تھا۔ بالذات سوا خدا کے دوسرے کے واسطے محال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث، خداوند کریم قدیم، اس کا علم بھی قدیم عمرو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پُرنور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الٰہیہ ہیں ان صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ قدیم ہے، حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب سے بحوالہ کتاب مشرف فرمائیے۔ فقط

از دوردُ ضلع نینی تال مسئولہ ارسلاخاں بیتیا دوری د

صوبۂ اتر پردیش کی مثالی درس گاہ

دارالعلوم اہلسنت انوار الرضا

گوراچوکی ضلع گونڈہ

ضلع گونڈہ کا عظیم اور شاندار دینی ادارہ جس کا سنگ بنیاد تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک ہاتھوں سے دس سال پیشتر رکھا گیا اور حضرت ہی کی مبارک عنایت کا ثمرہ ہے کہ آج دارالعلوم کی پرشکوہ سہ منزلہ عمارت تیار ہے اسکے علاوہ ڈھائی ایکڑ زمین کی مزید خریداری ہو چکی ہے جسمیں بائیس کمروں کی بنیاد ڈالی گئی ہے اگر قوم کے فیاض اور مخیر حضرات کا تعاون رہا تو مستقبل قریب میں دارالعلوم اہلسنت انوار الرضا ضلع گونڈہ کا مرکزی ادارہ ہوگا۔

پانچ لائق اور قابل اساتذہ کی خدمات دارالعلوم کو حاصل ہیں مقامی طلباء کے علاوہ پچاس بیرونی طلبا داخل درس ہیں جن کے قیام وطعام کا دارالعلوم خود کفیل ہے دارالعلوم کی منتظمہ کمیٹی کا ہیڈ آفس بمبئی میں قائم ہے جسکے صدر محمد ذکی سیٹھ صاحب نائب صدر محمد شبراتی صاحب خزانچی الحاج سکندر علی سیٹھ صاحب اور ناظم اعلیٰ حاجی سیٹھ زین اللہ صاحب حشمتی ہیں۔

۱- حاجی سیٹھ زین اللہ حشمتی، دوکان نمبر ۲ عبدالغفور چال اسٹیٹ
لال بہادر شاستری مارگ کرلا بمبئی ۷۰
۲- جناب عبدالرزاق صاحب سکریٹری دارالعلوم اہلسنت انوار الرضا
مقام گوراچوکی پوسٹ بھیجم جوت ضلع گونڈہ (یو۔پی)

حافظ عبید اللہ، امام مسجد وعبد اللہ صاحب رشیدی

۱۴ر ذیقعدہ

الجواب: زید کا قول حق وصحیح اور عمرو کا باطل وقبیح ہے۔ عمرو اور اس کے ہم عقیدہ پر توبہ اور تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا علم ذاتی کہ جو اس کی ذات سے ہے وہ اس کی صفت قدیمہ ہے، کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اس کے حبیب لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی ہے کہ اللہ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو بے عطاء الٰہی مانتا ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم۔ محال ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کم تر سے کم تر شئے کا علم بھی ہو سکے۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "الدولۃ المکیۃ" میں تصریح فرمائی۔

العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشرک۔

علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے۔ اسکے غیر کے لئے محال ہے۔ جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کم تر سے کم تر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر مشرک ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیم جانے کافر ہے۔

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور ان کا علم اور ہر وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور ان کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی۔ "الدولۃ المکیۃ" ہی میں فرمایا۔

فی الموضوعات من اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لا یخفی اھ اقول ان اراد التسویۃ من کل وجہ فنعم اذ یلزم قدم غیرہ تعالیٰ وغناہ عنہ عز وجل۔

عمرو کو اپنے اس قول سے بھی توبہ چاہیئے کہ حضور میں جو صفات الٰہیہ ہیں کہ اس کے ایک برے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الٰہیہ بذات حضور قائم ہوں اس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہکر اس تعبیر کی راہ بندی کر دی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بعطائے الٰہی حاصل تھا۔ نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہوا اگر اس کی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں یوں ہی اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اسے بچا لیتی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عزوجل عمرو اور اس کے ہم عقیدہ کو توفیق توبہ واستقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ھو الموفق وھو الھادی الی الصراط المستقیم لا الہ الا ھو سبحٰنہ وتعالیٰ شانہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم۔

(نوٹ) مسئلہ علم غیب سے متعلق حصہ اول میں

اور بھی کئی مبسوط فتاوے ہیں جنہیں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا جا رہا ہے)

کیا کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیئے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ کافر کو کبھی کافر نہیں کہنا چاہیئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں بر سبیل تذکرہ کسی کافر کو کافر نہ کہیں یا اس کے سامنے اس کو کافر نہ کہیں جیسا حکم ہو مطلع فرمایا جائے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زید غلط و باطل کہتا ہے اس پر تو یہ لازم ہے کافر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہا جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائیگا ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے۔ "کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ وہ آخر میں مسلمان ہو جائے"۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اس وقت اس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائیگا اور اسوقت کافر نہ کہا جائیگا۔ یوں تو کسی مسلمان کو کبھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب صلح کل رکھتے ہیں۔ گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے یعنے کام مسلمانوں کے کرنے والے "ظاہر مسلمان بنے والے چھپے منافق کیسے ہی کفریات بکیں" انہیں مسلمان ہی سمجھو مسلمان ہی کہو۔ کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ ان کی نئی شریعت ہے شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے وہ منافق جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے ہی نہیں رکھتے تھے۔ حضور کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں سے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کا پردہ چاک فرما دیا۔ قرآن نے ان جیسار کو کافر فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا۔ یہ فرما کر اخرج فانک منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ فلاں کا گم گشتہ ناقہ فلاں وادی میں ہے۔ انہیں غیب کی کیا خبر وما یدریہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی خبر دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں گے تو کذاب کر جائیں گے۔ جھوٹے بہانے بنائیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی دل لگی آپس میں کھیل کر رہے تھے۔ ان کی اس مکاری کا جواب بھی قرآن عظیم نے فرمایا۔ قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ تم فرما دو جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے (دعویٰ) ایمان کے بعد۔ دین اسلام کے علاوہ جو ادیان ہیں سب کفر ہیں اور
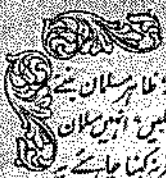
فخرِ چھپین گڑھ محسنِ ملت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد حامد علی صاحب فاروقی علیہ الرحمہ
کی روحانی یادگار
چھپین گڑھ
میں
علم وعرفان کا
مرکز
مدرسہ
اصلاح المسلمین
دار الیتامیٰ
رائے پور، ایم، پی

دارالعلوم اہلسنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ

مشرقی یوپی کی قدیم علمی ودینی درسگاہ حضرت علامہ غلام یزدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی کی تحریک پر دردمندانِ ملت کا ایک حوصلہ مند قافلہ آگے بڑھا اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ مصنف بہارِ شریعت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا ان روح پرور لمحات میں شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے برجستہ فرمایا تھا۔

شمس العلوم قد طلعت فی دیارنا ______ وارزق بہا الھدایۃ والعلم والحکم

بانی علیہ الرحمہ کی پرخلوص قیادت حضرت صدر الشریعہ کی دعاؤں اور باشندگان گھوسی کے بلند عزائم اور پرجوش علمی جد وجہد نے ادارہ کو ترقی وعروج کی اس منزل پر پہونچا دیا ہے کہ اس کی شہرت برصغیر ہند کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی ہے

موجودہ حالات: اس وقت ۳۶ معلمین ومعلمات اور ۹۰۰ طلبہ وطالبات تعلیم وتعلم میں مصروف ہیں۔ ۱۶۰ بیرونی طلبہ کے طعام وقیام اور کتابوں کی فراہمی کا بار ادارہ پر ہے۔

شعبہ جات تعلیم: پرائمری، فوقانیہ، مولوی، عالم، فاضل، منشی، کامل الہ آباد بورڈ درس نظامیہ حفظ وقرأت کے درجات قائم ہیں۔ جن میں اردو، فارسی، عربی، ہندی، انگریزی، تفسیر، فقہ، حدیث، کلام، معقولات ریاضی، تاریخ مختلف علوم والسنہ کی باضابطہ تعلیم دی جاتی ہے۔

منصوبے: شعبہ جات تعلیم اور طلبہ کی کثرت سے موجودہ دو منزلہ عمارت کو ناکافی بنا دیا ہے اسلئے علیحدہ دار الاقامہ کی تعمیر اور علوم اسلامیہ کیساتھ صنعتی تربیت کیلئے ٹیکنیکل شعبہ کے قیام کا ارادہ ہے۔ دردمندانِ ملت سے اس فنڈ کیلئے خصوصی اعانت کی اپیل ہے۔

دار العلوم اہلسنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی کا بیرونی منظر

رجسٹرڈ نمبر ۱۶۱

اسلام کے مدعیوں میں جو جو ضروریات دین سے کسی بات کے منکر ہیں وہ سب کافر ہیں جیسے قادیانی دیوبندی، وہابی، رافضی، بابی، نیچری وغیرہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

کفار کے میلوں میں جانے کا شرعی حکم

مسئلہ: از پورنیہ علاقہ بانسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب موجیبی مدرس مدرسہ قمر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسائل ذیل کی نسبت؟ ہنود کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پرستش کے لئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرہ، جنم اشٹمی، درگا پوجا، کالی پوجا وغیرہم جس میں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناچ تماشے اور دیگر لہو و لعب ہیں اور رنڈیاں بھی منگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت و غیر ضرورت کی اشیاء ملتی ہیں۔ اور ان میلوں کی زینت زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چونکہ یہی زیادہ تر خریدار و تماشبین ہوتے ہیں ان میں بیشتر دکانیں ہنود ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بحیثیت تماشائی یا بغرض خرید و فروخت شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام، حرام حرام اشد حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر

انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ خزانۃ الروایات میں ہے۔

فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فی ما یفعلونہ فی ذلک الیوم

اسی میں ہے۔

کذلک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فی ما یفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ والموافقۃ معھم من تزین السعور والافراس والذھاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرًا۔

ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انہیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہیے۔ اول تو جانا ہی نہ چاہیے، اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ ان سے ان کے مجمع میں اضافہ ہو کر اس کی شرکت نہ ہو۔ ان کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔ مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصا ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو۔ محل لعنت سے یوں بھی تو بچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدگی جہاں سے ان کی کفری باتیں دیکھ سن نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی

حاصل ہو گا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدیں گے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آجکل تو یہ نری ہوس خام ہے۔ کفار تو مسلمانوں کا بائیکاٹ کر چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت اور گراں ان سے خریدیں گے؟ میلوں میں ہمیشہ چیز گراں بکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہ ہوتے۔ وہ مخالفت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انہیں موقع ڈھونڈ کر خوب لوٹیں۔ برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہوتا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ لٹتے ہیں، لٹے جاتے ہیں اور پھر پہنچتے ہیں۔ نہ دین کا لحاظ نہ دنیا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔

دار العلوم قادریہ دائرہ شاہ احمد غازیپور یوپی

یادگار سرکار غوث الثقلین قطب الحرمین سیدنا الشیخ غوث اعظم دستگیر رضی المولی تعالیٰ — قیام ۱۹۷۰ء
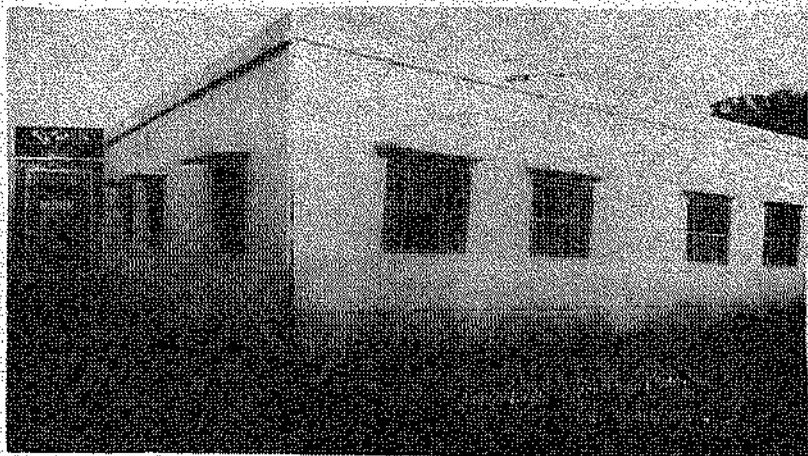
[دار العلوم قادریہ کی موجودہ عمارت]

زیر سرپرستی بنارِ اہتمام: حضرت مولانا قاضی شاہ غلام محمد صاحب قادری دامت برکاتہم القدسیہ، سجادہ نشین دائرہ شاہ احمد علیہ الرحمۃ غازی پور، یوپی

موجودہ زیر تجویز نقشہ، ۱۶ کمرہ مع برآمدہ دو منزلہ پر تین لاکھ کا تخمینہ ہے

دار العلوم کی جدید دو منزلہ مسجد کا نقشہ بھی زیر ترتیب ہے جس کی تیسری منزل دار الحدیث ہوگی جس پر تخمینہ ۵ پانچ لاکھ روپے کا ہے

معیار تعلیم ـ عربی ـ شرح جامی تک فی الحال ــــ سال آئندہ ـ فضیلت کا پروگرام ہے۔
درجہ حفظ ـ ۲ کلاس ـ فی الحال مجموعی تعداد درجۂ حفظ ۹۶ ـ قرات و تجوید ــــ
فارسی ــــ جماعت پرائمری اسلامی

تعمیر کا پرشکوہ منصوبہ

دار الیتامیٰ کی کفالت جو یقیناً دوسرے سال دوگنا ہوگی۔ تعمیرات پر عوام و خواص احباب سے دلچسپی کی درخواست اور پرزور اپیل ہے

ادارہ

اخبارات وجرائد کے آئینے میں

روزنامہ امروز لاہور

حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب ایک جامع الصفات شخصیت تھے۔

روزنامہ مشرق لاہور

حضرت مفتیٔ اعظم ایک متبحر عالم دین، فقیہ عصر اور سچے عاشق رسول تھے۔ انہوں نے بیشمار جنگوں اور تحریکوں میں حصہ لیا اور شاندار کردار ادا کیا۔ مرحوم اسلام کی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز تھے۔ ان کی زندگی عشق مصطفےٰ سے سرشار تھی۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور

وہ اس گروہ کے فرد تھے جو ہر دور میں نیکی اور سچائی کا علم بردار رہا ہے۔

روزنامہ **جنگ** لاہور

مولانا مصطفےٰ رضا خاں کی وفات ملت اسلامیہ کے لئے عظیم سانحہ ہے۔

روزنامہ **حریت** کراچی

مفتی اعظم ہند نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام پر صرف کر دی وہ عشق مصطفےٰ کے دیوانے تھے۔ اور ایک روحانی مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔

روزنامہ **جنگ** کراچی

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور فقہی بصیرت کا کوئی ثانی نہیں۔

روزنامہ **امر اجالا** ہندی بریلی

بریلی شریف کے نام سے انہیں سبھی لوگوں کے رنگ سمان دیتے تھے۔ دیش بدیش میں انکے ایک کروڑ سے ادھک انویائی ہیں۔

روزنامہ **وشو مانو** ہندی بریلی

وشو کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں ان کے مرید نہ ہوں۔ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہونے کے علاوہ تمام دھرم کے لوگوں میں انہیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ دیش بدیش سے ہزاروں کی سنکھیا میں مذہبی گروہ ان کے پاس صلاح و مشورے کے لئے آتے رہتے تھے۔

روزنامہ **سیاست جدید** کانپور

مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی کا شمار برصغیر کے برگزیدہ اور مذہبی پیشواؤں میں ہوتا تھا۔ اور عظیم روحانی پیشوا ہونے کے ناطے ان کے نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیا بھر میں لاکھوں عقیدت مند اور مرید موجود ہیں۔ آپ کے روحانی فیض اور تبلیغی کاوشوں کی بدولت بھارت اور دیگر ممالک میں لاکھوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

روزنامہ **قومی آواز** لکھنؤ

آپ کے کروڑوں مرید ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کے لئے ان کی ذات مرکز رشد و ہدایت تھی۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے ۱۹۴۶ء کی سنی کانفرنس میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا ان کی بہت قابل قدر تصانیف ہیں۔

روزنامہ **انقلاب** بمبئی

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں ایک ممتاز عالم تھے۔ ان کے وصال سے

دارالعلوم اہلسنت برار اکولہ

زیر نظامت

الحاج مفتی محمد عبد الرشید رضوی

بانی دارالعلوم اہلسنت برار

دارالعلوم اہلسنت برار اکولہ کی تین منزلہ شاندار عمارت

(۱) ۱۹۶۹ء کو دارالعلوم اہلسنت برار کے قیام کے سلسلے میں کل برار دینی تعلیمی عظیم کانفرنس علماء اہلسنت کے جھرمٹ میں منعقد ہوئی۔

(۲) ۱۹۶۹ء یکم دسمبر کو تاجدار اہلسنت عارف کامل علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں دارالعلوم قائم ہوا۔

(۳) ۱۹۷۳ء میں مسجد کھمبات کے سامنے ایک بہت بڑا پلاٹ دارالعلوم اہلسنت کے لیے خرید لیا گیا جس کا سنگ بنیاد بھی عارف کامل حضور مفتی اعظم ہند ہی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ (۴) ۱۹۷۴ء میں تین منزلہ عمارت کا کام شروع ہو کر ۱۹۷۹ء میں ختم ہوا۔ جس کی تعمیر پر کل خرچ ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ ہوا ہے۔ آج دارالعلوم اہلسنت کے کرایہ کی آمدنی سالانہ چھبیس ہزار روپیہ ہے۔ دارالعلوم خود کفیل ہے، سفیر کی حاجت نہیں ہے۔ (۵) ۱۹۷۴ء میں دارالعلوم اہلسنت برار کا پہلا سالانہ جلسہ دستار بندی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں ہوا جس میں چار بچے حافظ قرآن ہو کر نکلے ابھی تک پندرہ بچے حافظ قرآن اور چھ عالم دین ہو کر نکلے جو علاقہ برار میں دین و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خدا روز افزوں ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ (نوٹ: دارالعلوم اہلسنت برار میں تینوں وقت پچاس بچوں کو مفت کھانا دیا جاتا ہے)

والسلام: محمد عبد الرشید رضوی   بانی دارالعلوم اہلسنت برار اکولہ

مدرسہ سبحانیہ
چھتر کانواں کی عظیم درسگاہ
آقائے نعمت مرشد برحق مخدوم ملت
مظہر شاہ بھیکا رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید عبد السبحان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ
بلہری شریف پورا بازار ضلع فیض آباد کے کرم وعنایت کے بھروسہ پر
ملک کی ممتاز درسگاہ
مدرسہ سبحانیہ چھتر کانواں کا
فیض عام جاری ہے
علم دین کے حصول کیلئے سینکڑوں طلباء وطالبات فیوض وبرکات حاصل کر رہے ہیں
معتمد قابل مدرسین کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں
مدرسہ ہذا کے فروغ وترقی اور جدوجہد کے پیش نظر اس عظیم درسگاہ کا
مستقبل شاندار وتابناک ہے
مولیٰ تعالیٰ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے صدقے مدرسہ سبحانیہ کو
مزید عروج ومنزلت سے نوازے
مہتمم الحاج سیٹھ عبد اللہ سبحانی سلیا والے
مرول ناکہ پلاٹ 116/2 بمبئی 59

دنیا کے اسلام ایک متبحر عالم دین عاشق رسول اور عظیم روحانی پیشوا سے محروم ہو گئی۔

روزنامہ **اردو ٹائمز** بمبئی

مفتی اعظم ہند حقیقت میں اعلیحضرت بریلوی کے جانشین تھے ان کے مریدوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز ہے۔

روزنامہ **سالار** بنگلور

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں دنیائے اسلام کے ایک مشہور و مستند رہنما تھے۔ ان کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ ان کے شاگرد تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔

روزنامہ **آزاد** بنگلور

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا قادری ایک بہترین عالم دین اور قادر الکلام نعت گو شاعر تھے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر کتابیں بھی تحریر کیں۔

روزنامہ **اخبار مشرق** کلکتہ

مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا انتقال دنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔ موصوف کی موت کے ساتھ علم و فن کا ماہ و جلال بحار رخصت ہو گیا۔

روزنامہ **آزاد ہند** کلکتہ

مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا صاحب سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے عظیم قائد و رہنما تھے ان کی دینی و ملی خدمات کا ایک جہاں معترف ہے۔

روزنامہ **سنگم** پٹنہ

مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی دین و ملت کے بے لوث خادم تھے انہوں نے کوئی کام اپنے نام و نمود کے لئے نہیں کیا۔

روزنامہ **صدائے عام** پٹنہ

مفتی اعظم اس عظیم خانوادہ کے چشم و چراغ تھے جو خود بھی عظیم تھے اور آنے والی نسلوں کو بھی عظیم بننے اور بنانے کا درس دے گئے۔

روزنامہ **مزدور** کانپور

مفتی اعظم ہند کروڑوں انسانوں کی عقیدتوں کا مرکز اور اپنے عقیدتمندوں کے دلوں کی دھڑکن تھے۔

روزنامہ **قومی جنگ** رامپور

ع ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے
مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب اپنے زمانے کی ایک منفرد و مثالی شخصیت کے مالک تھے۔

روزنامہ **کلام مشرق** کانپور

مفتی اعظم امانت، دیانت، شفقت، تواضع اور انکساری کا عظیم پیکر تھے۔

روزنامہ ملاپ نئی دہلی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب تمام سنی مسلمانوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کے ایک روشن چراغ تھے۔

روزنامہ قومی آواز پٹنہ

ان کے وصال سے ایک بڑی ہستی دنیا سے رخصت ہو گئی لیکن ان کی روحانیت انسان کو ہمیشہ روشنی دیتی رہے گی۔

روزنامہ قومی آواز بمبئی

حضرت کی وفات سے صرف صوبہ کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا نقصان ہوا ہے۔ ان کی وجہ سے لوگ بریلی کو بریلی شریف کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کے انتقال سے آج بہت بڑی کمی پیدا ہو گئی ہے

روزنامہ دعوت دہلی

مولانا مصطفےٰ رضا خاں مرحوم کے ماننے والے صرف مسلمانوں میں ہی نہیں ہندو اور دوسرے مذاہب میں بھی بہت ہیں۔

ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی

مولانا مصطفےٰ رضا خان کے وصال سے عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم نے ساری زندگی تبلیغ اسلام پر صرف کی۔ مرحوم کے عقیدت مندوں اور مریدوں کا دائرہ ملک سے باہر نکل کر ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ بالخصوص یورپ افریقہ، پاکستان اور دیگر ممالک میں ان کے مریدین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچی ہوئی ہے۔

روزنامہ تیر و نشتر کانپور

حضرت (مفتی اعظم ہند) سنی مسلمانوں کے مذہبی رہنما اور جید عالم تھے۔

انگریزی روزنامہ ہندوستان ٹائمز دہلی

اعلیٰحضرت (مفتی اعظم ہند) کی پوری دنیائے اسلام میں ایک مذہبی سربراہ کی حیثیت سے عزت کی جاتی تھی۔ (ترجمہ انگریزی)

ہندی روزنامہ نوین دنیا جبلپور

بریلی کے مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا انتقال جنہیں بڑے بڑے مسلم رہنماؤں نے مفتی اعظم کا خطاب دیا تھا۔ (ہندی سے ترجمہ)

ہندی روزنامہ نو بھارت ٹائمز دہلی

سنیوں کے مذہبی پیشوا مولانا مصطفےٰ رضا خاں بہت بڑے عالم تھے (ہندی سے ترجمہ)

سو گئے لاکھ زبانِ کریم سے نوری کہہ یہ فیض وجود کے دریا بہانے آئے ہیں ــــــ (مفتی اعظم علیہ الرحمہ)

محمد خاں صاحب مرحوم ● جیانی وزیری مرحومہ

هر فرض نماز کے فوراً بعد بغیر کلام کئے آیۃ الکرسی پڑھ کر یہ آیت کریمہ ایک بار پڑھے

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا پھر ایک بار سورۂ فاتحہ ۳ بار سورۂ اخلاص ۳ بار درود شریف پڑھ کر آسمان کی طرف دم کرے۔

حق تعالیٰ اس کے عامل کی روح بغیر توسط ملک الموت قبض فرمائے اور اسی وقت داخل جنت فرمائیگا۔ اور زندگی میں روزی اس کی فراخ ہوگی۔ سکرات موت میں آسانی اور قبر میں کشادگی و راحت ہوگی۔ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

اے خالق ارض و سموٰت! جب تک ان آیتوں کا ورد باقی رہے اس کا ثواب جناب

محمد خان صاحب (مرحوم) اور جیانی وزیری (مرحومہ)

ــــــ کو عطا فرما۔ اور اس کے صدقے میں ان کے درجے بلند فرما ــــــ

تیرے رحم و کرم کا طالب حافظ محمد اقرار رضوی ابن الحاج محمد اقبال رضوی

پروپرائٹر: اقبال آٹو گیرج ۳/۵ ساؤتھ توکوگنج ــــــ اندور، ایم پی

یہ اس وقت عالم وجود میں آیا جب کہ نہ صرف ضلع گیا بلکہ پورے مغربی جنوبی بہار میں اہلسنت وجماعت کا کوئی ادارہ نہ تھا ماہ جمادی الاولی ۱۳۶۳ھ میں گیا کی سرزمین پر قطب ربانی حضرت مولانا الحاج سید شاہ عین الہدی صاحب قادری قدس سرہٗ آستانہ عالیہ کا کرگاچھی شریف کلکتہ کی یادگار میں قائم ہوا۔
اس ادارہ نے خطہ مشرقی ہند میں خصوصًا اور پورے ملک میں عمومًا اسلام وسنت کی لہر دوڑا دی اور ایسی مثالی خدمات انجام دیں کہ پسماندہ اور صحرائی علاقے بھی جگمگا اٹھے۔ علمی خدمات کا یہ عالم ہے کہ سینکڑوں طلبا کے سینے میں آیات قرآنی آباد کی اور انہیں حافظ قرآن بنا دیا اور اکثر طلبا کو درس نظامیہ میں متوسطات کی کتابیں پڑھا کر مرکز میں بھیجا۔ تاریخ میں ایسا بھی سال آیا ہے کہ درجہ فاضل کی سب سے آخری کتاب بخاری شریف کی بھی تعلیم ہو چکی ہے۔ صوبہ بہار واترپردیش میں اس کی دس پندرہ شاداب شاخیں ہیں جو اپنے اپنے حلقوں میں دینی خدمات انجام دے رہی ہیں اسکی جدید سہ منزلہ عمارت کی پہلی اور دوسری منزل مکمل ہے اہل خیر حضرات اپنے بہترین تعاون سے نواز کر تیسری منزل کو پایۂ تکمیل تک پہونچائیں اور ثواب آخرت سے مالا مال ہوں۔

ترسیل زر کا پتہ: حضرت مولانا الحاج شاہ **سراج الہدی** صاحب متولی دارالعلوم عین العلوم بیت انوار محلہ گیوال بیگہ گیا

انگریزی روزنامہ ٹائمز آف انڈیا دہلی

مولانا مصطفےٰ رضا خاں کا انتقال۔ موصوف کی شخصیت تمام فرقوں کے نزدیک یکساں مقبول تھی۔

(انگریزی سے ترجمہ)

انگریزی روزنامہ دکن ہیرالڈ بنگلور

اعلیحضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں وصال فرما گئے موصوف مولانا احمد رضا بریلوی کے لائق و فائق فرزند تھے۔ وہ بہت بڑے مذہبی عالم تھے۔

(انگریزی سے ترجمہ)

ہفت روزہ نئی دنیا دہلی

دنیائے اسلام کی ایک مایۂ ناز اور جید دینی و علمی شخصیت ہم سے بچھڑ گئی۔

ہفت روزہ بلٹز بمبئی

مولانا مصطفےٰ رضا خاں کے انتقال سے عالم اسلام ایک روحانی پیشوا سے محروم ہوگیا ہے۔

ہفت روزہ قومی آواز بمبئی

علامہ مصطفےٰ رضا خاں اپنی ذات سے ایک انجمن اور جامع الصفات انسان تھے ایک باکمال ادیب و مصنف ہونے کے علاوہ آپ ایک زبردست شاعر بھی تھے آپ کی نعتیں عشق رسول کی کیفیتوں میں ایسی ڈوبی ہوئی ہیں جن کو سننے اور پڑھنے کے بعد لوگوں پر بے اختیار وجد اور سوز و گداز کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

ہفت روزہ تنویر بمبئی

سنی مسلمانوں کے مذہبی رہنما مفتیٔ اعظم ہند دنیا سے پردہ کر گئے آفتاب اہلسنت غروب ہوگیا۔

ہفت روزہ روداد چمن پیلی بھیت

تاجدار اہلسنت عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند منازل حیات طے فرما گئے۔ وارث مسند مصطفے پیشوائے زماں مرشد برحق کی وفات حسرت آیات سے عالم اسلام پر رنج و غم کے بادل چھا گئے۔

ہفت روزہ انوار مالیگاؤں

مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ اعلیحضرت علامہ شاہ احمد رضا بریلوی کے صاحبزادے اور سچے جانشین تھے۔ ان کے انتقال کی خبر سے پاک و ہند میں موجود عقیدت مندوں میں غم و کرب کی لہر دوڑ گئی۔

پندرہ روزہ دامن مصطفےٰ بریلی

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے انتقال سے

پوری اسلامی دنیا عظیم دینی، علمی، روحانی پیشوا سے محروم ہوگئی۔

پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی مفارقت کے غم میں آج تک نہ صرف دنیائے سنیت سوگوار ہے بلکہ پوری دنیا میں ماتم کی آواز اب بھی سنائی دے رہی ہے۔

پندرہ روزہ نوائے حبیب کلکتہ

علم و دانش کا ایک روشن چراغ گل ہو گیا۔ زہد و تقویٰ مجاہدہ و ریاضت کا آفتاب موت کے سیاہ بادلوں میں روپوش ہو گیا۔ رشد و ہدایت اور اخوت و انسانیت کا ایک علم بردار موت موت کی آغوش میں سو گیا اور ایک عاشق رسول اپنے مالک کے جوار رحمت میں پہنچ گیا۔

دار العلوم جامعہ رضویہ
قصبہ کیمری
ضلع رام پور یوپی
تحریر مبارک حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ
جسے ۱۹۷۲ء سے تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی سرپرستی حاصل رہی اور اب بھی جامعہ رضویہ کیمری انہیں کی روحانی فیض بخشیوں سے مسلک اہلسنت کی بھرپور خدمات انجام دے رہا ہے
جامعہ رضویہ کیمری میں ۱۶ مدرسین نہایت رسول علیہ السلام کی تعلیم و تربیت پر مامور ہیں۔
جامعہ رضویہ کیمری عربی، فارسی، اردو، ہندی اور حفظ و ناظرہ کی اعلیٰ تعلیم کا سنٹر ہے۔
جامعہ رضویہ کیمری میں بیرونی نادار طلباء کے طعام و قیام کا بہترین انتظام ہے۔
جامعہ رضویہ کیمری میں ساڑھے چھ سو طلباء مختلف درجات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
جامعہ رضویہ کیمری کی فلک بوس دو منزلہ عمارت سر دست گیارہ کمروں پر مشتمل ہے مزید تعمیری سلسلہ جاری ہے۔
جامعہ رضویہ کیمری میں تعلیم نسواں کا معقول انتظام ہے انکے درجات علیحدہ قائم ہیں اور لڑکیوں کی تعداد تین سو ہے۔
جامعہ رضویہ کیمری کی کوئی مستقل جائداد نہیں پھر بھی خالص مسلک اہلسنت کا یہ عظیم ادارہ احباب اہلسنت کی ہی خصوصی توجہات سے امتیاز حاصل کر رہا ہے۔
وہ برادران اہلسنت جنہوں نے کسی طرح بھی جامعہ رضویہ کیمری کی اعانت کی ہے اور آئندہ اپنے عطیات سے مزید نوازنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری دعا ہے کہ رب کائنات بوسیلہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دینی و دنیوی دولتوں سے بہرہ ور فرمائے آمین ثم آمین۔
خادم القوم عبد الرزاق مہتمم و اراکین دار العلوم جامعہ رضویہ محلہ پدھان والی مسجد کیمری ضلع رامپور یوپی

گوشہ گمنام میں علم و عرفان کا جگمگاتا ہوا نمونہ ہے

جہاں چھ لائق مدرسین کے زیر سایہ ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے طلبہ دینی و تعلیمی (دینیات حافظ تجوید و قرات اور درس نظامیہ) سرگرمیوں سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جو

اہل خیر حضرات کی امداد و اعانت اور توجہ خاص کا مستحق ہے

(مولانا) محمد نظام الدین مہتمم مدرسہ نظامیہ ارشاد العلوم شہ سا شریف
ضلع بہرائچ، یو، پی

مفتی اعظم پر کتابیں و رسائل

رضوان الھدیٰ رضوی۔ رامپوری

عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی عظمت شان کی یہ ایک کھلی ہوئی نشانی ہے کہ آپ کی حیات ظاہری ہی میں آپ کے حالات زندگی پر مشتمل کتابیں اور مضامین لکھے گئے۔ وصال مبارک کے بعد تو آپ کی سوانح اور شخصیت پر بہت سارے رسائل منظر عام پر آچکے ہیں۔ راقم الحروف کو جن کتابوں اور ملک کے ماہناموں کے نمبروں کا علم ہے انکی ایک فہرست مرتب کی ہے جو ہدیۂ ناظرین ہے جن کتابوں کا علم نہیں ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ (مبین الہدیٰ نورانی) خطیب باری مسجد آزاد نگر جمشید پور۔

نمبر شمار	کتابیں	مرتبین	ناشرین
۱	حیات مبارک مفتی اعظم مع ملفوظات مفتی اعظم	مولانا عرفان الحق سنبھلی الحاج رحمت نبی خاں	مکتبۂ مشرق کانکر ٹولہ، اولڈ سٹی، بریلی
۲	روشن ستارے	مولانا محمد اعظم ٹانڈوی	دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی
۳	مفتی اعظم ہند	عبدالنعیم عزیزی	اختر رضا بکڈپو ۹۲ محلہ سوداگران بریلی
۴	ضمیمہ مفتی اعظم ہند		
۵	مفتی اعظم کا سفر حجاز	راز الہ آبادی	ادارہ رنگ و نور، بہادر گنج الہ آباد
۶	پندرہویں صدی ہجری — اور منصب تجدید	الحاج نواب رحمت نبی خاں	ادارہ تحقیقات مفتی اعظم سول لائن ۱۰۹ اکلا ہنر و مارگ بریلی
۷	مفتی اعظم ہند کی کرامات	راز الہ آبادی	نظامی کتابستان ۲۲۳ نخاس کہنہ الہ آباد
۸	مرشد برحق	مولانا افتخار ولی خاں	کتب خانہ اہلسنت محلہ کھودرے خاں پیلی بھیت

۹	شیخ عالم درقبائے مفتی اعظم	الحاج نواب رحمت نبی خاں	ادارہ نوری کرن بریلی
۱۰	مفتی اعظم اپنی سوانح حیات میں (غیر مطبوعہ)	مبین الہدیٰ نورانی	نورانی کتب خانہ باری مسجد آزاد نگر (جمشید پور)
۱۱	مفتی اعظم ہند *	سید ریاست علی قادری	ادارہ اہلسنت اخوند مسجد کھارادر کراچی
۱۲	معراج حیات	مولنا شاہد المصطفیٰ امجدی مولنا ابوالکلام فیضی	دارالعلوم ضیاء الاسلام تکیہ پاڑہ (ہوڑہ)
۱۳	رہبر اعظم	ڈاکٹر شرافت اللہ	بک کارنر اسلامیہ مارکیٹ بریلی
۱۴	سوانح پاک مفتی اعظم	ایس اے طاہر۔ فراست حسین	انجمن خدام ملت بیلوں کا چوراہا پیلی بھیت
۱۵	بریلی کا تاجدار	عطاء المصطفےٰ نظامی	انجمن گلشن اجمیر مدرسہ غریب نواز الہ آباد
۱۶	عکس نوری	صدرالدین رضا نوری	رضا برقی پریس سوداگران بریلی
۱۷	مفتی اعظم ہند (ہندی)	عبدالنعیم عزیزی	اختر رضا بکڈپو محلہ سوداگران بریلی
۱۸	مفتی اعظم کے سفر آخرت کا آنکھوں دیکھا حال	الوفراز	
۱۹	مفتی اعظم ہند نمبر	طیش صدیقی	کلام مشرق۔ کانپور
۲۰	مفتی اعظم نمبر	علامہ ارشد القادری	پندرہ روزہ رفاقت سلطان گنج پٹنہ
۲۱	مفتی اعظم ہند نمبر	مولانا نسیم بستوی	ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی
۲۲	مفتی اعظم ہند نمبر	مولانا ریحان رضا خاں	ماہنامہ اعلحضرت سوداگران بریلی
۲۳	مفتی اعظم ہند نمبر	مشتاق حسین	بک کارنر اسلامیہ مارکیٹ بریلی
۲۴	تاج مفتی اعظم ہند نمبر	علامہ ظہیرالدین قادری	استقامت ڈائجسٹ $\frac{۴۴۴}{۲۲}$ ریل بازار کانپور
۲۵	مفتی اعظم ہند نمبر (غیر مطبوعہ)	مولانا سید شمیم گوہر	ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
۲۶	ہمارے مفتی اعظم (منظوم)	محمد سعید جیلانی	جیلانی کتب خانہ نالا روڈ کانپور
۲۷	نذرانۂ عقیدت (منظوم)	مولنا عبدالغنی قادری	دواخانہ قادری نیوٹن جیکل کالری (چھندواڑہ)
۲۸	عاشق مصطفےٰ	مولانا سعید احمد صاحب باندوی	رضوی کتب خانہ کراچی گوالا گورن ناتھ کہیری لکھیم پور

مدرسہ دارالسلام

آزادنگر جمشید پور، بہار

مدرسہ دارالسلام فاتح جمشید پور حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں روزافزوں ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔

چند ہی سالوں میں یہ مدرسہ چالیس یتیم ونادار طلبہ کے طعام وقیام کے ساتھ ان کے تعلیمی وتربیتی امور کی انجام دہی میں مصروف ہے۔ بیرونی طلبہ کے علاوہ مقامی طلبا وطالبات کی اچھی خاصی تعداد حصول علم میں مصروف ومنہمک ہے۔ ہر سال ربیع الاول شریف کے موقع پر حفاظ کی دستار بندی کی جاتی ہے۔

اس کی دو منزلہ عمارت کی بنیاد تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے مبارک ومقدس ہاتھوں سے رکھی تھی۔

اس وقت حضرت مولانا قاری منظور احمد صاحب قبلہ خطیب مدینہ مسجد صدر مدرس ومہتمم مدرسہ ہذا کی نگرانی میں یہ مدرسہ اپنی ترقی کی منزلیں نہایت تیز رفتاری سے طے کر رہا ہے اور تعمیری کام کا نہ رکنے والا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اہل خیر حضرات سے پُرخلوص تعاون کی درخواست ہے۔

المعلن: غلام مصطفےٰ خاں، سکریٹری مجلس منتظمہ مدرسہ دارالسلام

آزادنگر، مانگو، جمشید پور، بہار

(مدرسہ دارالسلام، آزادنگر جمشید پور، بہار)

کامیابی اور ناکامی زندگی کے اجزائے ترکیبی ہیں، کوشش اچھی ہو یا بری، ضروری نہیں کہ پوری طرح عملی جامہ پہن کر کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو ناکامی کا مرحلہ بھی پیش آسکتا ہے، ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ نہ کامیابی پہ مغرور و متکبر ہوں اور نہ ناکامی پہ مایوس و شکستہ خاطر کامیابی حاصل ہو تو کردگارِ کریم و کارساز کی شکر گزاری سے کام لیں۔ ناکامی ہو تو صبر و برداشت کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بہرحال نیت نیک اور ارادہ صالح ہو تو خدائے قادر و قیوم کی رحمت و نصرت اور اس کے مخلص بندوں کی حمایت و اعانت ضرور شاملِ حال ہوتی ہے۔

استقامت اپنی زندگی میں بارہا اس قسم کے خوشگوار تجربے کرچکا ہے، اب "مفتیٔ اعظم ہند نمبر" ہی کو لے لیجئے، اپنے "محدود وسائل" اور "لامحدود مسائل" کی پروا کئے بغیر جب ادارۂ استقامت نے اس نمبر کی اشاعت کا عزم کرکے سفر شروع کیا تو ہمت افزائی اور حوصلہ نوازی کرنے والے صاحب و احباب کی کمی نہیں پائی ـــ حضرت خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی، ادیب شہیر مولانا اسلم بستوی، حسان الہند جناب بیکل اتساہی، شاعرِ اسلام جناب راز الٰہ آبادی اور بہت سے دوسرے کرم فرماؤں نے اپنے بہترین اور مفید مشوروں سے سرفراز فرمایا۔ ملت اہلسنت کے تعلق سے علمی و ادبی دنیا کے ایک قابلِ فخر بطلِ جلیل حضرت علامہ ارشد القادری نے تو نہایت کرم فرمائی اور استقامت نوازی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے وقفہ وقفہ سے کئی بار ادارہ میں تشریف آوری کی زحمت کی اور نہ صرف مضامین کے انتخاب میں بھرپور حصہ لیا بلکہ خود اپنے شاندار رشحاتِ قلم سے بھی سرفراز فرمایا، ساتھ ہی ساتھ محب مکرم مولانا عبدالمبین نعمانی

عزیز گرامی مولانا مبین الہدیٰ گیاوی کی مرحمت فرمائیں اور نوازشات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

بریلی شریف میں جناب بابو بھائی صاحب مالک نامدار سرمہ کمپنی اور ان کے لائق و فائق بھانجے جناب قیصر شمسی برکاتی (نامہ نگار قومی آواز) نے اعلیحضرت اور حضور مفتئ اعظم ہند سے تعلق رکھنے والی تصاویر کی فراہمی میں بڑی مدد کی۔ اشتہارات اور خریداروں کی فراہمی کے معاملے میں حضرت اقدس مولانا مفتی رضوان الرحمٰن صاحب، مولانا حبیب یار خاں صاحب عرف محمد میاں مولانا نور الحق صاحب نوری اور حافظ عبد الغفار خاں (اندور) مولانا محمد علی صاحب فاروقی اور مولانا رسول احمد صاحب (رائے پور) مولانا عبد الحی صاحب (مالیگاؤں) مولانا امین الدین صاحب نعیمی (جمشید پور) حاجی فاروق صاحب رضوی اور ان کے فرزند ارجمند مولوی جمیل احمد صاحب اور داماد جناب ایاز محمود صاحب (بنارس) کے اشتراک و تعاون کا ذکر نہ کرنا ناسپاسی ہوگی۔

رضا اکیڈمی بمبئی کے جمیع اراکین اور خاص طور پر اکیڈمی کے سربراہ مولانا قاری حافظ سید سراج اظہر صاحب (خطیب امام مسجد کھیل گلی) جناب سعید بھائی رضوی اور پیر جی صاحب خاص طور پر مستحق تشکر ہیں، جنہوں نے مفتئ اعظم ہند نمبر کی رسم نقاب کشائی اور حضور مفتئ اعظم ہند کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے "مفتئ اعظم ہند کانفرنس" کے انعقاد کا اہتمام کیا اور اس کی اشاعت کے فروغ و اشاعت میں ہر ممکن تعاون فرمایا۔

مدھیہ پردیش کے علمی شہر اندور میں ایک اور گہوارۂ علم و فن کا

اضافہ

مدرسہ جامع العلوم معینیہ

جماعت منصوری مسجد پنجارہ باکھل اندور (ایم پی)

جسے وسط ہند کی مرکزی اسلامی درسگاہ دار العلوم نوری اندور سے براہ راست خصوصی تعلق ہے

جہاں باقاعدہ پانچ سو سے زائد طلباء و طالبات کو چار مختلف نشستوں (صبح دوپہر بعد عصر و بعد عشاء) میں دو باصلاحیت اساتذہ کی نگرانی میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ دینیات اور معلومات عامہ کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی بفضلہ تعالیٰ سہ منزلہ پر شکوہ ذاتی عمارت موجود ہے اور تعمیری سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے۔

بعد نماز عشاء تعلیم بالغان کا خصوصی نظم ہے

مدرسہ مذکور کی جانب سے ہفت روزہ اصلاحی پروگرام بھی ہر جمعہ کو شہر کی مختلف مساجد میں ہوتا ہے جسمیں عوام بالخصوص طلبہ جوق در جوق شریک ہوتے اور اپنی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں

تمام شائقین کی توجہ خاص کا طالب

(حضرت مولانا) حبیب یار خاں محمد میاں قادری رضوی

ناظم مدرسہ جامع العلوم معینیہ زیر اہتمام جماعت منصوری مسجد پنجارہ باکھل

اندور (ایم پی)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ پر

لاکھوں لاکھ سلام

خطیب شہیر سلطان المقررین علامہ
سید برکات احمد کوثر ربانی صاحب قادری ایم اے
ایل ایل بی جبلپوری سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت
سیدنا محدث اعظم باندوی علیہ الرحمہ

السلام
اے تاجدار اہلسنت، حبیب و محبوب دنیائے سنیت نازش و افتخار بریلویت تا ابد آپ پر لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے حقیقی مظہر اعلیحضرت امام اہلسنت آپ پر ہر صبح و شام لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے دین و ملت اسلام کے سچے حافظ و محافظ آپ پر ہر لحظہ و ہر آن لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے سنت و شریعت کے عدیم المثال عالم و کامل آپ پر ہر وقت و ہر ساعت لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے محی الدین وقت، غوث زماں، دور حاضر کے امام و شیخ الاسلام آپ پر تا روز قیامت لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے فقیہ اعظم السلام، اے مفسر اعظم السلام، اے محدث اعظم السلام اے مفتی اعظم السلام، السلام اے مفتی عالم اسلام آپ پر مدام لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے ادیب شہیر و شاعر اسلام، تلمیذ الرحمن و امیر قافلہ عاشقان رسول انام علیہ السلام آپ پر بصد احترام لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے زیب و زینت مسند اعلیحضرت السلام اے جامع شریعت و طریقت صاحب ولایت و کرامت آپ پر باہتمام لاکھوں لاکھ سلام۔

السلام
اے فدائے غوث اعظم، السلام السلام اے جاں نثار خواجۂ اکرم السلام السلام اے نیاز مند سادات مارہرہ مطہرہ، السلام السلام اے نور دیدۂ حضرت نوری میاں علیہ الرحمۃ آپ پر ہر دور میں لاکھوں لاکھ رحمتیں اور لاکھوں لاکھ سلام بے شمار رحمتیں اور بے شمار سلام۔

ارمغانِ عقیدت

از فیضی سنبھلپوری

رہبر عصرم، ہادی دورم، مرشد اکرم، مفتی اعظم

دیدۂ مارا از جلوۂ خود محروم کردی اے وائے ماتم
سائر عالم شد بہ تحکم بے کیف و بے جاں درہم و برہم

ہر کس نالد، ماتمات شیخی، یک مرگ عالم صد مرگ عالم
نادار و مفلس کن چہ گزارم از لطف خویشت امید دارم

تقدیر عقیدت آرم بہ پیشت دُر ہائے اشکم جانِ خُنگ دارم
اندر دیارِ ہند کہ بود جز تو دیگے صاحب عزمے

نائب غوث اعظم تو بی بس اکمل و افضل، اشرف، اکرم
جملہ مشائخ مجذوب و سالک از ہند و هم از غیر ممالک

از درد ہجراں دل گیر و گریاں در غم فرقت یکسر ماتم
اے چرخ نیلی با ما چہ کردی، مایہ ہستی از ما ربودی!

ہر شب تیرہ جامہ ماتم، ہر صبح رنگیں غلطاں بخونم
گل شد بیک دم شمع ہدایت تاریک و ویران شد بزم ملت

شد خانہ خانہ ماتم رخصت ز ما شد مفتی اعظم
پیر مغانِ بزم طریقت سرتاج اہل عرفان و حکمت

سرمایہ دار سِر حقیقت، جانِ شریعت رفت ز عالم
اہل ارادت گریاں پریشاں و بشنیدیم از دل و جاں

ارباب ایماں حرف فغانند شیوہ و شانست گریہ پیہم
اسرار وحدت ما را اگر گوید انوار کثرت ما را نماید

شان نبوت کیست کہ داند وائے حسرت باشد بحکم
از فیض باری باران نوری فیضی ببینی بر قبر نوری!

عطر فشانند بادِ بہاری، تا حشر باشد گریۂ شبنم

وکالت نامہ (حضرت مفتی اعظم ہند و دیگر علماء کرام)

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ مولٰنا وسیدنا المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ اولی الصدق والصفا۔ خواجۂ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس مرجع خلائق خاص وعام ہے یہی وہ آستانہ مقدسہ ہے جہاں سلاطین زمانہ غلامانہ طور پر حاضر ہوتے رہے اور آج بھی ہزاروں علماء صلحاء خواجہ خواجگان ولی الہند رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جبین نیاز خم کرتے ہیں میں خادم آستانہ غریب نواز مخدوم محترم ذی المجد والکرم جناب قادری چشتی مولوی سید احمد علی رضوی وکیل خانقاہ مفتی اعظم ہند رضوی کو اجمیر شریف کی وکالت سے حاضر آستانہ ہوتا رہا ہوں اور میں عقیدت مندان طریقت و خواجہ تاشان رضویت و برادران اہل سنت کو مخلصانہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی سید صاحب موصوف کی وکالت سے حاضر آستانہ ہوکر فیوض و برکات حاصل کریں اور نذر و نیاز و حاضری کا ان سے تعلق رکھیں اللہ تعالیٰ عزوجل تاقیامت خواجہ غریب نواز کا سایۂ رحمت تمام اہل سنت والجماعت پر قائم رکھے (آمین) وما ذالک علی اللہ بعزیز (۲)

محمد مصطفےٰ رضا قادری مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف اصل دستخط

محمد برہان الحق قادری جبل پوری
سید حسن برکاتی سجادہ نشین مارہرہ
محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی
ارشد القادری جمشید پور
صوفی عبدالرحمن باوزرہ
مفتی رجب علی نانپاروی
نظام الدین آسوی
عبدالشکور اشرفی احمد آباد
عبدالحلیم رضوی احمد آباد
عبدالتواب قادری حبیبی بریلی
مشاہد رضا بیلی بھیت
سید اسرار الحق کوٹہ
محمد معصوم رضا پیلی بھیت

محمد حبیب الرحمن قادری مجاہد ملت
محمد ریحان رضا قادری رحمانی بریلوی
غلام جیلانی میرٹھی
فیض العارفین غلام آسی
مفتی ریاست حسین کانپوری
محمد منصور علی خاں بمبئی
معین الدین رضوی احمد آباد
محمد رفیق جامعہ نعیمیہ مرادآباد
سید محمد نوری میرٹھ
محمد تحسین رضا بریلوی
ملک نیاز احمد حشمتی کانپوری
محمد منان رضا خاں بریلوی
محمد افتخار چشتی افریقی

شاہ سردار احمد رضوی فیصل آباد
قاضی محمد فضل رسول سجادہ نشین ”
ابوالمعالی محمد معین الدین رضوی ”
محمد احسان الحق قادری رضوی ”
محمد افضل کوٹلوی ”
ابوصالح محمد بخش رضوی ”
حافظ سید ہدایت رسول ”
محمد عبدالرشید چشتی گولڑوی ”
محمد صدیق قادری رضوی ”
محمد اللہ دتا رضوی ”
حاجی محمد صادق رضوی گوجرانوالہ
الحاج ابوطاہر عبدالعزیز چشتی بیالوی
محمد منظور احمد نعیمی سجادہ دلپور

قاری محمد مصلح الدین صدیقی کراچی
قاری رضاء المصطفےٰ اعظمی ”
سید تراب الحق شاہ قادری ”
صدر غلام رسول جامعہ نظامیہ لاہور
مفتی محمد حسین نعیمی ”
محمد عبدالحلیم شرف قادری ”
مسعود احمد خاں حزب الاحناف ”
قاری سید محمد علی رضوی جامعہ حیدرآباد
حافظ نعمت علی چشتی سیالوی ساہیوال
قمرالزماں انگلینڈ
محمد حنیف رضوی انگلینڈ
مقبول احمد اشرفی ماریشس
محمد عبدالحمید رضوی افریقی

حضرت امیر الاولیاء سیدنا و مولانا امیر الدین شاہ صاحب قبلہ چشتی نظامی المتوفی ۱۳۰۱ھ علیہ الرحمۃ حضرت غوث زمانے خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ان خلفائے نامدار میں سے ہیں جنہوں نے ہند و پاک میں خدمت اسلام کے کارہائے نمایاں انجام دیئے خلافت و اجازت کے بعد سلسلۂ تبلیغ دین یوپی کے خطہ اودھ میں تشریف لاکر قصبہ خیرآباد شریف ضلع سیتاپور سے چو میل کی دوری پر جانب شمال قیام فرمایا اور آج بھی اپنی تمام تابانیوں کے ساتھ اسی سرزمین پر آسودۂ خواب ہیں یہ مقام آستانہ عالیہ کھدریاں شریف سے یاد کیا جاتا ہے

قطعہ تاریخ وصال

شد مگر کُنج عدم امیر الدین	بعد وقت نماز ظہر و زوال
چاردہ بود از مہ رمضان	کہ بہ یوم الخمیس گشت وصال
در کھدریاں بساط معنیٰ داشت	شاہ بودہ بملک فقر و کمال

پئے سالش وصال سر دادند !
غوث و قطب و ریاضت و ابدال (۱۳۰۱ھ)

نوٹ: آپ کے حالات جاننے کے لئے کتاب تحفۂ چشتیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ اسے پتہ سے حاصل کریں۔ ([illegible]) محمد نظام الدین قادری مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم درگاہ حضرت بابا سندا شاہ مقام شرسا شریف پوسٹ بیباہی وایا شیو پور بازار ضلع بہرائچ شریف یوپی
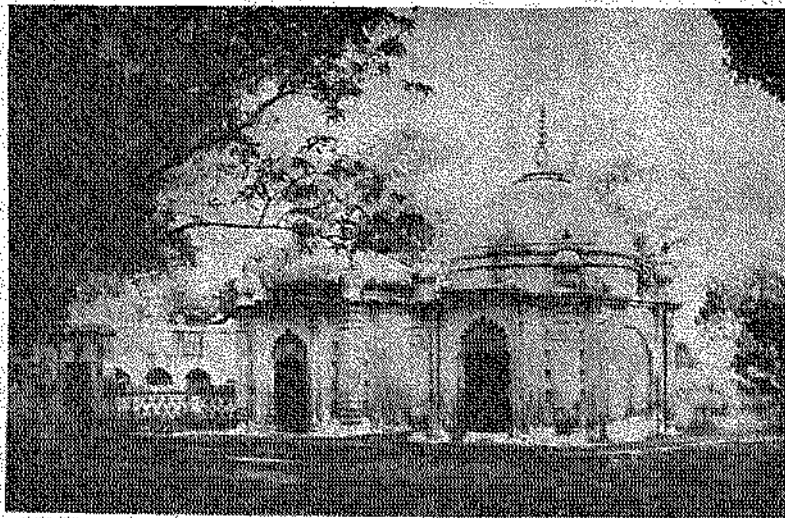
(مزار اقدس حضرت امیر الاولیاء مولانا سید امیر الدین شاہ و حضرت خواجہ محمد اصغر علی شاہ صاحب علیہما الرحمۃ)

کچھ عجب بر ہی نہیں موقوف اے شاہ جہاں | مفتی اعظم علیہ الرحمہ | لوہا مانا ایک عالم نے تری تلوار کا

برائے نفع تجارت

چاہیے کہ یہ نقش بایں طور نہایت خوشخط لکھ کر دوکان میں سامنے کے رخ میں آئینے کے اندر لگائے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی دوکان میں کافی گاہک آئیں گے اور کافی منافع ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ الذی سخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون

٣٠٧٣	٣٠٨٦	٣٠٨٤	٣٠٩٠
٣٠٨٥	٣٠٧٩	٣٠٧٤	٣٠٨٦
٣٠٧٨	٣٠٨٢	٣٠٨٩	٣٠٧٥
٣٠٨٨	٣٠٧٦	٣٠٧٧	٣٠٨٣

اے مالک الملک! اس نقش کے استعمال کا ثواب میرے مرشد حضور مفتی اعظم ھند علیہ الرحمہ کی روح پاک کو عطا فرما۔ اور حضور والا کے صدقہ میں ہمارے کاروبار کو عروج اور آمدنی وسعت و برکت دے ساتھ ہی **محمد رفیق قریشی قادری برکاتی** کے روزگار میں خیر و ترقی مرحمت فرما۔

جمیل احمد برکاتی تاجر چرم حسن پور نالا روڈ، راؤرکیلا (اڑیسہ)

دین وملت کی اہم خدمات اور
مفتئ اعظم نمبر کی اشاعت پر
ہم ادارۂ استقامت کو
مبارکباد پیش کرتے ہیں
عمدہ لذیذ اور صحت بخش
چکن تندوری، چکن بریانی، مٹن چانپ، ٹماٹر فرائی، مغلائی پراٹھا
لکھنوی فیرینی، شاہی ٹکڑے
شہر کلکتہ وصوبہ بنگال میں خوش ذائقہ اور لذیذ
کھانوں کا عظیم الشان مرکز
صابر ہوٹل
چاندنی

مرکزی درسگاہ **مدرسہ فیض العلوم** جمشید پور

خدمات

(۱) سنہ ۱۹۵۲ء سے اب تک فیض العلوم نے ۶۰۰ چھ سو سے زائد ایسے علماء، حفاظ، قراء، خطباء اور اصحاب قلم پیدا کئے جو آج ملک کی معیاری درسگاہوں، مسجدوں، اداروں اور تبلیغی مرکزوں میں دین کی عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۲) ڈیڑھ ہزار سے زائد طلبہ فیض العلوم کے درس عالیہ کے شعبے سے فارغ ہوئے جن میں سے سینکڑوں طلبہ ہائی اسکولوں میں گئے اور وہاں سے ڈاکٹری، انجینئرنگ اور علم وفن کی مختلف شاخوں میں کامیابی حاصل کی۔
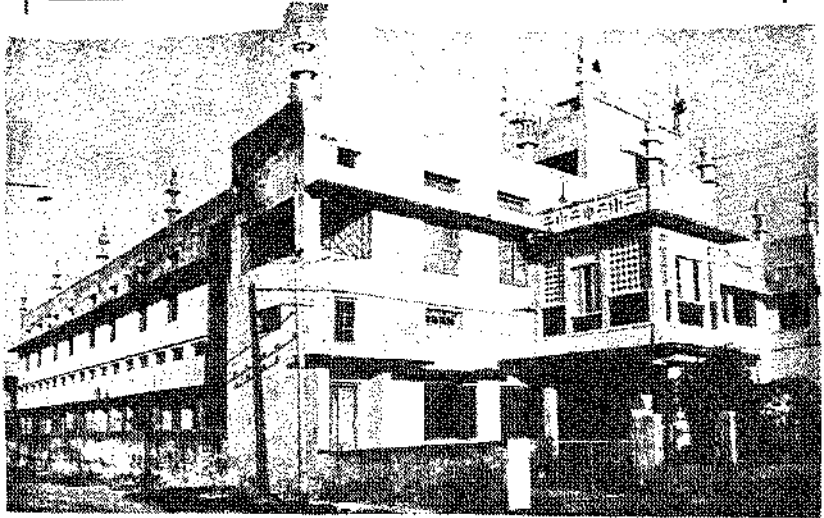
(مدرسہ فیض العلوم جمشید پور عربی علوم کی بلند پایہ درسگاہ)

(۳) نوجوانوں کے کئی دستے فیض العلوم ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ سے تربیت حاصل کر کے صنعت و حرفت کے مختلف میدانوں میں آج خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

(۴) مشرقی ہند کے مختلف صوبوں میں فیض العلوم نے اپنی کئی درجن شاخوں کے ذریعے لاکھوں افراد تک دین کی روشنی پہنچائی اور ہزاروں بچوں کو علم دین کی راہ پر لگا کر سینکڑوں آبادیوں کو اسلام کی برکت سے مالامال کیا۔

(۵) ہند اور بیرون ہند بھی اسلام کے فروغ و ترقی اور دائرہ عمل کی مختلف سطحوں پر مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے فیض العلوم ایک عظیم مرکز عمل کی حیثیت سے ہمیشہ پیش پیش رہا۔

(۶) فیض العلوم کے ذریعے بہار کی ریاست کے تقریباً ایک کروڑ مسلمانوں میں جو سماجی، تنظیمی، مذہبی، تعلیمی اور تبلیغی شعور بیدار ہوا، وہ ایک مسلّم حقیقت کی طرح ناقابل انکار ہے۔

(۷) فیض العلوم کی تحریک و تعاون سے مشرقی ہند کے کئی لاکھ مربع میل علاقوں میں بے شمار مساجد، مدارس، اسکول، قبرستان اور اداروں کی عمارتیں وجود میں آئیں جو آنے والی نسلوں کو اسلام اور اسلام کی روایات کے ساتھ مربوط رکھیں گی۔

تاریخنامہ

(۱) حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر علامہ ارشد القادری نے ۱۹۵۲ء میں کھلے آسمان کے نیچے مدرسہ فیض العلوم کی بنیاد رکھی۔

(۲) تین سال کی لگاتار کوشش کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء کو ٹاٹا اسٹیل کمپنی نے فیض العلوم کی عمارت کے لئے زمین الاٹ کیا۔

(۳) ۱۵ فروری ۱۹۵۷ء کو حافظ ملت اور دیگر علمائے اہل سنت کے مقدس ہاتھوں سے دو منزلہ عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔

(۴) ۱۹۶۰ء میں ایک منزل مکمل ہو جانے کے بعد فیض العلوم کی درسگاہ اپنی ذاتی عمارت میں منتقل ہو گئی۔

(۵) مسلمان بچوں کو صنعتی تعلیم و تربیت کے ذریعہ خود کفیل بنانے کیلئے جون ۱۹۷۲ء میں فیض العلوم ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں آیا۔

(۶) ۱۹۷۳ء میں مدرسہ فیض العلوم کی عمارت کی دوسری منزل پایۂ تکمیل کو پہونچی۔

(۷) بیرونی طلبہ کی رہائش کیلئے ۱۲ مارچ ۱۹۷۷ء کو ٹاٹا اسٹیل کمپنی سے ہوسٹل بلڈنگ کیلئے زمین حاصل کی گئی۔

(۸) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے اپریل ۱۹۷۷ء میں ہوسٹل کی دو منزلہ عمارت کی بنیاد رکھی۔

(۹) یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو فیض العلوم اردو مڈل اسکول کا قیام عمل میں آیا اور آج وہ ہائی اسکول کی سطح تک پہنچ گیا۔

(۱۰) ۱۹۸۲ء میں ہوسٹل بلڈنگ کی دو منزلہ عمارت مکمل ہو گئی۔

(۱۱) صنعت و حرفت کی مختلف شاخوں میں مسلم ماہرین کی تخلیقی صلاحیتوں کو ملی اور قومی مفاد میں استعمال کرنے کے لئے ۱۹۸۲ء میں فیض العلوم ٹکنیکل انڈسٹریز کنسلٹنٹ بورڈ کے نام سے ایک مشاورتی ادارہ قائم کیا گیا۔

شائع کردہ: اراکین مجلس انتظامیہ فیض العلوم جمشید پور (بہار)

جامعہ فیض الرسول میں سے کچھ عمارتوں کا دیدہ زیب منظر جس میں ہاسٹل (مرکزی عمارت) مسجد اور مقبرۂ یار علویہ کی مقدس عمارت دیکھی جا سکتی ہے

شعیب الاولیا حضرت شاہ محمد یار علی صاحب کے اخلاص للّٰہیت کی زندہ و پائندہ یادگار

مرکزی اہلسنت دار العلوم فیض الرسول

براؤں شریف ضلع بستی یو پی

جدید عمارتوں کی تکمیل اور کچھ جدید شعبہائے تعلیم کے اضافہ کے بعد مستقبل قریب میں اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم اور با فیض یونیورسٹی (جامعہ) ہوگا۔

دردمندانِ ملت سے ہر ممکن تعاون کی اپیل ہے

یہیں وسیع اور کشادہ کمروں والی دار العلوم فیض الرسول کے طلبہ کی دو منزلہ اقامت گاہ۔
(شعیب الاولیاء ہاسٹل) جس کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

ہمارا سر ہو خدایا حبیب کا در ہو — مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ — ہماری عمر الٰہی یوں ہی بسر ہو جائے

مدرسہ حبیبیہ راورکیلا

صوبہ اڑیسہ کے فولادی شہر راورکیلا میں مرد آہن بطل جلیل مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دست مبارک سے ۱۹۶۶ء میں اس گلشن علم وآگہی کی داغ بیل ڈالی اسی مرد حق آگاہ کی نیک دعاؤں اور مبارک ومقدس ہاتھوں کا فیضان ہے کہ روز افزوں یہ دینی درسگاہ ترقی وترویج کی منزلیں طے کر رہا ہے جس سے اہلسنت کا پرچم حق بلند اور باطل کا علم بغاوت سرنگوں ہوگیا۔

فی الحال مدرسہ میں تقریباً دو سو طلباء زیر تعلیم ہیں بیرونی طلبہ کے لئے خورد ونوش کے علاوہ دیگر سہولیات بھی مہیا ہیں۔ پانچ باصلاحیت مدرسین درس وتدریس میں مصروف ہیں۔ مطبخ، دار الاقامہ (ہوسٹل) اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی دلی آرزو اور تمنا کے پیش نظر ایک مسجد کی تعمیر اس کی اہم ضروریات ہیں۔ ہم دردمندان قوم اور غلامان حبیب سے مسجد حبیب اور دار الاقامہ کی تعمیر میں پرخلوص تعاون اور بے لوث امداد کی پرزور اپیل کرتے ہیں۔

ترسیل زر کا پتا: **مہتمم مدرسہ حبیبیہ ایچ بلاک سیکٹر ۱۵ راورکیلا اڑیسہ ۷۶۹۰۰۳**

الملتمس: **اراکین مدرسہ حبیبیہ راورکیلا (اڑیسہ)**

اللہ کے مخلص بندے اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور تسبیح و تہلیل کے لئے آبادی سے دور اور کنارا کش ہو کر ایسی ویران اور سنسان جگہ کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں کسی انسان کا گزر تو کیا اس کی عقل کی رسائی بھی ناممکن ہو۔ مگر پروردگار عالم اپنے اس بافیض بندے کے فیوض عام کرنے کے لئے ہزاروں تنہائیوں کے باوجود ان کے نزدیک انسانوں کا ہجوم اکٹھا کر دیتا ہے۔ اور وہ ویرانہ پر شور آبادی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

انہیں مقدس جگہوں میں سے اتر پردیش ضلع بہرائچ کی وہ بلند نصیب سرزمین ہے جہاں آج سے تقریباً ایک صدی پیشتر **حضرت بابا منڈا شاہ** رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سنسان جنگل دیکھ کر قیام فرمالیا۔ اور اٹھارہ سال بے آب و دانہ اسی جگہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجود نیاز لٹاتے رہے۔ جو اب شہ مسا شریف کے نام سے موسوم اچھی خاصی آبادی کی ایک بستی آباد ہو گئی ہے

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

اللہ کے اس مقدس ولی کا تقدس تاب آستانہ آج بھی فیوض و برکات سے تہی دامنوں کے مقدر سنوارتا ہے۔ اور شہ مسا شریف ضلع بہرائچ میں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

(آستانہ حضرت بابا منڈا شاہ علیہ الرحمۃ، شہ مسا شریف۔ ضلع بہرائچ، یو۔ پی)

دیکھ مت دیکھ مجھے گرم نظر سے خاور
شوخئ چشم سے تو آپ پریشاں ہوگا
مفتئ اعظم علیہ الرحمہ
نظر بد خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۠ع
اگر بچہ یا اسباب یا مکان وغیرہ پر حاسد کی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو سات مرتبہ اس آیت کریمہ کا پڑھنا یا گلے میں باندھنا یا دم کرنا نہایت مجرب اور مفید ہے۔ درحقیقت یہ آیت کریمہ نظر بد سے محفوظ رکھنے کا ایک قلعہ ہے۔
اے ساری خلقت کے خالق و مالک! آیت پاک کا ثواب میرے والد محترم جناب
بشارت حسین صاحب مرحوم ○ سنجیدہ خاتون مرحومہ
اور شفاعت حسین مرحوم کی ارواح کو عطا فرما۔ اور اس کے صدقے میں
میرے کاروبار میں برکت اہل و عیال کو صحت و سلامتی اور ایمان میں پختگی عطا فرما!
محمد ممتاز حسین ٹیلر ماسٹر
تلہٹی بازار گیٹ ع۲ شاپ نمبر ۳۰/۱ ، ۱۲ بی، روگینڈ سرائی
کلکتہ ع۱

تری صورت سے ہے حق آشکارا ✽ خدا کا بھائی تری ہر ہر ادا ہے (غوثِ اعظم علیہ الرحمہ)
ذہن اور حافظہ
اکیس ۲۱ مرتبہ پانی پر دم کر کے چالیس روز تک نہار منہ پلانے سے بچہ صاحب علم ہوگا اس کا ذہن اور حافظہ روشن ہو جائے گا۔
یَا عَلِیْمُ
اے خداوند علیم! وظیفہ مذکور کا ثواب میرے والد محترم جناب
محی الدین ابوبکر لبّی صاحب مرحوم و جمال محمد مرحوم
و جملہ مرحومین خاندان کی روحوں کو پہنچا دے اور ان کی مغفرت فرما۔
منجانب سید عیدروس بخاری
اے ایل ایس جمال محمد اینڈ کمپنی
۱۷ اے / ۲۸ چاندنی چوک اسٹریٹ
کلکتہ ۷۲
PHONE : 27-7399
A. L. S. JAMAL MOHAMED & CO.
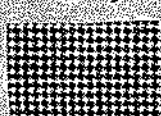
ربے جلوہ تمہارا دل کے اندر	مفتئ اعظم علیہ الرحمہ	مرے پیارے یہ دل کا دعا ہے

برائے اختلاج قلب

یہ نقش لکھ کر موم جامہ کر کے گلے میں اس طرح ڈالے کہ نقش دل پر رہے۔

لاحول	ولاقوۃ	الا	باللہ	العلی
ولاقوۃ	الا	باللہ	العلی	العظیم
الا	باللہ	العلی	العظیم	بسم اللہ
باللہ	العلی	العظیم	بسم اللہ	الرحمن
العلی	العظیم	بسم اللہ	الرحمن	الرحیم

نیتا جی بازار، دوحد فون رہائش ۶۵۱ آفس ۴۵۱

ABDUL MAJIDBHAI HABIBBHAI & SONS, DOHAD

अब्दुल मजीदभाई हबीबभाई एन्ड सन्स

طبق پر آسماں کے لکھا میں نعت شروالا
مفتئ اعظم علیہ الرحمہ
قلم اے کاش مل جاتا مجھے جبریل کے پر کا
بحری سفر کے لئے
بسم اللہ مجریٰها ومرسٰها ان ربی لغفور رحیم
ان شاء اللہ سفر بحفاظت تمام ہوگا
اے خالق جن و انس!
آیت مذکورہ کی تلاوت و استفادہ کا ثواب ہمارے والد صاحب
مرحوم کو عطا فرما اور ہمارے اہل و عیال کو صحت و سلامتی، اتحاد و
اتفاق، شفقت و محبت اور مسلک سنیت پر تصلب و استحکام
کی دولتوں سے نواز دے نیز ہمارے کاروبار میں خیر و برکت
عطا فرما ــــــ آمین
ایک حاجتمند ڈونڈایچہ ضلع دھولیہ مہاراشٹر

جامع مسجد گولموری

جمشید پور (بہار)

یہ خوشنما حسین اور شاندار مسجد کی عمارت گولموری ورکرس فلیٹ اور گولموری مسلم بستی کے میان ایک چکنی اور صاف شفاف شاہراہ کے کنارے واقع ہے۔ اس کی تعمیر میں پیسٹ کمپنی نے ورکرس اور انتظامیہ نے دل کھول کر حصہ لیا تھا۔ جس کا نتیجہ مسجد ہذا کی حسین عمارت ہے۔

ان دنوں اس تاریخی مسجد کی صدارت کی ذمہ داری محترم عالیجناب محمد علی صاحب (رشیدہ آئرن بلڈنگ کارپوریشن) کے سپرد ہے۔ جو سخاوت و فیاضی میں یکتائے زمانہ ہیں۔ اور امامت و خطابت کا بھاری بھرکم بوجھ حضرت مولانا حافظ قاری عبد الرزاق صاحب شکیل رضوی ضیائی کے سر ہے۔ موصوف انتہائی شریف النفس منکسر المزاج اور خلیق ہیں۔ مولانا موصوف نے بعد نماز مغرب درس حدیث کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جسے جولائی ۷۸ء سے ابتک انتہائی پابندی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ یہ کارنامہ مولانا موصوف کے اخلاص اور دینی جذبہ کا غماز ہے پروردگار عالم اپنے اس پاک گھر کے ساتھ ساتھ اسکے منتظمین بالخصوص صدر محترم اور امام موصوف کی حفاظت و حیات کیساتھ صحت و سلامتی کی دولتوں سے نوازے آمین۔

(گولموری مسجد جمشید پور بہار)

دورِ حاضر کا عظیم کتب خانہ
مکتبہ استقامت
ادارہ استقامت نے ملک گیر پیمانے پر عظیم اور فقید المثال کتب خانہ قائم کر کے
آپ کے ذوقِ ایمانی کی تسکین کے لئے بہترین موقع فراہم کیا ہے۔
تحفظ ایمان کیلئے
قابل اعتماد علماء و مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے
ایمان افروز کتابوں کا مطالعہ وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ جنہیں پڑھنے کے بعد روحوں میں پاکیزگی، دلوں میں عشق رسالت، جذبات میں دینی امنگ اور ذہن و فکر میں مذہب حق کا نور جگمگانے لگتا ہے۔ آپ کے ذوق و پسند کی تقریباً سبھی کتابیں اب آپ کو "مکتبہ استقامت" سے بکفایت دستیاب ہو سکیں گی۔
اپنے گرانقدر آرڈر "مکتبہ استقامت" کو روانہ فرمائیں
(چوتھائی رقم پیشگی روانہ کریں ورنہ آرڈر کی تعمیل نہ ہوگی۔)
مکتبہ استقامت ریل بازار کانپور

Regd. No. R.L.K.P. City 193
...gistered with the Registrar of News Papers at R.N. No. 29106/75
...ONTHLY ISTIQAMAT KANPUR (U.P.)
...H. W. ILMI DINI DIGEST
...ol. 9 May 1983 No. 69